برصغیر میں
اسلامی صحافت کی تاریخ اور ارتقا

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلیم الرحمٰن خان ندوی

اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

برصغیر میں
اسلامی صحافت کی تاریخ اور ارتقا

ڈاکٹر سلیم الرحمٰن خان ندوی

مترجم: مولانا احسن علی خان ندوی

قرآن اکیڈمی لائبریری
13695
K-36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور

اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

13695
ک - 1

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

کتاب: برصغیر میں اسلامی صحافت کی تاریخ اور ارتقا

تصنیف (عربی): ڈاکٹر سلیم الرحمن خان ندوی

ترجمہ (اردو): مولانا احسن علی خان ندوی

ناشر: اسلامک ریسرچ اکیڈمی۔کراچی
(ادارہ معارف اسلامی۔کراچی)
Email: irak.pk@gmail.com
Website: www.irak.pk

تقسیم کنندہ: اکیڈمی بک سینٹر (A.B.C.)
ڈی-۳۵، بلاک-۵، فیڈرل بی ایریا
کراچی-۷۵۹۵۰
فون: ۳۶۳۴۹۸۴۰-۳۶۸۰۹۲۰۱(۰۲۱)

اشاعت: محرم الحرام ۱۴۳۵ھ - نومبر ۲۰۱۳ء

قیمت: ۶۰۰ روپے

قرآن اکیڈمی لائبریری
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

انتساب xi

مقدمہ، ڈاکٹر صالح مہدی السامرائی xii

مقدمہ، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی xiii

کچھ اردو ترجمہ کے بارے میں، مولانا احسن علی خان ندوی xiv

ذکر کچھ کتاب کا xv

دیباچہ xvii

ہندوستان کا جغرافیہ اور اس میں اسلام کی آمد و توسیع ۱

○ وجہ تسمیہ ہندوستان ○ ہندوستان کی مساحت ○ ہندوستان کی آب وہوا اور موسم
○ ہندوستان میں عقائد و مذاہب ○ ہندوستان میں زبانیں ○ ہندوستان کے باشندے
○ ہندوستان میں اسلام کی آمد و توسیع

صحافت کے معنیٰ، مفہوم اور کردار ۸

○ صحافت کے لغوی معنی ○ صحافت کا مفہوم ○ فن صحافت پر ایک نظر
○ دنیا میں صحافت کا وجود اور اس کے ارتقاء کی مختصر تاریخ ○ عصر حاضر میں صحافت کی اہمیت
○ اسلامی صحافت ○ ہندوستان میں اسلامی صحافت ○ دنیا میں قلمی اخبارات کا ظہور
○ دنیا میں مطبوعہ اخبارات کا ظہور

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے قبل کی صحافت ۱۹

○ ہندوستان کے مسلم عہد میں اسلامی صحافت ○ عہد مغلیہ میں صحافت
○ خاص خبروں کی تشہیر و اعلان کا طریقہ ○ دینی خبروں کی اشاعت

ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد میں صحافت ۲۹

○ ہندوستان میں جدید صحافت کا آغاز ○ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں ڈاک اور مواصلات
○ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں اردو زبان ○ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں تعلیم
○ ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد میں قانون صحافت ○ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں پریس
○ جدید اسلامی صحافت کا آغاز ○ اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات و رسائل کی فہرست

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اسلامی صحافت ۱۸۵۷ء (جنگ آزادی) تا ۱۹۰۰ء ۴۲

○ تاریخی پس منظر ○ اس مدت میں اسلامی صحافت کی خصوصیات

سرسید احمد خان اور صحافت ۴۶

(الف) جریدہ "سائنٹفک سوسائٹی"

○ جریدہ "سائنٹفک سوسائٹی" کے مقاصد ○ جریدہ "سائنٹفک سوسائٹی" کی خصوصیات

○ جریدہ "سائنٹفک سوسائٹی" کا طرز تحریر

○ جریدہ "سائنٹفک سوسائٹی" میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

○ جریدہ "سائنٹفک سوسائٹی" میں بعض لکھنے والوں کے نام

(ب) مجلّہ "تہذیب الاخلاق"

○ مجلّہ "تہذیب الاخلاق" کے مقاصد ○ مجلّہ "تہذیب الاخلاق" کے چند اقتباسات

○ مجلّہ "تہذیب الاخلاق" کی خدمات

○ مجلّہ "تہذیب الاخلاق" میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

○ مجلّہ "تہذیب الاخلاق" کے مخالفت کا قصہ ○ سرسید احمد خان کا سیاسی موقف

○ سرسید احمد خان کا اسلوب نگارش ○ صحافت سرسید احمد خان کی نظر میں

○ صحافت پر سرسید احمد خان کے اثرات ○ صحافت کے ذریعے سرسید احمد خان کے تکمیل مقاصد

○ سرسید احمد خان کی صحافت کے متعلق مشاہیرہ کی آرا ○ سرسید احمد خان کی صحافت کا ایک جائزہ

ہندوستان میں اسلامی عربی صحافت کا آغاز ۷۲

○ پہلا عربی جریدہ "النفع العظیم لأهل هذا الاقليم"

○ جریدہ "النفع العظیم لأهل هذا الاقليم" کے مقاصد

○ جریدہ "النفع العظیم لأهل هذا الاقليم" کی خصوصیات

○ اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات ورسائل

○ اخبار "قاسم الاخبار" ○ رسالہ "انجمن اسلام" ○ اخبار "خیر المواعظ"

○ اخبار "منشور محمدی" ○ اخبار "شدھاکر" ○ اخبار "مہذب" ○ اخبار "وکیل"

○ اخبار "پنجاب آبزرور" ○ اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات ورسائل کی فہرست

اسلامی صحافت کا سنہری دور ۱۹۰۱ء تا ۱۹۴۷ء ۹۸

○ تاریخی پس منظر ○ اس مدت میں اسلامی صحافت کی خصوصیات

○ رسالہ "اردوئے معلی"، اخبار "زمیندار" اور مجلّہ "الندوہ"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(الف) مجلہ "اردوئے معلی"
○ رسالہ "اردوئے معلی" کے مقاصد ○ رسالہ "اردوئے معلی" کا سیاسی موقف
○ رسالہ "اردوئے معلی" میں شائع ہونے والے مضامین کے عناوین
○ رسالہ "اردوئے معلی" کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء
(ب) اخبار "زمیندار"
○ اخبار "زمیندار" کے مقاصد ○ اخبار "زمیندار" کے سیاسی موقف
○ ظفر علی خان کا اسلوب صحافت ○ اخبار "زمیندار" کی خدمات
○ اخبار "زمیندار" کی خصوصیات ○ اخبار "زمیندار" کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آرا
(ج) مجلّہ "الندوہ"
○ مجلہ "الندوہ" کے مقاصد ○ مجلہ "الندوہ" کی خصوصیات
○ مجلہ "الندوہ" میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین
○ مجلہ "الندوہ" کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء

مولانا محمد علی جوہر اور صحافت ۱۳۵
(الف) ہفت روزہ "کامریڈ" (انگریزی)
○ رسالہ "کامریڈ" کے مقاصد ○ مولانا محمد علی جوہر کی نظر میں صحافت
○ مولانا محمد علی جوہر کا سیاسی موقف
○ رسالہ "کامریڈ" میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین ○ رسالہ "کامریڈ" کا اداریہ
○ رسالہ "کامریڈ" کی خصوصیات ○ رسالہ "کامریڈ" کی اہم خدمت
○ رسالہ "کامریڈ" سے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء
(ب) صحیفہ "ہمدرد" (اردو)
○ صحیفہ "ہمدرد" کا معیار ○ صحیفہ "ہمدرد" کے مقاصد ○ صحیفہ "ہمدرد" کی خصوصیات
○ صحیفہ "ہمدرد" میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین
○ صحیفہ "ہمدرد" کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء

مولانا ابوالکلام آزاد اور صحافت ۱۵۶
○ جرائد "الہلال" اور "البلاغ" ○ جرائد "الہلال" اور "البلاغ" کے مقاصد
○ مولانا ابوالکلام آزاد اسلوب نگارش اور اس کے نمونے
○ مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت ○ مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت کے مراحل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

○ صحافت میں مولانا ابوالکلام آزاد کا سیاسی موقف
○ جرائد 'الہلال' اور 'البلاغ' کی خصوصیات ○ جرائد 'الہلال' اور 'البلاغ' کی خدمات
(الف) جرائد "الھلال" اور "البلاغ" اور ذوقِ قرآنی
(ب) جرائد "الھلال" اور "البلاغ" اور بدعات وخرافات پر رَدّ
(ج) جرائد "الھلال" اور "البلاغ" اور تحریکِ آزادئ ھند
(د) جرائد "الھلال" اور "البلاغ" اور مذھب وسیاست جڑواں بھائی
(ھ) جرائد "الھلال" اور "البلاغ" اور اجتھاد کی دعوت
جرائد 'الہلال' و 'البلاغ' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین
جرائد 'الہلال' اور 'البلاغ' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء

مولانا عبدالماجد دریابادی اور صحافت ۱۸۴
○ مولانا عبدالماجد دریابادی کی صحافت نگاری ○ مولانا عبدالماجد دریابادی کے اخبار
○ جرائد 'سچ'، 'صدق'، اور 'صدق جدید' کے مقاصد
○ مولانا عبدالماجد دریابادی کی نظر میں اسلامی صحافت کے مبادی
○ جرائد 'سچ'، 'صدق'، اور 'صدق جدید' کی اسلامی خدمات
(الف) جرائد "سچ"، "صدق" اور "صدق جدید" اور بدعات وخرافات کا رد
(ب) جرائد "سچ"، "صدق" اور "صدق جدید" اور شیعیت کا مقابلہ
(ج) جرائد "سچ"، "صدق" اور "صدق جدید" اور جدت پسند رجحانات پر تنقید
(د) جرائد "سچ"، "صدق" اور "صدق جدید" اور مغربی تھذیب پر تنقید
○ مولانا عبدالماجد دریابادی کا اسلوبِ نگارش
○ جرائد 'سچ'، 'صدق'، 'صدق جدید' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین
○ جرائد 'سچ'، 'صدق'، اور 'صدق جدید' کی خصوصیات
○ جرائد 'سچ'، 'صدق'، اور 'صدق جدید' کا سیاسی موقف
○ جرائد 'سچ'، 'صدق'، اور 'صدق جدید' کے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور صحافت ۲۰۲
○ جریدہ 'تاج' ○ جریدہ 'مسلم' ○ جریدہ 'الجمعیۃ'
○ مجلہ 'ترجمان القرآن' ○ مجلہ 'ترجمان القرآن' کے مقاصد
○ مجلہ 'ترجمان القرآن' پر ایک نظر ○ مجلہ 'ترجمان القرآن' کی خصوصیات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

○ مجلہ ''ترجمان القرآن'' کا سیاسی موقف ○ مجلہ ''ترجمان القرآن'' کی خدمات
(الف) مجلہ "ترجمان القرآن" اور مغربی تہذیب پر تنقید
(ب) مجلہ "ترجمان القرآن" اور نظریہ قومیت کا ازالہ
(ج) مجلہ "ترجمان القرآن" اور تحریکِ آزادی ہند کی تائید
(د) مجلہ "ترجمان القرآن" اور تحریک اسلامی کی دعوت
(ھ) مجلہ "ترجمان القرآن" اور مقابلہ فتنۂ رفض السنۃ
(و) مجلہ "ترجمان القرآن" اور ردّ قادیانیت
○ اسلامی صحافت پر مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے اثرات
○ مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء

مجلہ ''معارف''، رسالہ ''اسلامک کلچر''، مجلہ ''الفرقان'' اور مجلہ ''برہان'' ۲۳۲
(الف) مجلہ "معارف"
○ مجلہ ''معارف'' کے مقاصد ○ مجلہ ''معارف'' کی خصوصیات
○ تحقیق کے میدان میں مجلہ ''معارف'' کی خدمات
○ مجلہ ''معارف'' سے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء
(ب) رسالہ "اسلامک کلچر"
○ رسالہ ''اسلامک کلچر'' کے مقاصد ○ اسلامی صحافت میں رسالہ ''اسلامک کلچر'' کا مقام
○ رسالہ ''اسلامک کلچر'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین
○ مجلہ ''اسلامک کلچر'' سے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء
(ج) مجلّہ "الفرقان"
○ مجلہ ''الفرقان'' کے مقاصد ○ مجلہ ''الفرقان'' کی خصوصیات
○ اسلامی صحافت میں مجلہ ''الفرقان'' کا مقام اور اس کی خدمات
○ مجلہ ''الفرقان'' کے اداریوں کا نمونہ
○ مجلہ ''الفرقان'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین
(د) مجلّہ "برہان"
○ مجلہ ''برہان'' کے مقاصد ○ اسلامی صحافت میں مجلہ ''برہان'' کا مقام ○ مجلہ ''برہان'' کی خدمات
○ مجلہ ''برہان'' مین شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس عہد میں اسلامی عربی صحافت ۲۹۵

(الف) مجلّہ "البیان"

○ مجلہ 'البیان' کے مقاصد ○ مجلہ 'البیان' کی خصوصیات

○ مجلہ 'البیان' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

○ مجلہ 'البیان' میں لکھنے والے اہل قلم ○ ہندو بیرون ہند میں مجلہ 'البیان' کی گونج

(ب) مجلّہ "الضیاء"

○ مجلہ 'الضیاء' کی اہمیت ○ عربی صحافت پر مجلہ 'الضیاء' کے اثرات

○ عالم عربی اور عالم اسلامی میں مجلہ 'الضیاء' کی مقبولیت

○ مجلہ 'الضیاء' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

○ مجلہ 'الضیاء' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء

○ اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات و رسائل

○ مجلہ 'الوطن' ○ مجلہ 'مخزن' ○ جریدہ 'اہلِ حدیث' ○ مجلہ 'البرھان'

○ مجلہ 'خاتون' ○ جریدہ 'النجم' ○ مجلہ 'عصمت' ○ روزنامہ 'خلافت'

○ مجلہ 'دین و دنیا' ○ روزنامہ 'انقلاب' ○ مجلہ 'فاران' ○ صحیفہ 'اسٹار آف انڈیا'

○ اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات و رسائل کی فہرست

اسلامی صحافت آزادیٔ ہند ۱۹۴۷ء کے بعد ۳۰۴

○ تاریخی پس منظر ○ اس مدت میں اسلامی صحافت کی خصوصیات

○ اس مدت میں جدید اخبارات و رسائل

(الف) مجلّہ "زندگی"

○ مجلہ 'زندگی' کے مقاصد ○ مجلہ 'زندگی' کی خصوصیات

○ اسلامی صحافت میں مجلہ 'زندگی' کا مقام

○ تحریک اسلامی کے دفاع میں مجلہ 'زندگی' کا کردار ○ مجلہ 'زندگی' کا اداریہ

○ مجلہ 'زندگی' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

(ب) مجلّہ "تجلی"

○ مجلہ 'تجلی' کے مقاصد ○ اسلامی صحافت میں مجلہ 'تجلی' کا مقام ○ مجلہ 'تجلی' کی خدمات

(ج) صحیفہ "دعوت" اور اس کے ملحقات

○ صحیفہ 'دعوت' کے مقاصد ○ اسلامی صحافت میں صحیفہ 'دعوت' کی اہمیت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

○ صحیفہ ''دعوت'' کی خصوصیات

(د) جریدہ "ریڈینس" (انگریزی)

○ جریدہ ''ریڈینس'' کی اہمیت ○ جریدہ ''ریڈینس'' کی خصوصیات

(ھ) جریدہ "تعمیرِ حیات"

○ جریدہ ''تعمیرِ حیات'' کے مقاصد ○ اسلامی صحافت میں جریدہ ''تعمیرِ حیات'' کی خدمات

(و) مجلّہ "اسلام و عصرجدید" (اردو وانگریزی)

○ مجلہ ''اسلام وعصر جدید'' کے مقاصد ○ مجلہ ''اسلام وعصر جدید'' کی اہمیت

(ز) مجلّہ "الرسالہ"

○ مجلہ ''الرسالہ'' کے مقاصد ○ مجلہ ''الرسالہ'' کی خصوصیات

○ مجلہ ''الرسالہ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

اس مدت میں اسلامی عربی صحافت ۳۳۶

(الف) مجلّہ "البعث الاسلامی"

○ مجلہ ''البعث الاسلامی'' کے مقاصد ○ مولانا سید محمد حسنی ندوی اور مجلہ ''البعث الاسلامی''

○ مجلہ ''البعث الاسلامی'' کی خصوصیات ○ اسلامی صحافت میں مجلہ ''البعث الاسلامی'' کا مقام

○ مجلہ ''البعث الاسلامی'' کی خدمات

○ مجلہ ''البعث الاسلامی'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

○ مجلہ ''البعث الاسلامی'' اور عالم عربی

(ب) جریدہ "الرائد"

○ جریدہ ''الرائد'' کے مقاصد ○ جریدہ ''الرائد'' کی اہمیت ○ جریدہ ''الرائد'' کی خدمات

○ جریدہ ''الرائد'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

○ اسلامی عربی صحافت میں جریدہ ''الرائد'' مقام

(ج) مجلّہ "دعوۃ الحق"

○ مجلہ ''دعوۃ الحق'' کے مقاصد ○ مجلہ ''دعوۃ الحق'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

○ مجلہ ''دعوۃ الحق'' کے بارے میں بعض علماء کی آراء

(د) مجلّہ "الجامعہ السلفیہ"

○ مجلہ ''الجامعہ السلفیہ'' کے مقاصد ○ مجلہ ''الجامعہ السلفیہ'' کی اہمیت

○ مجلہ ''الجامعہ السلفیہ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(ھ) جریدہ "الکفاح"

○ جریدہ ''الکفاح'' کے مقاصد ○ جریدہ ''الکفاح'' کی اہمیت

○ جریدہ ''الکفاح'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

(و) جریدہ "الدعوۃ"

○ جریدہ ''الدعوۃ'' کے مقاصد ○ اسلامی عربی صحافت میں جریدہ ''الدعوۃ'' کا مقام

○ جریدہ ''الدعوۃ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

(ز) جریدہ "الداعی"

○ جریدہ ''الداعی'' کے مقاصد ○ جریدہ ''الداعی'' کی اہمیت

○ جریدہ ''الداعی'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین

○ جریدہ ''الداعی'' کے متعلق بعض علماء کی آراء

اس مدت میں شائع ہونے والے بعض دیگر اخبارات ورسائل ۳۷۱

○ مجلہ ''الحسنات'' ○ جریدہ ''تعمیر'' ○ جریدہ ''نشانِ منزل'' ○ مجلہ ''ثقافۃ الھند'' (عربی)

○ مجلہ ''دارالعلوم'' ○ مجلہ ''نور'' ○ مجلہ ''البلاغ'' ○ مجلہ ''رضوان''

○ مجلہ ''الاسلام'' ○ جریدہ ''نشیمن'' ○ مجلہ ''ہادی'' (ہندی) ○ جریدہ ''ندائے ملت''

○ مجلہ ''الجیب'' ○ مجلہ ''معرفتِ حق'' ○ ماہنامہ اسٹڈیز ان اسلام (انگریزی)

○ مجلہ ''الفاروق'' ○ مجلہ ''نظام'' ○ مجلہ ''حجاب'' ○ مجلہ ''صحیفہ''

○ مجلہ ''حسنِ اخلاق'' ○ مجلہ ''ذکریٰ'' ○ مجلہ ''ہلال'' ○ مجلہ ''محکمات''

○ مجلہ ''بتول'' ○ مجلہ ''المجمع العلمی الھندی'' (عربی) ○ جریدہ ''الداعی''

○ مجلہ ''البدر'' ○ مجلہ ''وصیۃ العرفان'' ○ جریدہ ''خبرنامہ''

○ اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات ورسائل کی فہرست

خاتمہ ۳۹۳

کتاب کے مراجع ۳۹۵

کتاب کے مصادر ۴۱۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس ناچیز کتاب کا انتساب اپنے والدین اور دوسری ماں کے نام کرتا ہوں، جنہوں نے میری اور میرے بہن بھائیوں کی اچھی پرورش کی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ وہ ہم سب بہن بھائیوں کو ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے۔

اس کتاب کا انتساب اپنے ان تمام اساتذۂ کرام اور اداروں کے نام بھی کرتا ہوں جہاں سے مجھے دولتِ علم حاصل ہوئی مثلاً:

۱۔ دارالعلوم تاج المساجد، بھوپال، ہندوستان
۲۔ دارالتعلیم والصنعت، کانپور، ہندوستان
۳۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، ہندوستان
۴۔ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، الریاض، سعودی عرب۔

ڈاکٹر سلیم الرحمٰن خان ندوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

نشر و اشاعت اور خبر رسانی دعوت الی اللہ کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ انٹرنیٹ، برقیاتی ذرائع ابلاغ اور فضائی چینلوں جیسی ایجادات اور وسائل کے ظہور سے پہلے اخباری وتحریری صحافت ہی اپنے خیالات ونظریات کو پہنچانے کا ذریعہ تھی۔

دنیا میں ہندوستان ایک ایسا ملک ہے، جہاں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد رہتی ہے، یہاں کے اسلامی معاشرے کے دینی، ثقافتی، تہذیبی، اقتصادی اور سیاسی حالات سے آگاہی کے لیے اس ملک کی اسلامی صحافت ایک ماخذ ومرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

استاد سلیم الرحمٰن خان ندوی نے ہندوستانی مسلمانوں اور مفکرین کی طرف سے شائع کیے جانے والے اخبارات ورسائل اور ان کی صحافتی خدمات کو عربی زبان میں پیش کرنے کی اہم خدمت انجام دی ہے۔ انہوں نے کتابوں میں مدفون معلومات کو نکالا، مکتبوں کی خاک چھانی، کتابوں کا مطالعہ کیا اور اس کے لیے مسلسل سفر کی صعوبتیں اٹھائیں، ان کی یہ تحقیق نہ صرف عربوں اور مسلمانوں کے لیے مفید ہے بلکہ مستشرقین اور ثقافتِ اسلامیہ سے دلچسپی رکھنے والے محققین کے استفادہ کے لیے بھی اہم ہے۔

جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، الریاض، سعودی عرب میں اس مقالے کی نگرانی میرے ذمے تھی۔ میں نے مؤلف کی سعی وکوشش، بیداری وذہانت اور ریسرچ وتحقیق کو دیکھا تو اس سے میں بے حد متاثر ہوا اور میرے دل میں اس کی قدر ومنزلت بھی بڑھی۔ مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ یہ قیمتی مقالہ، میرے بیان کردہ علم ومعرفت کے مختلف حلقوں سے دادِ تحسین حاصل کرے گا۔ میں دار العلوم ندوۃ العلماء کا بھی مشکور وممنون ہوں کہ اس نے اس قیمتی مقالے کو طباعت سے آراستہ کیا۔ آخر میں مؤلف کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بھرپور اجر وثواب عطا فرمائے۔

ڈاکٹر صالح مہدی السامرائی

رئیس المرکز الاسلامی، ٹوکیو، جاپان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

صحافت کی اہمیت اور اس کے متنوع اغراض و مقاصد اور اسالیب کے اختلاف کے پیشِ نظر اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ اس موضوع پر تحقیق کی جائے، کیونکہ اس قسم کی تحقیق سے ہی انگریزی سامراج کے زمانے میں ملک اور معاشرے کے حالات، فکری رجحانات اور عادات و اطوار کو سمجھا جاسکتا ہے۔ جس زمانے میں قوم کے لیڈر اور بیباک صحافی ملک کو غیر ملکی سامراج سے آزاد کرانے کی سعی و کوشش میں لگے ہوئے تھے، اُس وقت ملک کے عوام مختلف طبقات اور متنوع مذاہب میں منقسم تھے اور ہر طبقہ و جماعت کی خاص آراء و نظریات تھے۔

اس موضوع پر مختلف علمی تحقیقات شائع ہو چکی تھیں، لیکن ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی ایسی تحقیق منظر عام پر آئے، جو موضوع کے احاطے کے ساتھ ساتھ اس کا پورا حق بھی ادا کرے اور اس موضوع پر تحقیق کرنے والے اس سے مکمل استفادہ کر سکیں۔

عزیز القدر ڈاکٹر سلیم الرحمٰن خان ندوی بھوپالی نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور اس کمی کو پورا کیا۔ انہوں نے اپنے تحقیقی مقالے میں تمام وضاحت طلب مطالب کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور ''ہندوستان میں اسلامی صحافت کی تاریخ اور ارتقا'' کے عنوان پر ایک بیش قیمت مقالہ تحریر کیا۔ عزیز گرامی نے اس تحقیقی مقالے کو آسان و بلیغ اسلوب میں اس طرح تیار کیا کہ پڑھنے والے کو ان کی سعی و کوشش اور جدو جہد کا اندازہ بخوبی ہو سکے اور ان کی پیشکش کا طریقہ اسے پسند آئے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کے اس عمل کو قبول کرے، جسے انہوں نے اپنے وطن ہندوستان کی علمی اور اسلامی خدمت کی ذمہ داری سمجھتے ہوئے کیا ہے اور بہتر طریقہ سے کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ نہ صرف اپنے وطن کے لیے بلکہ پوری امتِ مسلمہ کے لیے اپنی اس کوشش میں ہر طرح سے تعریف و توصیف کے مستحق ہیں۔ واللہ ولی التوفیق ومنہ القبول۔

سید محمد رابع حسنی ندوی
ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، ہندوستان

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ
۱۷/اپریل ۲۰۱۰ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کچھ اردو ترجمے کے بارے میں

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

جناب ڈاکٹر سلیم الرحمٰن خان ندوی نے اپنا ایم، اے کا مقالہ مجھے دیکھنے کو دیا، میں نے اُسے حرف بحرف پڑھا، اس کی زبان، اس کا خوبصورت انداز، اس کی ترتیب، مراجع کی تلاش میں مقالہ نگار کی سعی وکوشش اوران کی سفر درسفر کی روداد سن کر میں نے ان کو مشورہ دیا کہ اس مقالے کا اردو ترجمہ بھی ضرور ہونا چاہیے۔ اس وقت اصل عربی کتاب کی طباعت کے لیے ان کی کوششیں جاری تھیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں توفی الحال اس کا ترجمہ نہیں کر سکتا، اس لیے کہ میری جاپان میں مصروفیات اتنی بڑھ گئی ہیں کہ بعض وقت موبائل پر بات کرنا بھی دشوار ہوجاتا ہے۔ پھر مسکرا کر درخواست کی کہ اگر آپ یہ کام انجام دے دیں تو بہت ہی ممنون ومشکور ہوں گا۔ اس وقت رمضان المبارک کی آمد آمد تھی، انہوں نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ رمضان المبارک کی تعطیلات میں یہ کام آپ بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ آخران کے پیہم اصرار اوراردو میں اس مقالے کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے میں نے اس کام کا آغاز کیا اور تقریباً ڈیڑھ ماہ میں الحمد للہ اس کا ترجمہ مکمل ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگارہ میں دعا ہے کہ ان کی عربی تالیف اوراس کا ترجمہ دونوں کتابیں مقبول ومفید ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدد اورتائید سے مزید علمی ودینی خدمات اورجاپان میں اشاعتِ اسلام کا کام کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے اوران کی دینی وعلمی خدمات کو قبول فرمائے۔

احسن علی خان ندوی

استاذ تفسیر، حدیث وفقہ

دارالعلوم تاج المساجد، بھوپال، ہندوستان

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ذکر کچھ کتاب کا

زیرِ نظر کتاب برادرِ گرامی قدر پروفیسر ڈاکٹر سلیم الرحمٰن خان ندوی صاحب کے عربی مقالے "الصحافة الاسلامیه فی الهند تاریخها و تطورها" کا اردو ترجمہ ہے جو انہوں نے جامعہ الامام محمد بن سعود، الریاض سعودی عربیہ میں ڈاکٹر سالح مہدی السامرائی کے زیرِ نگرانی تحریر کیا اس پر انہیں ایم۔اے کی سند تفویض کی گئی۔

کتاب اعلیٰ تحقیقی اور علمی معیار پر مرتب کی گئی ہے۔ مصنف نے محمود غزنوی کے دور سے اپنے زمانی سفر کا آغاز کیا اور منزل بہ منزل ہر دوراہے اور ہر سنگِ میل پر، ہر گلی اور ہر موڑ پر ٹھہر کر مطالعہ و مشاہدہ کیا اور موضوع سے متعلق جو کچھ ملا اسے اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ اس طویل سفر میں جو کچھ میسر آیا اسے حسنِ ترتیب اور حسنِ تحریر سے مزین کر دیا۔ جو بلاشبہ متاثر کن اور حیرت انگیز ہے۔

سیکڑوں سالوں سے برصغیر کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے اخبارات، جرائد اور مجلوں تک رسائی اور ان کی ترتیب و تخریج بلاشبہ ایک صبر آزما اور محنت طلب کام ہے۔ مصنف ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ملت اسلامیہ ہند کے ایک روشن باب کو ہماری آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کر دیا۔

یہ محض صحافت کی داستان نہیں بلکہ ہماری دینی اور دنیوی زندگی، ہمارے افکار و نظریات اور ہمارے ذہنی سفر کی قدم بہ قدم روداد ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہم اپنا ماضی بھی دیکھ سکتے ہیں (جو اتنا برا نہیں جتنا ہمارے سیکولر دانشور باور کرانا چاہتے ہیں) اور مستقبل کی صورت گری بھی کر سکتے ہیں۔

فاضل مصنف نے ہر اخبار اور رسالے کو اس کے وزن و حجم کے مطابق اس کا حق دینے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ہر اس نام اور کام کو محفوظ کر دیا جو کسی بھی حوالے سے قابل ذکر تھا اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موضوع پر غالباً اس سے پہلے کوئی کتاب مرتب نہیں کی گئی۔ اگرچہ بعض جرائد اور اخبارات کے حوالے سے الگ الگ بہت کچھ تحریر کیا گیا۔

کتاب کے عربی اور اردو ایڈیشن ہندوستان کی قدیم علمی درس گاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع ہو چکے ہیں۔ اب ہم پاکستان میں اسے ''برصغیر میں اسلامی صحافت کی تاریخ اور ارتقا'' کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب ہمارے علمی اور تحقیقی سرمائے میں اہم اضافہ ثابت ہوگی صحافت سے وابستہ افراد کے لیے یہ ایک مستند حوالہ ہے اور اس قابل ہے کہ جامعات کے ''شعبہ ابلاغ عامہ'' اور ''تاریخ برصغیر'' کے نصاب میں شامل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو اور ان تمام افراد کو جنہوں نے کتاب کی تیاری معاونت کی دنیا و آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے۔

۲۲/ اکتوبر ۲۰۱۳ء

ارشد بیگ
پبلی کیشنز انچارج
اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

ذرائع ابلاغ کو آج وہ اہمیت حاصل ہے، جو پہلے کبھی حاصل نہ تھی۔ اس میں صحافت کو اس لیے خاص اہمیت حاصل ہے کہ اس کے ذریعے ہی نظریات و رجحانات کو پیش کیا جاتا ہے۔

صحافت نے پوری دنیا میں ترقی کی ہے، خصوصاً ہندوستان میں اسے جو عروج حاصل ہوا ہے، اس کی مثال دوسرے ملکوں میں کم ملے گی۔ مسلمانوں نے بھی اپنے تاریخی سفر کے دوران میں اس میں بھرپور حصہ لیا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے سامنے ایسی کوئی کتاب نہیں ہے، جو ہندستان کے مسلمانوں کی اسلامی صحافت کا جامع تعارف پیش کرتی ہو۔ مسلم صحافت سے متعلق جو معلومات ہیں وہ چند کتابوں کے حواشی یا اخبارات و رسائل میں بغیر کسی خاص اہتمام کے بکھری ہوئی ہیں۔

میں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کے المعہد العالی للدعوۃ الاسلامیہ، الریاض، سعودی عرب میں زیرِ تعلیم تھا، ایم۔اے کے مقالے کے لیے میں نے ''ہندوستان میں اسلامی صحافت کی تاریخ اور ارتقاء'' کا موضوع اختیار کیا، اجازت ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے میں نے اس کام کا آغاز کیا۔

اس مقالے کی تیاری میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے:

۱۔ کتاب کے ابواب کو زمانی ترتیب کے مطابق اس طرح رکھا گیا ہے کہ ہر باب اپنی خصوصیت اور صحافتی مزاج کے اعتبار سے ممتاز رہے، پڑھنے والا ایک زمانے کے اختتام اور دوسرے زمانے کے آغاز پر واضح فرق محسوس کرے۔

۲۔ اس بات کا خاص لحاظ رکھا گیا کہ ہر اخبار اور رسال کو اس کا مکمل حق بغیر کسی کمی وبیشی کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ملے۔اس لیے اخبارات ورسائل کوتین درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلے ان اخبارات ورسائل کولیا گیا ہے، جوتفصیلی بحث وتحقیق کے مستحق تھے۔دوسرے نمبر پر وہ اخبارات ورسائل درج کیے گئے ہیں، جوپہلی قسم کی طرح نہ توزیادہ اہمیت رکھتے تھے اورنہ ان پر تفصیلی بحث کا موقع ہی تھا،لیکن چونکہ ہراخبار اپنی ایک انفرادیت رکھتا ہےاورصحافت میں ہرایک کی منفردطریقے سے قدروقیمت متعین کرنی ہوتی ہے،اس لیے ہرباب کے ساتھ ایک مستقل فصل ''اس مدت میں شائع ہونے والےبعض اخبارات ورسائل'' کے عنوان سے رکھی گئی ہے،جس میں اس طرح کےاخبارات ورسائل کا تذکرہ مختصرتعارف کےساتھ کیا گیا ہےاورتیسرے نمبر پر ہرباب کے آخر میں''اس مدت میں شائع ہونے والےبعض اخبارات ورسائل کی فہرست'' دی گئی ہے،تاکہ ان کے نام کا بھی ذکرآجائے۔

۳۔ ہردورکی صحافت کی خدمات کوبیان کرنے سے قبل اُس زمانے کےان اہم تاریخی واقعات کو درج کیا گیا ہے، جوبراہ راست اس زمانےکی صحافت پراثرانداز ہوئے ہیں۔

۴۔ حاشیے پراہم شخصیات کامختصرتعارف اورمتعلقہ اہم اموکاذکرکیا گیا ہے۔

۵۔ اہم شخصیات کے ساتھ حاشیے پران اہم تنظیمات، تحریکات، کمیٹیوں اوراداروں کا بھی مختصرتعارف ہے،جن کاذکرکتاب میں آیا ہے۔

۶۔ جن اخبارات ورسائل کے ذکر میں یہ تحریرنہیں ہے کہ وہ کس زبان میں شائع ہوتے رہے ہیں یا ہورہے ہیں، ان کے بارے میں سمجھ لینا چاہیے کہ ان کاتعلق اردوزبان سے ہے۔ البتہ دوسری زبانوں کے سلسلہ میں وضاحت کردی گئی ہے کہ وہ عربی، انگریزی، ہندی، جس زبان میں شائع ہوتے رہے ہیں یا شائع ہورہے ہیں۔

۷۔ یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ اردومیں اسلامی صحافت کاوجودتوتھا لیکن اس موضوع پراب تک کسی نے کوئی مستقل کتاب تحریرنہیں کی تھی۔بعض حضرات نے اردومسلم صحافت کے بعض پہلوؤں سے ضرور بحث کی تھی اورصحافت کازمانہ اورزبان بھی زیربحث آیا تھا، لیکن اس سے اسلامی صحافت کی صحیح قدروقیمت کا اندازہ نہیں ہوسکتا تھا۔ایسی صورت میں جومراجع دستیاب ہوئے میں نے اس کا حوالہ دے دیا ہےبعض مطلوبہ معلومات فراہم

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوسکیں۔اس ذیل میں تلاش وجستجو میں جودشواریاں سامنے آئیں، ان کا اِدراک صرف اسی کو ہوسکتا ہے، جو اِس منزل سے گزر چکا ہو۔

۸۔ سالانہ تعطیلات کے زمانے میں ہندوستان آمد پر دو سال تک مواد جمع کرنے اور معلومات فراہم کرنے کے لیے مختلف مقامات کا سفر کیا، مختلف مکتبوں، تحقیقی اداروں اور علمی اکیڈمیوں سے استفادہ کیا، ایسی شخصیات سے بھی ملاقاتیں کیں، جن کا صحافت میں حصہ رہا ہے، یا صحافت سے متعلق وہ معلومات رکھتے تھے۔ان سب کے باجود مجھے اعتراف ہے کہ اس کتاب میں کچھ نہ کچھ کمیاں ہیں۔لہٰذا میں ہر اس مخلصانہ رائے کو خوش آمدید کہوں گا جو مستقبل میں اس کتاب کو مزید مفید بنا سکے۔

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ میری اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے۔

ڈاکٹر سلیم الرحمٰن خان ندوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان کا جغرافیہ
اور اس میں اسلام کی آمد و توسیع

ہم یہاں بہت ہی اختصار کے ساتھ ہندوستان کے جغرافیہ اور تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں، کیونکہ بہت سے حوادث، واقعات اور مسائل و معاملات کو ان کے جائے وقوع سے ہٹ کر سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔

وجہِ تسمیۂ ہندوستان:

ہندوستان کا نام ''ہند'' کیوں رکھا گیا؟ اس مسئلہ میں مؤرخین کے درمیان اختلاف ہے۔ ''بعض نے اس کی نسبت ''اندرا'' ہندوؤں کے قدیم معبود کی طرف کی ہے،،۔(۱)

''بعض مؤرخین نے ''ہند'' کو ''سندھ'' سے ماخوذ مانا ہے، جو دریائے سندھ کا ہندوستانی نام ہے۔ پھر اسی کلمہ سے ''اند'' اور ''ہند'' کی تخریج کی گئی یعنی ''وہ سرزمین جو دریائے سندھ کے ماوراء ہے''۔ یہاں کے رہنے والوں کو عربی میں ''ہندوس'' یا ''ہنوذ'' کہا گیا اور ملک کا نام ہندوستان رکھا گیا،،۔(۲)

''بعض لوگوں نے ''ہند'' کو ''سندھ'' کی طرف لوٹاتے ہوئے کہا ہے کہ قدیم ایرانی باشندے ''سندھ'' کو بمعنی نہر ہند کہا کرتے تھے۔ وہ لوگ سنسکرت کی سین کو ھاء سے تبدیل کر دیا کرتے تھے،،۔(۳)

''حرف ھاء اہلِ یونان کے نزدیک ہمزہ سے قربت رکھتا ہے۔ اس لیے انہوں نے ہند کے بجائے اِند کہا۔ پھر رومیوں کے نزدیک ''اندیا'' ہوا۔ پھر ان سے منتقل ہو کر انگریزی میں ''انڈیا'' ہو گیا،،۔(۴)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان کی مساحت:

''ہندوستان کی مساحت ۳۱۶۵۵۹۶ کلومیٹر ہے۔ ہندوستان خطِ استواء عرض البلد ۸،۴ اور ۸،۷ ۳۷ شمال میں اور طول البلد ۶۸،۷ اور ۹۷،۲۵ مشرق گرنتش میں۔ شمال سے جنوب ۳۲۱۴ کلومیٹر اور مشرق سے مغرب ۲۹۳۳ کلومیٹر ہے''۔(۵) ''ہندوستان گرم اور معتدل اقالیم کے درمیان واقع ہے''۔(۶) اس کے شمال میں ہمالیہ پہاڑ اور مشرقی جانب بھی پہاڑ ہیں اور مغربی سمت ہندوکش کے پہاڑ ہیں، جن کا سلسلہ افغانستان تک پھیلا ہوا ہے۔ ہندوستان تین جانب پہاڑوں سے اور باقی سمت سمندر سے گھرا ہوا ہے۔ ہندوستان میں دریا اور نہریں بہت ہیں۔ ان کا پانی سینچائی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جو ملک کی سرسبزی وشادابی کا اہم سبب ہے۔ دریاؤں میں مشہور دریا سندھ، جہلم، چناب، گنگا، جمنا، برہمپتر اور نربدا ہیں اور دریاؤں کی تعداد کئی سو تک پہنچتی ہے۔

ہندوستان کی آب وہوا اور موسم:

ہندوستان میں تین موسم سال میں ہوتے ہیں: گرمی، سردی اور موسمِ بہار (خریف) سردی وگرمی کے درمیانے زمانے میں یہاں بارش ہوتی ہے۔ یہاں کے بعض علاقے ٹھنڈے اور برفیلے ہیں اور بعض علاقوں میں سخت گرمی اور شدید بارش ہوتی ہے۔ ان علاقوں میں سردی، گرمی اور بہار کے موسم یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔ ہندوستان میں بارش خوب ہوتی ہے اس لیے زراعت وپیداوار بھی خوب ہوتی ہے، اُسے زراعتی ترقی کے اعتبار سے دنیا میں سرِفہرست مانا جاتا ہے۔ ''یہاں گیہوں، چاول، مسور، چنا، سویابین، روئی، جوٹ، گنّا، سبزیاں، چائے، شہتوت، اور ناریل کے ساتھ ساتھ انواع واقسام کے پھل اور میوے پیدا ہوتے ہیں''۔(۷) معدنیات میں لوہا، سونا، کوئلہ، مقناطیس اور بوکسیت پائے جاتے ہیں، خالص ریشمی کپڑا اور سوتی کپڑا بڑی مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ کپڑے کی پیداوار میں ہندوستان قائدانہ حیثیت کا مالک ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں عقائد ومذاہب:

ہندوستان میں بیشمار عقائد ومذاہب پائے جاتے ہیں جنھیں شمار کرنا بھی دشوار ہے۔ دنیا میں معروف ومشہور تمام مذاہب وعقائد کا یہاں وجود ہے، مثلاً دین اسلام، بت پرستی، بدھ مت، جین، سکھ، مسیحیت اور دوسرے مذاہب۔ یہاں کا معاشرتی نظام مکمل طور پر دینی نظام سے مربوط ہے۔

ہندوستان کی زبانیں:

مشہور مؤرخ علامہ سید عبدالحی حسنی (متوفی ۱۳۴۱ھ) ہندوستانی زبانوں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''ہندوستان میں تقریباً ۱۴۷ (ایک سو سینتالیس) زبانیں ہیں۔ یہ سب زبانیں دو اصل زبانوں سے نکلی ہیں: پہلی سنسکرت، یہ گفتگو کی زبان نہیں ہے، لیکن اس زبان میں ہندو مذہب کی تمام کتابیں تحریر ہیں، اس کی بہت سی فروعات ہیں جن میں بنگلہ، آریا، مراٹھی، ہندی اور اردو وغیرہ ہیں۔ اردو زبان مختلف زبانوں سے مل کر بنی ہے، جن میں ہندی، فارسی، عربی، ترکی مشہور ہیں، اُسے زیادہ تر عربی حروف کے ذریعے فارسی طریقہ پر لکھا جاتا ہے۔ یہ زبان ہندوستان میں عام ہے۔ دوسری ہندی: ہندوستان کی دوسری اصل زبان ہندی ہے، اس کی فروعات میں تامل، تلگو، کنڑی، ملیالم اور دوسری زبانیں ہیں، جو زیادہ تر جنوبی ہند میں رائج ہیں، یہ ہندوستان کی اصل وقدیمی زبانیں ہیں،،۔(۸)

اردو زبان مشہور زبانوں میں سے ایک زبان ہے، یہ حکومتِ مغلیہ کے قیدیوں کے درمیان میں وجود میں آئی۔ اردو کے معنی لشکر کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔

مسلمان اپنے اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں عربی زبان پڑھتے ہیں۔ ہندوستان کے علماء کرام نے قرآن کریم کی تفسیر، حدیث شریف کی توضیح، تاریخ وغیرہ پر عربی زبان میں کتابی تحریر کی ہیں اور بڑا ذخیرہ علوم وفنون کا عربی زبان میں پایا جاتا ہے۔

فارسی زبان کے متعلق سیر اٹول تشا ترجی لکھتے ہیں کہ ''مسلمان فارسی زبان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسکولوں اور کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ یہ زبان مغل حکومت کے زمانے میں چند صدیوں تک ہندوستان کی سرکاری زبان تھی،،۔(۹)

ہندوستان کے باشندے:

''باشندگانِ ہند کو کسی ایک نسل کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں مختلف زمانوں میں مختلف اجناس کے لوگ آئے اور انہوں نے مختلف علاقوں میں بود و باش اختیار کی،،۔(۱۰) ''ہندوستان کی کل آبادی تقریباً-1,210,193,422 ہے،،(۱۱) مسلمان ۲۰ فیصد سے زیادہ ہیں، ان کی تعداد میں مسلسل زیادتی ہو رہی ہے۔ وہ انڈونیشیا کے بعد دنیا میں دوسری بڑی مسلم آبادی ہیں۔

ہندوستان میں اسلام کی آمد و توسیع:

ہمایوں کبیر لکھتے ہیں کہ ''ہندوستان اور عرب ممالک کے درمیان تعلقات واتصالات تدوین تاریخ سے پہلے کے ہیں اور مرورِ زمانے کے ساتھ ان کی جڑیں گہری ہوتی گئیں، تجارتی تعلقات بھی دونوں میں اسلام سے پہلے کے ہیں''۔(۱۲)

مشہور مؤرخ و عالم قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کسی صحابی کے داعیِ اسلام بن کر ہندوستان آنے کے بارے میں ہمیں کوئی صحیح روایت نہیں ملتی۔ البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ہندوستان آنے سے متعلق صحیح روایات ملتی ہیں''۔(۱۳)

علامہ البلاذری ''فتوح البلدان'' میں رقمطراز ہیں کہ ''۱۵ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عثمان بن ابی العاص الثقفی کو بحرین وعمان کا گورنر بنایا۔ انہوں نے اپنے بھائی ''الحاکم'' کو بحرین بھیجا اور خود عمان گئے۔ وہاں سے انہوں نے ایک لشکر ''تھانہ'' علاقہ بمبئی میں بھیجا، جب یہ لشکر واپس آیا تو عثمان بن ابی العاص الثقفی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب میں لکھا کہ ''اے ثقفی بھائی! تم نے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایک کیڑے کو ایک لکڑی پر سوار کردیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر ان کو کچھ ہوگیا ہوتا تو میں تمہاری قوم کے اتنے ہی اشخاص بدلے میں وصول کرلیتا،،۔(۱۴)

علامہ الحموی ''معجم البلدان'' میں لکھتے ہیں کہ'' دیبل سندھ کے قریب بحرِ ہند کے ساحل پر ایک شہر ہے۔ عثمان بن ابی العاص الثقفی نے اپنے بھائی الحاکم کو وہاں بھیجا، انہوں نے اس شہر کو فتح کیا''۔(۱۵)

حضرت عثمان بن عفانؓ کے زمانے میں حکم بن عمرو التغلبی نے مکران پر حملہ کیا اور حضرت عثمان بن عفانؓ کو فتح کی خوشخبری بھیجی۔ جب قاصد الصحاری العبیدی حضرت عثمان بن عفانؓ کی خدمت میں پہنچے اور انہیں فتح کی خوشخبری دی ،تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے ان سے ''مکران'' کے بارے میں پوچھا،تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ''اس میں پانی کم ،وہاں کے پھل کمزور و بدذائقہ اور چور بہادر و دلیر ہیں۔ اگر وہاں کی آبادی بڑھ جائے تو لوگ بھوکے رہیں اور اگر لوگ تعداد میں کم ہوجائیں تو ضائع ہوجائیں،،۔تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے فرمایا کہ ''کیا تم شعر کہہ رہے ہو یا مکران کی حالت بیان کررہے ہو،،؟ تو العبیدی نے کہا کہ ''امیر المومنین! میں نے آپ کو جو حالات بتائے ہیں ان میں قطعی مبالغہ نہیں ہے''۔(۱۶)

''حضرت علیؓ بن ابی طالب نے الحارث بن مرۃ العبیدی کو جنگ کے لیے ہندوستان بھیجا،،۔(۱۷)

مشہور سپہ سالار ابن ابی صفرۃ ۴۴ھ میں خیبر کے راستے سے ہندوستان آئے اور ملتان و پشاور تک پہنچے،،۔(۱۸)

ڈاکٹر جمال الدین شیال لکھتے ہیں کہ'' ہندوستان میں اسلام دو راستوں سے داخل ہوا۔ پہلا راستہ، سندھ کے راستے سے نوجوان فاتح محمد بن قاسم نے حملہ کیا اور راجہ داہر کو ۹۲ھ میں شکست دی، پھر ملتان کا محاصرہ کیا اور اُسے بھی فتح کیا۔ محمد بن قاسم کی فتوحات پورے سندھ کی فتح کے بعد جنوب پنجاب تک پہنچ گئیں۔ یہ امارت خلافت

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسلامیہ کے تابع رہی اور وہاں سے قریبی علاقوں میں اسلام پھیلتا رہا۔ دوسرا راستہ، شمالی مغربی علاقہ، محمود غزنوی (۳۸۸ھ ۔ ۴۲۱ھ) نے ہندوستان پر کئی حملے کیے، پہلے پنجاب پھر دہلی اور شمالی ہند کے کئی علاقے فتح کیے'' ۔ (۱۹)

''ہندوستان میں اسلام کی تاریخ میں دعوت وتبلیغ کا اہم کردار ہے۔ جیسے جیسے زندگی کا قافلہ آگے بڑھتا رہا، اسلام بھی پھیلتا رہا۔ اسلام کی تبلیغ ودعوت تاجروں کے باہم اتصال، ملاپ، علماء ودعاۃ کے مدارس اور فقہاء وواعظین کے وعظ وارشاد سے خوب ہوئی'' ۔ (۲۰)

مسلمانوں نے اسلامی تہذیب وتمدن کی سوغات اہلِ ہند کو پیش کیں، جہالت کے مقابلے میں علم ومعرفت اور دیہاتی زندگی کے بدلے میں تہذیب وتمدن کا درس دیا۔ مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اپنے والد علامہ سید عبدالحی حسنی کی کتاب ''الھند فی العھد الاسلامی'' کے مقدمے میں تحریر کرتے ہیں کہ ''مسلمانوں نے اس ملک کے لوگوں کو سب سے بہتر چیز عقیدہ و پیغام دیا، ان کو اخلاق وعادات، طاقت وقوت اور تنظیم وانتظام کی تعلیم دی۔ انہوں نے اپنی نکھری عقل، باریک شعور، بلند ذوق، محبت بھرے دل اور ماہر ہاتھوں سے اس کو سجایا۔ انہوں نے ان کو دیہاتی زندگی کے مقابلے میں تہذیب وتمدن والی زندگی عطا کی۔ بچپن کی زندگی سے بھرپور نوجوانی کی زندگی میں پہنچایا۔ خوف کے بعد امن اور اضطراب کے بعد استقرار حاصل ہوا۔ زمین سرسبز وشاداب ہوگئی۔ تہذیب اپنے کمال کو پہنچی۔ وحشت ناک صحراء اور بنجر زمین ہرے بھرے شہروں اور سرسبز وشاداب علاقوں میں تبدیل ہوگئے۔ جنگل پر رونق باغات اور پھل دار درختوں میں تبدیل ہوگئے۔ ایسے علوم اس ملک میں آئے کہ سابقہ لوگ ان سے بالکل ناواقف تھے۔ ایسے فنون اور تہذیبی رنگوں سے آشنا ہوئے جن کا ماضی میں تصور بھی نہ تھا۔ تجارت میں فروغ ہوا اور زراعت میں ایسی بہار آئی کہ لگتا تھا کہ یہ ملک اس مسلم عہد میں گویا نیا پیدا ہوا ہے اور اس نے انتہائی پاکیزہ ونفیس لباس زیب تن کیا ہے'' ۔ (۲۱)

گوستاف لوبون لکھتے ہیں کہ '' گیارہویں صدی عیسوی میں مسلم عہد کا آغاز

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں ہوا اور سیاسی اعتبار سے اس عہد کا خاتمہ اٹھارہویں صدی عیسوی میں ہوا۔ سات سو برس کا یہ زمانہ بڑی تاریخی تبدیلیوں اور ترقی کا زمانہ ہے۔ یہ زمانہ مسلمان مؤرخین کی وجہ سے اپنے ماقبل ہر زمانے سے بہتر تھا۔ تقریباً سات سو سال ہندوستان مسلمان فاتحین کے زیر فرمان رہا، جن میں عرب، افغان، ترک اور مغل فاتحین تھے، جو سب کے سب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء کے پیروکار اور ان کی شریعت کے تابع تھے''۔ (۲۲)

اس پوری مدت میں دین اسلام، اسلامی تہذیب اور اسلامی صحافت نے ہندوستان کے مجموعی معاشرے پر لازوال اثر قائم کیا، جو آج تک قائم ہے۔ مفصل ذکر آئندہ صفحات میں آ رہا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صحافت کے معنیٰ، مفہوم اور کردار

صحافت کے لغوی معنیٰ:

صحافت کے لغوی معنیٰ تحریر یا رسالے کے ہیں۔ مصنف ''لسان العرب'' بیان کرتے ہیں کہ ''صحف صحیفہ کی جمع ہے، صحیفہ وہ ہے، جس میں قرآن کریم لکھا جاتا ہے: اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾ (الاعلیٰ:۱۸۔۱۹) (یہ باتیں پہلے صحیفوں میں بھی ہیں، یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں)۔(۲۳)

مصنف ''اساس البلاغۃ'' لکھتے ہیں کہ ''صحیفہ، صحف یا صحائف وہ کھال یا کاغذ کا ٹکڑا ہے، جس پر لکھا جاتا ہے''۔(۲۴)

معجم ''متن اللغۃ'' کے مصنف لکھتے ہیں کہ ''صحافت خبروں کے نشر کرنے اور اس میں کام کرنے کے پیشے کو کہتے ہیں۔ اس کی نسبت صحافت ہے، جو زیادہ بہتر ہے اور صحیفہ معرب ہے''۔(۲۵)

صحیفہ مکتوب یا کتاب کے لیے اچھے مواد کو بھی کہتے ہیں۔ عربوں نے زمانۂ قدیم میں اسے خبر و اعلان یا معلومات کے لیے بھی استعمال کیا ہے۔ کتبِ سیرت میں مذکور ہے کہ قریش مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بنی ہاشم اور مسلمانوں کا جو مقاطعہ کیا تھا اور اس سے متعلق جو وثیقہ لکھ کر کعبہ شریف کی دیوار پر خبر کے طور پر لٹکایا تھا، اس کا نام بھی انہوں نے صحیفہ رکھا تھا۔

صحافت کا مفہوم:

محمود عزمی صحافت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ''یہ ایک اجتماعی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عمل ہے، جس کے ذریعے مناسب اور اچھی معلومات اور افکار و خیالات کو اخبارات کے ذریعے پڑھنے والوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ہم یہاں پر مزید وضاحت کے لیے مشہور صحافی اور انگریزی صحافت کے صدر ''ویکھام اسٹیڈ'' کی رائے پیش کرتے ہیں کہ ''صحافت دوسرے پیشوں کی طرح کوئی پیشہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ مختلف پیشوں کا مجموعہ ہے۔صحافی غیر سرکاری طور پر عوام کے خادم کی حیثیت رکھتا ہے۔اس کا اولین مقصد معاشرے کی سربلندی کے لیے سعی و کوشش کرنا ہے''۔(۲۶)

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید تحریر کرتے ہیں کہ ''صحافت اُس آرٹیکل یا اُن مضامین کو کہتے ہیں جو مقررہ وقت پر شائع ہوں''۔(۲۷)

محمد خیر الدرع لکھتے ہیں کہ ''کلمۂ صحافت ایک عصر تک مہمل رہا، پھر رشید الدحداح نے ۱۸۵۸ء میں اس میں روح پھونکی اور گزٹ اور جورنال جیسے غیر عربی الفاظ کو اُس کے لیے استعمال کیا گیا''۔(۲۸)

مختلف اہلِ علم نے صحافت کی تعریف اپنے فکری اور نظریاتی انداز پر کی ہے۔ کمیونسٹوں کے مطابق صحافت اسے کہیں گے جو مارکسی وشیوعی نظریات کی ترجمانی کرے۔ سرمایہ داروں کی رائے میں صحافت ایک آزاد تجارت ہے اور اس کا مقصد مال کمانا یا مال جمع کرنا ہے۔میرے مطالعے کے مطابق صحافت ان تمام طریقوں پر محیط ہے، جن کے ذریعہ معلومات، خبریں، تعلیقات اور تبصرے لوگوں تک پہنچیں۔

فنِ صحافت پر ایک نظر:

صحافت انسان کے اندر پیدا ہونے والے احساسات، جذبات اور خیالات کو پیش کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔صحافت کا پریس سے گہرا رشتہ ہے۔انسان نے آغازِ خلقت سے ہی علم و معرفت کے حصول کے لیے سعی و کوشش شروع کر دی تھی۔لیکن جو علم و معرفت اُسے حاصل ہوتا تھا اُسے محفوظ رکھنے کا اس کے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا۔اس کے لیے خطِ تصویری کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایجاد ہوئی، یہ کام وادی الرافدین کی تہذیب وتمدن میں انجام پایا۔اس علاقے کے آثار قدیمہ میں آج تک یہ خطِ صوری موجود ہے۔

فینیقیوں کے زمانے میں حروف کی ایجاد ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ فینیقیوں سے پہلے یونانیوں نے خط کی ایجاد کی تھی۔ہم مستعملہ قدیم خطوط کو تین بنیادی مجموعوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

ا۔چینی زبان اوراس کی شاخیں۔

۲۔رومن زبان اوراس کی شاخیں۔

۳۔عربی زبان اوراس کی شاخیں۔

پرانے زمانے میں لوگ درختوں کے پتوں اور کھالوں پر لکھا کرتے تھے۔ پھر مصریوں نے بُردیٰ (نرکل) کے چھلکے کو لکھنے کے لیے استعمال کرنا شروع کیا۔وہ اس کو خاص طریقے سے محفوظ رکھتے تھے۔مؤرخین کا بیان ہے کہ ''اسکندریہ کے کتب خانے میں اس طرح کے تحریر شدہ سات ملین نسخے تھے،،۔(۲۹) اس کے بعد لوگوں نے گائے اور بکری کی کھالوں پر لکھنا شروع کیا۔مصریوں کے نرکل کے چھلکے کے مقابلے میں کھال پر کتابت زیادہ عرصے محفوظ رہتی تھی۔چینیوں نے ریشم کی ایک قسم کو کتابت کے لیے استعمال کیا۔

کاغذ کی ایجاد سب سے پہلے چین کے ایک شخص سوئی لون (Sui Leon) نے کی۔لیکن کئی صدیوں تک یہ ایجاد عام لوگوں سے مخفی رہی۔پھر عربوں کے ذریعے لوگوں کو اس نفیس ایجاد کا علم ہوا اور دنیا کی تمام متمدن اقوام کاغذ کی اس ایجاد سے آشنا ہوئیں۔

انسان مسلسل کسی ایسے طریقے کی تلاش وجستجو میں رہا کہ جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ کتابت وطباعت ہوکر کئی نسخے بیک وقت تیار کیے جاسکیں۔ورنہ ہاتھ سے لکھنے میں ایک وقت میں ایک نسخہ تیار کیا جاسکتا تھا۔چینیوں نے طباعت کا طریقہ ایجاد کیا۔مؤرخین نے یہ تو نہیں بتایا ہے کہ یہ طریقہ کب ایجاد ہوا؟ البتہ اتنا ضرور لکھا ہے کہ ''سب سے قدیم مطبوعہ نسخہ جو ہم کو مل سکا ہے،وہ چینی ریاست ''کانسو'' کا ہے۔تاریخ طباعت ۱۱ مئی ۸۶۸ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔وانگ، جی، اِبھبا (Wang G. Ihba) نے اسکو اپنے والدین کی یادگار کے طور پر لوگوں میں تقسیم کیا تھا،،۔(۳۰)

چین کو پرنٹنگ پریس کے حروف کی ایجاد کا شرف بھی حاصل ہے۔۱۰۴۱ء میں بی چنگ (B. Ching) نے ان کا انکشاف کیا تھا۔لیتھو پریس پر تصاویر کی کتابت یورپ میں پندرھویں صدی عیسوی میں ہوئی۔جرمنی نے حروف کے ذریعے کتابت کا آغاز کیا اور پورے یورپ میں اُسے عام کیا۔بتدریج فن طباعت جرمنی سے،فرانس، اٹلی، ہالینڈ اور انگلینڈ منتقل ہوا۔برطانوی پریس ۱۴۷۷ء میں کاکسٹون (Caxton) نامی ایک شخص نے بنایا۔''مصر میں پریس فرانسیسی حملے کے بعد داخل ہوا،جیسا کہ احمد حسین صاوی نے اپنی کتاب ''فجر الصحافۃ فی مصر'' (مصر میں صحافت کی صبح) میں ذکر کیا ہے،،۔(۳۱)

برِصغیر ہند میں پہلا پریس پرتگالیوں نے سولہویں صدی عیسوی میں بنایا۔بعض ہندوستانی زبانوں کے حروف بھی بنائے۔لیکن طباعت کی آمد ہندوستان میں انگریزوں کے ذریعے ۱۶۷۴ء میں ہوئی۔''انگریزوں نے مقامی زبانوں کے حروف بنائے۔پھر اہلِ ہند نے عربی، فارسی اور اردو کے لیتھو پریس بنائے، جو ۱۸۳۶ء تک ہندوستان میں عام ہوگئے،،۔(۳۲)

دنیا میں صحافت کا وجود اور اس کے ارتقاء کی مختصر تاریخ:

انسان زمان اور مکان کی قیود کا پابند نہیں رہتا۔وہ علم و معرفت کے حصول کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتا ہے، زمانۂ قدیم کے حالات اور دور دراز مقامات کی خبروں سے آگاہی کا شوق ہمیشہ اُسے اُکساتا رہتا تھا کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرے، جو اس سے بہت دور رہتے ہیں۔اسی طرح خود اس کے ملک کے سیاسی، جنگی، خوش حالی اور بدحالی سے متعلق معلومات کی جستجو اس کے دل میں پیدا ہوتی رہتی ہے۔زمانۂ قدیم میں انسان کا علم کم اور اس کی ثقافت محدود تھی۔جب اس کے علم و ثقافت میں اضافہ ہوا، تو خطابت اور تھیٹر کی ایجاد ہوئی، معاشرے میں ان کا رواج بڑھا اور انہیں فروغ حاصل ہوا، اس طرح ان دونوں کو حالات سے آگاہی اور خبروں کے معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گیا۔بعض اقوام نے ان میں خاص مہارت پیدا کی، مثلاً روم اور یونان میں انہیں خاص امتیاز حاصل ہوا۔لیکن اس سے انسان کی جستجوؤں اور خواہشوں کی تکمیل نہ ہوسکی۔ چنانچہ صحافت ایک جدید آلے کی حیثیت سے ظہور میں آئی۔صحافت کے ذریعہ موجودہ دینی، سیاسی، اجتماعی اور اقتصادی حالات کی ترجمانی ہوتی ہے۔سچ تو یہ ہے کہ اب صحافت انسان کی ایک ضرورت بن گئی ہے۔آج ذرائع ابلاغ کے رائج وسیلوں میں الکٹرانک میڈیا کے فروغ اور ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ وغیرہ کے زور وشور کے باوجود بھی صحافت (پرنٹ میڈیا) اپنے بلند مقام پر جلوہ افروز نظر آتی ہے اور اسے مستحکم ومعتبر حیثیت حاصل ہے۔

صحافت کا آغاز اس وقت سے ہوا جب سے انسان نے خبریں معلوم کرنے اور حالات کی جانکاری کے ساتھ اپنے مقدور بھر ان کو محفوظ کرنے کا کام شروع کیا۔جب ہم قدیم تاریخی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض قومیں اپنی تاریخ لکھنے اور نشر کرنے کی بڑی شوقین ہوتی تھیں۔اہلِ بابل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تقریباً تین صدی قبل حوادث وواقعات کی تسجیل کے لیے لوگوں کو مقرر کیا تھا۔اہل چین حوادث اور واقعات کا ریکارڈ رکھنے کا خاص اہتمام کرتے تھے،ان کے یہاں قدیم ترین زمانے سے اخبارات پائے جاتے تھے۔یونانیوں کے یہاں خبریں پہنچانے کا خاص طریقہ رائج تھا۔اہلِ روم خبروں کی تنظیم وترتیب میں پیش پیش تھے۔ان کے یہاں ایک گشتی فرمان ہوتا تھا جسے پوپ گرجے میں منعقد ہر اجتماع یا پارٹی میں بورڈ پر لکھتا تھا۔اس طرح کے اجتماعات اور پارٹیاں وقتاً فوقتاً ہوتی ہی رہتی تھیں۔لیکن جب رومن حکومت بہت وسیع ہوگئی تو یہ طریقہ کارآمد نہ رہا،اس سے ضرورت کی تکمیل نہ ہوسکی۔جس کی وجہ سے قیصر نے حکم دیا کہ خبریں، اخباری نشریہ کی شکل میں ہر شہر کی دیواروں اور دکانوں پر چسپاں کی جائیں۔اس نشریے میں وقوع پذیر یومیہ واقعات وحوادث کا بیان ہوتا تھا۔یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن جب رومن حکومت زوال پزیر ہوئی تو یہ سلسلہ بھی موقوف ہوگیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عصرِ حاضر میں صحافت کی اہمیت:

عصرِ حاضر میں صحافت کو جو اہمیت حاصل ہے، وہ ماضی میں کبھی اُسے حاصل نہ تھی۔ آج اس نے وہ مرکزی مقام حاصل کرلیا ہے کہ زندگی اس کے گرد گھومتی نظر آتی ہے اور انسانی زندگی کے تمام بنیادی معاملات کا اس پر دارومدار ہوگیا ہے۔ صحافت فکری رہنمائی کرتی ہے، بامقصد تنقید کے ذریعے غلطی سے روکتی ہے، فکر انسانی کے دائرے کو وسیع کرتی ہے، معاصر تاریخ لکھتی ہے، علمی وادبی ترقی کے ساتھ اس میدان میں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتی ہے، ترقی کے راستوں کو آسان کرتی ہے اور ادب کو حقیقی زندگی سے قریب کرکے اس میں واقعیت وفعالیت پیدا کرتی ہے۔ وہ وضاحت وصراحت سے واقعات وحوادث کو پیش کرتی ہے، خبروں اور اہم معاملات سے پردہ ہٹاتی ہے اور قاری کے لیے ہر وہ چیز پیش کرتی ہے جس کا وہ ضرورت مند ہوتا ہے۔ دورِ حاضر میں صحافت اقوام کی ترقی وپختگی کا مظہر ہے۔ حصولِ حق وعدل میں معاون اور امن وسلامتی کے پھیلانے میں مددگار ہے۔ اس سے ہمیشہ ہر امت اور ہر معاشرے کی تعلیم وثقافت میں اضافہ ہوتا ہے۔ صحافت وطن کی محافظ اور اہلِ سیاست کا ہتھیار ہے۔ قدیم قوموں اور امتوں سے واقفیت کا خزانہ ہے، یہ تعمیر اور تخریب کا قومی ہتھیار ہے۔ صحافی کا قلم صحیح اور غلط ہر قسم کی معلومات فراہم کرنے کی طاقت رکھتا ہے، اس کے تعمیری اور تخریبی اثرات کا ہونا ناگزیر ہے۔ یہ ملک کی بنیاد اور اہلِ ملک کی زبان ہے۔

''نپولین'' نے کہا تھا کہ ''چار مخالف اخبار ایک ہزار بموں سے زیادہ خطرناک ہیں''۔ (۳۳)

اکبر الٰہ آبادی کہتے ہیں کہ

کھینچو نہ کمانوں کو، نہ تلوار نکالو

جب توپ مقابل ہے تو اخبار نکالو (۳۴)

صحافت کو عصرِ حاضر میں وہ اعلیٰ وارفع مقام حاصل ہوگیا ہے کہ کسی طرح بھی اس سے بے نیازی نہیں برتی جاسکتی ہے۔ اگر اسے ہم نے دعوتِ اسلام کے لیے استعمال کیا تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہم اس سے زبردست کام لے سکتے ہیں اور اسلامی دعوت وتبلیغ کو اچھی طرح ادا کر سکتے ہیں۔ علم وفکر کے میدان میں ہم قائدانہ کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اسلامی صحافت:

اسلامی صحافت سے مراد وہ صحافت ہے، جس میں اسلامی رنگ غالب ہو اور جو زندگی کے تمام سیاسی، اجتماعی، اقتصادی، دینی اور قانونی پہلوؤں کو اسلامی نقطۂ نظر سے پیش کرے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ امورِ دینیہ کے علاوہ کسی اور چیز سے بحث ہی نہ کرے۔ اسلامی صحافت کو ادبی واخلاقی نظریات اور دینی وسیاسی رجحانات وجذبات کی تعمیر وتکوین کی وجہ سے اعلیٰ مقام حاصل رہا ہے۔ یہ دینی، سیاسی، فکری اور نظریاتی تربیت کا کام بخوبی انجام دیتی رہی ہے۔ اس سے مسلمانوں کو عقلی وروحانی غذا فراہم ہوتی ہے اور مادی وملحدانہ ماحول میں ضم ہونے اور مغربی تہذیب کے دھارے میں بہنے سے ان کی حفاظت ہوتی ہے۔

اسلامی صحافت نے ممالکِ اسلامیہ کی ثقافت اور ان کے علمی وادبی دائرۂ کار کو وسیع کرنے میں بھرپور حصہ لیا ہے اور ایسے مصنفین ومؤلفین اور سیاسی لوگوں کی جماعتیں پیدا کیں، جنھوں نے علم وادب کی آبیاری میں حصہ لینے کے ساتھ ثقافتِ اسلامیہ کے چشموں کو وسعت دی اور فکرِ اسلامی کو صحیح راہ پر گامزن کیا۔

ہندوستان میں اسلامی صحافت:

ہم ہندوستان میں اسلامی صحافت کو دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں: پہلی قسم وہ صحافت، جس کا آغاز مسلمانوں کے ہاتھوں ہوا، یا وہ اخبارات ورسائل جنھیں مسلمانوں نے نکالا۔ لیکن انھوں نے مسلمانوں کے مسائل ومشکلات سے بحث نہیں کی اور نہ ان کو مسلمانوں کی فلاح وترقی سے کوئی غرض رہی، ان کا واحد مقصد تجارت اور حصولِ مال رہا۔ اس قسم کے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ وہ کسی عقیدے یا مذہب سے منسلک نہیں ہیں۔ اس پہلی قسم کی صحافت کا ہم نے تفصیل سے نہیں بلکہ مختصراً ذکر کیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب میں نے اپنے مقالے کے سلسلے میں ہندوستان کے بہت سے علاقوں کا سفر کیا اور مختلف صحافیوں اور ایڈیٹروں سے ملاقات کی تو ان میں سے اکثر نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ آپ نے صحافت کے ساتھ اسلام کے نام کو کیوں ملایا ہے؟ صحافت کسی مذہب کے تابع نہیں ہوتی۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ عجیب بات ہے کہ صحافت کو زبان، ملک، سیاست اور سیاسی پارٹیوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اکثر کہا جاتا ہے کہ وہ فلاں پارٹی یا فلاں فرقے یا فلاں مذہب کا اخبار یا ترجمان ہے۔ آخر جب صحافت کی نسبت ان کی طرف کی سکتی ہے تو پھر ہم اس کی نسبت اسلام کی طرف کیوں نہیں کر سکتے؟ جبکہ دین اسلام ہر طرح کے تعصب سے پاک ہے۔ ان میں سے بعض حضرات کا یہ بھی فرمانا تھا کہ اگر آپ صحافت کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں تو آپ صرف انہی اخبارات و رسائل پر اکتفا کریں، جو نماز و روزہ اور شعائر اسلام سے بحث کرتے ہوں، لیکن جن کا رشتہ سیاست سے ہو جیسے ''ہمدرد''، ''الہلال''، ''زمیندار'' وغیرہ تو ان سے آپ کو سروکار نہ ہونا چاہیے۔ صحافیوں کے اس طبقہ کا نظریہ ہے کہ اسلام اور سیاست دو الگ چیزیں ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں یا وہ اس کا اظہار کرنا نہیں چاہتے کہ اسلام ایک کامل نظامِ حیات ہے اور زندگی کے تمام گوشے اس میں شامل ہیں۔ اس نے جہاں شعائر اسلام کی طرف دعوت دی ہے، وہیں اس میں سیاست، اقتصاد اور زندگی کا ہر شعبہ داخل ہے۔

دوسری قسم صحافت کی وہ ہے، جس میں مسلمانوں کے مسائل اور مشکلات پر بحث ہوئی۔ اس کے ذریعے اسلامی پیغام کی نشر و اشاعت ہوئی، مسلمانوں کو ان کے مقام و مرتبے کی جانکاری دی گئی اور حالاتِ حاضرہ میں ان کی ذمہ داریوں اور فرائض کو یاد دلایا گیا۔ ہم نے اس کتاب میں دوسری قسم کی صحافت کو ہی تفصیل سے پیش کیا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد صحافت کی اقسام بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ''صحافت کی پہلی قسم تو وہ ہے جو حقیر تجارتی اغراض رکھتی ہے اور معمولی نفع کے پیچھے دوڑتی ہے، دوسری قسم جسے یورپین صحافت پیش کرتی ہے، وہ صحافت کو فنکارانہ اسلوب کے ساتھ تجارت کے لیے استعمال کرتی ہے، وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عوامی ذوق اور اچھے منظر کو دیکھتے ہوئے کام کرتی ہے، اس کے مقابلہ میں، میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اسلامی دعوت کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشاں ہوں، اسلامی صحافت سچائی و اخلاص اور رشد و ہدایت کو پیش کرنے کا مطالبہ کرتی ہے، حقیقت میں اسلامی صحافت اور غیر اسلامی صحافت میں یہی خطِ فاصل ہے"۔(۳۵)

دنیا میں قلمی اخبارات کا ظہور:

ہاتھ سے تحریر کردہ روزنامہ فورم (Forum) رومن حکومت میں ۵۸ ق،م نکلا۔ یہ اخبار جنگ سے متعلق سرکاری اور غیر سرکاری خبریں شائع کرتا تھا۔ اس کا نام ایکٹا ڈیورینا (Acta Durina) تھا، جس کا مطلب لاطینی زبان میں یومیہ واقعات ہے۔

جدید صحافت کا آغاز ویانا (Vienna) سے ہوا، جہاں لوگ یومیہ خبریں ہاتھ سے تحریر کردہ اخبار کے ذریعے سڑکوں پر پڑھا کرتے تھے۔ یہ خبریں حکومت کی نگرانی میں تحریر کی جاتی تھیں۔ ان خبروں پر ایک گزیٹا (Gazetta) قیمت لی جاتی تھی۔ گزیٹا اس زمانے میں رائج ایک چھوٹا سکہ تھا۔ پھر گزیٹا کا استعمال رائج کرنسی کے بجائے اس اخبار کے لیے بولا جانے لگا جو گزیٹا سکہ دے کر خریدا جاتا تھا۔ پھر یورپین زبانوں میں گزیٹا اخبار یا مطبوعہ نیوز اشاعتوں کے لیے بولا جانے لگا۔ اس کے بعد یورپین ممالک میں اخبارات کی ریل پیل شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ بعض حکومتوں نے اپنے نقطۂ نظر کے اظہار کے لیے اخبارات شائع کیے۔ سولھویں صدی عیسوی میں برٹش حکومت نے ہاتھ سے تحریر کردہ اخبارات نکالے، جن کا نام نیوز شیٹ (News Sheet) رکھا۔ یہ اخبارات ان تمام خبروں کا احاطہ کرتے جن کا تعلق حکومت سے ہوتا تھا۔

دنیا میں مطبوعہ اخبارات کا ظہور:

جب پریس کا حصول آسان ہوا اور اخبارات چھپنے لگے، تو صحافت نے ایک نئی کروٹ بدلی۔ مؤرخین کے بیان کے مطابق "سب سے پہلا مطبوعہ اخبار ۷۴۸ء میں چین سے تی باؤ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(محل کی خبریں) کے نام سے شائع ہوا۔ پھر اس کا نام پیکنگ گزٹ (Peking Gazette) ہوگیا،،۔(۳۶)

یورپین ممالک میں مطبوعہ اخبارات کا آغاز سترہویں صدی عیسوی سے ہوا۔ چالیس سال کے عرصے میں وہ پورے یورپ میں پھیل گئے۔ پہلا اخبار جرمنی سے ۱۶۰۹ء میں اویزا ریلیشن اوڈر زیٹنگ (Aviza Relation Oder Zeitung) نام سے شائع ہوا۔ انگلینڈ سے پہلا مطبوعہ اخبار ۱۶۲۰ء میں ویکلی نیوز (Weekly News) شائع ہوا۔ فرانس سے پہلا مطبوعہ اخبار ۱۶۳۱ء میں مشہور صحافی ٹیوفراسٹ نے گزٹ کے نام سے شائع کیا۔ پھر اس کا نام بدل کر گزٹ دوفرانس (Gazeet du France) ہوگیا۔(۳۷) ۱۷۰۳ء میں امریکہ سے پہلا مطبوعہ اخبار بوسٹن نیوز لیٹر (Boston News Letter) کے نام سے جان کامبل (John Comble) نے شائع کیا۔ بعض مؤرخین نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ ''امریکہ سے شائع ہونے والا پہلا مطبوعہ اخبار ۱۶۹۰ء میں پبلک اکورینسیز (Public Occurrences) کے نام سے شائع ہوا،،۔(۳۸) ۱۶۶۰ء میں اسپین سے پہلا مطبوعہ اخبار شائع ہوا، جس کا نام گزیٹ میڈرڈ (Gazette Madrid) تھا۔ ہالینڈ سے ۱۶۲۰ء میں متعدد اخبار شائع ہوئے۔ سوئزرلینڈ سے آرڈینری واچ ٹینٹنگ (Ordinary Watch Tanting) نامی اخبار ۱۷۰۱ء میں شائع ہوا۔ ''روس میں ۱۷۰۳ء کے بعد اخبار نویسی کا آغاز ہوا،،۔(۳۹)

مصر کے متعلق بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ ''فرانس نے اپنی عارضی حکومت کے دوران میں ایک عربی اخبار شائع کیا تھا۔ لیکن بعض کی رائے ہے کہ مصر کی جدید حکومت کے بانی محمد علی نے ''وقائع مصریہ'' نام سے پہلا اخبار نکالا۔ مؤرخین کی ایک جماعت کا یہ بھی خیال ہے کہ ''وقائع مصریہ'' سے پہلے ایک دوسرا اخبار ''جرنال خدیوی'' کے نام سے شائع ہو چکا تھا،،۔(۴۰) ''جزائر سے ۱۸۴۷ء میں پہلا مطبوعہ جریدہ فرانس نے ''المبشر'' کے نام سے نکالا۔ استنبول سے ۱۸۵۵ء میں رزق اللہ حسون حلبی نے ''مرآۃ الاحوال العربیۃ'' کے نام سے پہلا مطبوعہ جریدہ نکالا۔ لبنان سے پہلا مطبوعہ جریدہ ۱۸۵۷ء میں ''حدیقۃ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الاخبار'' کے نام سے خلیل خوری نے شائع کیا۔تونس سے ۱۸۶۰ء میں ''الرائدالفرنسی'' کے نام سے پہلا مطبوعہ جریدہ نکلا۔شام سے ۱۸۶۵ء میں ''سوریا'' نامی جریدہ نکلا۔لیبیا سے ۱۸۶۶ء میں ''طرابلس الغرب'' نامی جریدہ نکلا۔عراق سے ترکی گورنر مدحت باشانے ۱۸۶۹ء میں ''الزوراء'' نامی جریدہ نکلا۔بیت المقدس سے ''القدس'' نامی جریدہ ۱۸۷۶ء میں شائع ہوا۔مراکش سے ''المغرب'' نامی جریدہ ۱۸۸۹ء میں نکلا۔سوڈان سے ۱۸۹۹ء میں ''الغازیہ السودانیہ'' پہلا مطبوعہ اخبار نکلا۔جزیرۃ العرب سے ''صنعاء'' نامی پہلا مطبوعہ جریدہ ۱۸۷۹ء میں شائع ہوا۔کویت سے ''الکویت'' نامی روزنامہ ''اخبار'' ۱۹۲۸ء میں نکلا۔بحرین سے ۱۹۳۳ء میں روزنامہ ''البحرین'' شائع ہوا۔(۴۱) ''سعودی عرب میں پہلا چھاپہ خانہ ۱۸۸۲ء (۱۳۰۰ھ) یا ۱۸۸۳ء میں مکہ المکرمہ میں قائم ہوا اور وہاں سے پہلا جریدہ ''حجاز'' ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ میں شائع ہوا''۔(۴۲) ہندوستان میں مطبوعہ اخبارات کی نشرواشاعت کا آغاز ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں ہوا اور پہلا اخبار کلکتہ سے جنوری ۱۷۸۰ء میں ہکی گزٹ (Hicky Gazette) کے نام سے شائع ہوا۔

دنیا کے مختلف ممالک سے شائع ہونے والے اخبارات کا اس زمانے میں ایک ہی مقصد تھا کہ خبروں کو جمع کر کے عوام کے لیے نشر کر دیا جائے۔ان میں واقعات اور حوادث پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہیں ہوتا تھا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی سے قبل کی صحافت

ہندوستان کے مسلم عہد میں اسلامی صحافت:

ہندوستان میں مسلم عہد کا آغاز محمود غزنوی (۳۸۸ھ تا ۴۲۱ھ) کی آمد سے شروع ہوا، جو ہندوستان میں مغلیہ حکومت کے خاتمے اور انگریزوں کے سامراج تسلط کے آمد سے قبل تک رہا۔ ہندوستان میں صحافت کی صبح کچھ تاخیر سے ۱۷۸۰ء میں ہوئی، لیکن اس سے قبل سے ہی کوششیں جاری تھیں۔ مسلمان حکمرانوں کی تاریخ عظیم الشان کارناموں سے بھری ہوئی تھی۔ بلند و بالا عظیم قلعوں، اعلیٰ ترین عمارتوں اور لمبی چوڑی شاہراہوں کی تعمیر، ڈاک کے نظام کی تنظیم اور خبروں کے حصول کے نظام کی درستی، خبروں کے حصول کا یہ نظام وقت کی اہم ضرورت تھا۔ اس کے لیے جو ادارہ قائم کیا گیا تھا وہ خبریں جمع کرنے والے ماہرین کی ایک بڑی جماعت پر مشتمل تھا۔ یہ ادارہ بادشاہوں اور حکام کو اس کی حکومت میں ہونے والے واقعات اور حالات سے مطلع کرتا تھا۔

مسلم عہد کے آغاز ہی سے ایسے سیاسی اور اجتماعی حالات وظروف پیدا ہوئے، جن کی وجہ سے ہمیشہ عوام اور حکام کے درمیان ربط رہا۔ کبھی تجارت کے ذریعے، کبھی تجارتی سامان کے استیر ادو تصدیر کے ذریعے اور کبھی ان جنگوں کی وجہ سے جو مختلف ریاستوں کے امراء و حکام کے درمیان ہوتی رہتی تھیں۔ یہ نقل و حرکت بذاتِ خود اخبار و واقعات کے ایک شہر سے دوسرے شہر، ایک دیہات سے دوسرے دیہات اور ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں منتقل ہونے کا ذریعہ ہوتی تھی۔ اس کی حیثیت منتقل ہونے والی خبر رساں ایجنسیوں کی طرح تھی۔ اس لیے کہ صحافت نام ہی خبروں کی جمع و ترسیل کا ہے۔ مسلم عہد کے آغاز میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی سے قبل کی صحافت کے مراکز

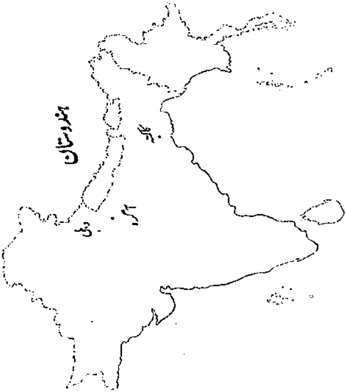

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ سلسلہ اپنی ابتدائی شکل میں پایا جاتا تھا، اس کام کے ذمہ دار ملازمین واقعات وحالات کو لکھتے، پھر حاکم کے پاس ارسال کرتے، حاکم ان کی روشنی میں اوامر صادر کرتا اور ان خبروں کو محفوظ رکھنے کا حکم دیتا۔ پھر یہ ملازمین بادشاہ یا حاکم کی طرف سے جاری قوانین واحکام کو شائع کرتے اور عوام تک پہنچاتے تھے۔

محکمۂ ڈاک اور خبر رساں ادارے، خبروں کو جمع کرنے اور لوگوں میں عام کرنے میں شریک رہتے، کبھی محکمۂ ڈاک خبر رسائی کا کام تنہا انجام دیتا اور دونوں محکموں کو ضرورت کے پیشِ نظر ایک دوسرے سے الگ رکھا جاتا۔

عبداللہ یوسف علی لکھتے ہیں کہ ''ہمارے ملک میں صحافت اپنے آغاز میں اس طرح نہ تھی جس طرح کہ آج ہے۔ نہ ڈاک کا نظام موجودہ وقت کی طرح تھا۔ لیکن ان دونوں کا وجود کسی نہ کسی شکل میں ضرور تھا۔ بادشاہ ہند محمد تغلق (۷۲۵ھ تا ۷۵۱ھ) کے زمانے میں محکمۂ ڈاک اپنا کام بخوبی انجام دے رہا تھا۔ اس کے زمانے میں خطوط کی آمد ورفت تیزی سے ہوتی تھی۔ اس زمانے میں صحافت اخبارات ورسائل کی شکل میں نہیں تھی، لیکن اپنی ابتدائی صورت میں پائی جاتی تھی۔ واقعات کو تحریر کیا جاتا، بادشاہ تک پہنچایا جاتا پھر بادشاہ کی طرف سے صادر قوانین واحکام کو عوام تک پہنچایا جاتا تھا''۔ (۴۳)

ڈاک کا نظام ہندوستان میں پہلی مرتبہ غزنویوں کے ذریعے آیا، غزنویوں نے خلافتِ عباسیہ سے اس نظام کو لیا تھا۔ جبکہ ڈاک کا نظام اموی عہدِ خلافت میں بھی پایا جاتا تھا۔ سب سے پہلے اس نظام کو جلیل القدر صحابی حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے قائم کیا تھا۔ پھر خلفاءِ عباسیہ نے اُسے منظم کیا۔ عباسیوں نے اس نظام کو ساسانی طریقے پر چلایا۔ خاص طور سے عباسی خلیفہ ہارون رشید کے باتدبیر وزیر یحییٰ برمکی نے اس کو منظم کیا اور کئی شہروں تک اس کا دائرہ وسیع کیا۔ خبروں کے نقل وابلاغ میں نامہ بر کبوتر کو بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ بابک خرمی کی گرفتاری کی خبر خلیفہ معتصم باللہ تک نامہ بر کبوتر کے ذریعے ہی پہنچی تھی۔ محکمۂ ڈاک خبروں کو جمع کرتا، پھر یہ خبریں دوسرے خطوط وکاغذات کے ساتھ راجدھانی ارسال کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاتیں۔ پوسٹ ماسٹر کی یہ ذمہ داری ہوتی تھی کہ وہ خبریں جمع کرے اور خلیفہ تک پہنچائے۔ عبدالمجید سالک رقمطراز ہیں کہ ''سلطان محمود غزنوی نے خبروں کی نشرواشاعت کے لیے ایک مستقل محکمہ بنایا تھا۔ غزنوی حکمرانوں کا نظام ایرانی نظام مواصلات کی طرح تھا۔ خطوط ہی امراء وخلفاء وغیرہ تک اطلاعات پہنچانے کا اصل مصدر ہوتے تھے''۔ (۴۴)

بختیار کاکی سے منقول ہے کہ ''عہدِ ممالیک میں سلطان شمس الدین التمش رات کو بھیس بدل کر کشفِ حالات کے لیے نکلتے، شہر کی گلیوں میں جاتے، غریبوں کے مکانات پر جا کر ان کے احوال کی جانکاری حاصل کرتے، پھر صبح انہیں بلا کر ان کی ضروریات کی تکمیل کرتے''۔ (۴۵)

ضیاء الدین برنی رقمطراز ہیں کہ ''غیاث الدین بلبن نے محکمۂ ڈاک واطلاعات کی طرف خاص توجہ دی، مراسلین وصحفیین کے ذریعے جو خبریں ارسال کی جاتی تھیں، وہ ان کا خاص اہتمام کرتے۔ وہ اپنی حکومت کے حالات واحوال اور امراء وموظفین کے اعمال وافعال سے باخبر رہتے تھے''۔ (۴۶)

نصرت علی تحریر کرتے ہیں کہ ''بدایوں کا گورنر امیر نعیق تھا، اس نے اپنے ایک خاکروب کو اتنا مارا کہ اس کی وفات ہوگئی، چند دن بعد غیاث الدین بلبن بدایوں گئے، اس کے پاس مقتول خاکروب کی بیوی آئی اور اپنے خاوند کے مسئلے میں انصاف کی طالب ہوئی۔ سلطان نے گورنر کو بلا کر دریافتِ حالات کے بعد کوڑے مارے جانے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات ہوگئی۔ محکمۂ ڈاک کے انچارج کو اس جرم میں پھانسی کی سزا دی گئی کہ اس نے اس واقعے کی اطلاع سلطان کو نہیں دی تھی''۔ (۴۷)

ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ ''علاء الدین خلجی کے زمانے میں ڈاک کا نظام پورے ملک میں عام ہوگیا تھا۔ اسی طرح خبروں کے حصول کا نظام بھی اتنا منظم تھا کہ ہر محکمے کی خبریں پہنچتی تھیں اور ہر بڑی چھوٹی چیز کی خبر بادشاہ کو ہوتی تھی''۔ (۴۸)

مشہور سیاح ''ابن بطوطہ'' (۷۰۲ھ تا ۷۹ھ) سلطان محمد شاہ تغلق (۷۲۵ھ تا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۷۵۱ھ) کے زمانے کے محکمۂ ڈاک واطلاعات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "ہم "سیوستان" سندھ کے علاقے میں پہنچے جو کہ "ملتان" سے دس دن کی مسافت پر ہے اور یہاں سے "دلی" سلطان تک پہنچنے کی مسافت پچاس دن ہے۔ لیکن محکمۂ اطلاعات کے ذریعے سلطان تک "دلی" خبریں ارسال کی جاتی تھیں، تو اس رائج نظامِ ڈاک کی وجہ سے صرف پانچ دن میں خبر سلطان تک پہنچ جاتی تھی۔ اس زمانے میں ہندوستان میں نظامِ ڈاک دو صورتوں پر مشتمل تھا:

ا۔ گھوڑا ڈاک، اس نظامِ ڈاک کو "ولاق" کہا جاتا تھا۔ ہر چار میل کی مسافت پر بادشاہ کی طرف سے گھوڑا سوار مقرر ہوتے تھے۔

۲۔ پیدل ڈاک، جسے "کروہ" کہا جاتا تھا۔ ہر میل کی مسافت پر تین چوکیاں ہوتی تھیں، جسے "داوۃ" کہتے تھے، داوۃ ایک میل کا تہائی ہوتا تھا اور میل اس زمانے میں ایک کروہ کے مساوی ہوتا تھا۔ ہر ایک میل کے تھائی کی مسافت پر ایک آباد گاؤں ہوتا تھا۔ اس کے باہر تین گنبد نما قبے ہوتے تھے جن میں کمر کس اشخاص بیٹھے رہتے تھے، جو بالکل مستعد و تیار ہوتے تھے۔ ان میں سے ہر شخص کے پاس دو ہاتھ لمبا ایک ہتھوڑا ہوتا تھا، جس کے سرے پر پیتل کی گھنٹیاں لگی ہوتی تھیں۔ جب ڈاک شہر سے نکلتی تو ڈاکیہ خط اپنے ایک ہاتھ میں اور ہتھوڑا دوسرے ہاتھ میں لے کر انتہائی سرعت و تیزی سے بھاگتا۔ قبے میں موجود اشخاص جیسے ہی گھنٹیوں کی آواز سنتے تو وہ بالکل مستعد ہو جاتے۔ ان میں سے ایک شخص خط لے کر گھنٹی بجاتا ہوا تیزی سے بھاگتا اور دوسرے "داوۃ" تک پہنچ جاتا۔ ڈاک منزل تک پہنچنے تک یہ عمل جاری رہتا۔ اس طرح یہ پیدل ڈاک گھوڑا ڈاک سے زیادہ تیزی سے پہنچا کرتی تھی"۔ (۴۹)

"جب مخبر سلطان کو کسی شخص کے ذریعے کوئی خبر ارسال کرتا تو اس میں لکھتا کہ فلاں شخص کے ذریعے جس کی شکل وصورت اور لباس ایسا ہے، یہ خبر ارسال کی جا رہی ہے، اس کے ساتھ اتنے اشخاص، غلام، خدام اور جانور وغیرہ ہیں، اس شخص کی حرکات وسکنات اور دوسرے تصرفات کے بارے میں تفصیلی رپورٹ دی جاتی اور مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کو ترک نہیں کیا جاتا تھا"۔ (۵۰)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور ہندوستانی مؤرخ ''ذکاء اللہ'' رقمطراز ہیں کہ ''ایک مرتبہ سلطان فیروز شاہ تغلق (متوفی ۷۹۰ھ) اپنے لشکر کے ساتھ سفر میں تھے، سلطان راستہ بھول گئے، جس کی وجہ سے سخت دشواری اور تھکن کا سامنا ہوا، راستہ تو بعد میں مل گیا، لیکن اس سے پہلے بادشاہ نے لشکر میں اعلان عام کرا دیا کہ جو شخص بھی اپنے اعزاء واقرباء کو خط لکھنا چاہے لکھ دے، تمام خطوط جمع کیے گئے، پھر شتر سوار کے ساتھ دہلی بھیجے گئے جو وہاں اعزاء واقرباء کے درمیان تقسیم کیے گئے''۔(۵۱)

مشہور ومعروف مؤرخ قانون گو لکھتے ہیں کہ ''شیر شاہ سوری (متوفی ۹۵۲ھ) کے زمانے میں ڈاک کا نظام بہت بہتر ومنظم تھا، اس نے سڑک پر چوکیاں، غریبوں کے لیے رباط وسرائیں تعمیر کرائی تھیں، ان میں ہر جگہ ڈاک کا دفتر اور ارسالِ ڈاک کے لیے گھوڑے وغیرہ تیار رہتے تھے۔ شیر شاہ سوری نے اس طرح عوام پر کنٹرول اور ملک پر قبضہ اور نظام کو مستحکم کیا تھا''۔(۵۲)

عہدِ مغلیہ میں صحافت:

''مسلم حکومت کا یہ دور ہندوستان میں عصرِ ذہبی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ زمانہ اپنی تہذیب وتمدن، اپنی ہمہ جہت ترقی اور گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے ممتاز مقام ومرتبہ رکھتا ہے۔ اس زمانے میں ڈاک اور خبروں کے حصول کا نظام موجودہ صحافتی نظام سے کافی قریب تھا۔ خبروں کو جمع کرنے، تحریر کرنے، محفوظ کرنے اور پھر ان کی ترویج واشاعت کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ کچھ اخبارات بھی نکلتے تھے۔ ہم اس طرح کے اقدامات کو ہندوستان میں صحافت کا نقطۂ آغاز قرار دے سکتے ہیں''۔(۵۳)

مشہور مؤرخ علامہ سید عبدالحی حسنی (متوفی ۱۳۴۱ھ) مغلیہ عہد میں محکمۂ ڈاک کی تنظیم وترتیب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ''وقائع نگاروں کا تقرر ہر ریاست اور ہر صوبے میں کیا جاتا تھا، ان کا تقرر کہیں بھی ہو، وہ مرکزی حکومت کو رپورٹ پیش کرتے تھے، ان کی ذمہ داری تھی کہ وہ دن میں واقع ہر چھوٹی بڑی خبر شام کو اور رات میں پیش آمدہ واقعات صبح

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تحریر کریں، پھر دن اور رات کی یہ تحریر کردہ خبریں ڈاک داروغہ (حالیہ مدیر جنرل پوسٹ آفس) کو ارسال کریں، جو وہ جمع شدہ تمام خبریں سلطان کو پہنچائیں۔ سلطان خود اپنے ہاتھ سے لفافہ کھول کر بذاتِ خود خبریں پڑھتا۔ اس طرح سلطان کو قندھار سے لے کر بنگال تک ہر قسم کے واقعات اور اخبارات سے واقفیت ہوتی رہتی۔ اگر سلطان کو واقعات کی تحریر یا تقدیم میں خیانت کا شبہ ہوتا تو سلطان کے معتمد اہلِ دیانت وامانت چار اشخاص: وقائع نگار، سوانح نگار، خفیہ نویس اور ہرکارہ سے تحقیقات کی جاتیں، ان چاروں میں سے ہر ایک کا درجہ الگ اور مختلف ہوتا تھا، اگر تحقیقات میں باہمی اختلاف ہوجاتا تو سلطان کسی دوسرے طریقے سے واقعات کی تحقیق کرتے تھے''۔ (۵۴)

گوستاف لوبون اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''ریاستوں میں جو کچھ بھی ہوتا اس سے واقفیت وآگاہی کے لیے مغلیہ بادشاہوں نے ڈاک کا نظام اس طرح منظم کیا تھا کہ تیزی اور انتظام کے ساتھ ہر جگہ سے خبریں ان کو موصول ہوجایا کرتی تھیں۔ ڈاکیے زیادہ تر پیدل بھاگ کر چلنے والے ہوتے تھے، جن کو ایک مسافت سے دوسری مسافت تک باری باری ڈاک پہنچانا ہوتی تھی۔ راستے کے ایک طرف سفید پتھر نصب ہوتے تھے، جو رات میں بھی دکھائی دیتے تا کہ ڈاکیے راستہ نہ بھول جائیں''۔ (۵۵)

ڈاکٹر محمود الساداتی لکھتے ہیں کہ ''وقائع نویس جو واقعات لکھنے کا کام بھی کرتا تھا وہی حکومت اور ریاست کے درمیان رابطہ افسر کے فرائض بھی انجام دیتا تھا۔ ''رقیب'' یعنی محافظ ونگراں سے علاقے کی کوئی بات پوشیدہ نہیں ہوتی تھی۔ بادشاہِ وقت ان لوگوں کی وجہ سے اپنے وسیع وعریض ملک کی ہر چھوٹی بڑی بات سے آگاہ ہوتے رہتے تھے۔ ڈاک افسروں کے لیے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ ریاست یا صوبے کے حاکم کو بادشاہ سے پہلے واقعات کی اطلاع دیں، پھر اس خبر یا واقعہ کو اس کی تمام تفاصیل کے ساتھ بادشاہ تک پہنچائیں''۔ (۵۶)

شہنشاہ اکبر (۹۶۴ھ تا ۱۰۱۴ھ) کا وزیر باتدبیر ابوالفضل (متوفی ۱۰۱۱ھ) جو اکبر نامہ اور آئین اکبری کے مصنف ہیں، لکھتے ہیں کہ ''حکومت کی ترقی اور نظامِ حکومت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی پختگی کے لیے واقعات وحوادث کا ضبط تحریر میں لانا ضروری ہے، یہ کام زمانۂ قدیم سے موجود تھا۔لیکن لوگوں کو اس کی اہمیت کا اندازہ اس زمانے میں ہوا''۔(۵۷)

مولانا امداد صابری لکھتے ہیں کہ ''اس زمانے میں صحافتی کام کے لیے اہلِ علم اور صاحبِ مرتبہ لوگوں کو متعین کیا جاتا تھا، جو ہر شہر میں اپنے ذمے کا کام انتہائی مستعدی سے انجام دیا کرتے تھے،ان لوگوں کو ''تبکچی'' کہا جاتا تھا، ہر شخص کے کام کا دن مقرر تھا، جس دن وہ اپنے ذمے کا کام انجام دیتا ہر چودہ دن بعد اس کا نمبر دوبارہ آتا تھا، وہ خبریں جمع کرتا، ان کو ترتیب دیتا، پھر ان کو شہنشاہ اکبر کے پاس بھیج دیا جاتا۔پھر تمام خبریں جمع کرنے والے ایک متعین دن بادشاہ کے دیوان میں جمع ہوتے ،خبریں پڑھی جاتیں، اگر بادشاہ کو کوئی خبر پسند آتی تو ''تبکچی'' اُسے نقل کرتا، اس پر مہر لگاتا، اس خبر کو تعلیقہ کہا جاتا اور لکھنے والے کو تعلیقہ نویس''۔(۵۸)

یہ ادارہ آج کی خبر رساں ایجنسیوں کے مشابہ تھا، جو اپنے نمائندے سارے عالم میں بھیجتی ہیں۔یہ نمائندے ان کے لیے خبریں جمع کرتے اور یہ ایجنسیاں ان خبروں کو نشر کرنے کے لیے اخبارات کو ارسال کرتی ہیں۔

''شہنشاہ جہانگیر (۱۰۱۴ھ تا ۱۰۳۷ھ) نے جب یہ سنا کہ عباسی خلفاء نامہ بر کبوتر کو خبروں کو ارسال کے لیے استعمال کرتے ہیں،تو اس نے بھی کبوتروں کو ٹرینگ دینے کا حکم صادر کیا۔اس طرح کبوتر خبریں لانے اور لے جانے کے لیے استعمال کیے جانے لگے۔جہانگیر کے زمانے میں مانڈو سے برہانپور تک خبر صبح سے دوپہر تک اور کبھی صرف چار گھنٹے میں پہنچ جایا کرتی تھی،،۔(۵۹)

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر (۱۰٦۷ھ تا ۱۱۱۸ھ) کے زمانے میں صحافتی نظام میں بہت ترقی ہوئی اور بعض جدید چیزوں کا اضافہ ہوا۔وقائع نگار (مراسلہ نگار) ہر ریاست اور ہر شہر میں پھیلے ہوئے تھے، جو ملک کے ہر حصہ سے بادشاہ کو پابندی سے خبریں ارسال کرتے۔بادشاہ خود ہی ان خبروں کو دیکھتے اوران کی روشنی میں احکام صادر کرتے۔ہاتھ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے تحریر شدہ بعض یومیہ اخبارات بھی شہنشاہ اکبر کے زمانے کے دستیاب ہوئے ہیں۔ انہیں ''اخبارِ دربارِ معلّی'' کہا جاتا تھا۔ پھر ان کا نام شہنشاہ شاہجہاں کے زمانے میں ''اخبار دارالخلافہ شاہجہاں آباد'' تبدیل ہوگیا۔

''مارگریٹ بانس'' لکھتی ہیں کہ ''یہ بات انتہائی عجیب ہے کہ عہدِ مغلیہ میں اخبارات پر تعلیقات و کتابت میں آزادی تھی، لیکن انگریزی سامراج کے زمانے میں یہ آزادی نہیں رہی''۔ (۶۰)

ایس۔ سی۔ سانیال لکھتے ہیں کہ ''بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چھاپہ خانہ کی ایجاد سے قبل ہندوستان میں جو صحافت تھی وہ اصلاً سراغرسانی تھی۔ لیکن سترہویں صدی عیسوی میں ایسا کچھ نہیں تھا۔ اس زمانے میں صحافت صرف وزراء اور بادشاہوں کے درمیان وسیلۂ اتصال ہی نہ تھی بلکہ حقیقی معنیٰ میں یہ عوامی صحافت تھی''۔ (۶۱)

خاص خبروں کی تشہیر و اعلان کا طریقہ:

جب حکومت کسی خاص خبر کو کسی اہم مناسبت کی وجہ سے عوام تک پہنچانا چاہتی تو اس کے لیے دوسرے وسائل اختیار کیے جاتے تھے۔ ہر شہر میں ایک شخص ہوتا تھا جسے منادی کہا جاتا تھا، جو اس مخصوص خبر کو عام کرتا اور اس کا اعلان کرتا تھا، منادی کا یہ کام زمانۂ ماضی میں بڑی اہمیت رکھتا تھا، اس کی حیثیت موجودہ ایجنسی اشتہارات کی تھی۔ اعلان کا یہ طریقہ آج بھی رائج ہے۔ اخبارات و رسائل کے انتشار کے باوجود آج بھی کسی بڑے شخص کے انتقال یا شہر میں ہونے والے کسی جلسے کے وقت و مقام کا اعلان بعض اوقات اسی طرح کیا جاتا ہے۔

دینی خبروں کی اشاعت:

ماضی میں دینی خبروں کی نشر و اشاعت اور اس کے لیے طریقۂ کار کا تعیّن داعیانِ دین و واعظین اور صوفیاء کرام کیا کرتے تھے۔ یہ حضرات حسب ضرورت ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے، پند و نصیحت کرتے اور اپنے مخصوص طریقوں سے لوگوں کی رہبری و رہنمائی کا کام

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کیا کرتے تھے۔ مقامی لوگ ان سے مانوس ہوتے تھے، ان کے بلند کردار اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے اسلام کی دعوت قبول کرتے تھے۔ ان داعیوں اور واعظین کا کام کرنے والوں کے طریقۂ کار میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا تھا، تا کہ حکمت و موعظت کے ذریعے اسلام کے لیے رائے عامہ ہموار کر سکیں۔ ان میں مشہور و معروف حسن بن محمد صغانیؒ (۵۷۷ھ تا ۶۵۰ھ) جو کہ "شارق الانوار" کے مصنف، شیخ علی متقیؒ (۸۸۵ھ تا ۹۷۵ھ) جو کہ "کنز العمال" کے مصنف، شیخ مجدد سرہندیؒ (۹۷۱ھ تا ۱۰۳۴ھ)، شیخ عبدالحق دہلویؒ (۹۵۸ھ تا ۱۰۵۲ھ) اور شیخ شاہ ولی اللہ دہلویؒ (۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۶ھ) وغیرہ ہیں۔ ان بزرگوں کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء کرام اور داعیانِ عظام ہیں، جو اپنی دینی و اسلامی خدمات کی وجہ سے شہرتِ عام رکھتے ہیں۔ اس مدت میں ان حضرات کی خدمات سے بے شمار لوگ مستفید ہوئے۔ اسلام کے یہ داعی، بزرگ اور علماء کرام چلتی پھرتی صحافت تھے۔ یہ لوگ ملک کے مختلف حصوں میں جا کر اسلام کے لیے رائے عامہ ہموار کرتے تھے۔ دین کی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کرتے تھے اور دعوتِ اسلام کے ساتھ عوام کو اسلام اور اہلِ اسلام کی خبروں سے واقف کراتے تھے۔ آج ہم ان بزرگوں کی مبارک زبان سے نکلے کلمات کی تاثیر کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے، جو ہندوستان میں جدید صحافت سے قبل اس کی اہمیت تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد میں صحافت

مسلمانوں نے ہندوستان پر تقریباً آٹھ سو سال حکومت کی۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر (متوفی ۱۷۰۷ء) کی وفات کے بعد سلطنتِ مغلیہ کا زوال شروع ہوا۔ پورے ملک میں بکھراؤ، انتشار اور تفرقہ پیدا ہو گیا۔ ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ نظام الملک آصف جاہ حیدر آباد دکن نے دہلی حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ برہان الملک سعادت علی خان نے اودھ میں اپنی خودمختاری کا اعلان کیا، سکھوں اور مرہٹوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور فتنہ و فساد کا بازار گرم کر دیا۔

''ہندوستان اور یورپ کے درمیان اتصال ۱۴۹۸ء میں ہوا۔ جبکہ ''واسکوڈی گاما'' نے برِّ اعظم افریقہ کا چکر لگا کر'' کالی کٹ'' بندرگاہ پر پڑاؤ ڈالا، جہاں پرتگالیوں نے اپنے لیے ایک چھوٹا سا تجارتی مرکز بنا لیا تھا،،۔(۶۲)

ہندوستان پندرہویں صدی عیسوی میں یورپین مختلف حکومتوں فرانس، پرتگال اور انگریزوں کے لیے ایک اسٹیشن کی حیثیت رکھتا تھا۔ ان اقوام کے نمائندے ہندوستان اس وقت آئے جب مغلیہ حکومت اپنے شباب پر تھی۔ پہلا انگریز ۱۵۷۹ء ہندوستان آیا، جو پوپ تو ماس اسٹیونس تھا۔ یہ شخص عیسائی مشنری سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے بعد ۱۵۸۳ء میں ان اقوام کے تجارتی وفود آنا شروع ہوئے، جو باہم تجارت کیا کرتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مغلیہ حکومت ہندوستان میں کمزور ہونا شروع ہو گئی تھی۔ مغربی اقوام نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ملک میں پاؤں جمانے کے لیے اپنی کوششیں تیز کر دیں۔

۱۶۰۰ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان میں اپنے قدم جمانے شروع کیے۔ ۱۶۰۸ء میں شہنشاہ جہانگیر نے اس کمپنی کو سورت میں اپنا مرکز قائم کرنے کی اجازت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیدی۔ پھر کمپنی نے کلکتہ میں اپنا کام جمایا، اس وقت کے بنگال گورنر نے کمپنی کو اپنا ایک قلعہ بنانے کی اجازت دیدی، جسے ''ولیم قلعہ'' کا نام دیا گیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہ کمپنی ڈیڑھ صدی میں تجارت کے ساتھ ساتھ اتنی طاقتور ہوگئی کہ اس نے جنگِ پلاسی ۱۷۵۷ء میں حاکم بنگال کو شکست دی اور ۱۷۷۳ء میں سیاسی اختیارات واقتدار کمپنی سے برطانوی پارلیمنٹ کو منتقل ہوگئے۔

بعض ہندوستانیوں کو یہ احساس ہونے لگا کہ یہ کینسر ملک کے امن وامان کو چیلنج کرنے لگا ہے۔ اس لیے اس کا سدِ باب ضروری ہے۔ انگریزوں کے خلاف جو کوششیں ہوئیں، ان میں پہلی کوشش سلطان ٹیپو نے جنوبی ہند میں کی۔ لیکن یہ کوشش ناکام ہوگئی اور ۱۷۹۹ء میں سلطان ٹیپو شہید ہوئے۔ اس سے انگریزوں کو ایک طرح کا سکون ملا اور ان کا نفوذ بڑھا۔ یہاں تک کہ ۱۸۴۵ء میں انہوں نے پنجاب اور ۱۸۵۶ء میں ریاستِ اودھ پر قبضہ کیا۔ ملک میں کوئی کوشش ایسی نہ ہوسکی جو منظم طریقے سے اتحاد واتفاق کے ساتھ انگریزوں کے خلاف محاذ بناتی، عوام کو راہِ نجات ملتی اور عام اسلامی بیداری پیدا ہوتی، اس طرح کی صرف ایک راہِ نجات کی کوشش سید احمد بن عرفان شہیدؒ نے (۱۷۸۱ء تا ۱۸۳۱ء) میں فرمائی، جس کا مقصد سکھوں اور انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا تھا۔ لیکن یہ تحریک بھی پنجاب بالاکوٹ میں سید احمد بن عرفان شہیدؒ اور ان کے رفقاء کی شہادت سے ختم ہوگئی۔

انگریزی وجود کو ختم کرنے کی آخری کوشش ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی تھی، لیکن یہ بھی ناکام رہی، انگریزوں نے دہلی کے قلعے پر قبضہ کرلیا اور آخری مغل بادشاہ سراج الدین بہادر شاہ ظفر کو قید کرلیا، اس طرح ہندوستان میں باضابطہ انگریزوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ انگریزوں کے خلاف آواز اٹھانے، ۱۸۵۷ء جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے میں چوں کہ مسلمان پیش پیش تھے۔ اس لیے جب جنگ آزادی کی مہم ناکام ہوگئی اور انگریزی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے خاص طور سے مسلمانوں کو اپنے ظلم وجور کا نشانہ بنایا۔

''یکم نومبر ۱۸۵۸ء ملکہ وکٹوریہ کے عہدِ حکومت میں یہ قرارداد صادر ہوئی کہ ایسٹ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

انڈیا کمپنی کی حکومت ختم ہوکر اب ڈائرکٹ ہندوستان برطانوی حکومت کے زیر اقتدار آ گیا، ملکہ کی طرف سے ہندوستان کا پہلا حاکم ''لارڈ کیننگ'' کو مقرر کیا گیا اور ملکہ برطانیہ نے اس ملک پر اپنی حکومت کا اعلان کر دیا،،۔(۶۳) اس طرح ہندوستان براہِ راست انگریز سامراج کے تحت آ گیا اور ہندوستانیوں کا دورِ غلامی شروع ہو گیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان میں صحافت کے لیے راستہ ہموار کیا اور متعدد اصلاحی پروگراموں کے ذریعے ہندوستان میں صحافت کو ترقی دینے میں مدد دی۔ ہم ذیل میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی بعض خدمات کا ذکر کریں گے۔

ہندوستان میں جدید صحافت کا آغاز:

ایسٹ انڈیا کمپنی نے شروع میں خبریں حاصل کرنے اور ان کو بھیجنے کے لیے انہی قدیم طریقوں کو اپنایا جو مغلیہ دور میں رائج تھے۔ جدید صحافت کے لیے پہلی کوشش ''ولیم بولٹس'' Willium Bolts نے کی، لیکن یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ ''اس کے بعد ''جیمز آگستوس ہکی'' (James Augustus Hicky) نے جنوری ۱۷۸۰ء میں ''ہکی گزٹ'' کے نام سے ایک مطبوعہ اخبار نکالا،،۔(۶۴) اس کے بعد مطبوعہ اخبارات کا سلسلہ کلکتہ، مدراس اور بمبئی سے شروع ہوا۔ تمام اخبارات ایک ہی طرز پر تھے، جس کو درج ذیل نقاط میں بیان کیا جا سکتا ہے:

۱۔ اس مدت میں شائع ہونے والے تمام اخبارات انگریزی میں تھے۔

۲۔ صحافت کا کوئی منظم قانون نہ تھا، مخالفت کی سزا میں ایڈیٹر کو یا تو قید کر دیا جاتا تھا یا جلاوطن کر دیا جاتا تھا۔

۳۔ اخبار کا دائرہ محدود اور حلقہ بہت تنگ تھا۔

۴۔ اخبار میں شائع شدہ مواد زیادہ تر انگریزی مفادات کی نگہداشت کرتا تھا۔

۵۔ اخبارات خبروں کی فراہمی یا معلومات کا حصول یا تو قلمی شائع ہونے والے نشریات سے کرتے یا فوجی مراکز سے، لیکن ان کا زیادہ تر مدار برطانیہ سے آنے والے ان اخبارات ورسائل پر ہوتا تھا، جو ایک عرصے کے بعد ہندوستان پہنچتے تھے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۶۔ کوئی روزنامہ اخبار نہیں تھا۔ زیادہ تر سہ روزہ یا ہفت روزہ تھے۔

۷۔ ان اخبارات میں نثر کے ساتھ ساتھ نظم کے کالم بھی ہوتے تھے۔

۸۔ کمپنی کی طرف سے شائع ہونے والے ان اخبارات ورسائل نے ہندوستانیوں میں بھی صحافت کا ذوق پیدا کیا۔

۹۔ ان اخبارات نے جدید اسلامی صحافت کے لیے راستہ ہموار کیا۔

۱۰۔ اس مدت میں شائع ہونے والے تمام اخبارات ورسائل اپنے اسلوب، پیش کش اور صوری معیار میں برطانیہ سے شائع ہونے والے اخبارات ورسائل کی طرح تھے۔ ان کو لکھنے اور نکالنے کا کام خود انگریز ہی کرتے تھے، ''اس لیے اگر ہم ان کا نام ''ہندوستان میں اجنبی صحافت'' رکھیں تو بہت مناسب ہوگا،، (۶۵)

ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں ڈاک اور مواصلات:

انگریزوں نے ہندوستان میں جدید ڈاک کا نظام قائم کیا۔ لارڈ کلائیو (Lord Clive) نے ۱۷۶۶ء میں اس ڈاک نظام کو شروع کیا، ۱۸۳۷ء تک یہ نظام انتہائی پختہ و مضبوط ہو گیا۔ ۱۸۵۴ء میں ''تار'' کے نظام کا آغاز ہوا، دور دراز علاقے ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ ڈاک ابتدا میں گھوڑا گاڑی (ٹمٹم) سے بھیجی جاتی تھی، بعد میں بذریعہ ریل ڈاک بھیجنے کا انتظام ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ مواصلات کے نظام (ٹرانسپورٹ سسٹم) میں یہ زبردست تغیر وتبدیلی جدید صحافت کی ترقی میں بڑی معاون ثابت ہوئی۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں اردو زبان:

ہندوستان میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت قائم ہوئی، اس وقت فارسی سرکاری اور تعلیم یافتہ طبقے میں مقبول ورائج زبان تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اردو کا آغاز تھا۔ زیادہ تر لوگ اردو کو شعروشاعری کی زبان سمجھتے تھے۔ کمپنی نے اس زبان کو ترقی دینے اور اس کی ادبی تعلیم کو منظم کرنے میں خاص حصہ لیا۔ ''۱۸۰۰ء میں کمپنی نے فورٹ ولیم کالج کی بنیاد رکھی،،

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۶۶) اور اردو زبان پر خاص توجہ مرکوز کی۔ جس کے نتیجے میں نثر ونظم میں ادباء وشعراء پیدا ہوئے۔ کمپنی کا اردو کی طرف خاص توجہ مرکوز کرنا اور اس کو فارسی پر ترجیح دینا، حقیقت میں اردو کی ترقی وترویج اور علم کی خدمت کے لیے نہ تھا، بلکہ اس کے پیچھے اس بغض ونفرت کی کارفرمائی تھی جو کمپنی کو اسلامی تہذیب اور مغل حکومت کی ہر اس چیز سے تھی جس کا تعلق ان کی حکومت سے تھا۔ "۱۸۲۲ء میں کمپنی نے ایک ہفت روزہ اخبار 'جامِ جہاں نما' کے نام سے اردو میں نکالا"۔ (۶۷)

ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں تعلیم:

ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان میں تعلیم کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دی، جدید طرز پر بہت سے اسکول کھولے۔ "۱۸۲۵ء میں دہلی کالج کی بنیاد رکھی"۔ (۶۸) جس نے ہندوستان میں تعلیم کی ترقی میں خاصا حصہ لیا اور اس کالج میں ادبی صحافت پروان چڑھی۔ ہمایوں کبیر مغربی نظامِ تعلیم کے متعلق لکھتے ہیں کہ "شاید اہم انقلاب جو رونما ہوا وہ مغربی نظامِ تعلیم کا ملک میں آنا تھا"۔ (۶۹)

تعلیمی ترقی سے جہاں بیداری پیدا ہوئی اور علم وثقافت کی ترویج واشاعت ہوئی، وہیں اس سے نوجوان نسل کے ذہن زہر آلود ہوئے اور ان میں فکری خرابی پیدا ہوئی۔ یہ زمانہ عصری تعلیم کو دینی تعلیم سے جدا کرنے کی ابتدا تھی، جس سے انگریزوں کو متعدد فائدے حاصل ہوئے، انہی میں ایک فائدے کے متعلق میکالی (Macauley) ہندوستان سے متعلق اپنی تعلیمی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ "اس سے ہمارا مقصد ایک ایسا طبقہ پیدا کرنا ہے، جو اپنے رنگ اور کھال کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو لیکن اپنے ذوق وفکر میں انگریز ہو"۔ (۷۰) وہ اپنے ایک اور خط میں اپنے والد کو انگلینڈ لکھتے ہیں کہ "انگریزی تعلیم کا اثر ہندوؤں پر خاص دکھائی دیتا ہے، ان میں سے جو انگریزی پڑھ لیتا ہے وہ ہندو باقی نہیں رہتا، یا تو وہ وحدانیت قبول کر لیتا ہے یا عیسائیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اگر صورتحال یہی رہی تو ہم عنقریب بنگال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے علاقے کو عیسائی دیکھیں گے'' (۷۱)۔ اس طرح کمپنی اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئی۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں قانونِ صحافت:

ایسٹ انڈیا کمپنی نے انیسویں صدی عیسوی سے قبل صحافت کا ایک مستقل نظام بنایا۔ یہ قانون صحافت کی ابتدائی شکل تھی۔ بعد میں اس میں ترقی ہوئی، اصلاً یہ قانون صحافت کی فعالیت و سرگرمی کو محدود کرنے اور اخبارات کی آزادی کو پابندِ سلاسل کرنے کے لیے وضع کیا گیا تھا لیکن غیر ارادی طور پر یہی قانون صحافت کو منظم کرنے اور اسے قانونی استحقاق دینے کا سبب بنا۔ قانون صحافت میں سے چند دفعات ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

۱۔ ''صحافت کے لیے پہلے سے لائسنس حاصل کرنا ضروری قرار پایا۔

۲۔ حکومت اگر ضرورت محسوس کرے تو وہ لائسنس ضبط کر سکتی ہے۔

۳۔ وہ اشخاص جو ایڈیٹوریل اسٹاف (مجلس ادارت) میں شامل ہوں یا اس سے مستعفی ہوں وہ اپنے نام اعلیٰ اتھارٹی کو پہنچائیں۔

۴۔ کوئی بھی آرٹیکل یا مضمون بغیر حکومت کو دکھلائے نہ شائع کیا جائے۔

۵۔ ان قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں اخبار پر مقدمہ چلایا جائے گا اور اگر ضرورت محسوس کی گئی تو پانچ ہزار روپے تک جرمانہ بھی کیا جا سکتا ہے''۔ (۷۲)

ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں پریس:

ہندوستان میں پریس پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعے آئی بعض ماہر انگریزوں کی نگرانی میں مختلف زبانوں کے حروف مطبعی تیار کیے گئے۔ ''دہلی میں اردو کا پہلا پریس ۱۸۱۳ء میں ''مطبع عبدالرحمٰن'' کے نام سے وجود میں آیا، پھر لیتھوگرافی کا طریقہ شروع ہوا۔ چوں کہ یہ طریقہ کم خرچ پر تھا، اس لیے اس کا رواج ملک میں خوب ہوا''، (۷۳) مرورِ وقت کے ساتھ ساتھ پریس میں اصلاحات و تحسینات ہوتی رہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ چھپائی اور چھاپہ خانوں میں ترقی کی وجہ سے صحافت نے بھی تیزی سے ترقی کی منازل طے کیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جدید اسلامی صحافت کا آغاز:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ہندوستان میں صحافت بعض انگریزوں کے ہاتھوں ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں شروع ہو چکی تھی اور ہندوستان کے بڑے شہروں سے اخبارات ورسائل نکلنے کا آغاز بھی ہو چکا تھا۔ ان اخبارات میں اسلام اور ہندو مذہب پر تنقید کی جاتی تھیں، اسلام پر ان کی تنقید بڑی شدید وسخت ہوتی تھی، اسلام کی طرف سے دفاع کرنے اور اس پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دینے کے لیے مسلمانوں نے بھی اخبارات ورسائل نکالنا شروع کیے۔ چوں کہ اس وقت مسلمانوں میں زیادہ تر فارسی کا رواج تھا، اس لیے ۱۸۳۳ء میں کلکتہ سے پہلا اخبار "آئینہ سکندری" کے نام سے فارسی میں نکلا۔ یہ اخبار منشی واجد علی نے نکالا تھا۔ اس کے بعد دوسرے مسلمانوں کے اخبارات ورسائل نکلنا شروع ہوئے۔ یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ ہندوستان میں صحافت کا آغاز ۱۷۸۰ء میں ہوا اور مسلمان میدانِ صحافت میں ۱۸۳۳ء میں داخل ہوئے، وہ بھی اس وجہ سے کہ عیسائی اخبارات کے ذریعے پوری آزادی کے ساتھ اسلام پر تنقید کی جارہی تھی۔ اسلامی صحافت کا وجود اس وقت کے حالات کے ردِعمل میں ہوا۔ ابتدا میں یہ اخبار غیرفنی طریقے پر اپنی ابتدائی شکل میں تھے، اس لیے ہم یہ ضروری نہیں سمجھتے کہ ہر اخبار کا تذکرہ علیحدہ سے کیا جائے، ہم یہاں اختصار کے ساتھ اس زمانے کے مسلم اخبارات کی ضروری اور اہم باتوں کو تحریر کرتے ہیں:

۱۔ ان اخباروں میں روزنامہ ایک بھی نہ تھا، یا تو یہ ہفت روزہ، پندرہ روزہ اور ماہنامے تھے۔

۲۔ ان میں اداریے نہیں لکھے جاتے تھے، بلکہ ایڈیٹر اگر چاہتا تو دوران مضمون اپنی بعض آراء کا اظہار کر دیا کرتا تھا۔

۳۔ ان میں زیادہ تر اندرونی اور مقامی خبریں ہوتی تھیں۔ لیکن کبھی کبھی بیرونی خبریں بھی تحریر ہوتی تھیں۔

۴۔ اس زمانے میں ہر اخبار بہت محتاط رویہ اختیار کرتا تھا، کوئی ایسی بات نہیں لکھی جاتی تھی جو انگریزوں کو بارِ خاطر ہو۔ اگر کبھی اس کی ضرورت ہوتی تو پہلے انگریزوں کی خوب تعریف

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وتوصیف کی جاتی ۔ پھر احتیاط سے اشاروں اور کنایوں میں اپنی بات کہی جاتی۔

۵۔زیادہ تر اخبارات محدود تعداد میں شائع ہوتے تھے، جن کی تعداد ۴۵ سے ۱۰۰ تک ہوتی تھی۔

۶۔عام طور پر تمام اخبارات صحافت کی ابتدائی شکل کے غماز تھے۔پیش کش گٹ اپ ترتیب وتنسیق اور مواد میں کوئی خاص امتیاز نہ تھا۔

۷۔اس وقت تک تصاویر شائع کرنے کا رواج نہ تھا۔کبھی ہاتھ سے بنی تصاویر شائع کر دی جاتی تھیں۔

۸۔خبریں جمع کرنے کے کوئی خاص ذرائع نہ تھے۔خبروں کا زیادہ تر دارومدار رپورٹر پر ہوتا تھا۔لیکن ان کی تعداد بہت کم تھی۔یا پھر انگریزی اخباروں سے لے لی جاتی تھیں۔

۹۔ان میں عوام کی آراء کا بالکل اہتمام نہ ہوتا تھا۔

۱۰۔ان میں علمی مقالات اور فکری مضامین نہیں ہوتے تھے۔بلکہ صرف خبروں پر اکتفا کیا جاتا تھا۔

۱۱۔زیادہ تر اخبارات دہلی سے مسلمانوں کی ادارت ونگرانی میں شائع ہوتے تھے۔

۱۲۔صحافت نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں میر کارواں کا کردار ادا کیا۔ان میں جنگِ آزادی کی خبریں بڑے اہتمام سے بے باکانہ شائع ہوتیں، مجاہدین کے کارنامے منظرِ عام پر لائے جاتے اور ان کی تعریف وتوصیف ہوتی تھی۔ان اخباروں میں سرِ فہرست "سراج الاخبار" تھا جو بادشاہِ وقت سراج الدین بہادر شاہ ظفر کے نام سے نکلا کرتا تھا۔"دہلی اردو اخبار" جس کے ایڈیٹر مولوی محمد باقر علی تھے اور "صادق الاخبار" جسے مولوی جمیل الدین نکالتے تھے، یہ اخبار بھی نمایاں تھے۔لارڈ کیننگ نے کہا کہ "ہندوستانی اخباروں نے بغاوت کو ہوا دی، جذبہ حریت کو پروان چڑھایا اور انگریز دشمنی اور باغیانہ خیالات پر اپنی خبروں سے ابھارا اور مکروفریب کا راستہ اختیار کیا"۔(۴۷)

۱۳۔جب ۱۸۵۷ء جنگ آزادی ناکام ہوگئی تو تمام اردو اخبارات حکومت کی طرف سے ظلم وستم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور مسائل ومشکلات کا شکار ہوئے، ایک مدت کے لیے ان سب کو بند کر دیا گیا۔ ایڈیٹروں کو گرفتار کرلیا گیا، مولوی محمد باقر ایڈیٹر و مالک ''دہلی اردو اخبار'' کو باندھ کر توپ سے اڑا دیا گیا۔

۱۴۔ جب دوبارہ اخبارات نکلنے شروع ہوئے تو ان پر سخت نگرانی رکھی گئی۔ حکومت نے سخت ترین موقف اختیار کیا۔ انگریزی اخباروں نے مسلمانوں کے خلاف حملے کا محاذ بنایا، ان میں زیادہ تر اخبار انگریز عیسائی حکومت کے حامی وہمنوا تھے، جیسے ''دی پنجابی''، ''لاہور کرانیکل''، ''فرینڈ آف انڈیا'' اور ''بمبئی ٹائمز'' وغیرہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات ورسائل کی فہرست

ہم یہاں بعض ان اخبارات ورسائل کی فہرست دے رہے ہیں، جو اس مدت میں شائع ہوئے۔ ہم نے اس فہرست میں اخبار یا رسالے کا نام، سالِ اشاعت، مدتِ اشاعت، مقامِ اشاعت، وہ زبان جس میں وہ نکلا اور ایڈیٹر کے نام کا ذکر کیا ہے۔

ہم نے فہرست میں مدتِ اشاعت اور زبان کے لیے درجِ ذیل اشارے استعمال کیے ہیں:

روزنامہ	ی
ہفت روزہ	اً
ماہنامہ	ش
مہینہ میں دومرتبہ (پندرہ روزہ)	م
سہ ماہی	ک
دس روزہ (مہینہ میں تین بار)	ث
اردو	ر
ہندی	ھ
عربی	ع
فارسی	ف
انگریزی	ن
بنگالی	غ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نام اخبار	سال اشاعت	مدت اشاعت	مقامِ اشاعت	زبان	ایڈیٹر کا نام
آئینۂ سکندری (۱)	۱۸۳۳ء	اُ	کلکتہ	ف	واجد علی
آگرہ اخبار (۲)	۱۸۳۳ء	اُ	آگرہ	ف	سراج الدین
ماہ عالم افروز	۱۸۳۳ء	اُ	کلکتہ	ف	وہاج الدین
سلطان الاخبار	۱۸۳۵ء	اُ	کلکتہ	ف	رجب علی الحسینی (۳)
دہلی اردو اخبار	۱۸۳۶ء	اُ	دہلی	ر	محمد باقر علی (۴)
سید الاخبار	۱۸۳۷ء	اُ	دہلی	ر	سید محمد خان (۵)
سراج الاخبار (۶)	۱۸۴۱ء	اُ	دہلی	ر۔ف	سید ابوالقاسم
مظہرِ حق (۷)	۱۸۴۳ء	اُ	دہلی	ر	محمد باقر علی
صادق الاخبار	۱۸۴۴ء	اُ	دہلی	ر	عنایت حسین
کریم الاخبار	۱۸۴۵ء	اُ	دہلی	ر	کریم الدین
اسعد الاخبار	۱۸۴۷ء	اُ	آگرہ	ر	قمر الدین
مطلع الاخبار	۱۸۴۷ء	اُ	آگرہ	ر	خادم علی
تحفۃ الحدائق (۸)	۱۸۴۸ء	م	دہلی	ر	محمد جعفر
قطب الاخبار	۱۸۴۹ء	اُ	آگرہ	ر	خادم علی
بنارس جندرودی	۱۸۴۹ء	اُ	بنارس	غ	سید اشرف علی
باغ و بہار	۱۸۴۹ء	اُ	بنارس	ر	سید اشرف علی
مفتاح الاخبار	۱۸۴۹ء	اُ	میرٹھ	ر	محبوب علی
تیسیر الاخبار	۱۸۴۹ء	اُ	دہلی	ر	عبدالباسط

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ضیاء الدین	۱۸۴۹ء	اُ	دہلی	ر	محمد ضیاء الدین
دریائی نور	۱۸۵۰ء	اُ	لاہور	ر	نجیب الدین حسین
شملہ الاخبار	۱۸۵۰ء	اُ	شملہ	ر	عبداللہ
ریاض طور	۱۸۵۰ء	اُ	ملتان	ر	مہدی حسن
نور علیٰ نور	۱۸۵۱ء	اُ	لدھیانہ	ر	محمد حسین خان
گلشن نوبہار (۹)	۱۸۵۱ء	اُ	کلکتہ	ف	عبدالقادر
ریاض نور	۱۸۵۱ء	اُ	ملتان	ر	مہدی حسن خان
توحید الاخبار	۱۸۵۲ء	اُ	دہلی	ر	پیر خان
جامع الاخبار	۱۸۵۲ء	اُ	مدراس	ر	سید رحمت علی
شعاع الشمس	۱۸۵۳ء	اُ	ملتان	ر	غلام نصیر الدین
نور مشرقی (۱۰)	۱۸۵۳ء	اُ	دہلی	ر	سید میر علی
صادق الاخبار	۱۸۵۳ء	اُ	دہلی	ر	مصطفیٰ خان
معلم ہند	۱۸۵۴ء	ش	لاہور	ر	محمد حسن خان
نیّر اعظم	۱۸۵۴ء	اُ	پٹیالہ	ر	منشی محمد بخش
صادق الاخبار	۱۸۵۴ء	اُ	دہلی	ر	سید جمیل الدین (۱۱)
مذاق	۱۸۵۵ء	اُ	رامپور	ر	عبدالجلیل نعمانی
مفرح القلوب	۱۸۵۵ء	اُ	کراچی	ف	مخلص علی مشہدی
مطلعِ خورشید	۱۸۵۵ء	اُ	سکھر	ف	مخلص علی مشہدی
صادق الاخبار	۱۸۵۵ء	اُ	دہلی	ر	سید محمد صادق
تحفۃ الناظرین (۱۲)	۱۸۵۶ء	اُ	آگرہ	ر	مرزا علی حسین
عنقائے روزگار	۱۸۵۶ء	اُ	شملہ	ر	سید رضا علی رضوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طلسم لکھنو (۱۳)	۱۸۵۶ء	أ	لکھنو	ر	محمد یعقوب انصاری
مظہر الاخبار	۱۸۵۶ء	ش	مدراس	ر	محمد خواجہ بادشاہ
صادق الاخبار	۱۸۵۶ء	أ	دہلی	ر	سید محمد عبدالقادر
اسعد الاخبار	۱۸۵۷ء	أ	دہلی	ر	میر حیدر علی
اکمل الاخبار	۱۸۵۷ء	أ	دہلی	ر	محمد محمود خان

حواشی:

۱۔ ان کے اہم مقاصد میں عیسائی مشنریوں کا رد کرنا تھا۔

۲۔ بعد میں اس کا نام زبدۃ الاخبار ہو گیا۔

۳۔ رجب علی ایک جرأت مند صحافی تھے۔

۴۔ محمد باقر کو باندھ کر توپ سے اڑا دیا گیا۔

۵۔ سر سید احمد خان کے سگے بھائی تھے۔

۶۔ اس کے مالک بہادر شاہ ظفر تھے، اس اخبار نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔

۷۔ شیعہ جماعت کا ترجمان تھا۔

۸۔ شیعہ جماعت کا ترجمان تھا۔

۹۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔

۱۰۔ شیعہ جماعت کا ترجمان تھا۔

۱۱۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شرکت کی وجہ سے قید ہوئے۔

۱۲۔ شیعہ جماعت کا ترجمان تھا۔

۱۳۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی صحافت

۱۸۵۷ء جنگ آزادی کے بعد سے تا ۱۹۰۰ء

تاریخی پس منظر:

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ ہندوستان میں اقتدار ایسٹ انڈیا کمپنی سے منتقل ہوکر حکومتِ برطانیہ کے ہاتھ میں چلا گیا تھا۔ برطانیہ کی طرف سے ایک وائسرائے ہندوستان پر حکومت کرتا تھا۔ جب سامراج کا تسلط پختہ ہوگیا اور عوام کے ساتھ سامراجی بدسلوکی بڑھتی گئی تو بتدریج آزادی کی طرف رجحان بڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ برطانوی سامراج کے خلاف ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی کی آواز بلند ہوئی۔ آزادی کی یہ جنگ جب ناکام ہوگئی تو اس سے مسلمانوں کے دلوں میں سخت مایوسی پیدا ہوئی اور وہ احساسِ کمتری کا شکار ہوگئے۔ ساتھ ہی مسلمانوں کو گوناگوں مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً:

۱۔ اسلامی حکومت اس وقت بالکل ختم ہوگئی، جب انگریزوں نے آخری مغل بادشاہ سراج الدین بہادر شاہ ظفر کو قید کرلیا اور زمامِ حکومت اس قوم کو ملی جس کے دل اسلام اور مسلمانوں کی عداوت و دشمنی سے لبریز تھے۔

۲۔ حکومتِ برطانیہ نے مشنریوں کی سرگرمیوں کو تیز کر دیا۔ یہ سرگرمیاں مسلمانوں کے وجود کے لیے ایک چیلنج بن گئیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے مسلمانوں کا قلق و اضطراب بڑھا اور اس نے انہیں ایک ایسا دینی ادارہ قائم کرنے کی طرف متوجہ کیا جو ایسی نسل پیدا کر سکے، جسے دینی بصیرت حاصل ہو اور جو اپنی تہذیبی میراث کی حفاظت کر سکے، دارالعلوم دیوبند اور اس طرح کے دوسرے مدارس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۸۵۷ء جنگ آزادی کے بعد سے تا ۱۹۰۰ء اسلامی صحافت کے مراکز

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یا اداروں کی تاسیس اسی نظریے کے تحت ہوئی۔

۳۔ حالات کی اس تیزی سے تبدیلی کی وجہ سے مسلمانوں کو متعدد اقتصادی دشواریاں پیش آئیں۔ ان کی ایک بڑی تعداد ملازمتوں سے اس لیے برخاست کر دی گئی کہ یا تو ان پر ۱۸۵۷ء جنگِ آزادی کی تائید کی تہمت لگائی گئی، یا یہ دلیل پیش کی گئی کہ انہوں نے عصری علوم کو حاصل نہیں کیا۔ ایک عرصے تک ملازمتوں کے دروازے مسلمانوں کے لیے بند رہے، اصل مقصد مسلمانوں کے حوصلوں کو پست کرنا اور انہیں مخالف حکومت سرگرمیوں سے روکنا تھا۔ اس وقت سر سید احمد خان کھڑے ہوئے۔ انہوں نے پہلے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ''حکومت برطانیہ کے خلاف جنگِ آزادی میں مسلمانوں کا ہاتھ نہیں تھا، ساتھ ہی انہوں نے مسلمانوں کو انگریزوں کے رائج کردہ عصری تعلیم کو قبول کرنے کی دعوت دی''۔ (۷۵)

۴۔ حالات نے مسلمانوں کے لیے متنوع دشواریاں اور پیچیدگیاں پیدا کر دی تھیں۔ ان میں سے ہر دشواری کا مقابلہ کرنے کے لیے مختلف کمیٹیاں، پارٹیاں اور تنظیمیں وجود میں آئیں، جنہوں نے حالات کی تبدیلی پر اپنے اثرات ڈالے۔

اس مدت میں اسلامی صحافت کی خصوصیات:

۱۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب حکومت برطانیہ کا ملک پر مکمل تسلط ہو گیا تو صحافت نے بھی ذرا نرم رویہ اختیار کیا اور حکومت کے دباؤ میں آنا شروع کیا۔

۲۔ اس دور میں صحافت نے یا تو حکومت کی سخت نگرانی اور محاسبے کے ڈر سے یا اس کے ظلم و ستم کے خوف سے حکومت کے ساتھ پرسکون مصالحت کا ماحول پیدا کیا۔

۳۔ صحافت نے لوگوں کے درمیان تعلیم کو عام کرنے اور حکومت کے ذریعے لائی گئی تعلیم کی تشریح و بیان پر اپنی توانائیوں کو مرکوز کیا۔ یہ دعوت سر سید احمد خان نے شروع کی اور ایک کالج کی بنیاد رکھی جواب یونیورسٹی کی حیثیت سے پوری دنیا میں مشہور ہے۔ لیکن اس کے بالمقابل بعض ایسے اخبارات بھی تھے، جو دینی تعلیم کی دعوت دیتے اور مغربی تعلیم سے روکتے تھے۔

۴۔ اس زمانے کے اخبارات سیاسی امور میں دخل اندازی سے پرہیز کرتے تھے۔ لیکن اگر کبھی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کوئی حکومت پر تنقید کے نقطۂ نظر سے کچھ لکھتا تو پہلے حکومت کی تعریف وتوصیف ضرور کرتا تھا۔

۵۔زیادہ تر ایسی اندرونی وبیرونی خبروں کو پیش کیا جاتا تھا، جو عالمِ اسلام سے اور خاص کر ترکی، حجاز اور افغانستان سے متعلق خبریں ہوتی تھیں۔

۶۔ادب، شعر اور علمی موضوعات سے اس زمانے کے اخبارات خاص دلچسپی لیتے تھے اور دینی موضوعات پر بھی ان کی توجہ مرکوز رہتی تھی۔

۷۔بہت سے اخبارات عیسائی مشنریوں پر تنقید کرتے تھے، ان کے اعتراضات کا جواب دیتے تھے اور ان کی سرگرمیوں کا مقابلہ کرتے تھے۔عیسائی مشنریوں نے جب صحافت کو استعمال کیا تو مسلم اخبارات ورسائل نے ان کا جواب دیا۔

۸۔یہ اخبارات ورسائل ایسی خبریں بھی شائع کرتے رہتے تھے جن سے عوام پر انگریزوں کے مظالم کا پردہ فاش ہوتا تھا اور بھیانک زندگی کی ترجمانی ہوتی تھی۔لیکن اس قسم کی خبروں پر کوئی تبصرہ نہیں ہوتا تھا۔

۹۔ہندستانی ریاستوں کے حکام کی عیش وعشرت، فسق وفجور، نظامِ حکومت، انتشار و پراگندگی اور عدمِ استقرار کے خلاف یہ اخبارات آواز اٹھاتے تھے اور سخت تنقید کرتے تھے۔

۱۰۔اخبارات زیادہ تر ہفت روزہ تھے۔روزنامے بہت کم تھے۔

۱۱۔اس زمانے کی صحافت میں سرسید احمد خان کا اہم ترین کردار تھا۔

۱۲۔۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے کچھ عرصے کے بعد صحافت کو تھوڑی آزادی ملی، اظہارِ خیال پر پابندی کا قانون ختم ہوا، لیکن دلوں میں جو خوف تھا اس کی وجہ سے کوئی آزادانہ بات نہیں کرسکتا تھا۔ چاہے حکومت کا نقطۂ نظر کچھ بھی ہو۔لیکن جب بعض اخبارات ورسائل نے اظہارِ آراء میں وسعت پیدا کی تو لارڈ لیٹن (Lytton) نے صحافت سے متعلق جدید قانون نافذ کیا، جس کا مضمون یہ تھا کہ ''ہندوستانی کو مطلقاً کوئی ایسی چیز نشر کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، جو حکومت کو ناپسند ہو اور جو اس قانون سے تجاوز کرے گا اس سے فوراً مالی جرمانہ لیا جائے گا، اُسے عمر قید کی سزا ملے گی یا اس کے برابر کوئی دوسری سزا اس کو دی جائے گی،،۔(۲۷)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سرسید احمد خان اور صحافت

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی ناکام ہوئی۔ انگریزوں کی سیاست ہندوستانیوں کے خلاف عام طور پر اور مسلمانوں کے خلاف خاص طور پر سخت سے سخت تر ہو گئی۔ اس وقت سرسید احمد خان (۱) نے مسلمانوں کے لیے ایک نئی سیاسی حکمتِ عملی پیش کی۔ سرسید احمد خان نے چاہا کہ مسلمانوں کو مغربی تہذیب اور معاشرے سے قریب کریں۔ انہوں نے انگریزوں کے ساتھ صلح جوئی کی پالیسی اختیار کی اور ایک کتاب ''اسبابِ بغاوتِ ہند'' تحریر کی۔ اس میں انہوں نے بغاوت ہند کے اسباب سے بحث کی اور اپنی دوسری کتاب ''مسلمان انگریزوں کے وفادار ہیں،، (Loyal Mohammedans of India) میں انہوں نے بتایا کہ مسلمان جنگِ آزادی میں عملاً شریک نہیں تھے۔ انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مسلمان انگریزوں کے وفادار ہیں، وہ ان کے اقتدار کے تابع و مطیع ہیں اور ان کے فضل و کرم اور عظمت کے معترف ہیں۔

---

(۱) سرسید احمد خان ۵ ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ ۱۸۳۹ء میں ملازمت اختیار کی اور ترقی کرتے ہوئے ۱۸۴۱ء میں جج ہوئے۔ سرسید احمد خان جب غازی پور میں تھے تو انہوں نے ایک ''سائنٹفک سوسائٹی'' قائم کی۔ ۱۸۶۹ء میں انگلینڈ کا سفر کیا۔ وہاں سے مغربی تہذیب کے دلدادہ بن کر واپس آئے۔ صحافت کی مشق اپنے بھائی سید محمد خان کے اخبار ''سید الاخبار'' میں کی۔ پھر خود ایک اخبار ''سائنٹفک سوسائٹی'' اور دوسرا ''تہذیب الاخلاق'' نکالا۔ سرسید احمد خان اسلامی صحافت اور ادب اردو کے ارکان میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے ایک کالج کی بنیاد رکھی، جو بعد میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے نام سے مشہور ہوئی۔ ان کی وفات علی گڑھ میں ۲۲ مارچ ۱۸۹۸ء میں ہوئی۔ ان کی مشہور تصانیف میں: خطباتِ احمدیہ، اسبابِ بغاوتِ ہند، آثار الصنادید، الھدیٰ والفرقان (قرآن مجید کی اردو میں سورہ نحل تک تفسیر ۶ جلدوں میں ہے)، تبیان الکلام (انجیل کی تفسیر)، التماس بخدمتِ ساکنانِ ہند در بابت تعلیمِ اہلِ ہند اور "Loyal Mohammedans of India"۔ ان کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سرسید احمد خان نے دو اخبار اپنے نظریات و افکار کی تبلیغ اور اپنی دعوت کی نشر و اشاعت کے لیے نکالے، ان میں سے ایک ''سائنٹفک سوسائٹی'' تھا، جس کے مخاطب تمام ہندوستان کے باشندے تھے۔ دوسرا ''تہذیب الاخلاق'' تھا، جس کے مخاطب صرف مسلمان تھے۔ یہ دونوں اخبار ہندوستانی اسلامی صحافت میں بڑی اہمیت رکھتے تھے۔ ہندوستان کی تاریخ پر تحقیق کرنے والا کوئی بھی محقق ان سے تجاہل نہیں اختیار کر سکتا۔

ہم ان دونوں اخبارات پر تفصیل سے تحریر کریں گے:

۹ رجنوری ۱۸۶۴ء کو سرسید احمد خان نے ایک ''سائنٹفک سوسائٹی'' اسی مقصد کے حصول کے لیے قائم کی تھی۔ اس سوسائٹی کے مقاصد حسبِ ذیل تھے:

۱۔ ''مغربی زبانوں سے مختلف علوم و فنون کی کتابوں کا ہندوستانی زبانوں میں ترجمہ کیا جائے تا کہ اہلِ ہند انہیں سمجھیں اور ان سے استفادہ کریں۔

۲۔ کوئی ایسا اخبار یا رسالہ نکالا جائے جو اہلِ ہند کے تقدم و کامیابی کا سبب ہو اور ان کے فہم و عقل کو بڑھائے۔

۳۔ ایشیا میں تصنیف کردہ نادر کتابوں کو جمع کرنا اور انہیں نشر کرنا،،۔ (۷۷)

مولانا عبدالحق نے ان مقاصد کو بیان کرتے ہوئے تحریر کیا کہ ''ہندوستانی معاشرے کا شیرازہ بکھر چکا تھا اور پورا معاشرہ حیرت اور شک میں مبتلا تھا۔ اس کیفیت میں مزید اضافہ اس وجہ سے بھی ہوا کہ ہندوستان میں دو تہذیبیں باہم ٹکرا رہی تھیں۔ اس وقت امتِ مسلمہ کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھی، جو اُسے بیدار کر سکے اور اس کو بتائے کہ زمانے کا مطالبہ اس سے کیا ہے؟ تا کہ وہ طریقۂ کار کو تبدیل کرنے کے لیے کوشاں ہوں۔ ''سائنٹفک سوسائٹی'' کا قیام سرسید احمد خان کے ان مقاصد کی تکمیل کا ایک جزء تھا''۔ (۷۸)

(الف) جریدہ ''سائنٹفک سوسائٹی''

۳۰ مارچ ۱۸۶۶ء سرسید احمد خان نے جریدہ ''سائنٹفک سوسائٹی'' کے نام سے ایک

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

THE ALIGURH INSTITUTE GAZETTE

اخبار سیٔن ٹیفک سوسٔئی علیگڈہ

جلد ۱ — ۳ مئی سنہ ۱۸۶۶ع روز جمعہ — نمبر ۶

LIBERTY OF THE PRESS IS A PROMINENT DUTY OF THE GOVT, AND A NATURAL RIGHT OF THE SUBJECTS.

آزادی چھاپہ کی ہے ایک بڑا فرض گورنمنٹ کا اور ایک اصلی اور جبلی حق رعیت کا

NOTICE

The Paper will be issued weekly by the Scientific Society.

The rates of subscription will be as follows.

Annual subscription.	12 " "
Do. with postage	15 " "

The paper will be distributed gratis to members of the Society.

Members of the Society pay an annual subscription of Rs. 24 and are entitled to receive, without further payment, all the Society's publications, books, lectures, and newspapers.—

اطلاع

یہ اخبار مسی لوگ سوسائٹی علیگڈھ سے ہفتہ وار جاری ہوتا ہے قیمت اسکی حسب تفصیل ذیل ہے مگر جو لوگ کہ سوسائٹی کے ممبر ہیں اُنکو مفت ملتا ہے ٭

سالانہ قیمت اخبار	۱۲ روپیہ
سالانہ محصول	۳ روپیہ

جو لوگ ہماری سوسائٹی کے ممبر ہوئے ہیں اُنکو چوبیس روپیہ سالانہ دینا پڑتا ہے اور کل کتابیں اور اخبار جو سوسائٹی چھاپتی ہے بلا قیمت اُنکو ملتی ہیں ٭

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اخبار نکالا۔ یہ اخبار مئی ۱۸۷۶ء تک ہفت روزہ کے طور پر ہر جمعہ کو نکلتا رہا۔ پھر ہفتہ میں دوبار اس کی اشاعت ہوگئی۔ ۱۸۹۶ء میں یہ دوبارہ ہفت روزہ ہوگیا۔ اس میں اداریے کے کالم کے ساتھ سوسائٹی سے متعلق خبریں، مراسلین کے خطوط اور دوسری مختلف خبریں ہوتی تھیں۔ بعد میں ''تہذیب الاخلاق'' کو بھی اس میں ضم کردیا گیا۔ سرسید احمد خان کی وفات کے بعد سید محمود اس کے ایڈیٹر ہوئے لیکن زیادہ عرصہ یہ اخبار جاری نہ رہ سکا۔ مئی ۱۹۰۱ء میں محسن الملک نے اُسے دوبارہ نکالا۔ آغاز میں یہ اخبار ۱۶ صفحات کا تھا لیکن ۱۸۹۶ء کے بعد ۱۲ صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ اخیر زمانے میں اس کا نام تبدیل ہوکر ''علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ'' ہوگیا تھا۔ ہندوستان کی اسلامی صحافت میں اس کی بڑی اہمیت رہی۔ یہی وجہ ہے کہ اُسے اس زمانے کے اوائل اخبارات ورسائل میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ اخبار اردو اور انگریزی زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔ اس اخبار نے سرسید احمد خان کے نظریے کی نمائندگی کی۔

جریدہ ''سائنٹفک سوسائٹی'' کے مقاصد:

جریدہ ''سائنٹفک سوسائٹی'' کے مقاصد مندرجہ ذیل تھے:

۱۔ ہندوستانی عوام کی اجتماعی وانفرادی اصلاح کی کوشش۔
۲۔ خالص علمی انداز میں مسائل کو پیش کرنا۔
۳۔ سیاسی مسائل میں رائے عامہ ہموار کرنا۔
۴۔ مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان کی دوری کو ختم کرنا۔
۵۔ تہذیبی آداب اور تمدنی معاملات کو عام کرنا۔
۶۔ زراعت کے فروغ کے لیے جدید طریقے پیش کرنا۔
۷۔ طب جدید کی طرف عوام کو متوجہ کرنا اور اس کے حصول کے لیے ان کو ابھارنا اور آمادہ کرنا۔

جریدہ ''سائنٹفک سوسائٹی'' کی خصوصیات:

ہندوستانی اسلامی صحافت میں جریدہ ''سائنٹفک سوسائٹی'' کو ایک خاص مقام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حاصل رہا۔ ہم ذیل میں اس کی چند خصوصیات پیش کرتے ہیں:

۱۔ اس کے صفحات میں پہلی بار بامقصد اور تجزیاتی صحافت وجود میں آئی تھی۔

۲۔ صحافت کے قدیم وجدید اسلوب نگارش میں یہ اخبار نقطۂ اتحاد کی حیثیت رکھتا تھا۔

۳۔ اس کے ذریعے اداریہ کا تحریر کرنا ضروری ہوگیا، جبکہ اس سے پہلے اداریے پابندی سے نہیں لکھے جاتے تھے۔

۴۔ صحافت کو اس کے ذریعے ایک آسان وسہل اسلوب ملا، جو اُسے پہلے حاصل نہیں تھا۔

۵۔ یہ اخبار عبارت اور شائع ہونے والے عناوین ومضامین کی نوعیت پر خاص توجہ دیتا تھا۔

۶۔ اس کے ذریعے جدید دیدہ زیب چھپائی کا آغاز ہوا، جبکہ اس سے قبل لیتھو پریس کے ذریعے چھپائی ہوتی تھی۔

۷۔ اس کے ذریعے تعلیم کی نشر واشاعت اور عورتوں میں تعلیم کی ترویج ہوئی۔

۸۔ اس کی اہم خصوصیات میں سے رائے عامہ کی رہبری، عوام میں سیاسی سوجھ بوجھ، اتحاد واتفاق کی دعوت، تفرقہ واختلاف سے دوری، خود اعتمادی، شخصیت کی تکمیل اور عملی زندگی کی دعوت تھی۔

۹۔ اس زمانے کی بڑی شخصیات اس کی مؤید اور اس کے ساتھ شریک سفر تھیں۔

۱۰۔ اس کے ذریعے روایتی وتقلیدی رسم ورواج اور عادات واطوار سے انحراف اور اندھی تقلید سے انکار کی دعوت عام کی گئی تھی۔

مشہور ادیب وشاعر مولانا حالی (۱۸۳۷ء تا ۱۹۱۰ء) سرسید احمد خان کے نظریات کے مداح اور ان کی فکر سے متاثر تھے۔ انہوں نے سرسید احمد خان کی سوانح ''حیاتِ جاوید'' بڑی محنت وکاوش سے تحریر فرمائی۔ مولانا حالی ''سائنٹفک سوسائیٹی'' اخبار کے بارے میں رقمطراز ہیں:

۱۔ ''یہ اخبار فکری تبدیلی پیدا کرنے اور کم از کم شمالی ہندوستان تک معلومات پہنچانے میں کافی تھا۔

۲۔ اس میں سیاسی، اجتماعی اور اخلاقی مضامین کی اشاعت کے ساتھ انگریزی سے ترجمے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بھی شائع ہوتے تھے۔

۳۔اس کی آواز عام اخبارات سے ہٹ کر اپنی ایک اہمیت اور گونج رکھتی تھی۔

۴۔حکومت کو اس کا اعتراف تھا کہ یہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کا ترجمان ہے۔

۵۔اس میں ہندو بیرون ہند کی خبریں تحقیق کے بعد شائع ہوتیں اور حصولِ اخبار کے ذرائع بھی لائق اعتماد تھے۔

۶۔حکومت کے بعض مواقف پر تنقید بھی ہوتی تھی لیکن اعتدال وادب کے ساتھ۔اپنے اس موقف سے اخبار نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ موجودہ آزادی سے استفادہ کر کے وہ باقی رہنا چاہتا ہے اور اس اعتدال سے انحراف کر کے نقصان اٹھانا نہیں چاہتا ہے۔

۷۔یہ اخبار ۳۲ سال تک پابندی سے شائع ہوتا رہا اور اس طویل مدت میں ایک بار بھی بند نہیں ہوا"۔(۷۹)

جریدہ "سائنٹفک سوسائٹی" کا طرزِ تحریر:

سرسید احمد خان نے اپنے جریدہ "سائنٹفک سوسائٹی" میں مسلمانوں کو انگریزوں سے قریب کرنے کی خاص کوشش کرتے تھے۔ان کی آرزو وتمنّا تھی کہ انگریزوں کے دل ودماغ میں مسلمانوں کی طرف سے جو عدمِ اطمینان اور نفرت وبغض گھر کر گیا ہے وہ دور ہو جائے۔وہ اکثر حکومت پر تنقید بھی کرتے تھے،لیکن ہمیشہ نقدِ لطیف سے کام لیتے تھے۔ انگریز حکومت پر ان کی تنقید کا انداز کچھ اس قسم کا ہوتا"امیر افضل خان کی نادانی وکم عقلی ہے جیسا کہ کابل کی خبروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بھی"مسٹر میس" کی طرح تاجروں پر ایک ٹیکس لگانا چاہتے ہیں،کم از کم ان کو ایک شخص تو ملا جس کی وہ تقلید وپیروی کر سکیں۔جبکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اور اس میں دو اشخاص کو اختلاف بھی نہیں ہوسکتا کہ اس قسم کا ٹیکس عدل وانصاف سے بالکل بعید ہے"۔(۸۰)

سرسید احمد خان مغربی فکر کی طرف مائل تھے۔وہ ہندوستان میں انگریزوں کے وجود

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو جائز قرار دیتے اور ہندوستانیوں کو ان سے قریب کرنے کی سعی و کوشش کرتے تھے۔ مغربی تہذیب اور مغربی فکر کو اپنانے کا مشورہ دیتے تھے۔ سرسید احمد خان کی خدمات کو بھلایا نہیں جاسکتا، سب سے بڑی مسلمانوں کی جو خدمت انہوں نے کی وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا قیام ہے۔

انگریزوں سے موالات اور دوستی کا دم بھرنے والے سرسید احمد خان اپنے اخبار میں انگریزوں پر تنقید بھی کرتے تھے اور کبھی تنقید کے تیور سخت بھی ہوتے تھے۔ لیکن اس کا تعلق انگریزوں کی سیاست کے بجائے ان کے معاملات سے ہوتا تھا۔

جریدہ ''سائنٹفک سوسائٹی'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

صدق اور سچائی	تعلیم اور تربیت
مدرسۃ العلوم اور مسلمان	موت سے کیا سبق ملتا ہے؟
مسلمانوں اور ہندوؤں میں فسادات کے اسباب	تجارت اور مسلمان
ہندوستانی مسلمان اور سیاست	راست امانتداری کا معیار
علمی مجالس اور ہندوستانی مسلمان	مسلمانوں اور ہندوؤں میں تعلقات
خلافت و خلیفہ	ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم اور حکومت
ناسخ اور منسوخ	علمائے اسلام

جریدہ ''سائنٹفک سوسائٹی'' میں بعض لکھنے والوں کے نام:

ہم یہاں ان بعض اہم شخصیات کا تذکرہ کرتے ہیں جنہوں نے جریدہ ''سائنٹفک سوسائٹی'' کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے لیے مضامین لکھے، مثلاً مولانا الطاف حسین حالی، علامہ شبلی نعمانی، منشی ذکاء اللہ، خواجہ غلام الثقلین، وحید الدین سلیم پانی پتی، محمد اسماعیل خان، قاضی سراج الدین احمد، کرامت حسین اور سمیع اللہ خان۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ب) مجلہ "تہذیب الاخلاق"

جب جریدہ "سائنٹفک سوسائٹی" کو نکلتے ایک عرصہ ہوگیا تو سرسید احمد خان نے ایک دوسرا مجلہ "تہذیب الاخلاق" کے نام سے ۲۴ر دسمبر ۱۸۷۰ء کو نکالا۔ یہ ماہنامہ سات سال تک نکلنے کے بعد ایک سال چند ماہ بند رہا، پھر دوبارہ نکلنے لگا۔ جو ادباء و مضمون نگار "سائنٹفک سوسائٹی" میں لکھا کرتے تھے وہی "تہذیب الاخلاق" میں اپنے قلم کے جوہر دکھانے لگے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان میں خصوصی طور پر الطاف حسین حالی، منشی ذکاء اللہ اور محمد احسان اللہ قابلِ ذکر ہیں۔ دونوں اخباروں میں جوہری اختلاف یہ تھا کہ جریدہ "سائنٹفک سوسائٹی" میں عام باشندگانِ ہند سے خطاب ہوتا تھا اور مجلہ "تہذیب الاخلاق" میں صرف مسلمانوں سے متعلق مضامین شائع ہوتے تھے۔

مجلہ "تہذیب الاخلاق" کے دو نام تھے، اردو میں "تہذیب الاخلاق" اور انگریزی میں The Mohammedan Social Reformer لیکن اس کے منشورات صرف اردو زبان میں ہوتے تھے۔

مجلہ "تہذیب الاخلاق" کے مقاصد:

"تہذیب الاخلاق" کے پہلے شمارے میں سرسید احمد خان اس کے مقاصد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اس اخبار کو نکالنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو تہذیب کے حصول کے لیے اکسایا جائے تاکہ دنیا کی مہذب اقوام انہیں تحقیر و نفرت کی نظر سے نہ دیکھیں، انہیں ایک تہذیب یافتہ قوم کہا جائے۔ ہمارا یہ بھی مقصد ہے کہ وہ اخلاق و عادات، اجتماعی تقالید، طرزِ معیشت اور تہذیبی آداب و علوم میں اس بلند درجہ تک پہنچیں کہ وہ فطری طور پر ان چیزوں پر عمل کرسکیں۔ ہمارا یہ بھی مقصد ہے کہ مسلمانوں کی زندگی سے ایسی تمام چیزوں کو دور کریں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہی اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے ہم نے یہ اخبار نکالا ہے تاکہ مسلمان دنیوی و اخروی دونوں جگہ کامیابی و کامرانی حاصل کرسکیں اور علم و تعلیم میں انہیں تفوق و تقدم حاصل ہو"۔ (۸۱)

مجلہ "تہذیب الاخلاق" کے ایک دوسرے شمارے میں سرسیّد تحریر کرتے ہیں کہ "ہمارا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اندھی تقلید سے باز آئیں اور کسی چیز کو اس وقت تک قبول نہیں کریں جب تک کہ تنقید کے ترازو پر اُسے تول نہیں لیں۔ شرک و اوہام کے اعتقادات سے دور رہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ایسا نظام تعلیم بنائیں جو علومِ دینیہ اور عصریہ کا جامع ہو۔ لڑکیوں کی تعلیم میں سہولت و آسانی پیدا کریں اور انہیں جو تعلیم دیں اس میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دستکاری کی تعلیم ضرور ہو۔اپنی تمام سعی وکوشش کو نفع بخش بنائیں اور فنی پیشے سیکھنے پر توجہ مرکوز کریں۔لیکن ان تمام چیزوں سے پہلے ان کو اعلیٰ ترین تہذیب کے حصول کی دعوت دی جاتی ہے''۔(۸۲)

سرسید احمد خان کے دونوں اخباروں کے پیشِ نظر ایک ہی اہم مقصد تھا کہ ہندوستانی فکر کو مغربی فکر کے قالب میں ڈھال دیا جائے۔مسلمانوں کا ذہنی میلان انگریزوں کی طرف ہو۔ان کی تہذیب کو وہ اپنائیں اور معاصر تعلیم میں آگے بڑھیں۔تاکہ ترقی یافتہ قوموں کا ساتھ دے سکیں۔یہ اہداف ومقاصد ہم نے ان تحریروں سے اخذ کیے ہیں، جو سرسید احمد خان کے مضامین ان دونوں اخباروں میں شائع ہوتے رہتے تھے۔

مجلہ ''تہذیب الاخلاق'' سے چند اقتباسات:

ہم ذیل میں ''تہذیب الاخلاق'' سے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں، جن سے پتہ چلے گا کہ سرسید احمد خان کس طرح کے موضوعات کو زیرِ بحث لاتے تھے۔اپنے پسندیدہ مواقف کو کس طرح ثابت کرتے اور اپنے اغراض ومقاصد کو کس طرح تقویت دیتے تھے۔تعصب کے موضوع پر سرسید احمد خان اپنے نظریے کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''دین اپنے علوم ومعارف اور دنیا اپنے علوم ومعارف کے ساتھ دو جدا جدا چیزیں ہیں۔یہ بات بیوقوفی ونادانی کی ہوگی کہ کوئی دینی تعصب کی وجہ سے دنیاوی علوم وفنون کی تحصیل سے اجتناب کرے۔اسلام ایک ثابت حقیقت اور مسلّم مذہب ہے۔جتنی علم میں ترقی ہوگی اتنی ہی اسلام کی حقانیت وصداقت ثابت ہوگی۔ہمارے لیے مناسب یہی ہے کہ ہم دین کو مضبوطی وپختگی سے پکڑیں اور تعصب کو ترک کریں۔تمام انسانیت ہمارا خاندان اور تمام انسان ہمارے بھائی ہیں۔اس لیے انسانی مزاج کے اعتبار سے ہم پر ضروری ہے کہ سچائی، دوستی اور خیر خواہی کا معاملہ تمام لوگوں کے ساتھ کریں''۔(۸۳)

''تہذیب الاخلاق'' کی ایک دوسری اشاعت میں وہ رقمطراز ہیں کہ ''تعلیمی مسئلے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ایک مدت سے مسلمانوں کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ وہ گہرائی سے حقیقت کی تلاش کے لیے کسی چیز کا مطالعہ نہیں کرتے۔ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کتاب جن معلومات پر مشتمل ہے اُسے حاصل کرلیں، چاہے وہ معلومات درست ہوں یا نہ ہوں۔حقیقت یہ ہے کہ اس طریقہ کار نے حریتِ فکر کو مسلمانوں سے ختم کردیا ہے''۔(۸۴)

سرسید احمد خان ''تہذیب الاخلاق'' میں رقمطراز ہیں کہ ''ہم نے یہ پرچہ نکالا۔ ہماری نگاہ میں ہندوستانی مسلمان ہیں۔ہم دین ودنیا میں فلاح وکامیابی کے لیے سعی وکوشش کریں گے اوراس طرح اس نقص کو دور کرسکیں گے جس کا احساس ہم کوتو نہیں ہے لیکن دوسری قوموں کو اس کا ادراک ہے۔ہم اس اخبار کے ذریعے مسلمانوں کو آگاہ وخبردار کریں گے اوران کی رہنمائی کریں گے تاکہ وہ صفاتِ حسنہ سے متصف ہوں''۔(۸۵)

سرسید احمد خان اپنے زیادہ تر مقالات ومضامین میں مسلمانوں کو مغربی تہذیب اپنانے کی دعوت اور شاہراہِ زندگی پر انگریزوں کے پہلو بہ پہلو چلنے کا مشورہ دیتے تھے۔ سرسید احمد خان اپنے ان مقالات ومضامین میں تعلیم، دینی عصبیت اور عادات وتقالید سے اکثر بحث کرتے تھے۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل ندوی لکھتے ہیں کہ ''سرسید احمد خان کھڑے ہوئے، جنہوں نے مسلمانوں کو انگریزوں کے ساتھ مضبوط وپختہ تعلقات قائم کرنے کا مشورہ دیا، کیونکہ ان سے دشمنی مسلمانوں کے سیاسی، اقتصادی اور علمی مستقبل کے لیے ضرر رساں تھی''۔(۸۶)

عبدالحلیم ندوی تحریر کرتے ہیں کہ ''سرسید احمد خان نے مسلمان بچوں کو ابھارا، انہیں آمادہ وتیار کیا کہ وہ عصری اسکولوں میں داخلہ لے کر تعلیم حاصل کریں اور حکومت سے تعلقات بہتر بنائیں''۔(۸۷)

مجلہ ''تہذیب الاخلاق'' کی خدمات:

مجلہ ''تہذیب الاخلاق'' نے جو خدمات انجام دیں سرسید احمد خان نے اپنے اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اخبار کے صفحات میں انہیں بیان کیا ہے۔ وہ ایک شمارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''ہم نے اس اخبار کے ذریعے مسلمانوں کی سات سال تک خدمت انجام دی۔ ہم نے اُن کو ڈرایا کہ کہیں وہ اپنے بے مقصد جوش کی وجہ سے اس گڑھے میں نہ گر جائیں جس کی طرف وہ تیزی سے جا رہے ہیں۔ اس اخبار کے ذریعے ہم نے اس غلطی کی نشاندہی کی جس کی تاریکی نے ان کی عقلوں کو ڈھانک لیا تھا۔ اگرچہ ہم دونوں جانب متبادل احترام کو پیدا کرنے میں کامیاب تو نہیں ہوئے لیکن کم از کم ہم نے ادب اردو کو ایسی تعبیرات ضرور دیں''۔ (۸۸)

مجلہ ''تہذیب الاخلاق'' کی اپنے مقاصد میں کامیابی کے سلسلے میں ہم مولانا حالی کی تحریر اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ مولانا حالی نے حیات جاوید میں لکھا ہے کہ:

۱۔ ''مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان کی دعوت کو قبول کیا، جو اپنے تخلّف و پستی کی وجہ سے اس کشتی کی طرح تھی جو غرق ہو رہی ہو۔

۲۔ سارے ہندوستان میں مسلمانوں کے اسکول قائم ہوئے۔

۳۔ مسلمانوں کو ان کے آباء و اجداد کی عظمت سے آگاہ کیا گیا، جس سے ان کے دلوں میں مجد و بزرگی کے حصول کی خواہش اجاگر ہوئی۔

۴۔ مسلمانوں سے دینی عصبیت اور اندھی تقلید کو ختم کیا۔

۵۔ مسلمانوں کے دلوں میں اسلامی اخوت بلکہ اسلامی قومیت کا تصور پیدا ہوا۔

۶۔ مسلمانوں کا اعتقاد اسلام پر مضبوط ہوا، جسے مغربی تحریروں نے کمزور و متزلزل کر دیا تھا، اس اخبار نے ہر شک و شبہ کو زائل کیا۔

۷۔ ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ''محمڈن کالج'' کے نام سے ایک کالج وجود میں آیا جو بعد میں ''علی گڑھ مسلم یونیورسٹی'' بن گیا، جہاں مغربی نصاب کے مطابق تعلیم دی جانے لگی۔

۸۔ اردو زبان کی نظم و نثر دونوں میں عظیم انقلاب رونما ہوا''۔ (۸۹)

مجلہ ''تہذیب الاخلاق'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم ذیل میں مجلہ ''تہذیب الاخلاق'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عناوین نقل کر رہے ہیں، جو اس طرح ہیں:

دین اور تعلیم عام	سر سید احمد خان
ہماری امت کو کیا کرنا چاہیے؟	سر سید احمد خان
عربی مدرسہ دیوبند میں	سر سید احمد خان
عادات وتقالید	سر سید احمد خان
عصبیت	سر سید احمد خان
انسان کے رجحانات	سر سید احمد خان
غمخواری	سر سید احمد خان
تقلید کے نقصانات	سر سید احمد خان
جدید علم ہیئت اور قرآن کریم	سر سید احمد خان
دائم وثابت خیر	سر سید احمد خان
بچوں کی پرورش	سر سید احمد خان
اسلام	مہدی علی خان
مسدس حالی	الطاف حسین حالی
یہ دیکھو کیا کہا، یہ مت دیکھو کس نے کہا؟	مرزا عابد علی
توکل	محمد مشتاق حسین

مجلہ ''تہذیب الاخلاق'' کی مخالفت کا قصہ:

جب سر سید احمد خان نے ''تہذیب الاخلاق'' نکالا اور تعلیم کے حصول اور اس میں تقدم کی دعوت دی تو عوام نے اس دعوت کو خوش آمدید کہا۔ لیکن ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ انہوں نے اخبار میں ایسے دینی موضوعات کو چھیڑا جن پر مسلمانوں کا پہلے سے اتفاق تھا، جمہور کی مخالفت اور اجماعِ امت سے انحراف کی وجہ سے ان مسائل میں بحث

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ومباحثہ کا آغاز ہوا اور شدید مخالفت شروع ہوئی، بہت سے ایسے اخبارات ورسائل نکلے جن میں ''تہذیب الاخلاق'' میں شائع افکار ونظریات کی تردید کی گئی۔سرسید احمد خان کے خلاف کفر کے فتوے شائع ہوئے اوردین سے ان کے خروج کا اعلان کیا گیا۔سرسید احمد خان کی آراء کی تردید میں جو اخبارات ورسائل نکلے ان کے نام یہ ہیں:

نور الآفاق	کانپور
نور الانوار	کانپور
تیرہویں صدی	آگرہ
لوح محفوظ	مرادآباد
تائید الاسلام	مرادآباد
اکسیرِ اعظم	مرادآباد
اشاعۃ السنۃ	پنجاب
رفیق ہند	لاہور

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان اخبارات ورسائل نے سرسید احمد خان کی فکر میں جو انحرافی پہلو تھے انہیں منکشف کیا،عوام اس مخالفت کی وجہ سے اس منحرف فکری دھارے میں بہنے سے محفوظ رہے۔لیکن مخالفت صرف سرسید احمد خان کی آراء وافکار تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ انگریزوں کی رائج کردہ جدید تعلیم کے حصول وعدمِ حصول پر غور وخوض کیا گیا۔افسوس کہ اس مخالفت میں صحافت کے آداب کا احترام نہیں کیا گیا۔اکثر حق وانصاف کا دامن تارتار ہوا، نیّات پر حملے کیے گئے اور ایسے امور کی اشاعت کی گئی جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔

مولانا امداد صابری لکھتے ہیں کہ ''جب سرسید احمد خان نے مجلہ ''تہذیب الاخلاق'' نکالا تو بعض ایسی آراء کا اظہار کیا، جوامتِ مسلمہ کے متفقہ مسائل کے مخالف تھیں،اس سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام لوگوں کی طرف سے سخت مخالفت ہوئی اور بہت سے اخبارات ان کا رد کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے"۔(۹۰)

عبد السلام خورشید لکھتے ہیں کہ "سرسید احمد خان کے دینی نقطۂ نظر پر سخت شور و ہنگامہ ہوا اور بہت سے لوگوں نے سرسید احمد خان کی مخالفت کا عزم و ارادہ کرلیا"۔(۹۱)

سرسید احمد خان کا سیاسی موقف:

سرسید احمد خان ان لوگوں میں سے ہیں، جن کی سیاست میں مستقل اپنی رائے تھی، تائید و مخالفت سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ان کی سیاسی آراء کے اثرات، اس زمانے کے افکار و حالات پر گہرے پڑے، وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد سب سے پہلے سیاست پر گفتگو کی اور "ہندوستانی بغاوت کے اسباب" نامی کتاب تحریر کی، اس کے بعد سے مسلسل جریدہ "سائنٹفک سوسائٹی" اور مجلہ "تہذیب الاخلاق" کے ذریعے سیاسی مشکلات و مسائل کا حل پیش کرتے رہے۔

جب ۱۸۸۵ء میں کانگریس پارٹی قائم ہوئی اور مسلمانوں کا جھکاؤ کانگریس کی طرف ہوا، تو سرسید احمد خان ان لوگوں میں سرِ فہرست تھے، جنہوں نے کانگریس کے موقف کو رد کرتے ہوئے مسلمانوں کی اس میں شرکت کی مخالفت کی اور اکثریت و اقلیت کے نظریے کو شدت سے رد کیا، وہ نظریہ یہ تھا کہ مسلمان اور ہندو مل کر پہلے انگریزوں کو ملک سے نکالیں، پھر حکومت ملنے کے بعد جمہوری نظام کے تحت اکثریت حکومت کرے، سرسید احمد خان اس سیاسی موقف کو مسلمانوں کے لیے سم قاتل سمجھتے تھے، اس لیے وہ سیاست سے مکمل علیحدگی کے ساتھ تعلیم و تعلم پر توجہ مرکوز کرنے کی دعوت دیتے تھے۔

سرسید احمد خان لکھتے ہیں کہ "میں کانگریس کے معنی نہیں سمجھ پایا، کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان بود و باش رکھنے والے تمام مذاہب و طبقات ایک قوم ہیں، یا ایک قوم ہوسکتے ہیں؟ کیا ان کی امیدیں، توقعات اور امنگیں ایک ہوسکتی ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بالکل مستحیل ہے اور اگر یہ مستحیل ہے تو پھر کانگریس جیسی چیز کا کچھ وزن نہیں ہوگا اور وہ تمام ہندوستانی عوام کے لیے برابری کے ساتھ مفید بھی نہیں ہوسکتی، لیکن میں بہت افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ میں اس کو اپنے معاشرے کے لیے ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان کے لیے مضر خیال کرتا ہوں اور میں ہر ایسی پارٹی کی مخالفت کرونگا جو ہندوستان کو ایک قوم گردانے کا نعرہ دینا چاہتی ہے، خواہ اس کی شکل وصورت کیسی ہی ہو''۔(۹۲)

کانگریس کی مخالفت پر سرسید احمد خان پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ انگریزوں سے دوستی کی چاہت میں یہ مخالفت کررہے ہیں۔اس خیال کا رد کرتے ہوئے سرسید احمد خان نے لکھا کہ ''میں کانگریس کی مخالفت اس نظریے کی وجہ سے کر رہا ہوں جو ایک حقیقت ہے، یہ مخالفت کسی کے ساتھ چاپلوسی کی وجہ سے نہیں ہے، جس وجہ سے میں نے اپنا یہ موقف بنایا ہے، وہ اکثریت والا نظریہ ہے اور یہ مسلمانوں کے لیے سم قاتل ہوگا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں ہندوؤں کی مخالفت کررہا ہوں، بلکہ میں ان لوگوں کی مخالفت کر رہا ہوں جو اس بنیاد پر نظامِ حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں''۔(۹۳)

داخلی سیاست کے اعتبار سے سرسید احمد خان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو سیاست سے دور رہ کر تعلیم پر توجہ دینی چاہیے اور خارجی سیاست میں وہ خلافتِ عثمانیہ کی تائید کی کوئی وجہِ جواز نہیں سمجھتے تھے۔ جمال الدین افغانی اور شیخ محمد عبدہٗ جو کام کر رہے تھے اس پر تنقید کیا کرتے تھے۔انگریزوں کے ساتھ ان کا رویہ نرم تھا، بلکہ وہ انگریز حکومت کی اعانت کرنا اور اس کی بنیادوں کو مستحکم کرنا چاہتے تھے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وہ چیزیں تھیں جو ان کی شخصیت کو مشکوک کرتی تھیں۔

سرسید احمد خان کا اسلوبِ نگارش:

سرسید احمد خان سے پہلے اسلوبِ تحریر تقلیدی تھا، مقفّی و مسجّع عبارت اور پرتکلف اندازِ بیان پر خاص توجہ کی جاتی تھی، جس کی وجہ سے مقصد کی پوری طرح وضاحت نہیں ہوپاتی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ اردو زبان میں ادبی اعتبار سے ایک جمود پیدا ہو گیا تھا۔ شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ اس وقت تک صحافت نے انشاء پردازی کے میدان میں بھرپور حصہ نہیں لیا تھا، یا صحافت وانشاء پردازی ایسے ہاتھوں میں تھی جو لطف مضمون کے شیدا تو تھے لیکن ادا پر توجہ مبذول نہیں کرتے تھے۔ سرسید احمد خان نے آ کر اس تقلیدی اسلوبِ نگارش کو ختم کیا اور ایسی تحریر پر زور دیا جو قواعد وآداب کے ساتھ ادائیگی معنیٰ میں الفاظ اور دوسرے فنی وسائل کے ساتھ مل کر ایک سنجیدہ، صحیح اور سیدھے راستے پر گامزن ہو۔ انہوں نے اپنے مقالات ومضامین میں عام فہم وسادہ اور سلیس طرزِ تحریر اختیار کیا۔ اسی وجہ سے ان کو اردو نثر نگاری اور صحافت میں مستقل جدید اسلوب کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

سرسید احمد خان خود لکھتے ہیں کہ ''میں نے اردو علم وادب کی ترقی کے لیے سعی وکوشش میں اپنے متواضع اخباروں میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ میں نے ان میں ایسا اسلوب اختیار کیا جس میں جمال، خوبصورتی اور سادگی ہو، تعقید وتکلف سے پاک ہو اور پرشوکت الفاظ اور وہمی استعارات وکنایات سے بچتے ہوئے اپنے مدعیٰ ومقصد کو ہمیشہ ملحوظ رکھا۔ ایسے اسلوب سے پرہیز کیا جس میں شکل وصورت تو ہو لیکن مضمون ندارد ہو۔ بلکہ ایسا طرزِ بیان اختیار کیا جو لکھنے اور پڑھنے والے دونوں کی طبیعت کے لیے مانوس ہو۔ تصنّع سے پاک ہو۔ قاری میری تحریر کو شوق سے پڑھے اور میں اپنے مشاعر وجذبات کو قاری کے مشاعر وجذبات کے ساتھ ضم کر دوں''۔ (۹۴)

سرسید احمد خان نے ایک ایسا طرزِ نگارش اختیار کیا، جس میں سہولت، سنجیدگی، بے تکلفی اور ادبی چاشنی کے ساتھ اثر آفرینی بھی ہو۔ اردو نثر نگاری وصحافت پر ان کی انشاء پردازی کے اثرات بہت گہرے ہیں۔ سید انصار ناصری لکھتے ہیں کہ ''سرسید احمد خان کو لکھنے کا بڑا ملکہ تھا، ادبی انشاء پردازی کا انہیں ایسا سلیقہ تھا کہ اس میں کوئی دوسرا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا''۔ (۹۵)

آل احمد سرور لکھتے ہیں کہ ''اگر سرسید احمد خان کی رہنمائی نہ ہوتی تو حالی کی سعی وکوشش رنگ نہیں لاتی، علامہ شبلی نعمانی ایک کم پونجی شخص ہوتے اور نذیر احمد کا اردو ادب میں نام بھی نہیں ہوتا''۔ (۹۶)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صحافت سر سید احمد خان کی نظر میں :

ہم یہاں سر سید احمد خان کی ایک تحریر تلخیص کے ساتھ نقل کرتے ہیں، جس میں انہوں نے صحافت سے متعلق اپنے خیالات پیش کیے ہیں اور اس طریقہ کی بھی نشاندہی کی ہے جسے ایک صحافی کو اپنانا چاہیے۔ سر سید احمد خان تحریر فرماتے ہیں کہ ''صحافی کا کام بڑا دانشمندانہ ہونا چاہیے، وہ جن مسائل کو موضوع بنائے اور اس کی فکر و نظر جن نتائج پر پہنچے انہیں مختصر تحلیل کے بعد حکومت کو پیش کرے، صحافی کو عوام کی ذہنی تربیت دِل خوش کن اور متنوع ذرائع سے کرنا ہوتی ہے۔ وہ معاشرے کے اجتماعی ذہن کو ہر قسم کے انحراف سے بچاتا ہے۔ وہ طریقہ جسے ایک صحافی کو اختیار کرنا چاہیے اُسے تین اہم نقاط میں محدود کیا جا سکتا ہے: ''صحافی ایک مستشار کی حیثیت رکھتا ہے تا کہ وہ حکومت کو صحیح و درست رائے سے آگاہ کرے، عوام کے شعور و کردار کی تشکیل و تعمیر کرے اور معاشرے کی اخلاقی و اجتماعی اصلاح کا کام کرے،،۔ مذکورہ ذمہ داریوں کو سامنے رکھتے ہوئے حقیقت یہ ہے کہ صحافی کی یہ ذمہ داریاں آسان نہیں ہیں''۔(۹۷)

صحافت پر سر سید احمد خان کے اثرات :

ہندوستان میں اسلامی صحافت کو جن لوگوں نے نیا رنگ دیا ان میں سرِ فہرست سر سید احمد خان ہیں۔ انہوں نے اپنے اخباروں کے ذریعے اردو صحافت کو پہلی مرتبہ جدید صحافت سے متعارف کرایا، ان کے بعد اردو صحافت میں کوئی بھی اخبار ایسا شائع نہیں ہوا، جس نے اردو نثر نگاری میں ان کی پیروی نہ کی ہو۔ علامہ شبلی نعمانی رقمطراز ہیں کہ'' آج ملک میں کوئی ادیب و انشاء پرداز ایسا نہیں ہوگا جو سر سید احمد خان کے احسان کا منکر ہو سکے''۔(۹۸)

صحافت کے ذریعے سر سید احمد خان کے تکمیل مقاصد :

سر سید احمد خان نے صحافت کے ذریعے درج ذیل مقاصد کی تکمیل کی :

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۱۔مسلمانوں اور انگریز حکومت کے درمیان جو دوری پیدا ہوئی تھی اُسے ختم کرنے اور مسلمانوں کو انگریز حکومت کے ساتھ صلح صفائی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔

۲۔مسلمانوں کو سیاست سے دور رکھا اور انہیں تعلیم کی طرف متوجہ کیا۔

۳۔مسلمانوں میں یہ احساس پیدا کیا کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں میں مغربی تہذیب کو اپنائیں۔

۴۔مسلمانوں کو ان کا روشن و تابناک ماضی یاد دلایا تاکہ موجودہ زمانے میں وہ ترقی کر سکیں۔

۵۔مسلمانوں کو ادب جدید سے واقف کرایا تاکہ مسلمان ترقی کی راہ پر گامزن ہوں۔بے ضرورت تکلف اور رنگین بیانی اور فارسیت کی بجائے نثر میں سادگی، سلاست اور بے ساختہ پن پیدا کیا۔دبستانِ سرسید احمد خان کے رفقاء مولانا حالی، علامہ شبلی نعمانی اور نذیر احمد میں ان کے واضح اثرات کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔اس جدید ادب میں سہولت و آسانی، سادگی وہمواری، اور لوچ و سبک روی کے ساتھ معانی کی وضاحت، اسلوب کی جدت اور موضوع کی تحلیل سرسید احمد خان کی دین ہے۔

۶۔سرسید احمد خان نے مسلمانوں پر یہ بات واضح کی کہ ان کا مستقل و منفرد وجود ہے۔وہ ہندو قوم جو ملک میں اکثریت رکھتی ہے اس کے ساتھ ضم ہونے والی قوم نہیں ہے۔اس لیے ایسی سیاسی جماعتوں کے ساتھ اتحاد ممکن نہیں جو ہندوستان میں صرف ایک قوم کے نظریے کی داعی ہیں۔

سرسید احمد خان کی صحافت سے متعلق مشاہیر کی آراء:

مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۹۴۹ء میں جلسہ تقسیم اسناد میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''مجلہ ''تہذیب الاخلاق'' نے عوام کی فکر ونظر پر ایسا اثر کیا اور ایسے فکری رجحانات پیدا کیے جو کوئی دوسرا اخبار نہیں کر سکا، اس سے اردو زبان کو ترقی کرنے اور پھلنے پھولنے کا موقع ملا اور وہ اس لائق ہوگئی کہ متنوع و دقیق تعبیرات کو اس کے ذریعے بیان کیا جا سکتا ہے، جبکہ پہلے یہ بات اس میں نہیں تھی۔بہت سے بڑے تعلیم یافتہ حضرات نے اس سے روشنی حاصل کی''(۹۹)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا الطاف حسین حالی "حیاتِ جاوید" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "مجلہ "تہذیب الاخلاق" نے باوجود شدید مخالفت کے زبردست کامیابی حاصل کی اور یہ اس وجہ سے کہ وہ زمانے کی آواز اور وقت کی ضرورت تھی"۔(۱۰۰)

مصر کے مشہور مؤرخ و ادیب احمد امین لکھتے ہیں کہ "سرسید احمد خان نے ایک مجلہ نکالا جس کا نام "تہذیب الاخلاق" رکھا۔اس کے ذریعے انہوں نے اجتماعی و دینی مسائل کا علاج بڑی جرأت اور وضاحت سے بیان کیا۔وہ قرآن کریم کی طرف دعوت دیتے اور بتاتے کہ اگر اسکو صحیح طریقہ سے پڑھا جائے تو وہ ہمیشہ عقل کے مطابق ہوگا،قرآن کریم کو غور و خوض کے ساتھ پڑھنے سے اعتقاد مضبوط ہوتا ہے۔اس لیے ان کی رائے یہ ہے کہ اس کی تفسیر عقل و ضمیر کی بنیاد پر ہونا چاہیے"۔(۱۰۱)

رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں کہ "سرسید احمد خان کے اخباروں نے مسلمانوں کی سوچ ذفکر میں انقلاب پیدا کیا اور ان کے فکری دائرہ کو وسیع کیا"۔(۱۰۲)

ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں کہ "سرسید احمد خان کی صحافت فکری بلندی، دور اندیشی اور تعمیری علمی تحقیق پر مشتمل ہے"۔(۱۰۳)

تاریخِ ادبیات اردو کے مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ "سرسید احمد خان مفکر، عالم، مصلح اور ایک ایسے لیڈر تھے، جو مسلمانوں کے معاملات کی اصلاح اور ان کی بقاء کے لیے کوشاں تھے"۔(۱۰۴)

اصغر عباس لکھتے ہیں کہ "جب سرسید احمد خان نے صحافت میں قدم رکھا تو اس میں موجودہ کمزوریوں سے واقف ہوئے اور انہیں ختم کرنے کی کوشش کی۔انہوں نے صرف اپنے زمانے میں ہی انقلاب پیدا نہیں کیا بلکہ ایک مستقل انقلاب پیدا کر دیا"۔(۱۰۵)

محمود ساداتی لکھتے ہیں کہ "سرسید احمد خان نے اپنے مجلہ "تہذیب الاخلاق" کے ذریعے مسلمانوں کے احوال پر تنقید کی اور ان اسباب کی نشاندہی کی جن کی وجہ سے ان کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قدیم مجد جاتا رہا تھا۔انہوں نے علمی، سیاسی اور اجتماعی مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا اور بتایا کہ جن اغراض ومقاصد کو بیان کیا گیا ہے انہیں مسلمان اپنائیں۔انہوں نے وضاحت سے بتایا کہ اردو زبان مسلمانوں کی اور ہندوستان کے زیادہ تر باشندوں کی زبان ہے،اس میں لچک، نرمی اور بڑی گنجائش ہے،وہ تہذیب جدید کا پوری طرح ساتھ دے سکتی ہے۔ان کے عظیم الشان باقی رہنے والے کارناموں میں شمالی ہند میں ایک کالج کی بنیاد رکھنا ہے، جو لندن سے ان کی واپسی کے بعد ۱۸۷۵ء میں یونیورسٹی میں تبدیل ہو گیا،اس میں مغربی اور اسلامی تعلیم پہلو بہ پہلو دی جانے لگی،اس کا نصاب تعلیم اس زمانے کی ترقی یافتہ یونیورسٹیوں کا نصاب ہے" (۱۰۶)

سرسید احمد خان کی صحافت کا ایک جائزہ:

سرسید احمد خان کی میدانِ صحافت میں جو قدرومنزلت اور اعلیٰ مقام ہے، اُس سے ہم صرفِ نظر نہیں کر سکتے۔ انہوں نے صحافت کو بلند مقام تک پہنچایا۔میدانِ صحافت میں اپنے کارناموں کی وجہ سے وہ ہر احترام کے مستحق ہیں۔لیکن سرسید احمد خان نے اگرچہ لوگوں سے خوب تعریف وصول کی،لیکن ان کی باتیں فکر سلیم رکھنے والے اشخاص اور خاص کر علمائے کرام کے دل کو نہ لگ سکیں۔اسی وجہ سے وہ علمائے کرام اور مفکرین کی زبردست تنقید کا نشانہ بنے،جس کو ہم ایجاز واختصار کے ساتھ عرض کرتے ہیں:

۱۔جب انگریز سامراج نے ہندوستان میں اپنے پنجے گاڑ دیئے اور اپنے مذہب وتہذیب کی ترویج واشاعت کے لیے یہاں کوشاں ہوئے تو مسلمانوں نے دیکھا کہ اس قوم کا اسلوبِ حیات،اس کی فکر اور اس کا مذہب، ہمارے طریقۂ زندگی اور دین وشریعت سے مطلقاً میل نہیں کھاتا۔ بلکہ اس سے اسلام کی بیخ کنی ہوتی ہے۔اسی لیے ان کو سامراج سے نفرت اور بغض شدید پیدا ہوا۔جب انگریز سامراج نے مسلمانوں کو خاص طور پر اور عام ہندوستانی رعایا کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا اور ان کے حقوق کی پامالی کی تو اس کے نتیجہ میں ۱۸۵۷ء جنگ آزادی کی تحریک رونما ہوئی۔اس تحریک میں بھی مسلمان پیش پیش تھے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انگریزوں کا غصہ ان کے خلاف بھڑک اٹھا اور انہوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا عزم وارادہ کر لیا۔ اس وقت سرسید احمد خان کی شخصیت ایک جدید شکل میں ظاہر ہوئی۔ انہوں نے مسلمانوں کو اس بات کا قائل کرنے کی کوشش کی کہ انگریز ان کے دشمن ومخالف نہیں ہیں۔ انہیں انگریزوں کی مخالفت کر کے نہ تو کوئی فائدہ ملنے والا ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ جو چیز انہیں انگریز مخالفت پر آمادہ کرتی ہے وہ ان میں فکر و تدبر کی کمی اور جاہلانہ عصبیت ہے۔ دوسری طرف انہوں نے انگریزوں کو اس پر قائل کرنا چاہا کہ مسلمان ان کے وفادار، ان کے احکام واوامر کے تابع بلکہ ان کے مددگار و معاون ہیں۔ یہی وہ موضوع تھا جس نے ان کے اخبار وں میں بڑی جگہ پائی۔ انہوں نے صرف اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک کتاب ''مسلمان انگریزوں کے وفادار ہیں'' تحریر فرمائی۔

۲۔ اپنے ان مقاصد کی تکمیل کے لیے انہوں نے مسلمانوں کو آمادہ وتیار کرنے کی کوشش کی کہ '' وہ عصری تعلیم کے سمندر سے مقدور بھر اخذ کریں اور جدید مغربی تہذیب کو اپنائیں جسے انگریز اور عیسائی مشنریاں تیس چالیس سال سے مسلسل ہندوستان میں عام کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ ہندو ابتدا ہی سے اس جدید تعلیم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ لیکن مسلمان ان اسکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کرنے سے نفرت کرتے ہیں اس لیے کہ اس میں انہیں عیسائیت، گمراہی اور اسلام سے انحراف کی بو آتی ہے،،۔(۱۰۷)

سرسید احمد خان کی یہ دعوت ان اہم مقاصد میں سے ایک تھی جن کی تکمیل کی غرض سے انہوں نے اپنے اخبار نکالے، وہ مسلسل اپنی اس دعوت اور اس فکر کو درست ثابت کرنے اور اُسے مزید پختہ ومضبوط کرنے کے لیے لکھتے رہے۔ ایک مناسبت سے سرسید احمد خان رقمطراز ہیں کہ '' میں یہ خیال کرتا ہوں، چاہے لوگ میری مخالفت کتنی ہی کریں مگر امتِ مسلمہ کی سربلندی کے لیے سوائے اس کے دوسرا کوئی راستہ نہیں کہ اس میں ایسے اشخاص ہوں جو اعلیٰ انگریزی تعلیم حاصل کریں''۔(۱۰۸)

موسیٰ ابو للیل لکھتے ہیں کہ '' سرسید احمد خان نے انتھک کوشش کی کہ مسلمانوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو مغربی تعلیم کے حصول کے لیے آمادہ کریں، بالآخر وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوئے اور مسلمانوں نے مغربی تعلیم کی طرف توجہ دی'' ۔(۱۰۹)

۳۔ سر سید احمد خان کا خیال تھا کہ مغربی تہذیب کو اپنانا اور مغربی اسلوبِ حیات کو اختیار کرنا مسلمانوں کی علمی و تہذیبی ترقی کا ضامن ہے۔ اگر مسلمان یہ رغبت رکھتے ہیں کہ ان کو بھی انگریزوں کی طرح ترقی و تقدم حاصل ہو تو ان کو انگریزوں کے نقشِ قدم پر چلنا ہو گا اور جو راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے، اُسے اختیار کرنا ہو گا۔ لیکن سر سید احمد خان کو یہ دکھائی نہیں دیتا تھا کہ مغربی تہذیب کو اختیار کرنے اور دین اسلام کو مضبوطی سے پکڑنے میں کتنا تضاد و تعارض ہے۔ یہ ایک عظیم خطرہ تھا جس سے علمائے کرام نے آگاہ کیا اور سر سید احمد خان کی زبردست مخالفت کی۔

۴۔ سر سید احمد خان نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے ایک قدم آگے بڑھ کر ثابت شدہ دینی حقائق کو مغربی تہذیب کے نظریات کی روشنی میں ثابت کرنا شروع کیا۔ ان کا نظریہ تھا کہ اگر ہم اسلام کی تشریح اور قرآن کریم کی تفسیر اس طرح نہ کر سکے جو مغربی تہذیب کے موافق ہو تو اس سے اسلام کی حقانیت مجروح ہو گی۔ مولانا مسعود عالم ندوی ان کے اس نظریے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''سر سید احمد خان اور ان کے ہم خیال دوستوں اور ہمعصروں کے دلوں پر مغربی علوم و معارف کی ہیبت طاری ہو گئی، خاص کر جب انہوں نے انگریزی تحقیق کے اسالیب و طریقوں کو دیکھا تو دہشت زدہ رہ گئے اور مغربی ممالک سے آئے ہر علم و نظریہ سے انہیں حسنِ ظن ہو گیا اور انہوں نے چاہا کہ قرآن کریم کی محکم آیات اور ثابت معجزات کی تطبیق ان کے نظریات کے موافق کریں'' ۔(۱۱۰)

سر سید احمد خان کے اخبارات ان کے افکار و خیالات کی نشر و اشاعت کرتے تھے۔ پھر ان کی آخری تصنیف ''تفسیرِ قرآن'' جس میں انہوں نے اپنے انہی افکار و خیالات، نظریات و رجحانات اور بعض جدید اجتہادات کو پیش کیا تھا۔ جب یہ چیزیں منظرِ عام پر آئیں تو علماء کرام اور مفکرین ان کے اس اندازِ فکر سے مطمئن نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سرسید احمد خان کے نظریات کا زبردست رد کیا، اخبار نکالے، کتابیں تصنیف کیں۔

مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ ''دوسری قیادت جس کا علَم سرسید احمد خان نے بلند کیا تھا، وہ مغربی تہذیب اور اس کی مادی بنیادوں کی تقلید اور جدید علوم کو اس کے عیوب ونقائص کے ساتھ بلا کسی ترمیم وتنقید کے اختیار کر لینے کی داعی تھی۔ وہ اسلام اور قرآن کریم کی اس طرح تفسیر وتوجیہ کی قائل تھی جو انیسویں صدی کے اواخر کے سائنسی معلومات اور مغربی تہذیب کے معیاروں کے مطابق ہو اور اہلِ مغرب کے ذوق ومزاج سے ہم آہنگ ہو۔ وہ ان غیبی حقائق اور طبعی اسرار کا انکار کرتی تھی جو حواس وتجربہ کی دسترس سے بہت دور ہیں اور بادی النظر میں جدید علوم کے مطابق نظر نہیں آتے ہیں۔ انہوں نے شخصی طور پر مغربی تہذیب وطرزِ معاشرت کو قبول کیا اور دوسروں کو بھی بڑی گرمجوشی اور قوت کے ساتھ اس کی دعوت دی۔ ان کا خیال تھا کہ اس ہمہ رنگی، حاکم قوم کی معاشرت وتمدن اختیار کرنے اور ان کے ساتھ بے تکلف رہنے سے وہ مرعوبیت، احساسِ کمتری اور احساسِ غلامی دور ہو جائے گا، جس میں مسلمان مبتلا ہیں اور حکام کی نظر میں ان کی قدر ومنزلت بڑھ جائے گی''۔(۱۱۱)

مفکرِ اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مزید لکھتے ہیں کہ ''سرسید احمد خان ۲/اکتوبر ۱۸۷۰ء کو یورپ سے اپنے ملک اس طرح واپس آئے کہ وہ مغربی تہذیب کے زبردست مؤید اور مغربی تہذیب ومعاشرے اور اس کے آداب واخلاق کی طرف ہندوستانی معاشرے کو پورے اخلاص، جوش وجذبہ اور اپنی تمام توانائیوں کے ساتھ دعوت دینے والے تھے''۔(۱۱۲)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال تحریر کرتے ہیں کہ ''جو شخص نئی تہذیب کی طرف بلا رہا ہے اور اس کی پوری کوشش اسی محور پر ہے: اے مسلمانو! اندھی تقلید میں اپنی شخصیت کو ضائع مت کر دینا، اپنی شخصیت کو باقی رکھنا اس میں عزت وشرف ہے، مغربی تہذب کو اپنانا ایسے قوم کا راستہ ہے جو ناچ اور گانے کے علاوہ کچھ نہیں سوچتی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ نئی تہذیب کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دعوت کا نعرہ مغربی تہذیب کی تقلید کے مرادف نہیں ہو"۔ (۱۱۳)

سید جمال الدین افغانی نے لکھا ہے کہ "سرسید احمد خان نے ایک مجلہ "تہذیب الاخلاق" نکالا، اس میں ایسی چیزوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا جو مسلمانوں کی عقلوں کو بگاڑے اوران کے درمیان اختلافات پیدا کرے۔ مسلمانانِ ہند اور دوسرے مسلمانوں خاص طور سے عثمانیوں (خلافتِ ترکیہ) سے عداوت و دشمنی پیدا کرے۔ انہوں نے تمام مذاہب کو ترک کرنے کی دعوت دی لیکن یہ دعوت صرف مسلمانوں کو دی اور پکار کر کہا کہ لوگوں کو یہ خیال پیدا ہو کہ مغرب نے جو تہذیبی ترقی کی علم وصنعت میں جو بلند مقام حاصل کیا اور قوت واقتدار میں جو فوقیت اور رتبہ پایا وہ مذاہب کو ترک کرکے کیا۔ ان کا یہ خیال مادیت سے غیر معمولی لگاؤ کا پتہ دیتا ہے۔ پھر مادیت سے یہ لگاؤ بعض اوقات ہر اس چیز کے انکار تک پہنچا دیتا ہے، جو انسانی حِس اور مشاہدے میں نہ آسکے، یہی وہ چیز ہے جسے سید جمال الدین افغانی نے سرسید احمد خان کے مذہبِ نیچری سے جوڑا ہے اور کہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر افترا اور بہتان تراشی ہے"۔ (۱۱۴)

استاذ محمد البہی تحریر کرتے ہیں کہ "سرسید احمد خان نے قرآن کریم کی جو تفسیر لکھی، اس میں قرآن کریم کی آیات کی تشریح مادی نقطۂ نظر سے کی ہے۔ علمِ جدید کے جو معجزات اور خوارق عادات پر جو اعتراضات تھے انہیں عقل وفطرت اور تمدن کی روشنی میں پیش کیا ہے، جسکی وجہ سے انہوں نے نبوت کو ایک ایسی چیز سمجھا جسے ریاضیات بدنیہ کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبوت ایک انسانی مقصدِ حیات ہے، تو اس کے حصول کا طریقہ بھی انسانی ہوگا، خرقِ عادت نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختمِ رسالت کا اعتقاد بھی رکھتے ہیں۔ اسی طرح جہاد کی آیات کی تشریح کرتے وقت عصرِ حاضر میں اس کی فرضیت کی عدمِ ضرورت کو حجت بناتے ہوئے فرضیتِ جہاد کا انکار کیا۔ بلا کسی پس وپیش کے اہلِ کتاب اور مسلمانوں کے درمیان دوری کم کرنے اور تعاون پیدا کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے "مذہبِ انسانیت" کی بھی دعوت دی، یہ وہ فکر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے جسے آج ''عالمیت'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اگر اس فکر کو اپنا لیا جائے تو پھر وطن، قومیت اور مذاہب وادیان کے سارے فوارق مٹ جانے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، آج اس کی دعوت یہودی رأسمالیت اور عالمی کمیونزم تحریک دے رہی ہے''۔(۱۱۵)

محمد شاکر لکھتے ہیں کہ ''سر سید احمد خان نے انگریزوں کی تقلید اور مغربی تہذیب کو اپنانے کی دعوت دی۔ اپنے نظریے کے مطابق قرآن کریم کی تفسیر لکھی۔ اسلام میں غلامی اور تعدد ازواج کے جواز کا انکار کیا۔ انگریزوں سے خوب قرب حاصل کیا تاکہ ان کی حمایت حاصل کر سکیں۔ انگریزوں نے مجلہ ''تہذیب الاخلاق'' نکالنے اور علی گڑھ میں کالج کھولنے میں مدد دی''۔(۱۱۶)

محمود الحق نے اپنے ایک مضمون میں لکھا کہ ''سر سید احمد خان اسلام کو مغربی نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہتے تھے، اسی وجہ سے ان کا فکری جھکاؤ مغرب کی طرف تھا، وہ اسلام کو مغربی تعلیم کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے تھے''۔(۱۱۷)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں اسلامی عربی صحافت کا آغاز

ہندوستان میں دین اسلام کی آمد کے ساتھ ساتھ عربی زبان بھی آئی۔ مسلمانوں نے اس کے ساتھ خاص اہتمام برتا، چوں کہ اسلامی فکر اور شریعتِ اسلامیہ کے اصلی سرچشموں سے سیرابی عربی زبان میں مہارت کے بغیر ممکن نہیں تھی، اس وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں کے لوگوں نے عربی آداب وفنون میں خاص امتیاز حاصل کیا۔ بہت سے ایسے علماء کرام ہوئے جنہوں نے عربی زبان میں کتابیں تصنیف کیں جن میں عجمیت بالکل نہیں تھی۔ ان علمائے کرام میں شیخ علی متقیؒ، شیخ احمد سرہندیؒ، مولانا عبدالحق دہلویؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ خاص طور پر مشہور ومعروف ہیں۔ ان علمائے کرام کے علاوہ اور بھی علمائے کرام تھے، جنہوں نے فصیح وبلیغ عربی زبان میں کتابیں تصنیف وتالیف کیں۔ لیکن عربی زبان ہندوستان میں بول چال کی زبان نہیں تھی اور راستے کی دوری ودشواری کی وجہ سے یہاں کے باشندوں کے عرب ممالک سے براہ راست ثقافتی تعلقات بھی نہیں تھے، اس لیے عربی زبان علمی طبقہ میں محصور تھی، اس طبقہ میں بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی، جو عربی زبان پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے، لیکن عربی بولنے کی صلاحیت کم ہی لوگوں میں تھی۔

جب ہندوستان میں چھاپہ خانے کی ایجاد ہوئی اور مختلف زبانوں میں مطبوعہ اخبارات نکلنا شروع ہوئے تو بعض اولوالعزم مسلمانوں نے ایک عربی اخبار "النفع العظیم لأھل ھذا الاقلیم" کے نام سے عربی زبان میں نکالا۔ عربی اسلامی صحافت کی یہ پہلی کوشش تھی، جس کے دوررس نتائج اس ملک میں ظاہر ہوئے۔ وہ لوگ جو عربی میں قابلیت وصلاحیت رکھتے تھے ان کو موقع ملا کہ وہ اپنی صلاحیت استعمال کرتے ہوئے عربی زبان سے اپنا رشتہ مستحکم کریں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا عربی جریدہ "النفع العظیم لأهل هذا الاقلیم":

ہندوستان کے مسلمانوں کا عربی زبان سے رشتہ اتنا ہی قدیم ہے جتنا دین اسلام سے ہے۔اس ملک میں ہمیشہ ایسے علمائے کرام ومفکرین پیدا ہوتے رہے جو عربی علوم وادب میں مشغول رہے۔عربی نے مسلمانوں کا یہ مضبوط وپختہ رشتہ قرآن کریم اور شریعت اسلامیہ پر ان تصانیف وتالیفات کی وجہ سے تھا جو عربی زبان میں تھیں۔ہندوستان میں علماء کرام کا ایک محدود طبقہ عربی لکھنے اور سمجھنے میں مہارت رکھتا تھا۔لیکن اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو عربی میں لکھنے اور بولنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے،اس کمی کو دور کرنے کی غرض سے بعض لوگوں نے عربی زبان میں ایک ہفت روزہ جریدہ نکالا۔اس طرح ہندوستان کی تاریخ میں پہلا جریدہ "النفع العظیم لأهل هذا الاقلیم" کے نام سے لاہور سے نکلنا شروع ہوا۔(۱) اس کا پہلا پرچہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۷۱ء میں شیخ مولوی مقرب علی (۲) کی ادارت اور جی۔وی۔لائٹنر (G.W.Liatail) کی نگرانی میں نکلا، جو کہ پنجاب یونیورسٹی میں ریکارڈنگ ڈائرکٹر تھے۔یہ جریدہ ابتدا میں آٹھ صفحات پر نکلتا تھا، پھر دو صفحات کے اضافہ کے بعد دس صفحات پر شائع ہونے لگا۔اس کی طباعت لاہور کے چھاپہ خانہ میں لیتھو پر ہوتی تھی۔اس میں دینی، ادبی اور اجتماعی مضامین شائع ہوتے تھے، اجتماعی اور تعلیمی موضوعات کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔یہ جریدہ سر سید احمد خان کے افکار وخیالات سے متفق تھا، ان کی تحریک کی

---

(۱) اس جریدہ کی کاپیاں ہندوستان کے مکتبات میں مفقود ہیں۔ہم نے یہ معلومات مجلہ "معارف" لاہور مارچ ۱۹۷۸ء کے نسخے سے اخذ کی ہیں جس کو سید جمیل احمد رضوی نے تحریر کیا ہے۔

(۲) مشہور ادیب وشاعر مولوی مقرب علی ذی القعدہ ۱۲۵۹ء لدھیانہ میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم کی تکمیل کی۔پہلے "مجمع البحرین" کے مدیر رہے۔پھر جریدہ "النفع العظیم لأهل هذا الاقلیم" کی ادارت سنبھالی۔ ۱۸۷۱ء سے ۱۸۷۶ء تک اس کے ایڈیٹر رہے۔مختلف اوقات میں عربی کالج دہلی اور کشمیر کالج میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ان کی وفات ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔ان کی کتابوں میں: الخطوط العربیۃ، رسالۃ نور العین فی أحوال الحرمین، رسالۃ المعراج وجامع الحسنات، نفحات الریاحین اور نفحات الحرمین وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کامیابی میں اس نے اہم کردار ادا کیا۔ اس جریدہ میں جدید موضوعات کا بھی اہتمام ہوتا۔ بعض مضامین انگریزی سے بھی ترجمہ ہوتے۔ عربی قصائد بھی شائع ہوتے، قدیم اشعار کے ساتھ شعراء کے احوال بھی بیان کیے جاتے تھے۔ ''یہ جریدہ بلا انقطاع پریس کے مالک منشی محمد عظیم (متوفی ۱۸۸۵ء) کی وفات تک جاری رہا، ان کی وفات کے بعد یہ اخبار زیادہ دن تک جاری نہ رہ سکا۔ پریس کی ابتری کی وجہ سے اُسے بند کرنا پڑا،،۔(۱۱۹) یہ پہلا عربی جریدہ تھا جو ہندوستانی صحافت کے افق پر طلوع ہوا۔ پھر ہندوستان میں کوئی دوسرا اخبار عربی زبان میں بیس سال تک شائع نہیں ہوا۔ اس کے ایک عرصے کے بعد ''البیان'' شائع ہوا۔ ''البیان'' کے بعد زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ بہت سے مجلّات وجرائد عربی میں شائع ہونے لگے۔

جریدہ ''النفع العظیم لأھل ھذا الاقلیم'' کے مقاصد:

اس جریدے کے مقاصد حسبِ ذیل تھے:

۱۔ عربی زبان کو لکھنے اور بولنے کی عام فہم زبان بنانا، تاکہ اس زبان میں موجود احکام شرعیہ کو سب سمجھ سکیں۔

۲۔ جدید موضوعات اور حالاتِ حاضرہ سے علمائے کرام کو واقف کرانا، تاکہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں اور ان کے فکری آفاق میں وسعت پیدا ہو۔

۳۔ اس کے ذریعے مغربی علوم ومعارف کو ہندوستان کے علمی حلقے تک پہنچانا۔

۴۔ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے عربی زبان کو آسان اور قابلِ فہم کرنا۔

۵۔ جو لوگ پہلے سے عربی زبان سے واقف ہوں، انہیں لکھنے بولنے کی مشق وتمرین کے ساتھ جدید عربی اسلوب سے واقف کرانا۔

مذکورہ بالا مقاصد کی تائید ''اکمل الاخبار'' کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے ''یہ جریدہ دو اہم مقاصد کے لیے نکالا گیا، عربی علوم کی ترویج واشاعت اور عربی زبان کو عام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنا، ایسی عربی مطبوعات جن کا اس ملک میں ملنا دشوار ہے ان کی طباعت واشاعت کرنا، وہ علماء کرام جو عربی زبان وادب سے واقف ہوں انہیں مغربی علوم ومعارف اور یورپین زبانوں سے واقف کرانا"۔(۱۲۰)

جریدہ "النفع العظیم لأھل ھذا الاقلیم" کی خصوصیات:

اس جریدے کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ یہ جریدہ ہندوستانی تاریخ صحافت کا پہلا عربی اخبار تھا۔

۲۔ اس جریدے نے ہندوستان میں عربی زبان کی ترویج واشاعت کے لیے راہ ہموار کی۔

۳۔ اس جریدے نے عربی ممالک کی ایسی ثقافتی وسیاسی خبریں شائع کیں، جن سے یہاں کے باشندے واقف نہیں تھے۔

۴۔ اس جریدے نے تعلیمی، اجتماعی، اقتصادی اور معلوماتی قیمتی مضامین ومقالات شائع کیے۔

۵۔ اس جریدے میں جو مضامین ومقالات شائع ہوئے وہ جدید مغربی انداز کے مطابق تھے۔

۶۔ اس زمانے کی امکانیات کو دیکھتے ہوئے یہ جریدہ اپنی طباعت اور اجرا کے اعتبار سے معیاری تھا۔

۷۔ یہ جریدہ ہندوستانی عربی صحافت میں پہلا تجربہ تھا اس کے باوجود یہ اپنے اسلوب، تعبیر، پیشکش اور موضوعات کی تحلیل وغیرہ کے اعتبار سے اس کا مقام بہت بلند تھا۔ اس زمانے کے علمائے کرام نے اس کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی ہر طرح تعریف وتوصیف کی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات و رسائل

سرسید احمد خان کی صحافت کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ ان کی صحافت ہی اس زمانے کی اسلامی صحافت کا خلاصہ ہے۔ اس کے بعد اسلامی صحافت میں تشریح و تفصیل کے لیے کوئی خاص چیز باقی نہیں رہتی۔ لیکن ہم بعض ایسے اخباروں کا تذکرہ کریں گے جو اپنے زمانے میں خاص اہمیت کے حامل تھے۔ ان میں ایسے اخبار بھی ہیں، جنھوں نے عیسائی مشنریوں کے خلاف میدانِ کارزار گرم کیا اور ایسے اخبار بھی ہیں جنھوں نے سرسید احمد خان کے افکار اور نظریاتی انحراف پر تنقید کی۔ ہم ان کی اشاعتی ترتیب کے اعتبار سے ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اخبار قاسم الاخبار:

اخبار قاسم الاخبار ہفت روزہ دینی اخبار تھا۔ ۱۸۶۱ء میں منشی غلام علی نے اُسے بنگلور سے نکالا۔ جب عیسائی مشنریوں کا پروپیگنڈہ بہت زور و شور سے چل رہا تھا اور اسلام پر ان کے حملوں کو کوئی روکنے والا نہیں تھا۔ منشی غلام علی نے یہ اخبار عیسائیت کی بیخ کنی اور اسلام کے فروغ کے لیے جاری کیا۔ جس نے انتہائی شجاعت، بہادری اور جرأت سے عیسائی افتراءات کا جواب دیا۔ ان کے خطرناک و مہلک پروپیگنڈوں اور بے سروپا اعتراضات کا رد کیا۔

رسالہ ''انجمن اسلام'':

رسالہ ''انجمن اسلام'' ۱۸۶۳ء میں کلکتہ کی اسلامی علمی اکیڈمی سے شائع ہوا۔ اس ماہنامہ کے ایڈیٹر عبد اللطیف تھے۔ علاقۂ بنگال میں یہ رسالہ سرسید احمد خان کے افکار کا ترجمان تھا۔ اس کے اہم مقاصد میں عوام کی تعلیم، اصلاحِ معاشرہ اور قومی ادب کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نشر واشاعت شامل تھی۔

اخبار ’’خیر المواعظ‘‘:

ماہنامہ ’’خیر المواعظ‘‘ ۱۸۶۹ء میں دہلی سے شائع ہوا۔اس کے ایڈیٹر محمد ہاشم تھے۔اس کا صدور عیسائی مشنریوں سے مقابلے کے لیے اس وقت ہوا جب سارے ہندوستان میں عیسائیت کی تبلیغ اور دوسرے مذاہب کی تنقیص کا کام زور وشور سے ہو رہا تھا۔ اس میں اسلام کے محاسن کا بیان، مسیحی تعلیمات کا رد، مسیحی مذہب کے انحرافات اور اس معاشرے کے مفسدات اور برائیاں شائع ہوتی تھیں۔ایک خاص بات اس میں یہ شروع کی گئی کہ جو انگریز عیسائیت سے دین اسلام میں داخل ہوئے ان کے انٹرویو شائع کیے جاتے تھے۔خلاصہ کلام یہ کہ یہ اخبار ردِ مسیحیت میں علمی و مدلل مضامین لکھتا اور مقابلے کے لیے ہمیشہ تیار رہتا،لیکن یہ اخبار زیادہ عرصے تک جاری نہیں رہ سکا، چند ماہ نکل کر بند ہو گیا۔

اخبار ’’منشور محمدی‘‘:

اخبار ’’منشور محمدی‘‘ ۲۵ اگست ۱۸۷۲ء بنگلور سے جاری ہوا۔منشی محمد قاسم اس کے مدیر تھے، یہ اخبار دس روزہ تھا،ایک مہینے میں تین بار شائع ہوتا تھا۔۲۱ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔عیسائی مشنریوں کے رد میں اس کا کردار قابلِ تعریف تھا۔اس میں زیادہ تر علمی مقالات اور عیسائی مذہب سے متعلق بحثیں شائع ہونے کی وجہ سے خبریں کم ہوتی تھیں۔

اخبار ’’منشور محمدی‘‘ کے مقاصد مندرجہ ذیل تھے:

۱۔عیسائی معتقدات کا رد۔

۲۔اسلام کا دفاع اور اسلامی اعلیٰ وارفع تعلیمات کی نشر واشاعت۔

۳۔مسلمانوں سے معاملے کے سلسلے میں انگریز رویے پر تنقید اور ابناء توحید کے خلاف ان کے ظلم وجور کی نشاندہی۔

۴۔لدھیانہ سے شائع ہونے والے مشنری اخبار ’’نور افشاں‘‘ کے دین اسلام پر غلط الزامات

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

منشور محمدی

منشور محمدی ... [illegible]
نمبر ۳۳ مطبوعہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۲۶ اگست ۱۸۸۶ع جلد ۱۵
اشتہار ... [illegible]

افریقہ میں اسلام کی ترقی

ایک صاحب دیوالی سے تحریر فرماتے ہیں اخبار
... کارڈن صاحب کا روزنامچہ مطبوعہ لندن سے نظر
سے گذرا اسکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت برسوں سے
مذہب اسلام دریائی افریقہ (افریقہ [illegible])
میں بڑی ترقی کر رہا ہے وہاں کے اقوام وطن کیلئے
اس پر ایک خاص طور کی زندگی پائی جاتی ہے
او مسلمانوں کی تعداد اسی لاکھ سے ایک کروڑ بیس
لاکھ تک اندازہ کی گئی ہے اور اسلام کو ... [illegible]
... کرنے کو ... [illegible]
... مذہب عیسوی ... [illegible]
تعداد ... مذہب میں ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]

اونچے درجہ میں اپنے مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر ... مذہب
... کے ترک کرکے دائرہ مقدسہ اسلام میں داخل
ہوجاتے ہیں اور کروڑوں جب اسلام کی تعلیم کا ذوق
و شوق موجزن پا رہا ہے۔
پیارے اسلام - تیرے پاک اصول ... - ...
کی کس زبان سے تعریف ہو ... خدا کے فضل و کرم سے ترقی
... اخبار منشور محمدی ...
... ایک ایسا امر ہے کہ ... انصاف پسند
لوگ ہیں وہ خواہ مخواہ اسکو قبول کرتے اور ...
کوئی اسکو اختیار کرتا ہے تو ... جوش ہوتے ہیں
... الدین ... یہاں کلکتہ میں
اسلام قبول کیا اور ... الدین نے ولایت میں
... ہوئے اور رسالہ ...
پاس ... لکھا ہے کہ ... آپ کے پاس ...
... آپ ... مذہب ... [illegible]
... مذہب اختیار کریں اور ... عیسائی
... ہو۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

و اعتراضات کا مدلّل و مفصل جواب۔

اس اخبار نے مسیحیت کے بڑھتے ہوئے پھیلاؤ کو روکا اور مشنریوں کی دعوت کے فریب اور جعل سازی سے پردہ ہٹایا۔ مولانا امداد صابری نے تحریر کیا ہے کہ ’’اخبار ’’منشور محمدی‘‘ نے عیسائیت کی شان و شوکت کو ختم کیا اور مشنری ترجمان ’’نور افشاں‘‘ میں شائع جھوٹے دعوؤں اور من گھڑت اور غلط اطلاعات واشاعتوں کا مؤثر ترین جواب دیا‘‘۔(۱۲۱)

اخبار ’’منشور محمدی‘‘ کے ہمعصر بمبئی کے دوسرے اخبار ’’کشف الاخبار‘‘ نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ ’’اخبار ’’منشور محمدی‘‘ قیمتی اسلامی مضامین پیش کرتا ہے اور مسیحی افکار و نظریات کی تکذیب و تردید کرتا ہے۔ ہندوستانی صحافت میں یہ اپنی نوع کا ایک منفرد اخبار ہے‘‘۔(۱۲۲)

جب عیسائی مشنریوں کا اسلام اور مسلمانوں پر حملہ نہایت سخت تھا، اس وقت اخبار ’’منشور محمدی‘‘ کے علاوہ جو اخبارات اس سیلاب کے سامنے سینہ سپر ہوئے اور عیسائی ریشہ دوانیوں کی تکذیب و تردید کی۔ ان میں حسبِ ذیل اخبارات زیادہ مشہور ہیں:

مہر درخشاں	دہلی	۱۸۶۹ء
ضیاء الاسلام	دہلی	۱۸۷۴ء
سراج الاخبار	جہلم	۱۸۸۵ء
حمایت الاسلام	لاہور	۱۸۸۸ء

اخبار ’’شدھا کر‘‘:

اخبار ’’شدھا کر‘‘ کلکتہ سے ۱۸۸۹ء میں بنگالی زبان میں شائع ہوا۔ یہ ہفتہ روزہ اخبار تھا۔ اس کے ایڈیٹر شیخ عبدالرحیم تھے۔ بنگالی زبان میں اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے، اسلامی تعلیمات کی طرف رہنمائی کرنے اور اسلامی ثقافت سے فائدہ اٹھانے پر ابھارنے میں اس اخبار کا بڑا حصہ تھا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اخبار ''مہذب'':

اخبار ''مہذب'' عبدالحلیم شرر نے (۱۸۶۰ء تا ۱۹۲۴ء) لکھنؤ سے اگست ۱۸۹۰ء میں نکالا۔ عبدالحلیم شرر اردو ادب میں بلند مقام رکھتے تھے۔ وہ اپنے اخبار میں سرسید احمد خان کے نظریات و اجتہادات اور فکری رجحانات کی مخالفت کرتے تھے اور ان پر شدید تنقید کرتے تھے۔ ہندوستان کی سیاسی اور اجتماعی زندگی پر بھی ان کی تحریریں بڑی وقیع اور قابلِ توجہ ہوتی تھیں۔ اس اخبار کا غالب رجحان ادبی، علمی اور تاریخی تھا۔ ساتھ ہی سیاست اور معاشرے کی اصلاح سے متعلق چیزیں بھی اس میں شائع ہوتی تھیں۔

عبدالسلام خورشید اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''اخبار ''مہذب'' کا شمار ہندوستان کے اعلیٰ درجے کے اخبارات میں ہوتا تھا۔ وہ اپنی طباعت، کتابت، بلند معیار اور مواد و تزئین کے اعتبار سے اپنا ایک خاص مقام و مرتبہ رکھتا تھا۔ علمی مضامین و مقالات خبروں سے زیادہ ہوتے تھے''۔ (۱۲۳)

عبدالسلام خورشید دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''اخبار ''مہذب'' میں ادب، تاریخ، سیاست اور معاشرے سے متعلق خبریں ہوتیں، مجموعی اعتبار سے یہ اخبار اس لائق ہے کہ اس کا مطالعہ کیا جائے''۔ (۱۲۴)

اخبار ''وکیل'':

اخبار ''وکیل'' ۱۸۹۵ء میں امرتسر سے شائع ہوا۔ اس کے مالک شیخ غلام محمد (متوفی ۱۹۱۲ء) اور ایڈیٹر مرزا حیرت تھے۔ آغاز میں یہ اخبار ہفت روزہ تھا، لیکن پھر ہفتہ میں تین بار شائع ہونے لگا۔ بارہ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ یہ اخبار ہندوستان کی بعض اہم شخصیات کی ادارت میں مختلف اوقات میں نکلا۔ مثلاً مرزا جالب، مولانا ابوالکلام آزاد، عبداللہ عمادی، حامد علی صدیقی، انشاء اللہ خان، عبداللہ منہاس وغیرہ۔ یہ اخبار علمی اور مثقف طبقے میں بڑی عزت و وقعت کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر سے دیکھا جاتا تھا اور اُسے قبولِ عام حاصل تھا۔لیکن مولانا محمد علی جوہر کے ''ہمدرد'' و'' کامریڈ''، مولانا ابوالکلام آزاد کے ''الہلال'' و''البلاغ''، اور ظفر علی خان کے ''زمیندار'' کی اشاعت کے بعد اس کا دائرہ تنگ ہوتا گیا اور پہلے کی طرح اس کی مانگ نہیں رہی۔

اخبار''وکیل'' کے اغراض ومقاصد درج ذیل تھے:

۱۔سچی خبریں نقل کرنا خاص کر وہ خبریں جن کا تعلق ممالکِ اسلامیہ سے ہو۔ان کی صحت پر خاص توجہ دینا اور اہتمام سے انہیں شائع کرنا۔

۲۔مسلمانوں کے مسائل اور ان کے حقوق کو بیان کرنا۔

۳۔تاریخِ اسلام سے متعلق مضامین ومقالات کی نشرو اشاعت۔

۴۔مسلمانوں میں تعلیم کی ترویج واشاعت کی سعی وکوشش اور اس مسئلے میں سرسید احمد خان کے افکار کو تقویت دینا۔یہ اخبار سیاست کے علاوہ باقی تمام مسائل ونظریات میں سرسید احمد خان کا مؤید تھا۔

اخبار''وکیل'' کی چند خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔یہ اخبار اس زمانے میں مسلمانوں کا ترجمان سمجھا جاتا تھا اور اس کی آراء کی بڑی اہمیت تھی۔

۲۔یہ اخبار ہند اور بیرونِ ہند مسلمانوں کے مسائل سے خاصی دلچسپی لیتا تھا اور انتہائی اہتمام کے ساتھ عالم عربی اور عالم اسلامی جیسا کہ حجاز، مصر، فلسطین اور ترکی وغیرہ کی خبریں نشر کرتا تھا۔

۳۔اس کی خبریں ملی جلی، متنوع اور اصابت رائے سے متصف ہوتی تھیں۔

۴۔اس میں دینی، علمی اور تاریخی مضامین شائع ہوتے تھے۔

۵۔اس میں مسلمانوں میں پھیلی ہوئی تقالید، بدعات اور رسم ورواج پر تنقید ہوتی تھی۔

مولانا محمد علی جوہر اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اخبار''وکیل'' نے ہمیشہ ایک مثالی وبلند صحافت کا نمونہ پیش کیا، اس میں نشر آراء میں سنجیدگی ومتانت اور وسعت ہوتی تھی'' (۱۲۵)

مولانا حسرت موہانی لکھتے ہیں کہ''اخبار''وکیل'' کی ایک خصوصیت لغت کی صحت اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کلمات کا انتخاب تھا، اردو الفاظ کے استعمال میں دوسرا کوئی اخبار اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا'' (۱۲۶)

عبد السلام خورشید نے لکھا ہے کہ ''انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں ''امرتسر'' سے اخبار ''وکیل'' جاری ہوا، جو اپنی سنجیدہ فکر و پاکیزہ اسلوب اور مسلمانوں کے مسائل کی نمائندگی کی وجہ سے معروف و مشہور تھا''۔ (۱۲۷)

انسائیکلوپیڈیا تاریخِ ادبیات میں تحریر ہے کہ ''اخبار ''وکیل'' ایک سنجیدہ و متین اخبار تھا، مسلمانوں کے مسائل سے دلچسپی لیتا اور انہیں شائع کرتا اور اہتمام کے ساتھ وہ اس میں برابر حصہ لیتا رہا''۔ (۱۲۸)

اخبار ''پنجاب آبزرور'':

اخبار ''پنجاب آبزرور'' The Punjab Observer ۱۸۹۸ء میں لاہور سے انگریزی میں ہفت روزہ نکلنا شروع ہوا۔ بیس سال یہ اخبار نکلتا رہا۔ اس کے مالک و ایڈیٹر شاہ بدیع الزماں تھے، جو بڑے سرکاری عہدے پر تھے۔ لیکن امتِ مسلمہ کی خدمت کے جذبہ سے سرشار اس مخلص مسلمان نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور انگریزی میں یہ اخبار نکالا، جو ہندوستان میں مسلمانوں کے ترجمان کی حیثیت رکھتا تھا۔ جب سر سید احمد خان نے سیاست سے دوری اختیار کرنے کی مسلمانوں کو دعوت دی تھی تو اس اخبار نے ان کے اس موقف پر تنقید کی اور سیاست میں حصہ لینے پر زور دیا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس مدت میں شائع ہونے والے اخبارات ورسائل کی فہرست

ہم یہاں ان بعض اخبارات ورسائل کی فہرست دے رہے ہیں، جو اس مدت میں شائع ہوئے۔ ہم نے اس فہرست میں اخبار کا نام، سالِ اشاعت، مدتِ اشاعت، مقامِ اشاعت، اخبار کی زبان جس میں وہ نکلا اور ایڈیٹر کے نام کا ذکر کیا ہے۔

ہم نے فہرست میں مدتِ اشاعت اور زبان کے لیے درج ذیل اشارے استعمال کیے ہیں:

روزنامہ	ی
ہفت روزہ	أ
ماہنامہ	ش
مہینہ میں دو مرتبہ (پندرہ روزہ)	م
سہ ماہی	ک
دس روزہ (مہینہ میں تین بار)	ث
اردو	ر
ہندی	ھ
عربی	ع
فارسی	ف
انگریزی	ن
بنگالی	غ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اخبار کا نام	سال اشاعت	مدت اشاعت	مقام اشاعت	زبان	ایڈیٹر
اردو گائڈ	۱۸۵۸ء	ی	کلکتہ	ر،ن	عزیز الدین
برق خاطف	۱۸۵۸ء	أ	بمبئی	ر	منشی امیر الدین
اودھ اخبار (۱)	۱۸۵۸ء	أ	لکھنؤ	ر	ہادی علی اشک
کشف الاخبار	۱۸۵۸ء	أ	بمبئی	ر	منشی امان اللہ
شمس الاخبار	۱۸۵۹ء	أ	مدراس	ر	محمد نصیر الدین
طلسمِ حیرت	۱۸۵۹ء	م	مدراس	ر	غلام محی الدین
نسیم جونپور	۱۸۵۹ء	أ	جونپور	ر	عبد الشکور
کوئٹہ گزٹ	۱۸۶۰ء	أ	کوئٹہ	ر	میر فتح اللہ شاہ
منظور الاخبار	۱۸۶۰ء	أ	سورت	ر	منظور احمد
شعلۂ طور	۱۸۶۰ء	ث	کانپور	ر	حیدر علی
صبحِ صادق	۱۸۶۰ء	أ	مدراس	ر	عبد الرحمٰن شفاف
مجمع البحرین (۲)	۱۸۶۰ء	أ	لدھیانہ	ر	سید اصغر علی
اخبارِ عالم	۱۸۶۱ء	أ	میرٹھ	ر	عبد الحکیم
اخبارِ حیدری	۱۸۶۱ء	أ	دہلی	ر	مرزا علی حسینی
اخبارِ حسینی	۱۸۶۱ء	أ	دہلی	ر	حسن علی خان
احسن الاخبار	۱۸۶۲ء	أ	بریلی	ر	محمد احسن
نجم الاخبار	۱۸۶۳ء	ش	کلکتہ	ر	محمد حیات
شاہی عمدۃ الاخبار	۱۸۶۳ء	أ	میرٹھ	ر	محمد اکبر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لطیف الاخبار	۱۸۶۴ء	اُ	بمبئی	ر	عباد علی حافظ
لورانس گزٹ	۱۸۶۴ء	اُ	میرٹھ	ر	مشتاق احمد
اخبار کرتان	۱۸۶۵ء	اُ	مدراس	ر	محمد قاسم
دریائے لطافت	۱۸۶۵ء	اُ	کانپور	ر	میر سخاوت علی
کارنامہ	۱۸۶۵ء	اُ	لکھنؤ	ر	محمد یعقوب
خیر خواہ پنجاب	۱۸۶۵ء	اُ	لاہور	ر	عمر دراز
طلسم کرتان	۱۸۶۵ء	اُ	بنگلور	ر	سید قادر شاہ
میرٹھ گزٹ	۱۸۶۵ء	اُ	میرٹھ	ر	وجاہت علی
نیر راجستھان	۱۸۶۵ء	اُ	جے پور	ر	محمد سلیم خستہ
رسالہ انجمن	۱۸۶۵ء	ش	لاہور	ر	محمد حسین آزاد
قاسم الاخبار	۱۸۶۵ء	اُ	بنگلور	ر	محمد قاسم نجم
اکمل الاخبار	۱۸۶۶ء	اُ	دہلی	ر	سید فخر الدین
دبدبہ سکندری	۱۸۶۶ء	اُ	رامپور	ر	محمد حسین خان
اردو اخبار	۱۸۶۶ء	اُ	دہلی	ر	سید حسن
ضیاء الاخبار	۱۸۶۶ء	اُ	دہلی	ر	عزیز الدین
رسالہ دہلی سوسائٹی	۱۸۶۶ء	اُ	دہلی	ر	منشی ذکاء اللہ
رسالہ انسٹی ٹیوٹ	۱۸۶۷ء	ش	مظفر نگر	ر	محمد زکریا
اشرف الاخبار	۱۸۶۷ء	ث	دہلی	ر	امراؤ خان
نہر الفوائد	۱۸۶۷ء	ث	شاہ آباد	ر	سید فخر الدین
دار العلم	۱۸۶۷ء	م	مرزا پور	ر، ھ	عبد الرحیم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روداد مدرسہ اسلامی	۱۸۶۷ء	ش	دیوبند	ر	رفیع الدین
صادق الاخبار	۱۸۶۷ء	اَ	بھاگلپور	ر	محمد اشرف
محتشم	۱۸۶۷ء	اَ	جاوری	ر	لیاقت اللہ بیگ
آگرہ اخبار	۱۸۶۸ء	ث	آگرہ	ر	تجمل حسین
سررشتہ تعلیم اودھ	۱۸۶۸ء	ش	لکھنؤ	ر	ابوالحسن
امیر الاخبار	۱۸۶۸ء	اَ	بمبئی	ر	منشی راؤ علی
رتن پرکاش	۱۸۶۸ء	اَ	رتلام	ر	عبدالحق
مظہر العلوم	۱۸۶۸ء	ش	شاہجہانپور	ر	سید فضل کریم
مقصود الاخبار	۱۸۶۸ء	اَ	کورگاؤں	ر	قطب الدین
اخبار الاخبار	۱۸۶۸ء	اَ	مظفرپور	ر	منشی قربان علی
چشمۂ علم	۱۸۶۹ء	م	پٹنہ	ر	منشی قمر الدین
نوبہار	۱۸۶۹ء	اَ	ملتان	ر	امین الدین
حبیب القلوب	۱۸۶۹ء	م	مرزاپور	ر	عبدالرحمٰن
جریدہ اعلامیہ	۱۸۶۹ء	اَ	حیدرآباد	ر	زین العابدین
مفید عام	۱۸۶۹ء	م	آگرہ	ر	وزیر خان
مخزن القوانین	۱۸۶۹ء	ش	آگرہ	ر	منشی امیر الدین
غالب الاخبار	۱۸۶۹ء	اَ	سیتاپور	ر	سید محمد خان
دوربین (۳)	۱۸۶۹ء	اَ	کلکتہ	ر	فدا حسین
ساندرس گزٹ	۱۸۷۰ء	م	شاہجہانپور	ر	غلام حسین
انجمن پنجاب	۱۸۷۰ء	اَ	لاہور	ر	محمد حسین

13695

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بلند اختر	۱۸۷۰ء	ش	مرادآباد	ر	سید جمشید علی
نورالانوار	۱۸۷۱ء	اُ	کانپور	ر	عبدالعزیز
خورشید جہاں تاب	۱۸۷۱ء	م	آگرہ	ر	وزیر خان
انجمن مناظرہ دہلی (۴)	۱۸۷۱ء	ش	دہلی	ر	نذیر علی
رسالہ انجمن مناظرہ	۱۸۷۱ء	ش	دہلی	ر	عبدالرزاق
یادگار زمانہ	۱۸۷۱ء	اُ	مدراس	ر	محمد عبدالرزاق
امیر الاخبار	۱۸۷۲ء	م	لاہور	ر	عبدالقادر بیگ
میوگزٹ	۱۸۷۲ء	ث	دہلی	ر	نصرت علی
کوہِ طور	۱۸۷۲ء	اُ	لاہور	ر	مرزا تقو بیگ
مخبر صادق	۱۸۷۲ء	اُ	لکھنؤ	ر	مرزا اثر محب
سترہویں گزٹ	۱۸۷۲ء	اُ	مرادآباد	ر	مہدی حسن خان
اخبار الاخبار (۵)	۱۸۷۲ء	ث	لکھنؤ	ر	سید محمد علی
خیر خواہ عالم	۱۸۷۲ء	ث	دہلی	ر	عبدالغنی
مفید المدارس	۱۸۷۲ء	ش	آگرہ	ر	وزیر خان
محبِ ہند	۱۸۷۲ء	اُ	میرٹھ	ر	سید اقبال محمد
مدراس	۱۸۷۲ء	اُ	بمبئی	ر	غلام محمد خان
ناصر الاخبار	۱۸۷۲ء	اُ	دہلی	ر	سید نصرت علی
مبلغ	۱۸۷۳ء	ث	دیوبند	ر	شمس الدین
میسور اخبار	۱۸۷۳ء	اُ	بنگلور	ر	حافظ سید محمد
نورالآفاق (۶)	۱۸۷۳ء	اُ	کانپور	ر	عبدالرحمٰن شاکر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخبار انجمن	۱۸۷۳ء	اُ	شاہجہاں پور	ر	سید محمد طاہر
ضیاء الاخبار	۱۸۷۳ء	اُ	بلگرام	ر	صغیر بلگرامی
میموریل گزٹ	۱۸۷۳ء	ث	دہلی	ر	خواجہ احمد خان
ناصر الاسلام	۱۸۷۳ء	م	دہلی	ر	نصرت علی خان
سید الاخبار	۱۸۷۳ء	اُ	دہلی	ر، ہ، ن	وزیر علی
انجمن مفید عام (۷)	۱۸۷۴ء	ش	لاہور	ر	مرزا فتح بیگ
انجمن مذاکرہ علمیہ	۱۸۷۴ء	ش	پٹنہ	ر	سید ولایت علی
اُصح الاخبار (۸)	۱۸۷۴ء	اُ	لکھنؤ	ر	سید احمد
ریاض الاخبار (۹)	۱۸۷۴ء	ث	خیر آباد	ر	ریاض احمد ریاض
سفیر مدراس	۱۸۷۴ء	ث	مدراس	ر	مصطفی خان
اتالیق ہند	۱۸۷۴ء	اُ	لاہور	ر	نادر علی شاہ
آثار الامصار (۱۰)	۱۸۷۴ء	اُ	لکھنؤ	ر	منشی خدا علی
لامع النور	۱۸۷۴ء	اُ	جونپور	ر	حافظ عبداللہ
مخزن الفوائد	۱۸۷۴ء	ش	حیدر آباد	ف	سید حسین
مہر درخشاں (۱۱)	۱۸۷۴ء	اُ	دہلی	ر	ابو منصور
اختر ہند	۱۸۷۵ء	اُ	سہارنپور	ر	رحیم بخش
روزنامہ پنجاب	۱۸۷۵ء	ی	لاہور	ر	احمد حسین
محافظ بنگلور	۱۸۷۵ء	م	بنگلور	ر، ن	عبدالمجیب
افتخار الاخبار	۱۸۷۵ء	ث	دہلی	ر	سردار مرزا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہبر ہند (۱۲)	۱۸۷۵ء	اُ	لاہور	ر	سید نادر علی
اردو اخبار اکولہ	۱۸۷۵ء	اُ	اکولہ	ر	مرزا محمد مرتضیٰ
تاج الاخبار	۱۸۷۵ء	اُ	رامپور	ر	حافظ محمد احمد
رسالہ انجمن اسلام (۱۳)	۱۸۷۵ء	ش	لکھنؤ	ر	سید عبد البصیر
رسالہ انجمن تہذیب (۱۴)	۱۸۷۵ء	ث	کانپور	ر	حافظ عبد اللہ
جریدہ روزگار	۱۸۷۵ء	اُ	مدراس	ر	میر تقی شاہ
ناصر الایمان (۱۵)	۱۸۷۵ء	ش	لاہور	ر	نادر علی شاہ
چراغ راجستھان	۱۸۷۵ء	اُ	اجمیر	ر	مراد علی
ادیب عالم	۱۸۷۶ء	اُ	مراد آباد	ر	محمد علی خان
قاصد	۱۸۷۶ء	اُ	پٹنہ	ر	اقبال احمد
فرحت الاحباب	۱۸۷۶ء	اُ	بمبئی	ر	محمد منظور
ظہیر الاسلام	۱۸۷۶ء	م	مدراس	ر	سید مرتضیٰ قادری
انیس بہار	۱۸۷۶ء	ی	پٹنہ	ر	سید فضل کریم
جام جمشید	۱۸۷۶ء	اُ	مراد آباد	ر	سید مہدی حسن
سیف الاسلام	۱۸۷۶ء	اُ	بمبئی	ر	فتح محمد
مخبر سرور	۱۸۷۶ء	م	بمبئی	ر	عبد الرحیم
تحصیل کھنڈ پنج	۱۸۷۶ء	اُ	مراد آباد	ر	منشی مہدی حسن
اخباروں کی قبلہ گاہ	۱۸۷۶ء	اُ	لاہور	ر	نہال الدین
قیصر الاخبار	۱۸۷۷ء	اُ	الہ آباد	ر	سراج الدین احمد
عمدہ اخبار	۱۸۷۷ء	اُ	فتح گڑھ	ر	حکیم اصغر حسین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محمدی	۱۸۷۷ء	م	کلکتہ	ر	عبدالخالق
دلگداز	۱۸۷۷ء	ش	حیدرآباد	ر	عبدالحلیم شرر
نیرِ اعظم	۱۸۷۷ء	اُ	مرادآباد	ر	قاسم علی ذکاء
نسیمِ سحر	۱۸۷۷ء	اُ	پٹنہ	ر	سید محمد علی
سرپنچ ہند	۱۸۷۷ء	اُ	لکھنؤ	ر	عبدالغنی
مشیر قیصر	۱۸۷۷ء	اُ	لکھنؤ	ر	غلام محمد خان
اخترِ ہند	۱۸۷۷ء	اُ	بمبئی	ر	غلام علی
افضل الاخبار	۱۸۷۷ء	اُ	میرٹھ	ر	عبدالصمد خان
دبدبہ سکندر	۱۸۷۷ء	اُ	بریلی	ر	انتظام علی خان
ضیاء الاسلام	۱۸۷۷ء	اُ	دہلی	ر	عبدالغنی ارشد
خورشید دکن	۱۸۷۷ء	اُ	حیدرآباد	ر	مرزا کاظم غازی
احسن الاخبار	۱۸۷۸ء	اُ	الٰہ آباد	ر	محمد کبیر الحق
اشاعت السنۃ	۱۸۷۸ء	اُ	لاہور	ر	ابوسعید محمد
تہذیب الآثار	۱۸۷۹ء	ش	سیتاپور	ر	فرزند حسن
مظہر العجائب	۱۸۷۹ء	ش	مدراس	ر	سلطان محمود محمد
فروغ	۱۸۸۰ء	اُ	بنارس	ر	سلطان عاقل
ہزار داستان	۱۸۸۰ء	اُ	حیدرآباد	ر	محمد سلطان
احسن الاخبار	۱۸۸۰ء	اُ	امروہا	ر	سید ابوالحسن
شفیق	۱۸۸۰ء	اُ	حیدرآباد	ف	سید حسن رضوی
عین الاخبار	۱۸۸۱ء	اُ	مرادآباد	ر	دلاور علی خان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صبحِ وطن	۱۸۸۱ء	اُ	پٹنہ	ر	سید زعیم الدین
تائید الاسلام	۱۸۸۱ء	ش	مراد آباد	ر	احتشام الدین
رسالہ انجمن اسلام	۱۸۸۱ء	ش	جبل پور	ر	محمد عبداللہ
طوطیِ ہند	۱۸۸۱ء	اُ	میرٹھ	ر	سید کرار حسین
نور الاخبار	۱۸۸۲ء	م	مراد آباد	ر	عزیز الدین
امیر الاخبار	۱۸۸۲ء	م	کلکتہ	ر	غلام حضرت خستہ
اسلام	۱۸۸۲ء	اُ	میرٹھ	ر	سید محمد
شوکتِ اسلام	۱۸۸۲ء	اُ	پونا	ر	محمد قاسم
نفیس الاخبار	۱۸۸۲ء	م	فتح گڑھ	ر	محمد صدیق
شوکتِ اسلام	۱۸۸۲ء	اُ	بمبئی	ر	ابو قاسم محی الدین
نجم الاخبار	۱۸۸۲ء	اُ	اٹاوہ	ر	بشیر الدین
رسالہ انجمن علمی	۱۸۸۲ء	ش	بدایوں	ر	سید محمد اشرف
روزنامچہ	۱۸۸۲ء	ی	لکھنؤ	ر	سید عبدالبصیر
امامیہ (۱۶)	۱۸۸۲ء	اُ	لکھنؤ	ر	
شرف الاخبار	۱۸۸۳ء	اُ	پٹنہ	ر	مقبول حسین
اخبار الامصار	۱۸۸۳ء	ش	بدایوں	ر	علی امجد حسین
حامیِ اسلام	۱۸۸۳ء	ث	دہلی	ر	عبدالوہاب
انیسِ ہند	۱۸۸۳ء	م	آگرہ	ر	سید لیاقت علی
الصدیق	۱۸۸۳ء	اُ	فیروز پور	ر	ولی اللہ
خیر خواہِ خلائق	۱۸۸۳ء	اُ	غازی پور	ر	منشی محمد علی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اخبار انجمن عقل افروز	۱۸۸۳ء	اُ	رتلام	ر	قادر بخش
آئینۂ نمائش	۱۸۸۳ء	ی	کلکتہ	ر	غلام ہمدان
رفیق نسواں (۱۷)	۱۸۸۴ء	اُ	لکھنؤ	ر	عبدالعزیز
اتحادِ مدراس	۱۸۸۴ء	اُ	مدراس	ر	
رفیق ہند (۱۸)	۱۸۸۴ء	اُ	لاہور	ر	محرم علی چشتی
معلمِ شفیق	۱۸۸۴ء	اُ	حیدرآباد	ر	محب حسین
دبیرِ مدراس	۱۸۸۴ء	اُ	مدراس	ر	سید حسن رضا
رفیع الاخبار	۱۸۸۴ء	م	لکھنؤ	ر	محرم بخش آزاد
جامع الاخلاق	۱۸۸۴ء	م	بنارس	ر	سید نظام علی
تحفہ	۱۸۸۴ء	م	مدراس	ر	زکریا دین احمد
شفیقِ ہند	۱۸۸۴ء	ی	لاہور	ر	منشی مہر بخش
اخبار النساء (۱۹)	۱۸۸۴ء	ث	دہلی	ر	سید احمد
روز نامچۂ عالم	۱۸۸۴ء	ی	الٰہ آباد	ر	شیخ ریاض الدین
ممتاز الاخبار	۱۸۸۴ء	اُ	بارہ بنکی	ر	محمد یوسف
رسالۂ حمایتِ اسلام	۱۸۸۴ء	ش	لاہور	ر	کریم بخش
نظام الملک	۱۸۸۴ء	اُ	مرادآباد	ر	احتشام الدین
رسالہ انجمن زراعت	۱۸۸۴ء	ش	بجنور	ر	کریم اللہ
رسالہ انجمن رفاہِ عام	۱۸۸۴ء	ش	لدھیانہ	ر	مرزا عبداللہ
شوکتِ اسلام	۱۸۸۴ء	اُ	حیدرآباد	ر	حامی کرتان
سراج الاخبار (۲۰)	۱۸۸۵ء	اُ	جہلم	ر	فقیر محمد خان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خورشیدِ آفاق	۱۸۸۵ء	اُ	پیلی بھیت	ر	مظہر احسن
سعید الاخبار	۱۸۸۵ء	ش	بدایوں	ر	محمد افضل
صحیفۂ قدسی	۱۸۸۵ء	اُ	دہلی	ر	عبدالقدوس
آزاد	۱۸۸۵ء	اُ	لکھنؤ	ر	منشی محمد علی
بادِ صبا	۱۸۸۵ء	اُ	بنگلور	ر	قادر شریف صابر
علیم الاخبار	۱۸۸۵ء	اُ	کلکتہ	ر	منشی علیم الدین
اخبارِ آصفی	۱۸۸۵ء	اُ	حیدر آباد	ر	محمد سلطان عاقل
پیک صبا	۱۸۸۵ء	ی	کلکتہ	ر	سید عبدالرحیم
روزنامچہ ملک	۱۸۸۵ء	ی	کلکتہ	ر	علی اصغر
روزنامہ	۱۸۸۵ء	ی	لکھنؤ	ر	محمد علی خان عرشی
صدق	۱۸۸۵ء	ش	پٹنہ	ر	عبدالقادر فردوسی
نور الاسلام	۱۸۸۵ء	ش	پٹنہ	ر	حسن علی
اشاعتِ اسلام	۱۸۸۵ء	ش	راولپنڈی	ر	محمد امین
سفرِ عام	۱۸۸۵ء	اُ	بھوپال	ر	عبدالواحد
سرمایۂ فراست	۱۸۸۵ء	ش	بھوپال	ر	غضنفر حسین
اتحاد	۱۸۸۵ء	ی	مدراس	ر	میر ہمایوں خان
حمایت الاسلام	۱۸۸۵ء	ش	لاہور	ر	
نورعلیٰ نور	۱۸۸۵ء	اُ	لدھیانہ	ر	محمد حسین خان
فصیح الاخبار	۱۸۸۶ء	اُ	الٰہ آباد	ر	فصیح اللہ
مجمع العلوم	۱۸۸۶ء	اُ	لاہور	ر	عبداللہ خان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عزیز الاخبار	۱۸۸۶ء	اُ	مدراس	ر	سید حسن
لطیف الاخبار	۱۸۸۶ء	اُ	گورکھپور	ر	محی الدین
نور الاسلام	۱۸۸۶ء	ش	پٹنہ	ر	حسن علی
ذکر الحبیب	۱۸۸۶ء	ش	جے پور	ر	سراج الحق
محمڈن	۱۸۸۶ء	اُ	مدراس	ن	احمد محی الدین خان
اخبار انسٹی ٹیوٹ (۲۱)	۱۸۸۶ء	اُ	پٹنہ	ر	
حاکم	۱۸۸۶ء	اُ	الٰہ آباد	ر	محمد انور
احتشام الاخبار	۱۸۸۶ء	اُ	جاؤرا	ر	سید نظام الدین
اَخبار الاخبار	۱۸۸۶ء	اُ	دہلی	ر	حبیب الدین احمد
لسان الملک	۱۸۸۷ء	ش	میرٹھ	ر	سید مرتضیٰ یزدانی
خادم الطلبہ	۱۸۸۷ء	ک	دہلی	ر	منشی ذکاءاللہ
پیام	۱۸۸۷ء	اُ	ناگپور	ر	جہانگیر خان
خورشید	۱۸۸۷ء	اُ	اعظم گڑھ	ر	شیخ المہام علی
پیسہ اخبار (۲۲)	۱۸۸۷ء	اُ	فیروز والہ	ر	منشی محبوب عالم
افسر الاخبار	۱۸۸۷ء	اُ	حیدر آباد	ر	مشتاق احمد
حامیِ اسلام	۱۸۸۸ء	ش	لکھنؤ	ر	عبدالغفار
سفیرِ دکن	۱۸۸۸ء	ی	حیدر آباد	ر	سید امجد علی
محبوب	۱۸۸۹ء	اُ	حیدر آباد	ر	عبدالسلام
اسلام پر چارک (۲۳)	۱۸۹۱ء	اُ	کلکتہ	غ	منشی ریاض الدین
قمر	۱۸۹۱ء	ش	سندیلہ	ر	سید قمر الدین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الوقت	۱۸۹۲ء	اُ	گورکھپور	ر	محمد سعید
مشیرِ دکن	۱۸۹۲ء	ی	حیدرآباد	ر	محب اللہ تمنائی
مہر	۱۸۹۲ء	اُ	کلکتہ	غ	شیخ عبدالرحیم
تبلیغ	۱۸۹۳ء	م	جبل پور	ر	عبدالجبار
اخبار اسلام	۱۸۹۳ء	اُ	آگرہ	ر	وارث علی
دلیلِ اسلام	۱۸۹۳ء	ی	بمبئی	ر	محی الدین
المسلم	۱۸۹۴ء	اُ	راولپنڈی	ر	غلام نقش ہند
الحاس	۱۸۹۴ء	اُ	الٰہ آباد	ر	سید عبدالقادر
روشنی (۲۴)	۱۸۹۴ء	ش	لکھنؤ	ر	
افضل الاخبار	۱۸۹۵ء	اُ	دہلی	ر	عبدالرحمٰن ناسخ
گلِ رعنا	۱۸۹۵ء	ش	بھوپال	ر	نورالحسن
مخبرِ دکن	۱۸۹۵ء	ش	مدراس	ر	سید عبدالقادر
زبدۃ الاخبار	۱۸۹۵ء	اُ	لاہور	ر	غلام نبی
کشف الحقائق	۱۸۹۵ء	ش	بمبئی	ر	حسام الدین
ملک وملت	۱۸۹۵ء	اُ	حیدرآباد	ر	سید احمد ناطق
سیدالاخبار	۱۸۹۵ء	اُ	حیدرآباد	ف	سید آقای شیرزادہ
الرشید	۱۸۹۶ء	اُ	الٰہ آباد	ر	حامد حسین
نظارۂ عالم	۱۸۹۶ء	اُ	حیدرآباد	ر	قدرت اللہ مضطر
الھادی	۱۸۹۷ء	ش	پٹنہ	ر	ولی محمد
سلطان الاخبار	۱۸۹۷ء	ی	بمبئی	ر	عبدالحمید

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ القرآن	۱۸۹۸ء	ش	پٹیالہ	ر	فتح محمد خان
انوار الاسلام	۱۸۹۸ء	م	سیالکوٹ	ر	کریم بخش
نیرِ آصفی	۱۸۹۸ء	اُ	حیدر آباد	ر	محمد سعید چودھری
پنجاب آبزرو	۱۸۹۸ء	اُ	لاہور	ن	شاہ بدیع عالم
چٹا گانگ آبزرو	۱۸۹۸ء	م	بنگال	ن	
تہذیبِ نسواں (۲۵)	۱۸۹۸ء	اُ	لاہور	ر	منشی محبوب عالم
معارف (۲۶)	۱۸۹۸ء	ش	علی گڑھ	ر	محمد اسمٰعیل خان وحید الدین سلیم
البشیر	۱۸۹۹ء	اُ	اٹاوہ	ر	محمد بشیر الدین
افسر (۲۷)	۱۸۹۹ء	ش	حیدر آباد	ر	عبد الحق
ادیب	۱۸۹۹ء	ش	الٰہ آباد	ر	اکبر الٰہ آبادی
خادم الاسلام	۱۹۰۰ء	ش	کلکتہ	ر	محمد موسیٰ
آفتابِ دکن	۱۹۰۰ء	ش	فیروز آباد	ر	سید جمال الدین
نسیان	۱۹۰۰ء	ش	الٰہ آباد	ر	سید ضامن علی
الٰہ آباد ریویو	۱۹۰۰ء	اُ	الٰہ آباد	ر	محمد حمید اللہ

حواشی:

۱۔ یہ اخبار ۱۸۷۴ء میں روزنامہ ہو گیا تھا۔ اس کے مالک منشی نول کشور تھے لیکن اس میں کام کرنے والے زیادہ تر مسلمان تھے۔

۲۔ یہ شیعہ جماعت کا ترجمان تھا۔

۳۔ ادبِ خواتین کا ترجمان تھا۔

۴۔ مناظرہ سوسائٹی دہلی کا ترجمان تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۔ شیعہ جماعت کا ترجمان تھا۔

۶۔ یہ اخبار سرسید احمد خان کے افکار و نظریات کی شدید مخالفت کرتا تھا۔

۷۔ انجمن مفید عام لاہور کا ترجمان تھا۔

۸۔ شیعہ جماعت کے مذہبی نقطۂ نظر کا ترجمان تھا۔

۹۔ ۱۹۰۳ء میں گورکھپور سے شائع ہوا۔

۱۰۔ شیعہ جماعت کا ترجمان تھا۔

۱۱۔ عیسائی مشنریوں کے افکار کو رد کرتا تھا۔

۱۲۔ ہفت روزہ اخبار تھا، پھر روزنامہ ہو گیا۔

۱۳۔ انجمن اسلام لکھنؤ کا ترجمان تھا۔

۱۴۔ انجمن تہذیب کانپور کا ترجمان تھا۔

۱۵۔ شیعہ جماعت کا ترجمان تھا۔

۱۶۔ شیعہ جماعت کا ترجمان تھا۔

۱۷۔ ادب خواتین کا ترجمان تھا۔

۱۸۔ پہلے سرسید احمد خان کی تحریک کا حامی تھا، پھر مخالف ہو گیا تھا۔

۱۹۔ ادب خواتین کا ترجمان تھا۔

۲۰۔ عیسائی مشنریوں کے افکار کا جواب دیتا تھا۔

۲۱۔ انجمن محمڈن ایجوکیشنل پٹنہ کا ترجمان تھا۔

۲۲۔ یہ اخبار بعد میں روزنامہ ہو گیا اور لاہور سے نکلنے لگا تھا۔

۲۳۔ بنگال میں اسلام کی خدمت انجام دیتا تھا۔

۲۴۔ شیعہ جماعت کا ترجمان تھا۔

۲۵۔ ادب خواتین کا ترجمان تھا۔

۲۶۔ دینی، علمی اور سیاسی اخبار تھا۔

۲۷۔ علمی، تاریخی اور ادبی اخبار تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلامی صحافت کا سنہری دور ۱۹۰۱ء تا ۱۹۴۷ء

تاریخی پس منظر:

اس سے پہلے کہ ہم اخبارات و رسائل اور ان سے متعلق حالات و واقعات کا ذکر کریں، ان سیاسی حالات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے، جو صحافت کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ یہ رجحانات ونظریات ہندوستان کی سیاست میں اہم کردار ادا کر رہے تھے، جن کو جاننے کے بعد ہم زیادہ بہتر طریقے سے اس زمانے کی اسلامی صحافت کی توضیح وتشریح کر سکتے ہیں۔

انیسویں صدی کے اواخر ۱۸۸۵ء میں ایک انگریز اے،او،ہیوم (A.O.Hume) نے کانگریس کی بنیاد رکھی، جس کا مقصد ہندوستانی معاشرے کی اصلاح تھا۔ سر سید احمد خان اور ان کے مؤیدین نے کانگریس کی مخالفت کی اور مسلمانوں کو اس میں شرکت سے منع کیا۔ لیکن بعض مسلمان اور ہندو اس میں شریک ہو گئے، جلد ہی اس میں اکثریتی طبقے کا غلبہ ہو گیا اور مقاصد میں بھی تبدیلی آ گئی، اب اس کا میدانِ عمل سیاست ہو گیا اور معاشرتی اصلاح جس کے لیے اس کی بنیاد رکھی گئی وہ طاقِ نسیاں کی نذر ہو گیا، بیسویں صدی کے آغاز میں مسلمانوں نے بھی یہ محسوس کیا کہ ملک میں ان کا بھی کوئی سیاسی پلیٹ فارم ہونا چاہیے۔

۱۹۰۵ء میں انگریزوں نے بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کیا، تا کہ وہ دونوں بازوؤں پر اپنی پکڑ مضبوطی سے قائم رکھ سکیں۔ اس کے نتیجے میں مغربی بازو پر ہندوؤں کی اور مشرقی بازو پر مسلمانوں کی اکثریت ہو گئی۔ مسلمانوں نے اس تقسیم سے ایک راحت محسوس کی۔ اس لیے کہ اب انہیں تعلیم و ملازمت اور حکومتی اداروں میں زیادہ مواقع حاصل ہو سکتے تھے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلامی صحافت کا سنہرا دور ۱۹۰۱ء تا ۱۹۴۳ء کے مراکز

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اکثریتی طبقہ اس صورت حال سے راضی نہیں تھا۔

۱۹۰۶ء میں مسلمانوں کے ایک وفد نے سر آغا خان کی قیادت میں شملہ جا کر وہاں تعطیلاتِ گرما میں مقیم انگریز حاکم سے ملاقات کی اور یہ تجویز پیش کی کہ عام انتخابات میں مسلمانوں کو ایک مستقل شخصیت کی حیثیت دی جائے اور اسمبلی انتخابات میں ان کی سیٹیں مقرر ہوں اور ان کا حلقۂ انتخاب متعین کیا جائے تاکہ مسلمان اپنے بھائیوں کی نمائندگی کر سکیں اور تاکہ ہندوؤں کا پلہ بھاری ہونے کی وجہ سے عدمِ توازن کا جو خطرہ تھا اس سے بچا جا سکے۔

۱۹۰۶ء میں نواب محسن الملک اور نواب ڈھاکہ سلیم اللہ کی زیرِ سیادت مسلمان ڈھاکہ میں جمع ہوئے اور مسلم لیگ (Muslim league) کی بنیاد رکھی۔ ایک عرصے تک کانگریس پارٹی اور مسلم لیگ ٹھیک، سہولت اور آسانی کی راہ پر گامزن رہے۔ لیکن دونوں جماعتوں میں کچھ لوگ شدت وسختی کی بھی طرف مائل تھے، جن کی نمائندگی مولانا حسرت موہانی، آروبندر گھوش، چندر لال، بال گنگادھر تلک اور لالہ لاجپت رائے کرتے تھے۔

۱۹۰۹ء میں مورلی منٹو (Morely Minto) کی سفارشات کی تطبیق کا آغاز ہوا، جس کے بموجب قانون ساز اسمبلی میں امیدواروں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا اور ارکان کو اجازت دی گئی کہ وہ مفاداتِ عامہ کے متعلق اپنی رائے کا اظہار، بجٹ پر بحث اور عام سوالات کر سکیں۔ انگریز حاکم کے اجلاس میں ایک ہندوستانی ممبر کا اضافہ کیا گیا، مسلمانوں کو انتخاب کا حق مستقل حلقوں میں مخصوص سیٹوں کے لیے دیا گیا، اپوزیشن حلقوں نے ان اقدامات پر موافقت کی لیکن انتہا پسند لیڈروں نے اس کی مخالفت کی، اس کی پاداش میں وسیع پیمانے پر ان کو گرفتار کیا گیا، پھر ایسے حادثات اور تبدیلیاں پیش آئیں کہ مسلمانوں کو ناامید کر دیا، ایک تبدیلی یہ آئی کہ انگریز حکومت نے ہندوؤں کے مطالبے پر بنگال کی تقسیم کو مسلمانوں کی زبردست مخالفت اور مظاہرات کے باوجود ختم کر دیا، اس سے مسلمانوں کو یہ یقین ہو گیا کہ ''انگریز حکومت اکثریت کی طرف میلان اور جھکاؤ رکھتی ہے۔ مطالبے کی حقانیت کی طرف التفات نہیں کرتی ہے''۔ (۱۲۹)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۹۱۳ء میں مسجد کانپور کے شہادت کا واقعہ پیش آیا، جس نے مسلمانوں کے جذبات کو ہلا کر رکھ دیا۔ یہ حادثہ اس وقت ہوا جب انگریز حکومت نے ایک سڑک کی تعمیر کے وقت مسجد کے ایک حصے کو اس لیے منہدم کر دیا کہ اس کی وجہ سے سڑک ٹیڑھی ہو رہی تھی، مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی، لیکن حکومت نے مسلمانوں کے جذبات کا خیال نہ کرتے ہوئے مسجد کو شہید کر دیا، اس سے مسلمانوں کا غصہ بھڑک اٹھا، انہوں نے احتجاجاً اس اقدام کے خلاف مظاہروں اور جلسے جلوسوں کا سلسلہ شروع کیا۔ حکومت نے مظاہرین پر گولی چلانے کا حکم دیا جس کے نتیجے میں ایک بڑی تعداد کی شہادت ہوئی اور بہت سے مسلمان زخمی ہوئے، ناراضی، کشیدگی اور مخالفت کی ایک لہر سارے ہندوستان میں دوڑ گئی۔ اخبارات ورسائل نے مسلمانوں کے موقف کی تائید کی، شعراء کے جذبات واحساسات برانگیختہ ہو گئے، انہوں نے آگ اور شعلوں سے بھرپور قصائد کہے، یہ وہ مقالات وکلمات اور اشعار تھے جنہیں تاریخ میں خلود وبقا نصیب ہوا۔ مولانا محمد علی جوہر نے ''ہمدرد'' و ''کامریڈ'' میں، مولانا ابوالکلام آزاد نے ''الہلال'' میں مقالات تحریر کیے اور علامہ شبلی نعمانی نے اپنا مشہور ومعروف قصیدہ لکھا۔ غرض اس حادثے نے پورے ہندوستان میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا، اس سے مسلمانوں کے سیاسی موقف میں نیا موڑ آیا۔ دسمبر ۱۹۱۱ء میں ''علی گڑھ گزٹ'' میں وقار الملک نے لکھا کہ ''جب ہم نے موجودہ واقعات کو دیکھا تو ان سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ مسلمانوں کا اپنے معاملات میں انگریز حکومت پر بھروسہ کرنا بڑی غلطی ہے اور اس عدمِ اعتماد وعدمِ بھروسہ پر یہ واقعہ ثبوت پیش کرنے کے لیے کافی ہے''۔ (۱۳۰)

اس قسم کے واقعات ہندوستان میں پیش آئے، عالمی سطح پر بھی اس زمانے میں ایسے جدید سیاسی انقلابات رونما ہوئے جن کی وجہ سے ہندوستانی مسلمان فطری طور پر خوف زدہ ہوئے اور ان کی ہمتیں کمزور ہوگئیں۔ روس اور برطانیہ نے ۱۹۰۷ء میں ایران پر حملہ کیا اور ملک کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ اٹلی نے لیبیا پر حملہ کیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ پھر کچھ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عرصے کے بعد ۱۹۱۲ء میں بلقان کی جنگ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت شروع ہوئی، جس کے بعد ترکی کا ایک بڑا حصہ ہڑپ کر لیا گیا۔

۱۹۱۴ء میں جب ترکی نے جرمنی کے ساتھ معاہدہ کیا اور ہندوستانی مسلمانوں نے انگریزوں کے نہ چاہتے ہوئے بھی اس معاہدے کی تائید کی تو بڑی تعداد میں مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا اور انگریزوں کا غصہ وغضب ان پر نازل ہوا، ان کے لیڈروں کو جیل میں ڈال دیا گیا، ان کے اخبارات ورسائل بند کر دیئے گئے اور مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا ابوالکلام آزاد، ظفر علی خان اور بہت سے لیڈر سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیئے گئے۔ اس کے نتیجے میں مسلمان قیدیوں کی رہائی کے لیے تحریک شروع ہوئی، ایک کمیٹی کی تشکیل ہوئی جس کا مقصد قیدیوں کو آزاد کرانا اور ان کے خاندانوں کی مدد کرنا تھا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نے اس زمانے کی صحافت پر تحقیق کرتے ہوئے تحریر کیا کہ ''اس وقت ملک کی سیاست میں تیزی سے تبدیلی رونما ہوئی، بیرونِ ہند وقوع پذیر واقعات وحادثات نے مسلمانوں کے جذبات میں آگ لگا دی، حالات کو پرسکون کرنے والی کوئی چیز نہ رہی، صحافت کا ایک ایسا دور شروع ہوا جس میں جوش وجذبہ غالب تھا''۔ (۱۳۱)

اسی زمانے میں دو اہم تحریکیں وجود میں آئیں، ایک ''انجمن خدام کعبہ'' اور دوسری ''نظارۃ المعارف القرآنیہ''، پہلی تحریک کی بنیاد مولانا شوکت علی نے رکھی، جس کا مقصد حرمین شریفین کے مفادات کی نگہداشت کے لیے مسلمانوں کی صفوں کو منظم کرنا تھا اور دوسری تحریک مولانا عبیداللہ سندھی کی تھی جس کا مقصد بیرونِ ہند سے تعاون حاصل کر کے ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنا تھا۔

مسلمانوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے لیے ایک قانون بنانا چاہا تاکہ یہ یونیورسٹی اسلامی تہذیب کا گہوارہ اور اسلامی تعلیم وثقافت کا مرکز رہے اور ملک کے دوسرے کالج اس سے مربوط رہ کر اس کے نظام پر چلیں۔ لیکن انگریز حکومت نے اس قانون کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرنے اور اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی، جب انگریزوں نے مسلمانوں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے احساسات سے تغافل برتتا تو اس نے مسلمانوں کو رنجیدہ خاطر اور انگریزوں کی طرف سے غیر مطمئن کر دیا۔

پہلی جنگِ عظیم کے آغاز کے بعد یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ''مورلی منٹو'' کی سفارشات کی تنفیذ جنگ کے بعد ہوگی۔ اس زمانے میں تمام باشندگانِ ہند مسلمان اور ہندو سب کی خواہش ورغبت یہی تھی کہ ان کو اقتدار و حکومت (Self Government) انگریزوں کی نگرانی میں ملے اور انہیں قانون ساز اسمبلی اور مجلسِ عاملہ (ورکنگ کمیٹی) کی تشکیل کے تمام حقوق بھی حاصل ہوں۔ لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا، جب تک کہ تمام ہندوستانی باشندے متحد نہ ہوں۔ ۱۹۱۶ء میں اس مقصد کے حصول کے لیے کانگریس اور مسلم لیگ کی ایک مشترکہ کانفرنس ہوئی اور اس میں جن تجاویز پر اتفاق ہوا اسے ''میثاقِ لکھنؤ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۱۹۱۹ء میں تمام مسلمانوں کی مشترکہ کانفرنس میں ''تحریک خلافت'' کی تنظیمی تشکیل ہوئی اور سر یعقوب شوکانی اس کے پہلے صدر ہوئے۔ اسی سال ''جمعیتِ علماء ہند'' پارٹی وجود میں آئی اور اس کے صدر مفتی کفایت اللہ ہوئے، یہ پارٹی ابتدا میں ''تحریک خلافت'' کی طرف مائل تھی لیکن بعد میں اس کا جھکاؤ کانگریس کی طرف ہوگیا۔ یہی زمانہ ہے جب ''رووِیلٹ ایکٹ'' (Roovelt Act) کا نفاذ ہوا، اس قانون کے تحت حکومت کو ہنگامی حالات میں ایمرجنسی لگانے کے اختیارات بے وقت بھی حاصل ہوسکتے تھے۔ چوں کہ اس قانون سے ہندوستانیوں کے سِوِل حقوق متاثر ہوسکتے تھے، اس لیے سیاسی جماعتوں نے پورے ملک میں عام ہڑتال کا اعلان کیا، حکومت نے شدت وسختی کا موقف اختیار کیا، لاہور اور امرتسر میں مارشل لاء لگا دیا گیا اور حکومت کی طرف سے عوام پر مختلف قسم کے مظالم وبربریت کا مظاہرہ ہوا۔ ''جلیان والا باغ'' میں ایک جلسہ منعقد ہوا، حکومت نے گولی چلانے کا حکم دے دیا، تقریباً ایک ہزار اشخاص شہید ہوئے اور بڑی تعداد میں لوگ زخمی ہوئے۔ اس سے زبردست تشویش، اداسی اور ناراضی وکشیدگی کی فضا پورے ملک میں پیدا ہوگئی۔ مجبوراً

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حکومت کو مارشل لاء ایکٹ کو ختم کرنا پڑا۔ اسی سال ماہِ دسمبر میں تین سیاسی جماعتوں ''تحریک خلافت''، ''مسلم لیگ'' اور ''کانگریس'' کا ایک اجتماع لاہور میں ہوا۔ تمام بڑے لیڈروں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا ابوالکلام آزاد، ظفر علی خان، محمد علی جناح، مہاتما گاندھی، جواہر لعل نہرو اور پنڈت مالویہ نے اس میں شرکت کی۔ اِن تینوں جماعتوں نے اس پر اتفاق کیا کہ ''مونٹیگو جیمسفورڈ'' کی پیش کردہ تجاویز کو رد کر دیا جائے، جن کا انگریز حکومت نے اعلان کیا تھا اور ترکی پر ''اتفاقیہ سیفر'' کے تھوپے جانے پر بھی شدید ترین احتجاج کیا۔ اس طرح انگریز حکومت کے خلاف اشتعال اپنے شباب کو پہنچا۔

۱۹۲۰ء میں مولانا عبد الباری فرنگی محلی (متوفی ۱۹۲۶ء) نے ''ہجرت تحریک'' شروع فرمائی اور فتویٰ صادر کیا کہ ''ہندوستان دار الحرب ہے اور یہاں سے افغانستان ہجرت واجب ہے، تاکہ وہاں رہ کر فوجی تیاری کر کے ہندوستان میں انگریزوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ بہت سے مسلمانوں نے اس فتوے پر عمل کیا اور افغانستان و سرحدی علاقوں کی طرف ہجرت کی، لیکن چند دن بعد ہی یہ مہاجرین وہاں کے لوگوں سے مایوس ہو کر واپس آ گئے''۔ (۱۳۲)

اسی سال مسلمانوں کے ایک وفد نے ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی سرکردگی میں انگریز حاکم وقت سے ملاقات کی اور صراحت سے اس کو بتایا کہ اگر حکومتِ برطانیہ نے ترکی حکومت کو مجبور کیا کہ وہ اس پر لگائی گئی شرطوں کو قبول کرے تو اس سے مسلمانوں کی حکومت سے وفاداری واطاعت کمزور ہو گی۔ اسی کی وضاحت کے لیے دوسرا وفد مولانا محمد علی جوہر کی صدارت میں انگلینڈ گیا، لیکن ان کوششوں کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ ۳۱ اگست ۱۹۲۰ء کو ہندوستان میں ''یوم الخلافہ'' کا اعلان کیا گیا اور پورے ملک میں عام ہڑتال ہو گئی، پھر ''تحریکِ عدمِ موالات'' انگریزوں کے خلاف شروع ہوئی، علمائے کرام نے اس کی تائید میں فتوے دیئے، بہت سے لیڈر اور علمائے کرام گرفتار ہوئے، مولانا محمد علی جوہر کو جیل میں ڈال دیا گیا، اس کے بعد گاندھی جی کی گرفتاری عمل میں آئی، یہاں سے یہ بات غلط مشہور ہو گئی کہ ''تحریکِ عدمِ موالات''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گاندھی جی کی تحریک تھی۔ جبکہ دراصل اس تحریک کو مسلمانوں نے شروع کیا تھا اور انہوں نے اس کے لیے قربانیاں دیں، اس تحریک میں مسلمانوں کا ۸۰ فیصد حصہ تھا، جلد ہی گاندھی جی ''تحریکِ عدمِ موالات'' سے علیحدہ ہو گئے، اس علیحدگی سے مسلمان اور ہندو لیڈروں کے درمیان دوری پیدا ہوئی، لیکن اس کے باوجود مسلمان اتحاد و اتفاق کے طالب رہے، لیکن حقائق نے یہ بات دھیرے دھیرے واضح کرنا شروع کر دی کہ ہندو مسلمانوں کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے اور ان کے احساسات کا لحاظ کرنے کے بجائے ان کی طرف سے مسلمانوں کو شک وشبہ میں مبتلا کرنے والی باتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے، یہ ایسی چیز تھی جس نے مسلمانوں کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ پھر ایسے نعرے بلند ہونے لگے اور ایسی تحریکات شروع ہوئیں جن کے ذریعے ہندو قومیت کی تشکیل اور خالص ہندو حکومت کے قیام کی باتیں کی جانے لگیں، مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک شروع ہوئی جسے ''شُدھی تحریک'' (Shuddhi Movement) کہا جاتا ہے، دوسرے مقاصد کے ساتھ اس کا ایک مقصد ہندوؤں کو فوجی تربیت دینا بھی تھا تاکہ ہندوستان سے مسلمانوں کا وجود ختم کرنے میں اس سے معاونت ملے، ان حالات اور تیزی سے رونما ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے مسلمانوں میں عدمِ اطمینان کا احساس پیدا ہوا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کی عسکری تربیت کی تنظیموں کے خلاف اس طرح کی تنظیمیں بنانا شروع کیں، لیکن اس قسم کی تحریکات کی مسلمان لیڈروں نے تائید نہیں کی، جس کی وجہ سے یہ تحریکیں نہ تو کامیاب ہو سکیں اور نہ باقی رہ سکیں، بلکہ تاریخ کے پردہ میں روپوش ہو گئیں۔ جب ملک پر اس قسم کی تخریبی تحریکات کا تسلط تھا تو ہندو لیڈروں نے ان تحریکات کو ختم کرنے یا پرسکون کرنے کے لیے کسی قسم کی کوشش نہیں کی بلکہ بعض ہندو لیڈر ان سے متاثر ہوئے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ''ملک کے حالات بے قابو ہو گئے۔ فرقہ وارانہ فسادات عام ہو گئے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان جو اتحاد و اتفاق اور ساتھ کام کرنے کا جو رجحان تھا وہ متاثر ہوا، دونوں جماعتوں کے درمیان بے قراری اور بے چینی میں زیادتی ہوئی اور کوئی گاؤں یا شہر ایسا نہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بچا جہاں خوفناک خونریزی اور قتل وغارتگری نہ ہوئی ہو،،۔(۱۳۳)

ہندو آبادی کا بڑا حصہ تھے، اسی کے ساتھ انہوں نے فوجی تربیت بھی حاصل کر لی تھی، اس لیے ان کا پلڑا بھاری تھا۔ ان حالات نے مسلمانوں کے دلوں میں شدید نا امیدی پیدا کر دی اور اپنے ہی ملک میں انہیں اپنے مستقبل کی طرف سے اطمینان نہ رہا۔ ان کے غم والم اور فکر وتردد کو جس چیز نے اور بڑھایا وہ ترکی اور ممالکِ عربیہ میں مسلمانوں کی زبوں حالی تھی۔ خلافتِ عثمانیہ ختم ہوگئی جس سے ہندوستان کے تمام مسلمان لرز اٹھے اور ان کے اندر غم ورنج کی ایک لہر پیدا ہوگئی۔ مولانا محمد علی جوہر کی ہمت نے جواب دے دیا اور ان کے اعصاب متاثر ہوگئے۔ حالات بگڑتے رہے اور بد سے بدتر ہوتے گئے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات میں بھی پہلے جیسی خوشگواری نہ رہی، دوری پیدا ہوتی رہی، مرورِ وقت کے ساتھ تعلقات میں کمی وزیادتی اور اتار چڑھاؤ آتا رہا، اپنی ذات کا مسئلہ پروان چڑھتا رہا۔ ان تمام وجوہ کی وجہ سے ''مسلم لیگ'' نے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کو ایک مستقل ملک پاکستان کے نام سے ملے۔ اس مدت میں انگریز حکومت نے کئی بار یہ کوشش کی کہ عوام میں بھروسے اور اعتماد کی فضا واپس آئے۔ انہوں نے اس کے لیے کئی تدابیر بھی اختیار کیں، مثال کے طور پر انتخابات کرانا، باشندگانِ ہند کی تعداد میں اضافہ کرنا وغیرہ، لیکن مخالفت بامِ عروج پر پہنچ گئی اور ایسے حالات پیدا ہوگئے ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''۔ اب تعویذ منتر اور سیاسی جھاڑ پھونک کا کوئی فائدہ نہ رہا۔ بالآخر سامراج نے اپنی آخری سانسیں لیں اور ۱۹۴۷ء میں انگریزوں نے ہندوستان چھوڑ دیا۔

اس مدت میں اسلامی صحافت کی خصوصیات:

اس مدت میں اسلامی صحافت کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اس زمانے میں جو صحافت پروان چڑھی وہ اپنے پیغام ومقصد اور تحریک کی خادم اور ہمیشہ اُسے پیشِ نظر رکھنے والی تھی۔ جیسا کہ رسالہ ''اردوئے معلیٰ''، جریدہ ''زمیندار''، مجلہ ''الندوہ''، اخبار ''کامریڈ''، ''ہمدرد''، اخبار ''الہلال''، ''البلاغ''، ''معارف'' اور ''ترجمان القرآن''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ ہیں۔

۲۔سیاسی جماعتوں،تحریکوں اور سیاسی بے چینی و پریشانیوں نے عوام کو انقلاب و جنگ آزادی پر ابھارا،صحافت نے اس جنگ آزادی کی نمائندگی کی اور اُسے راہ دکھائی۔

۳۔اسلامی رجحانات کو ظاہر کرنے یا مسلمانوں کے مسائل کو اجاگر کرنے میں اسلامی صحافت نے کسی بھی قسم کی قربانی پیش کرنے میں کمی نہیں کی۔

۴۔صحافت نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ عوام کے دل سے انگریز حکومت کا خوف دور کیا۔

۵۔عوام وخواص سب میں اخبارات ورسائل دیکھنے وپڑھنے کا شوق پروان چڑھا اور اخبارات نے روز آنہ کی ضرورت کی شکل اختیار کر لی۔

۶۔شائع ہونے والے مقالات،مضامین اور ٹیکنکی محاسن اور خوبیوں کی وجہ سے صحافت کا معیار بلند ہوا اور مزید یہ کہ اخباروں کے درمیان صحافت کا معیار بلند کرنے میں باہمی مقابلہ بھی ہوا۔

۷۔صحافتی ادب اور انشاء پردازی میں ایک جدید اسلوب پیدا ہوا جسے ہم سیاسی پس منظر کے اعتبار سے ایک ایسی مزاح نگاری کہہ سکتے ہیں جو با مقصد اور پُر مذاق ہو۔

۸۔شعر وشاعری میں سیاسی اشعار نے بھی جگہ پائی۔

۹۔صحافت نے یہ کوشش اور جدوجہد کی کہ اُسے اظہارِ رائے میں مکمل آزادی حاصل ہو۔ اس کے لیے اس نے عظیم قربانیاں بھی دیں۔

۱۰۔اسلامی صحافت میں نظریاتی باہمی اختلاف کے باوجود اس نے ہمیشہ اجنبی وجود کی شدید مخالفت کی۔

۱۱۔اسلامی صحافت نے ہمیشہ عالمِ اسلام کو بڑی اہمیت دی اور اُسے سامراج اور اجنبی طاقتوں سے بچانے کے لیے ہر ممکن سعی وکوشش کی۔

۱۲۔اسلامی صحافت نے بالواسطہ یا بلا واسطہ جدائی وعلیحدگی پسندی کے نظریے کو بڑی تقویت دی،اور اس میں یہ رجحان ہندو صحافت کے مسلمانوں کے خلاف زہریلے افکار وخیالات کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نشرواشاعت اوران کے حقوق پرظلم وستم کی وجہ سے پیدا ہوا۔عبدالمجید سالک لکھتے ہیں کہ ’’تمام ہندواخبارنسل پرستی اورظالمانہ نسلی تعصب کوہوادے رہے تھےاور ہرصبح ان کے اخبارتعصب اورعنصریت کازہراگلتے تھے،اگرتم پوچھوکہ پاکستان کاحجرِاساسی کب رکھا گیاتو میں بلاتوقف کہوں گا کہ اس دن جس دن ’’ملاپ‘‘اور’’پرتاب‘‘لاہورسے نکلے‘‘۔(۱۳۴)

۱۳۔اسلامی صحافت میں جوشخصیات ظاہرہوئیں وہ سب دینی علوم ومعارف کے ساتھ حالاتِ حاضرہ اوروقتی مسائل اور پریشانیوں سے مکمل واقف تھیں۔

۱۴۔اس وقت کی اسلامی صحافت تین سیاسی رجحانات کی ترجمان تھی،ایک قسم کانگریس کے ساتھ تھی،اس کا مقصد مذاہب کے اختلاف کے ساتھ تمام ہندوستانی باشندوں کوایک پلیٹ فارم پرجمع کرنااورملک کوتقسیم ہونے سے بچاناتھا،دوسری قسم مسلم لیگ کی حلیف تھی،جویہ رجحان رکھتی تھی کہ مسلمانوں کی الگ حکومت ہواورتیسری قسم ان دونوں رجحانات کوحق پرنہ سمجھتے ہوئے یہ رائے رکھتی تھی کہ صحیح اسلام کی طرف رجوع،کامل شریعتِ اسلامیہ کانفاذ اوراس کے لیے سعی وکوشش کرناضروری ہے۔اسلامی صحافت نے ان تینوں نظریات ورجحانات کی تشریح وتحلیل کی اورعظیم فکری سرمایہ چھوڑا۔

۱۵۔واقعات وحوادث کوجانچ اورپرکھ کراس طرح اسلامی افکارکے رنگ میں رنگا گیا،جس سے دینی وعلمی اورادبی رنگ پیداہوا۔

۱۶۔اکثرمسلمانوں کے نزدیک صحافت تجارت کے بجائے ایک پیغام کی حیثیت رکھتی تھی۔انشاء پردازی اورجومواد پیش کیا جاتا تھااس کے ذریعےلوگوں کی رہبری ورہنمائی ان کامقصد تھا۔غرض یہ تھی کہ ہرمسلمان میں ذمہ داری کااحساس اورامتِ مسلمہ کی خدمت کاجذبہ پیداہوا۔

۱۷۔خبروں کے حصول اورحوادث وواقعات کی تفصیلات جاننے کے طریقے میں ایک جدت یہ پیداہوئی کہ اخبارات اپنے نامہ نگاروں کوملک کے مختلف حصوں میں بھیجتے تھے اورعالمی خبررساں ایجنسیوں کی سہولتیں بھی ان کوحاصل تھیں۔

۱۸۔اسلامی صحافت نے سامراج کے ساتھ آئی ہوئی مغربی تہذیب کے خلاف عملی جنگ میں

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

زور وشور سے حصہ لیا۔

۱۹۔اسلامی صحافت نے اسی زمانے کی پیداوار گمراہ کن قادیانی فتنے کو ختم کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

۲۰۔فتنۂ انکارِ حدیث اور گمراہ کن انحرافات کا بھی مقابلہ کیا۔

۲۱۔''تعداد اور کیفیت ہر اعتبار سے اس زمانے میں اسلامی صحافت کو فروغ ہوا، اخباروں کی تعداد میں اضافہ ہوا، ان کا معیار بلند ہوا، بڑی تعداد میں اخبارات شائع ہوئے، اگر ایک اخبار بند ہوتا تو کوئی دوسرے اخبارات اس کی جگہ جاری ہو جاتے،،۔(۱۳۵)

۲۲۔اسلامی صحافت امتِ مسلمہ کے اجتماعی شعور سے سرشار تھی اور تمام اسلامی مسائل وقضایا میں چاہے وہ سیاسی ہوں یا غیر سیاسی قائدانہ کردار ادا کر رہی تھی۔

۲۳۔ہندوستانی اسلامی صحافت نے یہاں کے مسلمانوں کے مسائل کے ساتھ عالمی مسائل پر بھی خاص توجہ دی جیسے مسئلہ فلسطین، بعض اسلامی ممالک پر سامراجی قبضہ، ان کے حقوق کی پامالی اور حرمین شریفین کے مسائل وغیرہ۔

۲۴۔بعض اخباروں کی طباعت لیتھوگرافی کے بجائے جدید آلاتِ طباعت پر ہونے لگی، جیسے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبارات۔

۲۵۔اس مدت میں صحافت سے متعلق بنائے گئے قوانین کی اہمیت اس وجہ سے بہت زیادہ ہے کہ ہم ان کی مدد سے اس زمانے کی صحافت کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ان قوانین کا مقصد کبھی یہ نہیں رہا کہ ان کے ذریعے صحافت کے مفادات کا لحاظ وخیال ہو اور وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ بلکہ ہمیشہ یہ مقصد رہا کہ صحافت کا دائرہ واثر محدود ہو، اس کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی ہوں اور اس کی آواز کو بند کیا جا سکے۔ ۱۹۰۸ء میں انگریز حکومت نے جرائم کے ارتکاب پر بھڑکانے سے روکنے کے لیے ایک قانون بنایا، اس قانون کے تحت مقامی ذمہ داروں کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ اگر ضرورت محسوس کریں تو انہیں اخبار بند کرنے، ایڈیٹر کو گرفتار کرنے اور اخبار کے دفتر کو بند کرنے کا حق ہے، مولانا حسرت موہانی کا اخبار

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

’’اردوئے معلیٰ‘‘ اس قانون کی وجہ سے بند ہوگیا۔ ۱۹۱۰ء میں صحافت کا جدید قانون (Press Act) نافذ ہوا، اس کی رو سے ایک ہزار سے لیکر دس ہزار تک جرمانہ لگ سکتا تھا، ضرورت محسوس ہونے پر اخبار کو بند بھی کیا جا سکتا تھا، اس قانون کی گرفت میں مولانا محمد علی جوہر مولانا ابوالکلام آزاد اور ظفر علی خان کے اخبارات آئے۔ ’’۱۹۱۴ء میں سنسرشپ کو قانونی شکل دے دی گئی، جس نے صحافت کے جسم سے روح ہی نکال دی، اس قانون کی آڑ میں ایک عرصے تک عوام کی آراء سے تجاہل برتا گیا۔ ۱۹۲۲ء میں یہ تمام قوانین منسوخ کر دیئے گئے،،۔(۱۳۶) لیکن ۱۹۳۱ء میں جدید اضافوں کے ساتھ ان قوانین کی تطبیق شروع ہوگئی، جن کا نام صحافت پر ایمرجنسی پاور قانون (Press Emergency Power Act) رکھا گیا۔ ۱۹۴۰ء میں صحافت سے متعلق مرکزی پاور قانون (Centrel Press Power Act) نافذ کیا گیا، اس میں تمام سابقہ قوانین پر مزید اضافے تھے۔

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

رسالہ ''اردوئے معلیٰ''، اخبار ''زمیندار'' اور مجلہ ''الندوہ''

(الف) رسالہ ''اردوئے معلیٰ''

ماہنامہ رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' اپنے زمانے کا بلند پایہ اور مشہور و معروف مجلہ تھا۔ سید فضل الحسن حسرت موہانی (۱) نے ۱۹۰۳ء میں علی گڑھ سے اُسے شائع کیا۔ اس مجلّے کا ہندوستان کی اسلامی صحافت میں بڑا اعلیٰ مقام اور بلند درجہ ہے۔ یہ ان اخباروں میں ہے، جو مسلمانوں کے مسائل و مشکلات کو خاص اہمیت دیتے تھے۔ یہ مجلہ مسلمانوں کو ایک مستقل اور خصوصیت کی حامل امت قرار دیتا تھا، جو ہندوستان کی کسی دوسری قوم کے ساتھ ضم نہیں ہوسکتی تھی۔ اس نے سیاست، علم اور ادب میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ انگریزی سامراج کے خلاف معارضانہ سیاست میں تشدد کا قائل تھا۔

۲۳ جون ۱۹۰۸ء کو رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' پر مقدمہ قائم ہوا۔ ۴ اگست ۱۹۰۸ء کو مولانا حسرت موہانی کو دو سال قید بامشقت اور پانچ سو روپے جرمانہ کا حکم سنایا گیا۔ ان کو پہلے علی گڑھ جیل میں اور پھر چند دن کے بعد الٰہ آباد سینٹرل جیل میں بھیجا گیا۔ وہ ''سودیشی تحریک'' کے زبردست حامی تھے، انہوں نے کانپور میں سودیشی اسٹور قائم کیا تھا، جس میں

---

(۱) سید فضل الحسن حسرت موہانی ۱۸۷۳ء میں ''موہان''، ضلع اُناؤ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کرکے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لیا، اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی، اے کی ڈگری حاصل کی ۱۹۰۳ء، ۱۹۴۶ء میں پارلیمنٹ انتخابات میں کھڑے ہوکر اسلامی ایسوسی ایشن میں بحیثیت رکن کامیابی حاصل کی۔ حسرت موہانی اپنے زمانے کے بڑے مسلمان لیڈروں میں شمار ہوتے تھے۔ وہ ایک بہادر وندر صحافی تھے۔ وہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے ملک کی آزادی کے لیے بڑی قربانیاں دیں۔ ان کا نظریہ تھا کہ مسلمان باشندگانِ ہند ہیں۔ ایک مستقل امت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' ان اہم رسائل میں شمار ہوتا ہے، جس نے سیاست اور اردو ادب کے ساتھ مسلمانوں کے مفادات کا خاص خیال رکھا۔ ان کی وفات ۱۹۵۱ء میں لکھنؤ میں ہوئی۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۲

اردوئے معلیٰ

علی گڑھ

جلد ۱۲	بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء	نمبر ۳

مرتبہ سید فضل الحسن حسرت موہانی بی اے

فہرست مضامین

(۱) تلامذۂ شاگردان سودا۔ از حسرت موہانی
(۲) بیاض حسرت موہانی
(۳) بابو جوالا پرشاد برق مرحوم
(۴) انتخابات شاد عظیم آبادی، شفیق عماد پوری، عزیز لکھنوی، ثاقب کہنہ آبادی، شوکت بلگرامی، اعجاز لکھنوی، ہنر لکھنوی و حسرت موہانی۔

ضمیمۂ اردوئے معلیٰ مثنوی طلعۃ الشمس

اردو پریس علی گڑھ میں چھپا

قیمت سالانہ
تین روپیہ مع محصول ڈاک

بلا ضمیمہ ؎
مع ضمیمہ ؎

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کوسیاست کی دلیرانہ تعلیم دی جاتی تھی، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے انگریز حکومت کے ساتھ عدمِ موالات کا نظریہ پیش کیا۔ جولوگ اُسے گاندھی جی کی طرف منسوب کرتے ہیں یا تو وہ حقیقتِ حال سے ناواقف ہیں یا دانستہ بے خبر بنتے ہیں۔ انہوں نے یہ نظریہ اس وقت پیش کیا تھا جب گاندھی جی کا سیاست میں کوئی خاص دور نہ تھا۔ یہ پہلا رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' ہے جس نے سیاسی بیداری اور ملک کی آزادی کے لیے آواز اٹھائی تھی۔ امداد صابری اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''یہ پہلا رسالہ ہے جس نے جرأت وصداقت سے مضامین لکھے اور انگریز حکومت سے ڈرے بغیر سخت ترین تنقید کی''۔(۱۳۷)

رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' ۱۹۰۳ء سے ۱۹۲۴ء تک نکلتا رہا۔ اس میں ایک مضمون مصر میں انگریزی پالیسی کے متعلق شائع ہوا تھا، جس کی وجہ ۱۹۰۸ء کے بعد اس کو بند کر دیا گیا۔ ایک سال کے بعد پھر دوبارہ نکلنا شروع ہو گیا۔ ۱۹۱۳ء میں اس پر انگریز حکومت کا دوبارہ عتاب نازل ہوا۔ اس مرتبہ ۱۹۱۵ء تک بند رہنے کے بعد دوبارہ کانپور سے نکلا۔ یہ رسالہ ۴۸ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔

رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' کے مقاصد:

اس مجلّہ کے اغراض ومقاصد حسبِ ذیل تھے:

۱۔ رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' کے ایڈیٹر اور مالک حسرت موہانی خود لکھتے ہیں کہ ''یہ رسالہ اس لیے نکالا گیا ہے کہ اردو ادب کا ذوق پیدا ہو اور اس کا معیار بلند ہو''۔(۱۳۸)

۲۔ ایسے سیاسی رجحان کی تائید وخدمت جو سامراج کو ملک سے نکالنے اور ہندوستان کی خود مختاری کے حصول میں معاون ہو۔

۳۔ مسلمانوں کے مفادات کا دفاع کرنا اور ان کے رجحانات وافکار کی تشریح وتوضیح۔

رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' کا سیاسی موقف:

ہندوستان میں اس وقت تین مستقل سیاسی رجحانات پائے جاتے تھے۔ ایک

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رجحان تو یہ تھا کہ انگریزوں سے دوستی کی جائے، سامراج کو راضی وخوش رکھا جائے اور ہندوستان میں سامراجی سیاست کی تائید وموافقت کی جائے۔ دوسرا رجحان یہ تھا کہ انگریز کو ہندوستان سے جانا چاہیے، لیکن یہ لوگ امن وسلامتی اور عدمِ تشدد کے قائل تھے، مولانا ابوالکلام آزاد اور گاندھی جی اس رجحان کے مؤید ونمائندے تھے۔ تیسرا رجحان یہ تھا کہ انگریز کو ہندوستان چھوڑنا چاہیے اور اس کے حصول کے لیے تشدد اختیار کرنا چاہیے۔ اس گروہ کی قیادت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، عبید اللہ سندھی اور پروفیسر برکت اللہ بھوپالی کے ہاتھ میں تھی۔ مولانا حسرت موہانی کا تعلق اس تیسرے گروہ سے تھا، جو انگریزی سامراج کو ہندوستان سے نکالنا چاہتا تھا۔ وہ رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' کے ذریعے اپنے اسی رجحان کی نشرواشاعت کرتے تھے، اس کی پاداش میں ان کو بار بار جیل جانا پڑا۔ ۱۹۰۹ء میں جیل سے رہا ہونے کے بعد اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ ''کسی خوف اور ڈر کی وجہ سے ہم اپنے سیاسی موقف کو ترک نہیں کر سکتے، جیسا کہ کانگریس ومسلم لیگ چاہتی ہے کہ جو غلام ہیں وہ مزید غلامی کو قبول کرلیں۔ میں مکمل آزادی کا مطالبہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کبھی بھی یہ پسند نہیں کرے گی کہ یہ قوم قیامت تک کسی دوسری قوم کے تابع ہو کر رہے''۔ (۱۳۹)

ہم یہاں رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' سے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں، تاکہ ہمیں اس کے اسلوب، نظریے اور موضوعات کی تشریح وتحلیل کے طریقے سے آگاہی ہو سکے۔ جنوری ۱۹۱۲ء میں مولانا حسرت موہانی نے ایک مقالہ ''عالمِ اسلام اور یورپین ممالک'' کے عنوان سے لکھا۔ یہ مقالہ جنگِ طرابلس (لیبیا) کے وقت شائع ہوا۔ مولانا حسرت موہانی اس میں لکھتے ہیں کہ ''اس وقت عالمِ اسلام یورپین ممالک کے حرص ولالچ، سامراجی پھیلاؤ اور دوسرے ممالک کو زیر کرنے کی سعی وکوشش کی وجہ سے بہت پریشانی ودشواری میں گرفتار ہے۔ انگریز مصر سے جانا نہیں چاہتے، جرمنی نے اس سے قبل مغرب (مراکش) پر قبضہ کرلیا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے۔روس شمالی ایران پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا ہے اور اٹلی کی یہ کوشش ہے کہ وہ ترکوں سے طرابلس کا علاقہ ہڑپ کر جائے۔تمام یورپین ممالک کی یہ کوشش ہے کہ طرابلس کو ترکی سے الگ کر دیا جائے، یہ اس وجہ سے ہے کہ افریقی ممالک میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اور ''سنوسی تحریک'' کی کوششوں سے اسلامی جہاد زندہ ہو رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ یورپین ممالک نے اپنا فکری توازن کھو دیا ہے اور سب مل کر مجاہدین کو گھیرنا اور ان کی قوت عمل کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ طرابلس کی جنگ خالص دینی جنگ ہے، اس پر مسلمانوں کے مستقبل کا انحصار ہے، تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان حالات میں وہ ترکوں کی نصرت و مدد کریں تاکہ یورپین ممالک کی خبیث خواہشات پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں''۔(۱۴۰)

ایک دوسری اشاعت میں لکھتے ہیں کہ ''وہ اسلحہ جن سے ہم مسلح ہیں، یہ دینی غیرت، اسلامی اتحاد اور امتِ مسلمہ کی عظمت کا شعور و احساس ہے، یہ یورپ کے جدید اسلحہ سے زیادہ تباہ کن ہتھیار اور مؤثر ہیں، اگر یہ بات سچ نہیں ہے تو پھر یورپین جنگی جہاز اٹلی کے ساحل پر کیوں لنگر انداز ہیں''۔(۱۴۱)

ہندوستان میں انگریز حکومت کی سیاست کے خلاف مئی ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں کہ ''ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم انگریزی سامان کی خریداری سے باز رہیں اور ان کی کسی قسم کی مدد و تعاون سے اجتناب کریں۔تاکہ انگریزی حکومت پر تشدد سیاست کا جواب ہو سکے''۔(۱۴۲)

رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

''اردوئے معلیٰ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اور لکھنے والوں کے نام اس طرح ہیں:

عثمانی حکومت کی تاریخ	اسلم جیراجپوری
سید جمال الدین افغانی	سعید احمد

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مسلمان اور سیاست	حسرت موہانی
مسلمان اور کانگریس	حسرت موہانی
مسلمان اور ہندو	برکت اللہ بھوپالی
مسلمان اور کانگریس	برکت اللہ بھوپالی
مسلمانوں کا روحانی لیڈر	منشی غلام قادر خان
علمِ جدید اور مذہب	غلام حسنین
قومِ عاد کی تاریخ	محمد حلیم انصاری
علمِ سیاست	قاضی تلمذ حسین
علم الجبل	عبداللہ عمادی
علم بایولا جی	لطافت حسین
جغرافیہ اور عرب	اسلم جیراجپوری
برطانوی جیلوں میں کالے گورے کے درمیان تفریق	حسرت موہانی
کانگریس کا اختتام	حسرت موہانی

''اردوئے معلّٰی'' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء:

ہم یہاں چند اہم شخصیات کی آراء ''رسالہ ''اردوئے معلّٰی'' کے بارے میں پیش کرتے ہیں، تاکہ اس کا مقام و مرتبہ معلوم ہو جائے:

امداد صابری لکھتے ہیں کہ'' رسالہ ''اردوئے معلّٰی'' سیاسی، ادبی اور تاریخی انواع واقسام کی معلومات کا خزانہ ہے، جبکہ یہ سب چیزیں ایک جگہ نہیں مل سکتیں''۔(۱۴۳)

آل احمد سرور لکھتے ہیں کہ'' وہ اخبارات ورسائل جن کا تذکرہ تاریخ میں خاص طور پر ہونا چاہیے، ان میں سرِ فہرست رسالہ ''اردوئے معلّٰی'' ہے''۔(۱۴۴)

تاریخِ ادبیات کے مصنف لکھتے ہیں کہ'' مولانا حسرت موہانی رسالہ ''اردوئے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

معلّی'' میں قیمتی مقالات، بڑے شعراء کے قصائد اور انگریزوں کے خلاف سخت سیاسی مضامین لکھتے تھے''۔(۱۴۵)

ڈاکٹر احمر لاری لکھتے ہیں کہ ''رسالہ ''اردوئے معلّی'' میں اسکے ایڈیٹر مولانا حسرت موہانی کے مضامین کے ساتھ بلند پایہ ادباء وشعراء کا بھی بڑا حصہ ہوتا تھا''۔(۱۴۶)

عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں کہ ''مولانا حسرت موہانی نے اپنے رسالہ ''اردوئے معلّی'' کے ذریعے علم وادب کی زبردست خدمت کی''۔(۱۴۷)

(ب) اخبار ''زمیندار''

زمیندار کو ہندوستان کی اسلامی صحافت میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ سراج الدین احمد (متوفی ۱۹۰۹ء) نے اُسے لاہور سے ۱۹۰۳ء میں ہفت روزہ کے طور پر نکالا تھا۔ ابتدا میں اس کا مقصد دیہات کی ترقی و اصلاح اور کسانوں کی زبوں حالی کا مداوا کرنا تھا۔ لیکن جب ۱۹۰۹ء میں سراج الدین احمد کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادہ ظفر علی خان(۱) نے اس کی ذمہ داری سنبھالی تو مسلمانوں کی رہبری، ان کے مفادات کا دفاع اور سامراج سے جنگ کے مقاصد بھی شامل ہو گئے۔ جنگِ طرابلس (لیبیا) کے دوران یہ ہفت روزہ جریدہ روزنامے میں تبدیل ہو گیا۔ اس کے دو ایڈیشن ایک ہی نام سے شائع ہوتے تھے،

(۱) ظفر علی خان صوبہ پنجاب (موجودہ پاکستان) کے ''کریم آباد'' شہر کے باشندے تھے۔ ان کی ابتدائی تعلیم کریم آباد اور پٹیالہ میں ہوئی۔ ۱۸۹۴ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی، اے کی ڈگری لی اور نواب محسن الملک کے سیکریٹری ہوئے۔ پھر حیدر آباد دکن میں ملازمت اختیار کرلی اور بہت سی غیر ملکی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ حیدر آباد سے ایک ماہنامہ ''افسانہ'' نکالا۔ پھر ''دکن ریویو'' نکالا جو ۱۹۰۴ء سے ۱۹۰۹ء تک نکلتا رہا۔ ۱۹۰۹ء میں پنجاب واپس آئے اور ''زمیندار'' کی ایڈیٹری سنبھالی۔ ظفر علی خان عالم وفاضل اور ادیب وشاعر تھے۔ صحافت اور سیاست دونوں میں سرگرم تھے۔ ان کی تصانیف میں خیابانِ فارسی، فسانۂ لندن، سیر ظلمات اور دین وعلم میں نزاع وجھگڑا وغیرہ مشہور ہیں۔ حضرت عمرؓ کی سیرت الفاروق کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا۔ اسی طرح سرسید احمد خان کی سیرت کا بھی ترجمہ کیا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ایک جریدہ ''ہفت روزہ'' اور ایک صحیفہ ''روزنامہ''، اُسے عوام میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔حکومت نے اس کے خلاف سخت رویہ اختیار کیا۔کئی مرتبہ بند کرنے کے احکام صادر ہوئے، مالی جرمانہ عائد کیا گیا، اخبار ضبط کیا گیا، گوناگوں مشکلات سے وہ ہمیشہ دوچار رہا، ضمانت ضبط کی گئی، شدید نگرانی ہمیشہ رہی اور ظفر علی خان کئی بار جیل گئے۔مولانا محمد علی جوہر نے کامریڈ میں اخبار ''زمیندار'' کے ساتھ حکومت کے اس نازیبا رویہ کی سخت مذمت کی، انہوں نے تحریر کیا کہ ''حکومت کو چاہیے کہ وہ حدِ اعتدال سے تجاوز و انحراف اور سخت کلمات کی حد بندی کردے، مواخذہ اگر صرف لہجہ پر ہوگا تو یہ بڑا ظلم ہوگا''۔(۱۴۸)

ظفر علی خان بہادر رونڈر صحافی تھے۔حکومت کے جبر و تشدد پر آزادانہ و بیباکی سے تبصرہ کرتے تھے۔عوام نے بھی نے اخبار ''زمیندار'' کی مالی مدد کرنے میں بہترین مثال قائم کی، یہ ضمانتیں جنہیں عوام نے ادا کیا ان کا تعلق ان مضامین سے تھا جو جنگِ طرابلس، مسجد کانپور کی شہادت، تحریکِ خلافت کی تائید اور مغربی زندگی پر نقد سے تھا۔اس اخبار کے ادارتی عملہ میں بڑے ادیب و انشاء پرداز بھی شریک رہے، مثلاً عبدالمجید سالک (متوفی ۱۹۶۳ء) غلام رسول مہر (متوفی ۱۹۷۲ء) مرتضیٰ احمد خان، اختر علی خان، یہ وہ شخصیات تھیں جن پر انگریزی حکومت کی آگ برسی، ان کو پکڑا گیا، جیل میں ڈالا گیا، خاص کر ظفر علی خان کو بار بار جیل جانا پڑا، ایک مرتبہ تو وہ پانچ سال سے بھی زیادہ جیل میں رہے، لیکن انگریز حکومت کا بار بار مالی جرمانہ، ضمانت کی ضبطی، قید و بند کے مصائب، جبر و تشدد اور ظالمانہ کارروائیاں ظفر علی خان کو ان کے موقف سے نہ ہٹا سکیں۔

اخبار ''زمیندار'' جنگِ طرابلس اور مسجد کانپور کی شہادت کے زمانے میں سب سے زیادہ شائع ہوتا تھا۔اس زمانے میں کسی دوسرے اردو اخبار کو اس کی طرح مقبولیت حاصل نہیں تھی، روز تیس ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا تھا۔لیکن بعد میں جب دوسرے اخبار اس کے معیار کے نکلنے لگے تو اس کی اشاعت کم ہوگئی۔ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ ظفر علی خان کے ایک طویل عرصے تک جیل میں رہنے کی وجہ سے ان کا تعلق اخبار سے کم ہوا، جس کی وجہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے اخبار کی جدت وندرت میں بھی کمی آئی۔

اخبار ''زمیندار'' میں مقامی و بیرونی خبریں چھپتی تھیں۔ عالمِ اسلام کی خبروں کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ تبصرے، تنقید، فکری مقالات اور ادب و شعر کے مستقل کالم بھی ہوتے تھے۔ فکر وحوادث کا ایک مستقل کالم تھا جسے مشہور صحافی وادیب عبدالمجید سالک لکھا کرتے تھے۔ عبدالمجید سالک اپنی کتاب ''سرگزشت'' میں لکھتے ہیں کہ ''میں نے دوسرا صفحہ کلمۂ افتتاحیہ سنجیدہ وتجزیاتی مقالات کے لیے کر دیا تھا، چوتھا صفحہ بامقصد طنز و مزاح، نایاب ونادرالوجود اشیاء اور تنقید کے لیے خاص تھا، میں فکر وحوادث کے کالم مستقل عنوان سے لکھتا تھا اور کلمۂ افتتاحیہ (اداریہ) غلام رسول مہر لکھتے تھے''۔ (۱۴۹)

اخبار ''زمیندار'' کے مقاصد:

اخبار ''زمیندار'' جب سراج الدین احمد کی ادارت میں نکلتا تھا تو اس کا مقصد کسانوں کی حالت کی اصلاح اور پنجاب میں دیہاتوں کی ترقی تھا، لیکن جب ۱۹۰۹ء میں اس کی ذمہ داری وادارت ظفر علی خان نے سنبھالی تو وہ خالص اسلامی طرز پر نکلنے لگا اور مسلمانوں کے مفادات کی نگہداشت اور ان کے مسائل و معاملات میں خدمت انجام دینے لگا۔ ظفر علی خان کی ادارت میں اخبار ''زمیندار'' کے مقاصد ہم درج ذیل نقاط میں بیان کر سکتے ہیں:

۱۔ صحیح خبروں کی اشاعت۔

۲۔ ہندو بیرونِ ہند کے مسلمانوں کے مسائل و مشکلات۔

۳۔ وحدتِ اسلامیہ کی ضرورت واہمیت کو آشکارا کرنا اور جمال الدین افغانی ومحمد عبدہٗ کے نظریات کی تائید۔

۴۔ ملک کی آزادی کے حصول کے لیے سعی وکوشش اور ظالم وغاصب سامراج سے چھٹکارے کے لیے ذہن سازی۔

۵۔ ہندوستانیوں میں سیاسی بیداری۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۶۔صحافت کی مکمل آزادی کا مطالبہ،حکومت کی نگرانی ورقابت اور ایسے قوانین کی مخالفت جو صحافت کی قدر وقیمت اوراس کی اہمیت کو کم کرتے ہوں۔

اخبار ''زمیندار'' کے سیاسی موقف:

اخبار ''زمیندار'' سیاسی مسئلے میں کانگریس کا مؤید تھا۔لیکن تحریکِ خلافت کی تائید بھی کانگریس کی تائید سے کم نہ تھی۔اخبار ''زمیندار'' نے مختلف مواقع پر تحریکِ خلافت کی سیاست کے مطابق ترکوں کے مواقف کی تائید انتہائی مدلل وقوی مقالات اور بڑے جامع ومستند کلمات کے ذریعے کی۔یہاں تک کہ حکومت نے بعض کلمات پر ضمانت طلب کی۔اخبار ''زمیندار'' کی طرف سے کانگریس کی تائید بڑی صریح وقوی تھی۔جب کانگریس نے انگریزوں سے قطعِ تعلق اور ملک کی آزادی کا مطالبہ کیا تو اخبار ''زمیندار'' کا موقف واضح وصریح اور مشہور ومعروف تھا۔عالمِ اسلام کے مسائل میں ''زمیندار'' جمال الدین افغانی اور شیخ محمد عبدہٗ کی آراء کی تائید کرتا تھا۔

ظفر علی خان نے لکھنؤ میں منعقد مسلم لیگ کے ایک اجتماع میں ۱۹۳۷ء میں شرکت کی اور مسلم لیگ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔تحریکِ تطہیر اور ہندوؤں کی جنگی مشق سے متعلق ''زمیندار،، کا موقف انتہائی سخت تھا،وہ ان دونوں جماعتوں کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہتے تھے۔

''شُدھی تحریک'' (Shuddhi Movement) کی یہ دعوت تھی کہ ہندوستانی مسلمانوں کو بزورِ طاقت وقوت ہندو بنایا جائے۔''حرکۃ التجنید'' (فوجی تدریب ومشق کی تحریک) کی دعوت یہ تھی کہ ہندوؤں کو فوجی وجنگی تربیت ومشق کرائی جائے اوران کو جنگ کے جدید طریقے سکھائے جائیں تاکہ قوت وطاقت کے ذریعے مسلمانوں کا وجود ختم کیا جاسکے۔

ظفر علی خان کا اسلوب صحافت:

اسلامی صحافت میں ظفر علی خان کا ایک خاص اور منفرد اسلوب تھا۔جوش وجذبہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور تنقید کا پہلو غالب تھا۔ ان کی تحریر سے لگتا تھا کہ وہ ایک خطیب ہیں جو گفتگو کر رہے ہیں، لوگوں کو بلا رہے ہیں، مسائل و معاملات سمجھا رہے ہیں اور انہیں ڈرا رہے ہیں۔ ان کے کلام میں ایسی برجستگی، بیساختگی، قوتِ تعبیر اور بیان کی ندرت تھی جو لوگوں کی عقلوں کو متاثر کرتی، ان کے نظریات کو تبدیل کرتی، ان کی آراء پر اثر انداز ہوتی اور ان کی عقل وفہم پر چھا جاتی تھی، یہی وجہ تھی کہ ''زمیندار'' کی کاپیاں بہت جلد ختم ہو جاتی تھیں۔ کانپور کی مسجد کے معاملے میں تو لوگ زیادہ قیمت دے کر اُسے خریدا کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے ظفر علی خان کے اسلوبِ نگارش پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ صحافی کا اسلوب سنجیدہ اور تجزیاتی ہونا چاہیے، اندازِ خطابت سے اُسے دور ہونا چاہیے۔ اس تنقید میں کچھ صحت تو ہے لیکن یہ چیز ان ناقدین پر مخفی رہی کہ اس زمانے میں ہندوستان جن حالات سے گزر رہا تھا وہ اسی اسلوبِ صحافت کا طالب تھا۔ ملک ایک مدت سے غاصب وظالم انگریز سامراج کے تشدد کا نشانہ بنا ہوا تھا اور ہندوستانی عوام مظلوم و مجبور اور ذلت وخواری کی زندگی گزار رہے تھے، ان حالات میں اس کی سخت ضرورت تھی کہ کوئی تو ایسا ہو جو لوگوں کو اعتماد اور بھروسہ واپس دلائے۔ ان کی روح میں ایسی قوت وطاقت پیدا کرے کہ وہ سامراج کو بے وقعت سمجھنے لگیں۔ اس کا خوف ودبدبہ دلوں سے دور ہو اور وہ اس کے احکام سے سرتابی کرنے کی جرأت کرنے لگیں۔

اخبار ''زمیندار'' کی خدمات:

ہم یہاں اخبار ''زمیندار'' کی گوناگوں خدمات اختصار سے بیان کرتے ہیں:

۱۔ انگریز سامراج سے آزادی کے لیے ہندوستانی باشندوں نے جو کوششیں کیں، انہیں اخبار ''زمیندار'' نے مستحکم بنانے اور تقویت دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

۲۔ اس اخبار نے وحدتِ اسلامیہ کی ضرورت اور اس کی اہمیت کو مسلمانوں کے سامنے بیان کیا۔

۳۔ جو جماعتیں اس وقت مسلمانوں کے مفادات کے لیے کوشاں تھیں، ان کی اخبار ''زمیندار''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نے پرزور تائید کی۔ مسلمانوں کے معاملات میں اس کا نظریہ بالکل واضح تھا، جس میں کانگریس کی تائید مانع نہیں تھی۔

۴۔ مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنے، انہیں اپنا تشخص برقرار رکھنے اور زندگی کے ہر میدان میں تقدم و ترقی پر ابھارنے میں اخبار ''زمیندار'' کا کردار بہت واضح تھا۔

۵۔ مسلمانوں کے خلاف جہاں بھی ظالمانہ کارروائی ہوئی اخبار ''زمیندار'' نے ہمیشہ اپنی آواز اٹھائی، چاہے مسجد کانپور کی شہادت ہو یا جنگِ طرابلس ہو، وہ مضبوطی سے اپنے موقف پر جما رہا اور انگریز حکومت کی طرف سے زبردست مالی جرمانہ برداشت کرتا رہا۔

۶۔ اخبار ''زمیندار'' نے عالمی مسائل میں ہندوستانی مسلمانوں کا موقف واضح کیا، اگرچہ وہ حکومت کی پالیسی سے کتنا ہی معارض و مخالف کیوں نہ ہو، جنگِ بلقان و طرابلس اور دونوں جنگِ عظیم سے پیدا شدہ مشکلات پر اس اخبار کے مضامین کا عوام میں بڑا شہرہ اور حکومت کے حلقوں میں ان کی بڑی گونج رہی۔

عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں کہ ''اخبار ''زمیندار'' کے ذریعے انگریزوں کا خوف اور ڈر لوگوں کے دلوں سے ختم ہوا اور یہ بات ثابت ہوئی کہ آزادانہ رائے کا اظہار انگریزوں کے سامنے بھی کیا جا سکتا ہے'' ۔(۱۵۰)

اخبار ''زمیندار'' کی خصوصیات:

اخبار ''زمیندار'' کی بعض اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ اس اخبار کے ادارتی عملے میں ظفر علی خان کی معاون بعض اہم شخصیات تھیں جیسا کہ عبداللہ عمادی، غلام رسول مہر، عبدالمجید سالک اور وحیدالدین سلیم پانی پتی۔ اس کے قلمی معاونین میں اکبر الہ آبادی اور علامہ شبلی بھی تھے۔

۲۔ اس اخبار کو ''رویٹر'' اور دوسری عالمی خبر رساں ایجنسیوں کی خدمات حاصل تھیں، اس طرح یہ اخبار برطانوی اخبارات کے معیار تک پہنچ گیا تھا اور اگر یہ کہا جائے کہ ان پر فوقیت

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لے گیا تھا تو غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ اس میں عرب ممالک سے شائع شدہ اخبارات کے تراشوں سے بھی منتخب خبریں شامل ہوتی تھیں۔ اس طرح یہ اخبار عرب ممالک کی خبروں اور ان کے نقطہ نظر کو ہندوستان میں پیش کرنے کی بھی صلاحیت رکھتا تھا۔

۳۔ اس اخبار کے ذریعے روزناموں سے خبریں معلوم کرنے کا ذوق عوام میں پیدا ہوا۔

۴۔ یہ اخبار صحافت کی آزادی کے لیے ہمیشہ آواز بلند کرتا رہا۔

۵۔ اس کے اداریے ہمیشہ وقیع وقیمتی اور بامقصد ہوتے تھے۔

۶۔ اس اخبار کے ذریعے ادب میں ایک نئی قسم طنز وظرافت کو سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کرنے کا ذوق پیدا ہوا۔

۷۔ ہندوستان کی صحافت میں جس طرح اخبار ''زمیندار'' نے انگریز حکومت کے ظالمانہ وجابرانہ رویے کو برداشت کیا، مالی ضمانتیں ضبط ہوئیں اور ادارتی عملے کو جیل جانا پڑا اتنا شاید کسی دوسرے اخبار نے برداشت نہیں کیا۔

اخبار ''زمیندار'' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء:

ہم یہاں اخبار ''زمیندار'' سے متعلق ہندوستان کی بعض اہم شخصیات کی آراء پیش کرتے ہیں:

مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے تحریر فرمایا کہ ''ظفر علی خان کے اخبار ''زمیندار'' سے ہندوستان میں ایک فکری انقلاب کی آگ پھیل گئی''۔ (۱۵۱)

مولانا محمد علی جوہر نے لکھا کہ ''اخبار ''زمیندار'' اپنے زمانے کے اہم اخبارات میں ایک ہے، جو مسلسل ترقی کی راہ پر گامزن ہے''۔ (۱۵۲)

عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں کہ ''ظفر علی خان نے اخبار ''زمیندار'' نے خطابی جوشیلے اسلوب میں سیاسی باتیں لکھیں، جو اس زمانے میں سیاسی شعور کا سبب بنیں''۔ (۱۵۳)

دوسری جگہ عبدالسلام خورشید تحریر کرتے ہیں کہ ''اخبار ''زمیندار'' کے معرکہ خیز مضامین

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور ولولہ انگیز نظموں نے پورے ہندوستان میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً لوگوں میں روزنامے اخبارات کا خاص اہتمام وذوق پیدا کیا اور اس سب سے زیادہ اس نے مسلمانوں کو وحدتِ امتِ مسلمہ کا سبق پڑھایا جس کو لوگ بھلا چکے تھے''۔(۱۵۴)

وزیر آغا لکھتے ہیں کہ ''زمیندار'' کی خصوصیات میں ظفر علی خان کے قلم سے نکلے ہوئے وہ اشعار ہیں جن میں تنقیدی پہلو کی آمیزش ہوتی تھی، ساتھ ہی انہوں نے اردو ادب میں ایک جدید قسم کا آغاز کیا، جس نے سیاسی واقعات اور اس زمانے کی تحریکات پر گہرا اثر چھوڑا''۔(۱۵۵)

(ج) مجلہ ''الندوہ''

انیسویں صدی کے اواخر میں ایک عظیم تعلیمی اور دعوتی تحریک کا آغاز ہوا، جو ندوۃ العلماء(۱) کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس زمانے کے اکابر علماء نے اس میں حصہ لیا۔ اس

---

(۱) ندوۃ العلماء ایک عظیم اسلامی تحریک تھی، جس کی بنیاد ۱۸۹۳ء میں کانپور کے مدرسہ ''فیضِ عام'' میں اس وقت کے چوٹی کے علمائے کرام کے ہاتھوں رکھی گئی، جن کو اس وقت تعلیمی اور معاشرتی اصلاحات کا خیال پیدا ہوا۔ یہ تحریک نصابِ تعلیم میں اصلاح کر کے زمانے کے حالات کے مطابق اس کو ڈھال کر ان تقلیدی چیزوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی تھی جن کی اب ضرورت نہیں رہی تھی۔ ساتھ ہی ان تمام مذہبی جھگڑوں کے ترک کی دعوت دیتی تھی، جس نے امتِ مسلمہ کے شیرازہ کو منتشر کر دیا تھا، خاص کر اس وقت جب امتِ مسلمہ کو اتحاد و اتفاق کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ اس تحریک نے اپنے ان ہی مقاصد کی تکمیل کی غرض سے کانپور میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی، جو دار العلوم ندوۃ العلماء کے نام سے مشہور ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد وہ لکھنؤ منتقل ہو گیا۔ الحمد للہ جب سے یہ دار العلوم آج تک قائم ہے۔ اس کے ناظم ہمیشہ ہندوستان کی اہم شخصیات رہیں۔ نظامت کے عہدہ پر جو علمائے کرام رہے ان میں مولانا محمد علی مونگیری، خلیل الرحمٰن سہارنپوری، علامہ سید عبدالحی حسنی، نواب علی حسن خان، ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی اور مفکرِ اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی، ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ہوئے، جو الحمد للہ آج تک اس ادارہ کی نظامت چلا رہے ہیں۔ جن علمائے کرام نے اس دار العلوم کے تعلیمی امور کے عہدہ معتمد تعلیم کی خدمت انجام دی، ان میں علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، مفکرِ اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی، مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی، ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی اور ان کی وفات کے بعد مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی ہیں۔ جن علماء کرام نے دار العلوم ندوۃ العلماء کے اہتمام ''مہتمم'' کے عہدہ کی خدمت انجام دی، ان میں مولانا حفیظ اللہ، مولانا محمد عمران خان ندوی ازہری، مولانا ابوالعرفان خان ندوی، مولانا محمد اسحاق صدیقی ندوی، مولانا محب اللہ لاری ندوی، مولانا مفتی محمد ظہور ندوی اور موجودہ مہتمم ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الندوۃ

جلد ۱ | ماہ ذیقعدہ سنہ [illegible] ہجری | نمبر

مجلس ندوۃ العلماء کا ماہواری رسالہ

جس کا مقصد

علوم اسلامیہ کا احیاء، تطبیق معقول و منقول، اور علوم قدیمہ و جدیدہ کا موازنہ ہے

مرتبہ

شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی و مولوی حبیب الرحمٰن خان شروانی

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
۱- ابن رشد - شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی	۱
۲- بعض اسلامی مسائل - مولوی حبیب الرحمٰن خان شروانی	۱۰
۳- شریعت اور ہندوستان - سید سلیمان بہاری طالب علم دار العلوم	۲۲

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علی خان صاحب چھپکر
دفتر ندوۃ العلماء شاہجہانپور سے شایع ہوا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احساس نے سب کو ایک مرکز پر جمع کر دیا کہ مسلمانوں کے حالات تیزی سے بگڑ رہے ہیں، یا تو وہ مغربی تہذیب کی وجہ سے دین سے منحرف ہو کر دبے بہرہ ہو رہے ہیں، یا موجودہ زندگی کے دھارے سے کٹ کر اپنے اپنے گوشوں میں الگ تھلگ بیٹھے ہیں، نہ تو ان کو موجودہ حالات کے تقاضوں کا احساس ہے اور نہ ہی موجودہ معاشرے میں اسلام کی ترویج و اشاعت کرنے اور اس کے اثر کو بڑھانے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، اس طرح ان میں دو ایسے نقطۂ نظر پیدا ہو گئے ہیں، جو ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں، ایک قدامت پسندانہ رجحان اور دوسرا آزادانہ رجحان اور اسلامی معاشرہ ان دونوں کے درمیان تقسیم ہے اور ایک دوسرے سے جدا ہے۔

ان حالات کا تقاضا تھا کہ اس خلیج کو پاٹنے کے لیے سب کی کوششیں منظم ہوں اور سب کو ایک دوسرے کے قریب لایا جائے۔ چنانچہ ندوۃ العلماء کی تحریک شروع ہوئی، جس کا مقصد مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اور اس دوری کو ختم کرنا تھا۔ پھر یہ احساس پیدا ہوا کہ ایک مستقل تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے، جو اس فکر کو عام کرے اور اس کے دائرے کو وسیع کرے۔ اس کے لیے اس وقت کے ذمے داروں نے ۱۳۱۲ھ میں ندوہ تحریک کے تابع ایک دارالعلوم قائم کیا، جس کی شہرت تمام عالم اسلامی میں ہوگئی اور اس دارالعلوم سے باکمال و بے مثال فارغ التحصیل ہوئے، جنہوں نے عالمی شہرت حاصل کی، مثلاً علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا مسعود عالم ندوی اور مفکرِ اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی وغیرہ۔

جب یہ دارالعلوم قائم ہو گیا، عوام نے اُس کو خوش آمدید کہا اور اس کی دعوت کی گونج ہر گوشے تک پہنچ گئی، تو پھر اس کے ذمہ داروں نے جن میں سرِ فہرست علامہ شبلی نعمانی (۱)

(۱) علامہ شبلی نعمانی مشہور مورخِ اسلام اور بلند پایہ ادیب ۱۸۵۷ء میں بندول ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد فاروق چریاکوٹی اور دوسرے اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی۔ حصولِ علم کے لیے مختلف شہروں کا سفر کیا۔ کچھ دن وکالت بھی کی۔ پھر ۱۸۸۲ء سے ۱۸۹۲ء تک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بحیثیت استاد رہے۔ ۱۸۹۲ء میں ایک علمی سفر قسطنطنیہ، قاہرہ، اسکندریہ اور بیروت کا کیا۔ اعظم گڑھ میں شبلی کالج اور دار المصنفین اکیڈمی قائم کی۔ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ موافق ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو وفات ہوئی۔ وہ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں سے سیرت النبی ﷺ، مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم، المامون، سیرۃ النعمان، سفر نامہ مصر و روم، الفاروق، الغزالی، سوانح مولانا روم، علم کلام، موازنہ انیس و دبیر، الجزیہ فی الاسلام، کتب خانہ اسکندریہ، رسائل شبلی، مقالاتِ شبلی، شعر العجم وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے، یہ ضرورت محسوس کی کہ ندوہ تحریک کا ایک ترجمان ہو، جو اس کی دعوت کو پھیلانے میں معاون ہو۔

مجلہ ''الندوہ'' کا پہلا شمارہ اگست ۱۹۰۴ء میں شاہجہاں پور سے شائع ہوا، جس کے ایڈیٹر علامہ شبلی نعمانی اور مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی (۱) تھے اور اس کے انتظامی ذمہ دار علامہ سید عبدالحی حسنی تھے۔ مجلہ ''الندوہ'' ندوہ تحریک اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ترجمان کی حیثیت سے شائع ہوا۔ لیکن وہ ان مجلّات کی طرح نہ تھا جنھیں عام تعلیمی ادارے نکالتے ہیں۔ بلکہ وہ اسلامی صحافت کے لیے ہندوستان میں ایک انقلاب کی حیثیت رکھتا تھا، اس میں شائع شدہ مضامین کی رفعت وعظمت، معنوی وصوری خوبیوں اور ترتیب وتزئین کی وجہ سے صحافت میں اس کے فضل ومرتبہ کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے صحافت کی جدید راہوں کو اپنا کر اور اس کے مثبت مقاصد ومبادی کے مطابق خود کو ڈھال کر اپنا ایک مقام بنایا۔

مئی ۱۹۱۲ء تک مجلہ ''الندوہ'' علامہ شبلی نعمانی کی نگرانی وادارت میں نکلا۔ علامہ شبلی کی علیحدگی کے بعد مختلف اوقات میں اس کی نگرانی وادارت متعدد حضرات نے کی، ان میں نعیم میر، عبدالکریم علوی، اکرام اللہ خان ندوی تھے۔ یہ مجلہ ۱۹۱۶ء تک نکلتا رہا۔

جنوری ۱۹۴۰ء میں ۲۲ سال بند رہنے کے بعد علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی (۲)

---

(۱) مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی ۱۸۶۴ء علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی۔ پھر آگرہ کالج میں تعلیم کی تکمیل کی۔ اپنے زمانے کے مشہور علماء سے دینی علوم حاصل کیے۔ مولانا شیروانی بڑے عالم اور محبوب شخصیت تھے۔ انہوں نے ۱۹۰۴ء میں ''الندوہ'' کے ''سب ایڈیٹر'' کی حیثیت سے کام کیا۔ نیز ریاست حیدر آباد میں دینی امور کے مشیر رہے۔ ان کا دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے گہرا تعلق تھا۔ ان کی وفات ۱۱ اگست ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ۔

(۲) مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رائے بریلی، یوپی، ہندوستان میں محرم الحرام ۱۳۳۲ھ مطابق دسمبر ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر لکھنؤ یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور ادب عربی کی تعلیم شیخ خلیل بن محمد یمانی سے حاصل کی۔ پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ لے کر شیخ تقی الدین ہلالی سے حصول علم کیا۔ کچھ مہینے دارالعلوم دیوبند میں بھی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء میں بحیثیت استاد تقرر ہوا۔ ''الندوہ'' میں اپنے دوست ورفیق عبدالسلام قدوائی ندوی کی معیت میں ادارتی (باقی اگلے صفحہ پر)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی (۱) کی ادارت میں نکلنا شروع ہوا۔ تین سال بعد بند ہو گیا۔ زیادہ مدت تک جاری نہ رہ سکا۔

یہ ماہ نامہ مجلہ ''الندوہ'' تھا جو ہر قمری ماہ کے پہلے ہفتہ میں ہجری سال کے مطابق شائع ہوتا تھا۔ ۳۲ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس میں شائع شدہ مضامین سے حاصل فوائد حسبِ ذیل تھے:

۱۔ طبقۂ علماء کے جمود میں حرکت پیدا کی، خیالات میں انقلاب پیدا کیا، اور انہیں جدید مباحث سے روشناس کرایا۔

۲۔ زبان و اسلوب کے نئے انداز سے متعارف کرایا۔

۳۔ علمی مخطوطات کا تعارف کرایا۔

۴۔ عالم عربی کے جدید علمی انکشافات سے روشناس کرایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ذمہ داری سنبھالی۔ پھر لکھنؤ سے مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی کی مشارت میں ''تعمیر'' رسالہ نکالا۔ ۱۹۶۲ء تک ندوہ میں تدریسی خدمات انجام دیں اور جب ناظم ندوۃ العلماء ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی کی وفات ہو گئی تو وہ ندوہ کے ناظم منتخب ہوئے۔ مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی اعلیٰ کونسل کی دائمی رکن، رابطۂ عالمِ اسلامی، مکہ مکرمہ کی مجلسِ تاسیسی کی دائمی رکن، دمشق کی عربی علمی اکیڈمی کے دائمی ممبر، آکسفورڈ یونیورسٹی کی اسلامی چیئر کے ذمہ دار اور ان کے علاوہ دنیا کے تعلیمی و دینی اداروں کے ممبر کا شرف حاصل رہا۔ ۳۱ جنوری ۱۹۹۹ء کو رائے بریلی میں ان کی وفات ہوئی۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ۔ ان کی بہت سی کتابیں عربی اور اردو میں ہیں، جن میں سے چند مشہور کتابیں یہ ہیں: ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین، تاریخ دعوت وعزیمت، سیرتِ سید احمد شہیدؒ، حیاتِ علامہ عبدالحیؒ، ارکانِ اربعہ، اور مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش وغیرہ ہیں۔ ان کی کتابیں دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکی ہیں اور الحمد للہ لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(۱) مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی کی ''تولینڈی'' میں ۱۹۰۶ء میں ولادت ہوئی۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں پڑھنے کے بعد اپنی تعلیم کی تکمیل جامعہ ملیہ اسلامیہ میں کی۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ تعلیم الاسلام کے نام سے لکھنؤ میں ایک ادارہ قائم کیا۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۷۲ء تک جامعہ ملیہ اسلامیہ کے عربی ڈپارٹمنٹ میں علومِ دینیہ کے استاد رہے۔ پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیم ہوئے۔ ۱۹۷۵ء میں دارالمصنفین کے نگراں رہے۔ الندوہ، تعمیر، معارف، خلافت، جامعہ، الاسلام والعصر الحدیث جیسے مجلّات و رسائل میں یا تو ایڈیٹر رہے یا ادارے اسٹاف میں بحیثیتِ رکن خدمت انجام دیتے رہے۔ ان کی وفات ۲۴ اگست ۱۹۷۹ء میں ہوئی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۵۔موجودہ تعلیمی نظام اوراس پر تحقیق کی۔

۶۔دارالعلوم ندوۃ العلماء سے متعلق خبریں شائع کیں۔

۷۔بلند مرتبہ علمی مباحث عوام کے فہم کے مطابق آسان الفاظ اور دلکش اسلوب میں مضامین پیش کیے۔

مجلہ ''الندوہ'' کے مستقل عناوین علمی تحقیق، تنقیدی تحریکات اور اداروں کا تعارف، ہندوستانی اسلامی مدارس کے تعلیمی مسائل، رجال وشخصیات، تاریخی مباحث اور ادبی مباحث علمی اخبار اور موجودہ مشکلات تھے۔

مجلہ ''الندوہ'' کے مقاصد:

ماہانہ علمی مجلّے ''الندوہ'' کے غلاف پر مندرجہ ذیل عبارت ہوتی تھی، جس سے اس کا مقصد بخوبی واضح ہوجاتا ہے: ''علومِ اسلامیہ کا احیاء، تطبیقِ معقول ومنقول اور علومِ قدیمہ وجدیدہ کا موازنہ''۔

ہم ذیل میں مجلہ ''الندوہ'' کے ان اہم مقاصد کو ذکر کرتے ہیں، جنہیں ہم نے اس میں شائع ہونے والے مضامین سے اخذ کیا ہے:

۱۔دعوتِ اسلامی کی نشرواشاعت، امتِ مسلمہ کی دینی بیداری اور فکری ترقی کی کوشش۔

۲۔ندوۃ العلماء تحریک کی دعوت کو عام کرنا اور اس کی توسیع واشاعت مسلمانوں کے مسلکی تنازعات واختلافات کو ختم کرنا، ایک مسلک پر جمع ہونا، عصری تقاضوں کے مطابق نصابِ تعلیم کی اصلاح، قدیم صالح اور جدید نافع کے درمیان توفیق۔ مجلہ ''الندوہ'' نے اسی فکر کو بنیاد بنا کر اس کی ترویج واشاعت کی اور اُسے کامیاب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

۳۔اسلامی علوم ومعارف اور تاریخ کے پردے میں پوشیدہ قدیم علمی سرمایے کو تلاش کرنا، اس کی حفاظت اور مسلمانوں کو اس سے واقف کرانا۔

۴۔منقول ومعقول اور قدیم وجدید کے درمیان کے تعارض کو ختم کرنا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۵۔ مستشرقین کے اسلام پر اعتراضات وشبہات کا علمی وعصری اسلوب میں جواب۔
۶۔ تعلیمی نظام اور طریقہ تعلیم پر خاص توجہ دینا۔

مجلہ ''الندوہ'' کی خصوصیات:

مجلہ ''الندوہ'' کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل تھیں:

۱۔ معیاری طباعت واشاعت۔
۲۔ مجلہ ''الندوہ'' نے مسلمانوں کے درمیان اتحاد واتفاق اور ایک مقصد پر جمع ہونے کی اس وقت دعوت دی جب باہمی اختلاف کی جڑیں مضبوط ہو چکی تھیں اور عقائدی تنازعات میں ٹکراؤ کبھی خون خرابہ اور مذہبی جنگ وجدل تک پہنچا دیتا تھا۔
۳۔ اس کے ادارتی فرائض انجام دینے والی شخصیات ایسی تھیں، جو عالم اسلام میں مشہور ومعروف تھیں۔ مثلاً علامہ شبلی نعمانی، حبیب الرحمٰن خان شیروانی، علامہ سید سلیمان ندوی، مفکرِ اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اور مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی، یہ سب علماء کرام بیک وقت بہترین انشاء پرداز، صاحبِ طرز ادیب اور مخلص داعی بھی تھے۔
۴۔ علمائے کرام ومفکرین نے اپنے فکری مضامین ومقالات کو بلند معیار اور علمی طریقے کو اختیار کرتے ہوئے اس طرح پیش کیا کہ ہر چیز عوام کی سمجھ کے مطابق ہوتی تھی۔
۵۔ اس مجلّے میں علمی مقالات ومضامین کو ایسے تحقیقی انداز میں پیش کیا جاتا تھا کہ بعض علمی مباحث تحقیق کے اعلیٰ مقام پر مستقل کتابوں کی شکل میں ہوتے تھے۔
۶۔ اسلامی فکر کو ایسے قالب میں پیش کیا جاتا تھا کہ عصری آزاد طبقے کے ذہن اس کو قبول کرتے تھے، اسلاف کی عظمت، ان کے عظیم المرتبہ علمی وفکری کارناموں اور ان کے فلسفیانہ خیالات وآراء کی عظمت ان کے دلوں میں پیدا ہوتی تھی۔
۷۔ وہ لوگ جو قدیم علوم میں غرق اور قدیم فلسفیانہ مباحث میں الجھے ہوئے تھے، اور اپنی اہمیت کو کھو دیا تھا، الندوہ نے ان کو جدید علوم وافکار جدید کی طرف مائل کیا اور بتایا کہ اگر وہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور امتِ مسلمہ کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو ان کو ان علوم و معارف سے بھی باخبر ہونا ضروری ہوگا۔

۸۔ اسلامی فکر اور مسلمانوں کی تاریخ اس زمانے میں مستشرقین کے حاقدانہ حملوں اور ان کی طرف سے اٹھائے گئے شبہات کی زد میں تھی۔ مجلہ ''الندوہ'' پہلا مجلہ تھا جس نے اس طرف توجہ دی، مستشرقین کے اعتراضات کا مدلل جواب دیا، شبہات کو ختم کیا اور ایسی قیمتی، نفیس، دقیق اور محققانہ علمی ابحاث پیش کیں کہ ان کا اور ان کے عملاء کا منہ بند ہوگیا۔

۹۔ مجلہ ''الندوہ'' نے نوجوان اہلِ قلم کو تیار کیا اور خود دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طلباء کو اس سے بہت فائدہ پہنچا۔ اس دور کے جن ندوی فضلاء نے تصنیف و تحریر کے میدان میں ممتاز مقام حاصل کیا، ان کی تحریر کی ابتدا اسی دبستاں سے ہوئی۔ علامہ سید سلیمان ندوی کا علمِ حدیث پر ایک مضمون زمانۂ طالب علمی میں مجلہ ''الندوہ'' میں شائع ہوا، اُسے پڑھ کر مولانا الطاف حسین حالی نے علامہ شبلی نعمانی کو لکھا کہ ''سب سے زیادہ اس بات کی خوشی ہے کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اپنی تعلیم کا نہایت عمدہ نمونہ پہلی بار پیش کیا، فبارک الله فيها وفي طلبتها وفي تعليمها'' (اللہ تعالیٰ دارالعلوم ندوۃ العلماء، اس کے طلباء اور اس کے تعلیمی نصاب میں برکت عطا فرمائے) مجھے امید نہیں بلکہ یقین ہے کہ عربی کی کامل تعلیم اور انگریزی کی ضروری تعلیم امتِ مسلمہ میں ایسے لائق مضمون نگار اور مصنف پیدا کرے گی کہ محض انگریزی تعلیم آج تک ایسا ایک مصنف بھی پیدا نہیں کر سکی''۔ (۱۵۶)

۱۰۔ اس مجلّے نے تحریکِ ندوۃ العلماء کی دعوت کو پھیلانے میں حصہ لیا اور مذہبی اختلافات کو دور کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور تعلیمی اصلاح کی اہمیت کو آشکارا کیا۔

۱۱۔ مثالی اسلامی صحافت کو پیش کیا اور دوسرے اخبارات و رسائل نے اس کی پیروی کی۔

مجلہ ''الندوہ'' میں شائع ہونے والے بعض علمی مضامین کے عناوین:

مجلہ ''الندوہ'' کے چند موضوعات و علمی ابحاث کے عناوین اور ان کے لکھنے والوں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

یونانی فلسفہ اور اسلام	شبلی نعمانی
اخلاق	حبیب الرحمٰن خان شیروانی
عربی زبان کی تاریخ	سید سلیمان ندوی
ابنِ رشد	شبلی نعمانی
اعجاز القرآن	عبداللہ عمادی
مسلمانوں کے علوم اور یورپ	ابوالکلام آزاد
امام مسلم	عبدالسلام ندوی
رازی کی ''تفسیر کبیر''	شبلی نعمانی
ابن خلکان اور یورپ	ضیاء الحسن
ہندوستان میں تعلیمی نظام	عبدالحی حسنی
تہذیب	عبدالماجد دریابادی
سیرتِ نبوی	شبلی نعمانی
حرمِ نبوی	شاہ معین الدین احمد ندوی
ازہر یونیورسٹی	محمد عمران خان ندوی
اسلامی مدارس اور ان کی ذمہ داریاں	ابوالحسن علی ندوی
الرسالہ	ابوالحسن علی ندوی
غلامی اور اسلام	محمد اکرام اللہ
قاضی ابو یوسف	محمد عبدالرحمٰن ندوی
الجہاد	نعیم میر عبدالکریم علوی
حدیث کی ابتدائی تحریری میراث	عبدالسلام قدوائی ندوی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اصولِ فقہ کی تدوین کی تاریخ — علی احمد
اقتصادی توازن کی جدید فکر — شاہ عزالدین احمد
قرآن سے نفع حاصل کرنے کی شرطیں اور موانع — ابوالحسن علی ندوی

مجلہ ''الندوہ'' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء:

ہم مجلہ ''الندوہ'' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء کو پیش کرتے ہیں، تاکہ اس کا معیار و مقام معلوم ہو سکے:

علامہ سید سلیمان ندوی مجلہ ''الندوہ'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''اس مجلّے نے شاید سیکڑوں برس کے بعد علمائے کرام کی سطحِ جامد میں حرکت پیدا کی۔ اب تک علمائے کرام کے تحقیقاتی مسائل، منطق، عقائد اور فقہ کے چند ایسے مسائل پائے جاتے تھے، جن پر گو بہت کچھ لکھا جا چکا تھا پھر بھی جو آتا تھا وہ انہی کو دوہرا دوہرا کر اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرتا تھا۔ منطق و فلسفہ کی بعض درسی کتابوں کی شرحیں لکھنا، تعلیقات لکھنا، غیر مفید مناظرانہ مسائل تالیف کرنا، یہ علمائے کرام کے مشاغل تھے۔ حالانکہ زمانے کا رخ اِدھر سے اُدھر پھر چکا تھا اور حالات نے اسلام اور علومِ اسلامیہ کی خدمت کی کچھ اور ہی ضروریات پیدا کر دی تھیں۔ مجلہ ''الندوہ'' کا بڑا فیض یہ ہے کہ اس نے علماء کرام کے خیالات میں انقلاب پیدا کیا، علمائے کرام کے سامنے جدید مباحث کا دروازہ کھلا۔ اسلام اور علومِ اسلامیہ کی خدمت کے نئے طریقے ان کو نظر آئے۔ زبان و بیان کے انداز اور پیرائے معلوم ہوئے۔ اس کو پسند کرنے والے اور ناپسند کرنے والے دونوں ہی اس کو پڑھ کر اس کے مطابق لکھنے کی کوشش کرنے لگے''۔(۱۵۷)

ڈاکٹر شیخ اکرام لکھتے ہیں کہ ''مجلہ ''الندوہ'' نے امتِ مسلمہ کی عظیم علمی خدمت انجام دی، ندوۃ العلماء کی دعوت کو وسیع تر کیا، نوجوان نسل کی کارکردگی اور ان کی تربیت میں معاونت کی''۔(۱۵۸)

مولانا عبدالحلیم شرر نے مجلہ ''الندوہ'' کے فضل و مرتبہ کا اعتراف ان الفاظ میں کیا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کہ ''علامہ شبلی نعمانی کا اہم کام ''الندوہ'' تھا، جس نے مسلمانوں کے لیے بہت سا محققانہ تاریخی سامان فراہم کر دیا اور اس کے سلسلہ میں علامہ نے بڑے اہم مسائل میں تحقیق و تدقیق سے کام لیا''۔(۱۵۹)

مولانا امداد صابری لکھتے ہیں کہ ''مجلہ ''الندوہ'' میں دقیق علمی ابحاث شائع ہوئیں، اس کا معیار، طباعت اور نشر و اشاعت کے اعتبار سے بہت بلند تھا''۔(۱۶۰)

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں کہ ''مجلہ ''الندوہ'' سے میری پسندیدگی ایسی بڑھی کہ میری نگاہ میں دوسرے پرچوں کی اہمیت باقی نہیں رہی''۔(۱۶۱)

مولانا مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں کہ ''علامہ شبلی نعمانی نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ایک علمی اور وقیع مجلہ ''الندوہ'' کے نام سے نکالا۔ تاکہ تحریکِ ندوۃ العلماء اور اس کے دارالعلوم کی دعوت کو عام کر سکیں اور علومِ اسلامیہ کو زندہ کر کے ان میں روح پھونک سکیں۔ یہ سن کر پڑھنے والے خوش ہوں گے کہ اس مجلّے نے ایسی کامیابی حاصل کی کہ اس کی آغوش میں ایسے مشہور و معروف اہلِ قلم کی تربیت ہوئی، جنہوں نے ہندستان میں اسلامی تہذیب کی خدمت و نگرانی کی۔ یہ اس وجہ سے کہ علامہ شبلی نعمانی اپنے گوناگوں کاموں کی وجہ سے بذاتِ خود اس کی ادارت کا کام نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنے چیدہ و ممتاز طلباء کو یہ کام سپرد فرما دیتے تھے۔ اس کی ادارت کا کام وقتاً فوقتاً بہت سے ماہر اساتذہ نے کیا، جیسے ابوالکلام آزاد، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی اور اکرام اللہ خان وغیرہ۔ حق یہ ہے کہ علامہ شبلی نعمانی نے اس مجلّے کے ذریعے امتِ مسلمہ، علومِ اسلامیہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء اور اس کے طلباء کی ایسی خدمت کی جو ہر اس شخص کے لیے واجبِ شکر ہے جس نے اس سے استفادہ کیا، اس کے علمی سمندر سے چلّو بھرے اور اس میں موجود مواد سے سیرابی حاصل کی''۔(۱۶۲)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد علی جوہر اور صحافت

مولانا محمد علی جوہر(۱) ان عظیم شخصیات میں ہیں جنہوں نے صحافت کو درجۂ کمال تک پہنچایا۔ انہوں نے دو اخبار نکالے ہفت روزہ ''کامریڈ'' (انگریزی) اور روزنامہ ''ہمدرد'' (اردو)، ہم ان دونوں اخباروں پر تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں:

(الف) ہفت روزہ رسالہ ''کامریڈ'' (انگریزی)

۱۹۱۰ء میں مولانا محمد علی جوہر نے ملازمت سے استعفیٰ دیا۔ تاکہ فراغت کے بعد عوام کو قریب سے دیکھ سکیں اور مسلمانوں کے مسائل کا حل پیش کرسکیں۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے انہوں نے صحافت کو بہترین ذریعہ سمجھا۔ کلکتہ اس وقت ہندوستان کی راجدھانی تھا۔

---

(۱) مولانا محمد علی جوہر ۱۸۷۸ء میں رامپور میں پیدا ہوئے۔ وہ دو سال کے تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ ان کی اور ان کے بھائی مولانا شوکت علی کی پرورش ان کی والدہ نے کی اور ان دونوں کی شخصیت کی تعمیر میں ان کا بڑا حصہ تھا۔ وہ ان ماؤں میں سے تھیں جنہیں تاریخ کبھی نہیں بھول سکتی۔ بی اماں کے نام سے مشہور تھیں۔ مولانا محمد علی جوہر نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر گورنمنٹ اسکول میں داخلہ لیا۔ علی گڑھ سے بی، اے کیا۔ پھر جدید تاریخ کے موضوع پر آکسفورڈ یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ملک واپسی کے بعد رامپور یونیورسٹی میں مدیر تعلیم ہوگئے۔ پھر بڑودہ ریاست میں ملازم ہوئے۔ لیکن آخر میں اس نتیجہ پر پہنچے کہ صرف صحافت ہی وہ راستہ ہے، جس کے ذریعہ وہ اپنے نظریات عوام تک پہنچا سکتے ہیں، اس لیے ملازمت سے استعفیٰ دے کر ۱۴ر جنوری ۱۹۱۱ء میں کلکتہ سے انگریزی میں ہفتہ روزہ ''کامریڈ'' نکالنا شروع کیا۔ جنوری ۱۹۱۳ء سے ایک اردو روزنامہ ''ہمدرد'' دہلی سے نکالا۔ اپنے ان اخباروں کی وجہ سے وہ انگریز حکومت کے عتاب کا شکار ہوئے اور ان کو عدالت میں پیش ہونا پڑا، الزام تھا کہ وہ مسلمانوں کو انگریز فوج میں بھرتی ہونے سے روکتے ہیں۔ یہ عدالتی فیصلے ڈاکٹر سعید رمضان کے مجلہ ''المسلمون'' میں شائع ہوئے۔ جولائی ۱۹۲۱ء میں وہ خلافت کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے۔ انہی کی زیرِ قیادت وفدِ خلافت نے یورپین ممالک کا دورہ کیا۔ دسمبر ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس میں لندن جاکر شرکت کی، وہاں ان کی صحت بگڑ گئی اور ۴ جنوری ۱۹۳۱ء لندن میں وفات پائی۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ۔ ان کا جسمِ مبارک بیت المقدس منتقل کیا گیا اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ملازمت سے استعفیٰ دے کر مولانا محمد علی جوہر کلکتہ گئے اور انگریزی ہفت روزہ ''کامریڈ'' نکالا۔ ''کامریڈ'' کے نام سے یہ دھوکا نہ ہو کہ یہ کمیونسٹ نظریات کا حامل رسالہ تھا، بلکہ یہ خالص اسلامی رسالہ تھا اور آج تک اس جیسا دوسرا کوئی رسالہ انگریزی میں نہیں نکل سکا۔

کلکتہ سے ''کامریڈ'' کا پہلا پرچہ ۱۴ رجنوری ۱۹۱۱ء کو نکلا۔ لیکن جب ہندوستان کی راجدھانی کلکتہ سے دہلی منتقل ہوئی، تو ''کامریڈ'' بھی ۱۴ ستمبر ۱۹۱۲ء سے دہلی سے نکلنا شروع ہو گیا۔

مولانا محمد علی جوہر نے مئی ۱۹۱۳ء سے قسط وار ایک مضمون ''کامریڈ'' میں ''مقدونیا آؤ اور ہماری مدد کرو'' Come over to Mecdonia and help us کے عنوان سے لکھنا شروع کیا، تو حکومت نے اس مضمون پر ان سے دو ہزار روپے ضمانت طلب کی۔ ابھی چند ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ ۱۹۱۴ء میں ترکی نے جرمنی کے ساتھ جنگ میں شرکت کا اعلان کر دیا۔ ''مولانا محمد علی جوہر نے ایک سخت اور قوی مضمون ''ترکوں کا اختیار'' Choice of the Turks کے عنوان سے لکھا۔ یہ مضمون انہوں نے لندن ٹائمز کے جواب میں لکھا تھا، (۱۴۳)، انگریز حکومت کے لیے یہ مضمون آگ پر تیل کی طرح تھا، حکومت نے سابقہ ضمانت ضبط کر کے مزید دس ہزار روپے کی ضمانت طلب کی۔ یہ ضمانت ''کامریڈ'' کی طاقت سے باہر تھی۔ اس لیے ضمانت پیش نہ کی جا سکی اور ۲۶ رستمبر ۱۹۱۴ء کو ''کامریڈ'' بند کرنا پڑا۔ یہ اس رسالے کی آخری اشاعت تھی جس میں یہ مضمون چھپا تھا۔

۳۱ راکتوبر ۱۹۲۴ء کو ''کامریڈ'' دوبارہ نکلا مگر ایک سال چند ماہ سے زیادہ نہ چل سکا۔ ۲۲ رجنوری ۱۹۲۶ء کو بھاری مالی ضمانتیں دینے اور دوسرے بڑے اخراجات کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

''کامریڈ'' کا سب سے اہم جز مولانا محمد علی جوہر کا تحریر کردہ اداریہ ہوتا تھا، اس میں تمام موجودہ حالات واحوال پر تبصرہ و تحقیق ہوتی تھی۔ اس میں وہ متعلقہ مسئلے پر اپنی قیمتی اور مفید رائے تحریر کرتے تھے۔ اس کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

The Comrade.

A Weekly Journal. Edited by Mohamed Ali.

Stand upright, speak thy thought, declare
The truth thou hast, that all may share.
Be bold, proclaim it everywhere.
They only live who dare!

—*Morris.*

Vol. 1. No 1. Calcutta : Saturday, January 14, 1911. Annual Subscription Indian Rs. 12 Foreign £1.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کس چیز کو لینا اور کس سے اجتناب کرنا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقے میں مولانا محمد علی جوہر کی آراء کو خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ جو چیز ان کے اس اداریے کو مزید اہمیت دیتی اور جاندار بناتی تھی وہ مولانا کا طرزِ نگارش، طریقۂ بیان، طرزِ ادا اور زبان کی سلاست و پختگی تھی۔ ''کامریڈ'' اپنی زبان اور اسلوبِ بیان کی وجہ سے انگریزوں کی نظر میں بھی تسلیم شدہ تھا۔ کیونکہ مولانا محمد علی جوہر کو انگریزی ادب کے ہر پیچ وخم سے واقفیت اور اس کے رموز ونکات کی جانکاری تھی۔ انگریزی زبان پر ان کی قدرت ومہارت کا اعتراف بہت سے انگریز نقادوں نے بھی کیا ہے۔

''کامریڈ'' میں مقامی و عالمی سیاست اور علمی موضوعات پر قیمتی مقالے شائع ہوتے، ایک ادبی صفحہ بھی ہوتا تھا، جس میں کوئی ادبی قصہ یا شعری قصیدہ ہوتا تھا، ایک کالم مزاحیہ، نکاہی رنگ لیے ''نکت'' کے عنوان سے ہوتا، جسے ولایت علی بمبوق لکھتے تھے۔ اس میں حالاتِ حاضرہ پر بامقصد مزاحیہ نقد ہوتا تھا اس کے دوسرے اہم کالموں میں ''لندنی ڈاک'' اور ''ترکی ڈاک'' کو بھی خاص اہمیت حاصل تھی۔

مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی لکھتے ہیں کہ ''انہوں نے ہفت روزہ انگریزی رسالہ ''کامریڈ'' نکالا، جسے انگریز ادیبوں اور حکام کی پسندیدگی حاصل تھی''۔ (۱۶۴)

رسالہ ''کامریڈ'' کے مقاصد:

رسالہ ''کامریڈ'' کے پیشِ نظر حسبِ ذیل مقاصد تھے:

۱۔ مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ میں سیاسی بیداری۔

۲۔ مسلمانوں کے نقطۂ نظر کو اس وقت کے حکمراں طبقے تک پہنچانا۔

۳۔ اپنے پڑوسی ہندو بھائیوں کے سامنے اسلام کے نظریات کو پیش کرنا اور ان کی توضیح ووضاحت۔

۴۔ اسلامی فکر کو مسلم اور غیر مسلم اقوام تک پہنچانا۔

۵۔ عالمی پیمانے پر وحدتِ اسلامی کے لیے سعی وکوشش اور یہ ذہن نشین کرانا کہ تمام اسلامی معاشرے جہاں بھی ہیں وہ ایک اسلامی خاندان کے اعضاء ہیں۔ ان کے قضایا و مسائل

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مشترک اور ایک ہیں۔

مولانا محمد علی جوہر کی نظر میں صحافت:

مولانا محمد علی جوہر کے میدانِ صحافت میں قدم رکھنے کے وقت ملک انگریز سامراج کے پنجۂ فولادی میں تھا۔سیاسی حالات ابتر تھے۔مسلمانوں نے اپنی آٹھ سوسالہ حکومت کو کھودیا تھا،صحافت کی آزادی کو سلب کرلیا گیا تھا،سیاسی عدمِ استقرار تھا،عالم اسلامی کا شیرازہ بھی افسوسناک حد تک منتشر تھا،جو کہ بین الاقوامی سازشوں اور سیاسی بندشوں کا شکار تھا۔اس وقت قلم کی تلوار کو بے نیام کر کے مولانا محمد علی جوہر میدانِ صحافت میں داخل ہوئے۔انہوں نے ان ذمہ داریوں کو محسوس کیا،جو حالات کی نزاکت نے ان پر ڈالی تھیں۔جب مولانا محمد علی جوہر جیل میں تھے،جس کی وجہ سے کچھ فرصت مل گئی تھی اور آکسفورڈ یونیورسٹی میں مولانا محمد علی جوہر کا موضوع ''تاریخِ جدید'' رہا تھا،اس مناسبت سے مولانا عبدالماجد دریابادی نے مولانا محمد علی جوہر کو لکھا کہ جیل کے زمانے میں تاریخ پر کچھ لکھ دیجئے تو مولانا محمد علی جوہر نے جواب میں تحریر کیا کہ'' آپ نے مجھے رائے دی ہے کہ میں جیل کے زمانے میں تاریخ پر کوئی کتاب لکھوں،تو کیا جس وقت اغیار تاریخ سازی میں مشغول ہوں تو میں تاریخ نویسی میں لگا رہوں؟نہیں،اے میرے عزیز دوست!نہیں،میرا دماغ اور میرا دل دونوں اس وقت جس عالم میں ہیں وہاں تصنیف وتالیف جیسی تفریحات کی گنجائش کہاں؟'' (۱۶۵)

مولانا محمد علی جوہر کا مقصد یہ تھا کہ یہ وقت تاریخ لکھنے کا نہیں بلکہ تاریخ بنانے کا ہے اور ہندوستان اور عالم اسلام کے حالات نے مجھے اس قابل چھوڑا ابھی نہیں کہ تصنیف وتالیف کا کام کرسکوں۔مولانا محمد علی جوہر نے جب صحافت کو اختیار کیا تو صحافت پر ایک طویل مضمون لکھا،جس میں انہوں نے اچھی صحافت کی بنیادوں اور اس میں داخل ہونے والے کی ذمہ داریوں کو بیان کیا۔مولانا محمد علی جوہر تحریر فرماتے ہیں کہ'' جو شخص صحافت کو اختیار کرے وہ اپنی تحریر کردہ ہر چیز میں دقّت وصحت اور باریکی وسچائی کو ملحوظ رکھے،اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے دل میں ہمیشہ یہ احساس ہونا چاہیے کہ اس کا قلم جو کچھ لکھے گا وہ مؤرخ کے لیے بنیاد ہوگا اور اس کے لکھے کو بنیاد بنائے گا، وہ اس پر اپنی عمارت تعمیر کرے گا، صحافی وہ نہیں جو صرف عوام کی بات کو نقل کر دے، بلکہ اس پر عوام کی رہبری کرنا بھی واجب ہے۔ اس کے لیے یہ بھی مناسب نہیں کہ جس چیز کا مطالبہ عوام کر رہے ہوں اس میں وہ واقعیت وحقیقت اور خیر وفلاح سے صرفِ نظر کرتے ہوئے محض عوام کی خوشنودی کے لیے اس کی تائید کرے، بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ حق کو واضح کرے اور ان کو سچائی وصحیح کا سبق سکھائے''۔(۱۶۶)

مولانا محمد علی جوہر کا سیاسی موقف:

ہندوستان ہو یا بیرونِ ہند، مولانا محمد علی جوہر کو مسلمانوں کے مسائل سے خاص دلچسپی تھی، وہ ہر طرح ان کا لحاظ وخیال رکھتے، ان کے مواقف کی تشریح وتوضیح کرتے، گویا کہ انہوں نے اپنی ذات کو مسلمانوں کے مفادات کی نگہداشت اور ان کے دفاع کے لیے وقف کر دیا تھا۔

مولانا محمد علی جوہر بالکل ابتداء سے ہی ''تحریکِ خلافت''(۱) سے وابستہ ہوگئے تھے۔ اس وقت ہندوستان میں تین بڑی سیاسی پارٹیاں تھیں، کانگریس، مسلم لیگ اور تحریکِ خلافت۔ کانگریس میں ہندو زیادہ تھے اور مسلمان کم، مسلم لیگ کو اس وقت تک مسلمانوں کی اکثریت کی تائید حاصل نہ تھی، جس جماعت کے ساتھ مسلمان تھے وہ ''تحریکِ خلافت''

(۱) ''تحریکِ خلافت'' آزادی سے پہلے ایک عظیم تحریک تھی۔ یہ تحریک لکھنؤ میں ۱۹۱۹ء میں ''ہندوستانی اسلامی کانفرنس'' کے اجلاس میں قائم ہوئی۔ اس اجلاس میں درج ذیل قراردادیں پاس ہوئیں: (۱) مسلمان اس جشن صلح کا مقاطعہ اور بائیکاٹ کریں، جو جنگ کرنے والے ممالک ترکی سے ماننے کو طلب کر رہے تھے۔ یورپین ممالک کی طرف سے ترکی پر انتہائی غیر مناسب شروط مسلط کی گئی تھیں۔ تحریکِ خلافت کا مسلمانوں سے مطالبہ تھا کہ وہ اس دباؤ کی مخالفت کریں۔ (۲) انگریز حکومت سے مسلمان ہر قسم کا تعاون منقطع کریں۔ (۳) مسلمان انگریزوں سے اقتصادی تعلقات ختم کریں۔ اس تحریک کے مقاصد میں سے تھا کہ خلافت عثمانیہ کی تائید کی جائے، اس کے مقاصد ومفادات کی رعایت ونگہداشت کی جائے اور انگریز حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ وہ ترک مخالف محاذ سے خود کو الگ کر لے ورنہ مسلمان حکومت کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ اس تحریک کے پہلے صدر سر یعقوب تشوتانی (باقی اگلے صفحہ پر)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تھی، شاید مولانا محمد علی جوہر کی شخصیت مسلمانوں کو اس تحریک کے ساتھ جمع کرنے میں اہم عامل تھی، انہیں عوام کی بے مثال تائید حاصل تھی۔

تحریکِ خلافت نے ایک مختصر مدت تک کانگریس کے تال میل رکھا۔ لیکن جب گاندھی جی نے تحریکِ عدمِ تعاون سے دست برداری اختیار کی تو یہ کلی کھلنے سے پہلے ہی مرجھا گئی۔ کانگریس کے اس رویّے سے مولانا محمد علی جوہر بہت دل برداشتہ ہوئے۔ ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ کانگریس نے انگریز حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی جو نہرو رپورٹ (۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) تھے۔ محمد علی جوہر اور شوکت علی بھی اس میں شامل تھے۔ کانگریس نے بھی تحریکِ خلافت کا ساتھ دینے کا اعلان کیا۔ پھر تحریکِ خلافت کے مقاصد میں کانپور میں منعقد کانفرنس کے بعد ملک کی آزادی کا منشور بھی داخل ہوگیا۔ یونان نے ترکی پر ۱۹۲۲ء میں حملہ کردیا۔ جب حالات بہت ابتر ہوگئے تو کمال اتاترک نے ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کا اعلان کردیا۔ یہ اعلان ہندستان میں تحریکِ خلافت کے لیے موت کا پیغام اور اس کے مؤیدین اور کام کرنے والوں کے لیے زبردست صدمہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تحریک زیادہ نہیں چلی اور تاریخ کے صفحات میں روپوش ہوگئی۔ تحریک خلافت کے تین بنیادی مقاصد تھے: (۱) خلافت عثمانیہ کے بقاء و وجود کے لیے ہر ممکن سعی و کوشش کرنا۔ (۲) جزیرۃ العرب اور اماکن مقدسہ مسلمانوں کے قبضہ میں رہنے کی کوشش کرنا۔ (۳) آخر میں ان مقاصد کے ساتھ ملک کی آزادی، انگریزوں سے ترکِ موالات اور انگریز حکومت کا بائیکاٹ بھی اس کے مقاصد میں شامل ہوگئے تھے۔ تحریکِ خلافت کی ناکامی کے تین بنیادی اسباب تھے: (۱) خلافتِ عثمانیہ کا ۱۹۲۴ء میں ختم ہونا۔ (۲) تحریکِ خلافت میں اندرونی اختلافات کا ہونا۔ (۳) حکومت کے بائیکاٹ اور ترکِ موالات کے مسئلہ میں گاندھی جی کی اپنی تائید واپس لینا۔

(۱) کانگریس آزادی کی جنگ لڑ رہی تھی۔ ہندو مسلم اختلافات سے اُسے ہر قسم کے فوائد اٹھانے کا موقع مل رہا تھا۔ کانگریس فرقہ وارانہ مسائل حل کرنا چاہتی تھی، لیکن وہ ہندو اکثریت کو ناراض بھی کرنا نہیں چاہتی تھی۔ کانگریس نے ۱۹۲۸ء میں دہلی میں ایک "آل پارٹیز کانفرنس" منعقد کی، تاکہ ہندوستانیوں کی طرف سے کوئی دستور تیار کیا جائے، پھر ایک کمیٹی موتی لال نہرو کی صدارت میں بنادی گئی کہ وہ ایک دستور بنا کر فرقہ وارانہ مسائل کے حل کی صورت بھی تجویز کرے۔ بہار کے سر امام اور یوپی کے شعیب قریشی بھی نامزد کیے گئے۔ اس کمیٹی کی طرف سے نہرو رپورٹ تیار ہوئی اس میں صوبوں کو مکمل آزادی نہیں دی گئی، بلکہ دہلی کی مرکزی حکومت کو ان پر مسلط کیا گیا، تاکہ کسی صوبے میں مسلمانوں کی اکثریت قائم نہ رہے اور اگر رہے تو بے اثر رہے۔ چنانچہ اس غرض سے ایک مرکزی مجلس مقننہ بنائی گئی۔ شعیب قریشی نے اس کے آخر میں اختلافی نوٹ دیے اور ایک پریس بیان میں اعلان کیا کہ یہ رپورٹ مسلمانوں کے لیے مضر ہے۔ پٹنہ میں صوبہ بہار آل پارٹیز مسلم کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کی صدارت مولانا محمد علی جوہر نے کی۔ اس میں انہوں نے نہرو رپورٹ کی مخالفت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ "میں نہ ہندو راج چاہتا ہوں اور نہ مسلم راج، میں تو سوراج چاہتا ہوں۔ اس رپورٹ کے مطابق حکومت ہندوؤں کی ہوگی۔ آج ان کونسلوں میں جہاں ۲۰ اور ۶۰ کا تناسب ہے، کیا حال ہے؟ ان حالات کے تحت اگر اقلیت کچھ تحفظ چاہے تو پھر کس طرح اسے خلاف فطرت قرار دیا جاسکتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے نام سے جانی جاتی ہے، اس میں ان مطالبوں کو پیش کیا گیا تھا جو کانگریس کے سامنے تھے۔ اس رپورٹ میں ہندوؤں کے مفادات کو تو ملحوظ رکھا گیا لیکن مسلمانوں کے مفادات سے چشم پوشی کی گئی۔ مولانا محمد علی جوہر نے اس رپورٹ پر تنقید کی، جس کی وجہ سے کانگریس سے ان کے تعلقات بگڑ گئے۔

مولانا محمد علی جوہر کا نظریہ یہ تھا کہ ہندو مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں۔ ان کی تمام تحریریں اس پر شاہد ہیں۔ اس لیے ان دونوں کو ایک قوم سمجھنا ممکن نہیں۔ اپنے عقائد، بنیاد، اصول اور طرزِ معیشت میں ہر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔ چوں کہ ان کے درمیان مشابہت کا فقدان ہے اور دونوں ایک دوسرے کے برعکس ہیں، اس لیے امن وامان سے رہنا اس وقت تک ممکن نہ ہوگا جب تک کہ پہلے سے ایک ایسا سیاسی تصفیہ نہ ہو جائے، جس میں ہر ایک کے حقوق ومفادات کی تحدید ہو، ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ہندوستانی مسائل کا حل کسی ایسے ملک کی طرح کرنا مناسب نہیں، جہاں ایک ہی قوم رہتی ہو۔

مولانا محمد علی جوہر نے اپنی تمام سعی وکوشش اس بات پر صرف کردی کہ ملک کو انگریزوں کے چنگل سے آزاد کرایا جائے، وہ ایک مخلص اور سمجھ دار مسلمان کی حیثیت سے یہ ضروری سمجھتے تھے کہ مسلمان انگریزوں کی غلامی سے نجات پائیں۔ انھوں نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ ''انسان جیسا کہ اسلام بتاتا ہے صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس غلامی نے اُسے تمام قیود سے آزاد کر دیا ہے، اب اگر انسان اللہ عزوجل کا بندہ ہے تو پھر اس کو غیر اللہ کی بندگی مطلقاً نہیں کرنا چاہیے''۔ (۱۶۷)

مولانا محمد علی جوہر نے ملک کی آزادی کے لیے جو کوششیں کیں ان کا ہر شخص معترف ہے۔ انھوں نے اپنے اخباروں کو اس کے لیے وقف کر دیا تھا اور اس مقصد کے حصول کے لیے اپنے آخری سانسوں تک جنگ کی۔ ہم ذیل میں ان کی اس تقریر کا ایک ٹکڑا نقل کرتے ہیں جو انھوں نے گول میز کانفرنس لندن میں کی، اس وقت وہ سخت بیماری کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لپیٹ میں تھے، اعضاء وجوارح کمزور ہو چکے تھے، ڈاکٹروں نے گفتگو نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا، لیکن انہوں نے پھر بھی تقریر کی اور فرمایا کہ "میں ایک حقیقت کا اظہار کر دوں کہ آج میں جس مقصد سے یہاں (برطانیہ) آیا ہوں وہ یہ ہے کہ میں اپنے ملک (ہندوستان) اسی حالت میں واپس جاؤں گا جب میرے ہاتھ میں آزادی کا پروانہ ہوگا، ورنہ میں ایک غلام ملک (ہندوستان) میں واپس نہیں جاؤں گا، میں ایک غیر ملک (برطانیہ) میں (جو آزاد ہے) مرنے کو ترجیح دوں گا اور اگر آپ نے مجھ کو ہندوستان کی آزادی نہیں دی، تو پھر آپ کو یہاں مجھے قبر کے لیے جگہ دینا ہوگی"۔ (۱۶۸)

مولانا محمد علی جوہر دنیا کے تمام مسلمانوں کے درمیان وحدت کو ضروری سمجھتے تھے، اس طرح کہ ان کے مسائل ومشکلات ایک ہوں، ہر مسلمان کا شعور واحساس اپنے مسلمان بھائی کے لیے ایک جسم کی طرح ہونا چاہیے۔ چاہے وہ دنیا کے کسی بھی علاقے میں رہتا ہو، ایک عضو کی تکلیف سے تمام اعضاء تکلیف محسوس کریں۔

عبد السلام خورشید لکھتے ہیں کہ "مولانا محمد علی جوہر کی اسلامی فکر بین الاقوامی سطح کے اعتبار سے یہ تھی کہ پہلے تمام اسلامی ممالک سامراج سے نجات حاصل کریں، پھر سب آپس میں انتہائی نزدیکی تعلقات قائم کریں، شاید یہ وہی آواز تھی جسے جمال الدین افغانی اور شیخ عبدہٗ نے اٹھائی تھی"۔ (۱۶۹)

مولانا محمد علی جوہر کا خلافت عثمانیہ سے گہرا تعلق تھا۔ اسی وجہ سے ان کے مضامین ومقالات میں ترکی کا حصہ بہت زیادہ ہے۔ تاریخ کبھی ان کلمات کو نہیں بھول سکتی، جو انہوں نے بلقان وطرابلس کی جنگ سے متعلق لکھے ہیں۔ یہ طاقتور وہنگامہ خیز اور پرشور کلمات ان کے افکار وخیالات کے عکاس تھے۔ انہوں نے اپنے اخبار کو ترکی کی مدد ونصرت اور اس کے مفادات کی حمایت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ترکی سے ان کا رشتہ اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ انہوں نے "کامریڈ" میں ایک کالم ترکی کے حالات سے متعلق خاص کر دیا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسالہ ''کامریڈ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم ذیل میں ''کامریڈ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین نقل کرتے ہیں، تاکہ ان سے اس کی نوعیت اور اس کے مقام کا اندازہ ہوسکے۔ یہ مضامین زیادہ تر مولانا محمد علی جوہر کے قلم سے ہیں:

اسلامی معاشرہ۔

اسلام انگلینڈ میں۔

حکومتی حلقوں میں مسلم نمائندگی۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو کیسا ہونا چاہیے؟

مسلم صحافت اور قانونِ صحافت۔

اسلام ''روس'' میں۔

اسلام ''ساؤتھ افریقہ'' میں۔

پیغام جو کہ اس کے لکھنے والے کو نہیں ملا۔

مسلمان کانگریس میں۔

مسٹر جناح اور کانگریس وفد ''لندن'' میں۔

رسالہ ''کامریڈ'' کا اداریہ:

رسالہ ''کامریڈ'' کے اداریے بڑی اہمیت رکھتے تھے۔ ان میں عام طور پر مسلمانوں کے موجودہ مسائل ومشکلات کی گہری تحقیق اور دقیق معالجہ، نفع بخش ارشادات، تحقیق اور گہرائیوں کی تلاش ہوتی تھی۔ یہ اداریے ایسے آنسو نہیں ہوتے تھے جو کسی عظیم خسارے پر بہائے جائیں۔ نہ وہ ایسی آہ وزاری ہوتے تھے جو کسی کے دل کی گہرائیوں سے ابھری ہو اور جس نے اپنی قوم میں ناامیدی وناکامی کو دیکھا ہو۔ بلکہ وہ ایک پکار تھے جو میدان کارزار میں بلند کی جاتی ہے، جس میں شجاعت وبہادری اور امیدیں اور توقعات ہوتی ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ اداریے جہاں اپنے لکھنے والے کی طاقت وقوت، تازگی و مستعدی اور ایمانی حرارت کا پتہ دیتے تھے وہیں دوسروں میں بھی جوش وولولہ، طاقت وقوت اور حرارت وگرمی پیدا کرتے تھے اور انہیں ہر قسم کے ناسازگار حالات کا مقابلہ کرنے پر ابھارتے تھے۔

رسالہ ''کامریڈ'' کے اداریے اس زمانے کے اہم واقعات اور مہتم بالشان حوادث وحالات کے تاریخی دستاویز کا حکم رکھتے ہیں۔ رسالہ ''کامریڈ'' کا خلافت عثمانیہ سے متعلق اسلامی موقف اُس وقت تھا جب انگریزوں کی دشمنی مسلمانوں سے بامِ عروج پر تھی اور تمام مغربی طاقتیں اسلام کے خلاف متحد ہوگئی تھیں۔ اہل قلم کے قلم انگریز حکومت کے خلاف لکھنے سے کانپتے تھے۔ اس وقت مولانا محمد علی جوہر نے ''خلافت عثمانیہ''، ''ہندوستانی مسلمانوں کی انگریز سامراج کی طرف سے نگرانی''، ''جرمنی کے ساتھ ترکوں کا معاہدہ'' اور ''مسجد کانپور کی شہادت'' جیسے موضوعات پر وضاحت وصراحت سے تحریر کیا اور انگریز حکومت کے سخت دباؤ کا مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ انگریز حکومت مسجد کانپور کی شہادت پر اپنے رنج وغم کا اظہار کرنے پر مجبور ہوئی۔

ہم ذیل میں تلخیص کے ساتھ رسالہ ''کامریڈ'' کے اداریوں کی سرخیاں نقل کرتے ہیں، تاکہ اندازہ ہوسکے کہ کس طرح اس بیباک صحافی نے نڈر ہوکر اپنے سینے کے دردوالم کو صفحۂ قرطاس پر تحریر کیا:

ترکوں کی پسند، اس اداریہ میں انہوں نے اس معاہدہ کی تائید کی جو ترکوں نے جرمنی کے ساتھ کیا تھا۔

مسجد کانپور کی شہادت۔

برطانیہ اور ممالکِ اسلامیہ۔

گائے ذبح کرنے کے خلاف تحریک۔

مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان تعلقات۔

مصر۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

البانیا۔
بنگال میں اسلامی تعلیم۔
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔
برطانوی عدل وانصاف کے نمونے۔

رسالہ ''کامریڈ'' کی خصوصیات:

رسالہ ''کامریڈ'' کی اہم خصوصیات حسبِ ذیل تھیں:

۱۔ ''کامریڈ'' اسلامی صحافت کا وہ پہلا علمبردار تھا، جس نے معیاری اور درست انگریزی زبان میں دین اسلام کا تعارف کرایا اور بین الاقوامی سطح پر اسلامی مسائل وقضایا کا دفاع کیا۔

۲۔ ''کامریڈ'' کا معیار طباعت واشاعت بیرونِ ہند سے نکلنے والے اخبارات ورسائل سے کم نہ تھا۔

۳۔ ''کامریڈ'' نے مسلمانوں میں سیاسی بیداری، اسلامی غیرت اور اسلامی وحدت کا شعور پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور تمام باشندگانِ ہند کی فکر میں سنجیدگی اور ان کے افکار میں وسعت پیدا کرنے کی کوشش کی۔

۴۔ ''کامریڈ'' کا ملک کو سامراج سے آزادی دلانے کے لیے راہ ہموار کرنے میں اہم ترین کردار رہا۔

۵۔ ''کامریڈ'' نے ذاتیات اور شخصی موضوعات ومعاملات سے اجتناب کیا۔ وہ ہمیشہ اپنے مقصد اور ہدف سے سروکار رکھتا تھا۔

۶۔ ''کامریڈ'' کو اپنے فکاہی رنگ وتنقید اور انشاء وادب کے اعلیٰ اسلوب کے ساتھ جدت وندرت کے اعتبار سے بھی خاص اہمیت حاصل تھی۔ اپنی انہی خصوصیات کی وجہ سے رسالہ ''کامریڈ'' کو صحافت میں اعلیٰ ترین مقام حاصل تھا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رسالہ ''کامریڈ'' کی اہم خدمت:

رسالہ ''کامریڈ'' نے جو اہم ترین خدمت انجام دی اس کی وضاحت مولانا محمد علی جوہر نے اپنے روزنامہ ''ہمدرد'' میں خود ہی کی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسالہ ''کامریڈ'' نے امتِ مسلمہ کو پراگندگی وانتشار سے نکال کر ایک پلیٹ فارم پر بہت کم مدت میں جمع کیا اور تدریجی طور پر متحدہ سیاست کی طرف ان کی رہنمائی کی، جس سے خود بخود آزادی کی راہ ہموار ہوتی چلی گئی، اگرچہ ہماری آرزوئیں اور تمنائیں ترکی اور عرب ممالک سے متعلق پوری نہیں ہوئیں مگر اتنی کامیابی ضرور ملی کہ انگریز حکومت اس محاذ پر فوج بھیجنے پر قادر نہ ہو سکی، کیونکہ مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو گئے تھے''۔(۱۷۰)

رسالہ ''کامریڈ'' سے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء:

''رسالہ ''کامریڈ'' کے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء ملاحظہ کریں تاکہ اس کا مقام ومرتبہ معلوم ہو سکے:

مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ ''رسالہ ''کامریڈ'' انگریزی میں کلکتہ سے شائع ہونا شروع ہوا، جسے مولانا محمد علی جوہر نے نکالا تھا، پھر دہلی منتقل ہو گیا۔ اس میں بڑے ساحرانہ اسلوب میں انگریزی سیاست پر تنقید کی جاتی تھی''۔(۱۷۱)

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں کہ ''رسالہ ''کامریڈ'' ہندوستانی مسلمانوں کے لیے زندگی کا پیغام تھا۔ اس کی حیثیت ہندوستان میں امتِ مسلمہ کے جسم میں روح کی طرح تھی۔ اس کے صفحات میں علم وادب، سیاست واجتماع، دلکش اسلوب بیان، جدید موضوعات، فکاہی رنگ اور جدت وندرت کے عناصر پائے جاتے تھے''۔(۱۷۲)

امداد صابری لکھتے ہیں کہ ''رسالہ ''کامریڈ'' کو مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ اور یورپین حلقوں میں قبولِ عام حاصل تھا۔ اس کے خریداروں میں خاصی تعداد یورپین اور حکومت کے ملازمین کی تھی اور اس وقت اس کی صدائے بازگشت وگونج ہندوستان اور بیرونِ ہند ہر جگہ تھی''۔(۱۷۳)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جواہر لعل نہرو (سابق وزیر اعظم) لکھتے ہیں کہ ''رسالہ'' کامریڈ'' انگریزی میں شائع ہوتا تھا، وہ مسلمان نسل جو انگریزی تعلیم یافتہ تھی اس پر اس رسالہ نے خاص اثر ڈالا۔ اُسے مولانا محمد علی جوہر نکالتے تھے، جو اسلامی فکر اور آکسفورڈ کی تہذیب کا عجیب وغریب مرکب تھے۔ ان کی زبان ہمیشہ بڑی جاندار وقوی ہوتی تھی۔ ۱۹۱۱ء میں بنگال کی تقسیم کی ختم ہونے سے ان کو بڑا دکھ ہوا، جس سے ان کا ایمان انگریزوں کی حسن نیت سے اٹھ گیا۔ اسی طرح جنگِ بلقان کا ان پر خاص اثر تھا، جس نے انہیں ترکی کے دفاع اور اسلامی تاریخ جس کی نمائندگی ترکی کرتا تھا، لکھنے پر مجبور کیا۔ برطانیہ سے ان کی عداوت و دشمنی بہت بڑھ گئی تھی اور بڑھتی رہی، جب ترکی پہلی عالمی جنگ میں شامل ہو گیا اس وقت انہوں نے ایک مشہور اور بہت طویل (جبکہ وہ ہمیشہ بہت مختصر لکھتے تھے) مضمون ''ترکوں کی پسند'' لکھا، یہ مضمون رسالہ کے بند ہونے کا سبب بنا''۔ (۱۷۴)

شرف الدین پیرزادہ لکھتے ہیں کہ'' ۱۹۱۱ء میں مولانا محمد علی جوہر نے رسالہ ''کامریڈ'' نکالا، جسے یورپین اور اہلِ وطن دونوں میں یکساں مقبولیت حاصل تھی۔ لیڈی ہارڈنگ Lady Harding جو وائس چیئرمین کی بیوی تھیں، اگر کبھی رسالہ ''کامریڈ'' کی طباعت میں دیر ہو جاتی تو وہ بے چینی کے ساتھ ٹیلیفون پر اس کے بارے میں پوچھتیں۔ ایک مرتبہ مشہور واقعہ یہ پیش آیا کہ جب مولانا محمد علی جوہر ''سر فلیٹ ووڈ وِلسَن'' Sir Fleet Wood Wilson سے ملاقات کے لیے گئے جو کہ ہندوستانی انگریز حکومت میں مالی امور کے عہدیدار تھے اور وہ انگلینڈ جانے والے تھے، وِلسَن نے مولانا محمد علی جوہر کو رسالہ ''کامریڈ'' کے بہت سے پرچے دکھلائے، جنہیں وہ مجلہ پنچ Punch کے ایڈیٹر کے لیے جو لندن سے شائع ہوتا تھا لے جا رہے تھے۔ مولانا محمد علی جوہر نے کہا ایڈیٹر کے نام تو رسالہ ''کامریڈ'' پابندی سے بھیجا جاتا ہے؟ وِلسَن نے جواب میں کہا کہ وہ رسالہ ''کامریڈ'' کو ایک بہترین ہدیہ سمجھتے ہیں جو اپنے دوست کو پیش کریں''۔ (۱۷۵)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(ب) صحیفہ "ہمدرد" (اردو)

ہندوستانی صحافت کے سنہری دور میں جن اخباروں نے اسلامی صحافت کی نمائندگی کی ان میں صحیفہ "ہمدرد" سرفہرست ہے۔ اس وقت زمیندار کے علاوہ اور کوئی روزنامہ اس کے مقابلے کا نہ تھا اور حقیقت میں زمیندار کا درجہ "ہمدرد" سے کم تھا، "ہمدرد" زیادہ مقبول تھا اور عوام میں اس کی رائے کی گونج تھی۔ مولانا محمد علی جوہر نے ملازمت سے استعفیٰ اسی مقصد سے دیا تھا کہ وہ عوام کی خدمت کریں اور انہیں ان سے براہ راست اتصال کا موقع ملے۔ جب انہوں نے کلکتہ سے رسالہ "کامریڈ" نکالا تو اسی وقت ان کے دل میں یہ خیال بھی تھا کہ انگریزی میں رسالہ "کامریڈ" کے ساتھ ایک اخبار اردو میں بھی نکالیں، جو عوام کی زبان ہے، تاکہ دونوں مل کر مطلوبہ مقاصد کو حاصل کر سکیں۔ رسالہ "کامریڈ" تعلیم یافتہ طبقہ اور حکومت تک مسلمانوں کی آواز پہنچانے کے لیے جاری ہوا اور دوسرا روزنامہ عوام سے مخاطبت اور ان کی سیاسی تربیت کے لیے ہوا، لیکن بعض دشواریوں اور مشکلات کی وجہ سے ان کی یہ خواہش اس وقت تو پوری نہ ہو سکی، لیکن انہوں نے جون ۱۹۱۳ء میں ایک روزنامہ صحیفہ "ہمدرد" کے نام سے نکالا اور ان کی دیرینہ خواہش کی تکمیل ہوئی۔

صحیفہ "ہمدرد" مختلف دو اوقات میں نکلا۔ پہلی مرتبہ جون ۱۹۱۳ء سے مئی ۱۹۱۵ء تک نکلا۔ لیکن جب مولانا محمد علی جوہر جیل گئے اور اخبار پر سخت نگرانی اور حکومت کا دباؤ رہا تو اخبار بند ہو گیا اور نو سال تک بند رہا۔ دوسری مرتبہ صحیفہ "ہمدرد" نومبر ۱۹۲۴ء سے اپریل ۱۹۲۹ء تک نکلا۔ پھر زبردست مالی خسارے کی وجہ سے بند ہو گیا۔

مولانا محمد علی جوہر کی نگرانی میں اس کے ادارتی گروپ میں مولانا عبدالحلیم شرر، قاضی عبدالغفار، محمد فاروق، عارف ہسوی، احتشام الدین، قاری عباس حسین، محمد جعفری، حسن ریاض اور کبھی کبھی مولانا عبدالماجد دریابادی تھے۔ ان سب کو صحافت کا تجربہ اور اس میں خاص شہرت حاصل تھی۔ یہ "ہمدرد" کی خصوصیت تھی کہ اس میں اتنے قابل و تجربہ کار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

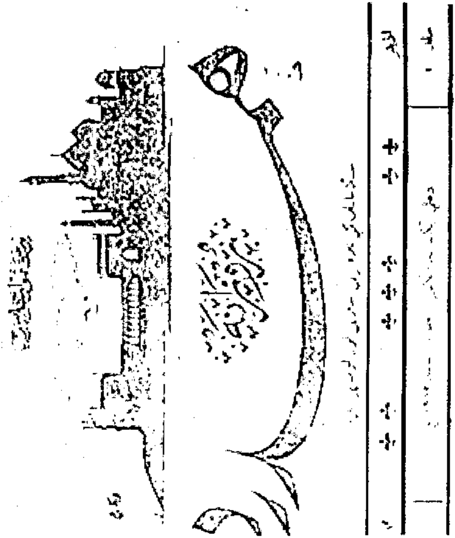

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورلائقِ اعتماد و تعلیم یافتہ اشخاص بیک وقت جمع تھے۔میر محفوظ علی اخبار کے قانونی مشیر تھے۔اس اخبار کا بند ہونا ہندوستانی اسلامی صحافت کے لیے بڑا خسارہ تھا۔کوئی دوسرا اخبار اس کی جگہ نہ لے سکا۔

صحیفہ ''ہمدرد'' ''کوچہ چیلان'' دہلی سے شائع ہوتا تھا۔اس میں عام طور پر ایسے موضوعات ہوتے تھے، جن کا تعلق مسلمانوں کی سیاسی و اجتماعی مسائل سے ہوتا تھا۔اس میں ہندوستانی مسلمانوں کی خبروں کے ساتھ ممالکِ اسلامیہ حجاز، قسطنطنیہ، مصر، شام، عراق، افغانستان کی بھی خبریں ہوتی تھیں۔ایک ادبی کالم بھی ہوتا تھا، جس میں معاشرتی و اصلاحی قصے، قصائد، تنقید، تبصرے اور نئی کتابوں کا تعارف ہوتا تھا۔اخیر زمانے میں ''حکمت و موعظت'' کے عنوان سے ایک کالم کا اضافہ ہوا، جسے زیادہ تر مولانا عبد الماجد دریابادی لکھا کرتے تھے اور قرآن کریم کی بعض آیات مختصر تفسیر کے ساتھ بیان کرتے تھے۔

صحیفہ ''ہمدرد'' کا معیار:

مولانا محمد علی جوہر اپنے اخبار کو جس معیار تک پہنچانا چاہتے تھے، اس کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ''ہم چاہتے ہیں کہ اس اخبار میں بڑی شخصیات شرکت کریں، وہ اعلیٰ طباعت کے ساتھ شائع ہو، ملک کے ہر حصے میں اس کے مراسلین ہوں، جو اہم اور جدید واقعات و معاملات سے مطلع کرتے رہیں، اس میں بلند پایہ اور متنوع موضوعات کی نشر و اشاعت ہو، تاکہ پڑھنے والوں کا دائرہ وسیع ہو اور ان کی ثقافت و معلومات میں اضافہ ہو۔صحیفہ ''ہمدرد'' میں عام طور پر یہ موضوعات شائع ہوتے تھے:

۱۔''یورپین علماء کے سیاسی نظریات۔

۲۔نمائندہ حکومت کی تاریخ۔

۳۔بین الاقوامی قوانین میں ترقی کے مدارج اور موجودہ صورت حال۔

۴۔عالمی طاقتوں کے درمیان معاہدات، گروپ بندیاں اور ان کے اسباب۔

۵۔اقتصادی نظریات۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۶۔ دنیا کے مختلف ملکوں میں تجارت وصناعت۔

۷۔ دنیا کے مختلف ممالک کا بجٹ اور اس پر تحقیق۔

۸۔ دنیوی زبانوں کا ادب اور ان کا نشوونما۔

۹۔ عالمی یونیورسٹیاں۔

۱۰۔ اسلامی ممالک کی ترقی وتنزل پر ایک تحقیق''۔(۱۷۶)

صحیفہ ''ہمدرد'' کے معیار کی بلندی کے لیے مولانا محمد علی جوہر نے جو اصول وضع کیے ان کے بارے میں مشہور ادیب مولانا رئیس احمد جعفری ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ:

۱۔ ''صحافت کو شخصی اختلافات سے پاک وصاف ہونا چاہیے، اس بنیاد پر کسی شخص سے اختلاف کرنے میں نہ تو مبالغہ ہو اور نہ ہی بلا استحقاق تعریف وتوصیف ہو۔

۲۔ تحریر میں لفظی بناوٹ وسجاوٹ اور بلیغانہ محاسن کو ظاہر کرنے کے بجائے وہ لکھا جائے، جو خیال میں آئے اور سادگی وسنجیدگی کو مدنظر رکھا جائے۔

۳۔ اخبار کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان پہلوؤں کو سامنے رکھے جو قوم کے لیے نفع بخش وکارگر ہوں۔

۴۔ روزنامہ اخبار کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحیح خبریں کثیر تعداد میں نقل کرے لیکن اس وقت تک کوئی خبر نقل نہ کرے جب تک کہ اس کے صحیح ہونے پر مطمئن نہ ہو جائے۔

۵۔ یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ اداریہ صرف خانہ پری کے لیے لکھا جائے بلکہ اس کے لکھنے کا خاص اہتمام کیا جائے اور سلگتے موضوعات پر دلجمعی سے لکھا جائے''(۱۷۷)

حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ بنیادی چیزیں تھیں جنہیں ''ہمدرد'' نے اختیار کیا، اسی وجہ سے اس کا معیار بلند ہوا، اس کی نشر واشاعت میں توسیع ہوئی اور اسلامی صحافت میں بلند واعلیٰ مقام حاصل ہوا۔

صحیفہ ''ہمدرد'' کے مقاصد:

روزنامہ ''ہمدرد'' نے جن مقاصد واغراض کو ہمیشہ اپنے مدِنظر رکھا، وہ یہ تھے:

۱۔ عوام تک جو معلومات وواقعات پہنچائے جائیں، ان میں صحت ودقت کا لحاظ ہو۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۲۔ پڑھنے والوں میں اتنی صلاحیت پیدا ہو کہ وہ خود حالات کا تجزیہ کر سکیں۔صحافی حالات کو سمجھے اور پھر عوام کی رہبری کرے۔

۳۔حکومت کے وہ قوانین جن کا تعلق عوام کے مفادات سے ہو،ان قوانین کی عوام کے لیے تشریح وتفسیر۔

۴۔ پڑھنے والوں کے ثقافتی آفاق کو وسعت حاصل ہو۔

۵۔مسلمانوں کے رجحانات ومیلانات سے ان کے پڑوسی ہندوؤں کو واقف کرانا۔

۶۔ملک کے باہر خاص طور سے عالم اسلام کی خبریں شائع کرنا۔

۷۔ہنداور بیرونِ ہند ممالکِ اسلامیہ میں سامراج کی مخالفت۔

۸۔صحیفہ ''ہمدرد'' اسلامی وحدت کا خاص طور پرداعی تھا،مسلمانوں کے مفادات کی نگہداشت اوران کا دفاع کرنا اس کے اہم مقاصد میں ہمیشہ رہا،ان مفادات کا تعلق چاہے ترکی سے ہو یا حرمین شریفین سے،فلسطین سے ہو یا شام وعراق اور مصر سے ہو۔

صحیفہ ''ہمدرد'' کی خصوصیات :

صحیفہ ''ہمدرد'' اپنے متعدد اوصاف وخصوصیات کی وجہ سے ہندوستان میں اسلامی صحافت کے اہم اخباروں میں تھا۔اس کی چند خصوصیات اس طرح ہیں :

ا۔''یہ اخبار جو کچھ بھی نشر کرتا اس میں عوام کی آراء کو ضروری نہ سمجھتا تھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ بلکہ ان کی رہنمائی کرتا اور بتاتا کہ انہیں کیا کرنا چاہیے،اس اخبار میں ہلکی پھلکی ان دلچسپ ورنگین چیزوں کو شائع نہیں کیا جاتا تھا جسے عوام پسند کرتے ہوں۔بلکہ ہمیشہ ایسا مواد پیش کیا جاتا جو بصیرت اور دقّتِ نظر پیدا کرے''۔(۱۷۸)

۲۔''اس صحیفے میں ہمیشہ ایسے مضامین اور مقالے شائع ہوتے تھے،جن میں نوادر کے ساتھ متانت وسنجیدگی کا عنصر غالب ہوتا تھا۔

۳۔سرسید احمد خان کے ''تہذیب الاخلاق'' کے بعد یہ پہلا اردو روزنامہ تھا،جو جدید چھاپہ خانے میں طبع ہوتا تھا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۴۔ ''ہمدرد'' سے پہلے کسی اخبار کے ادارتی اسٹاف میں اتنے تعلیم یافتہ اور اہل فکر ونظر اشخاص جمع نہ ہوئے ہوں گے، جتنے ''ہمدرد'' میں جمع تھے۔

۵۔ اس صحیفے کے نامہ نگار ہندوستان کے مختلف بڑے شہروں میں موجود تھے''۔(۱۷۹)

۶۔ ''ہمدرد'' کا معیار، کاغذ، طباعت، اخراج اور اس میں شائع ہونے والے مضامین اور مقالوں میں قوتِ استدلال کی دل آویزی اور زبان کی شگفتگی کی وجہ سے ہر طرح رسالہ ''کامریڈ'' کے ہم پلّہ تھا، جو لندن سے شائع ہونے والے اخبارات کی ٹکر کا تھا۔

۷۔ ''اس صحیفے میں ایسے مضامین شائع نہیں ہوتے تھے، جو جذبات کو بھڑکانے اور حیرت زدہ کرنے والے ہوں۔ مولانا محمد علی جوہر نے اپنے ادارتی اسٹاف کو اس کی تاکید بھی کی تھی۔ اس لیے صحافت ان کی نظر میں تجارت نہیں بلکہ ایک فرضِ منصبی اور ذمہ داری تھی جسے قوم کی صلاح وفلاح کے لیے استعمال کیا گیا تھا''۔(۱۸۰)

۸۔ ''اس صحیفے کے اسلوب میں بے تکلفی، سلاست اور روانی وسادگی کے ساتھ ادبی رنگ چھایا ہوا تھا۔ اس کی عبارت سادگی کے باوجود خشک نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ اس کے تمام کالم ادبی وغیر ادبی زورِ قلم، قوتِ استدلال اور ادبی لطافت سے بھرپور ہوتے تھے۔ اس میں کبھی فلمی وتجارتی قسم کے گھٹیا اعلانات واشتہارات شائع نہیں ہوتے تھے''۔(۱۸۱)

صحیفہ ''ہمدرد'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

مولانا محمد علی جوہر اپنی صحافتی بصیرت سے رائے عامہ کو متاثر کرنے کا غیر معمولی جوہر رکھتے تھے، حق گوئی، مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے اور ان میں اسلامی جذبات کو ابھارنے کے لیے انہوں نے شمشیرِ قلم کے خوب جوہر دکھائے اور بار بار قیدِ فرنگ کی زینت بنے، اس میں شائع بعض موضوعات کے عناوین اس قسم کے ہوتے تھے:

مسلمانوں اور ہندوؤں میں اتحاد۔

مسلمان اور اللہ کی بندگی۔

مدغاشقر میں اسلام۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جنگِ بلقان۔

صحیفہ ''ہمدرد'' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء:

ہم یہاں صحیفہ ''ہمدرد'' کے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء پیش کرتے ہیں، تاکہ اس کا مقام اور مرتبہ معلوم ہو سکے:

مولانا عبدالماجد دریابادی فرماتے ہیں کہ ''رسالہ ''کامریڈ'' کی دھوم تو مچی ہوئی تھی، ''ہمدرد'' نکلا تو اس کی بھی دھوم مچ گئی، بڑے چھوٹے سب اس کے گرویدہ تھے، اردو صحافت کی تاریخ میں ظاہری و معنوی دونوں حیثیتوں سے گویا ایک نیا باب کھل گیا تھا''۔(۱۸۲)

مولانا رئیس احمد جعفری ندوی لکھتے ہیں کہ ''ہمدرد'' صرف ایک اخبار نہ تھا، بلکہ وہ ایک تحریک و پیغام تھا، عقیدہ و پکار تھا، وہ صحافت میں ایک جدید اسلوب کا موجد تھا، اس سے پہلے کوئی اخبار اس درجہ تک نہیں پہنچا''۔(۱۸۳)

انسائیکلو پیڈیا کے مصنف لکھتے ہیں کہ ''ہمدرد'' ایک بلند مرتبہ اخبار تھا، جس میں سچی خبروں کے ساتھ آراء و مواقف کو اختیار کرنے میں بڑی وقت وباریکی برتی جاتی تھی''۔(۱۸۴)

عبدالسلام خورشید تحریر کرتے ہیں کہ ''روزنامہ ''ہمدرد'' نے صحافتی ٹکنالوجی میں ایک نئی مثال قائم کی اور عوام و جمہور کی آراء کو انتہائی جرأت و اخلاص سے ایک جدید رنگ میں پیش کیا، اس کے اثرات اس وقت ظاہر ہوئے جب دوسری جنگِ عظیم کے بعد انگریز حکومت ہندوستان سے رخصت ہوئی''۔(۱۸۵)

مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ ''مولانا محمد علی جوہر نے ایک اردو اخبار ''ہمدرد'' کے نام سے نکالا، جس نے اپنے سچے لہجہ کی وجہ سے بلند مقام اور قبولِ عام حاصل کیا''۔(۱۸۶)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام آزاد اور صحافت

مولانا ابوالکلام آزاد(۱) بیسویں صدی کے آغاز میں ایک انقلابی صحافی کے روپ میں اردو صحافت کے افق پر ظاہر ہوئے اور انہوں نے اردو صحافت کو ایک نئی راہ دکھائی۔ صحافت

---

(۱) مولانا ابوالکلام آزاد کا نام محی الدین احمد دہلوی تھا۔ وہ اپنی کنیت ابوالکلام سے مشہور ہوئے۔ اصل نام محی الدین تو تقریباً روپوش ہوگیا، ان کی شہرت ابوالکلام آزاد کے نام سے ہوئی اور یہی نام ہر جگہ لوگوں کی زبان پر رہا۔ مولانا آزاد کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء میں ہوئی۔ بچپن کا زمانہ وہیں گزرا۔ پھر اپنے گھر والوں کے ساتھ ہندوستان آ گئے۔ ۱۴ سال کی عمر میں کلکتہ میں تعلیم کی تکمیل کی۔ ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء کو بیس سال کی عمر میں عرب اور یورپین ممالک کی سیاحت کے لیے نکلے اور عراق، شام، مصر، ترکی، فرانس اور انگلینڈ کا دورہ کیا۔ اس سفر میں ان کی ملاقات شیخ محمد رشید رضا سے ہوئی، جو تفسیر کا درس دیا کرتے تھے اور ایک جماعت ''حزب اللہ'' کی تشکیل کے لیے کوشاں تھے۔ ان کا شعار ''من انصاری الی اللہ''؟ (اللہ تعالیٰ کی خاطر میرا کون مددگار ہے؟) تھا۔ مولانا آزاد شیخ رشید رضا سے بہت متاثر ہوئے اور ہندوستان آ کر ایک مدرسہ رشید رضا کے مدرسہ ''دارالدعوۃ والارشاد'' کے طرز پر ''دارالارشاد'' کے نام سے قائم کیا۔ مولانا آزاد ایک صاحب طرز ادیب، شعلہ بیان خطیب، کامیاب شاعر، بالغ نظر مفکر اور ایک جری انشاء پرداز تھے۔ امتِ مسلمہ کی تعمیر اور اسلامی فکر کی ترویج میں ان کا خاص حصہ تھا۔ انہوں نے صحافت میں اس وقت قدم رکھا جب ان کی عمر دس سال تھی۔ پھر اپنی مجاہدانہ صحافتی مصروفیات و مشغولیات میں عرصۂ دراز تک مشغول رہے۔ وہ نیرنگِ نظر، المصباح، احسن الاخبار اور تحفۂ محمدیہ سے وابستہ رہے اور لسان الصدق اور نیرنگِ خیال نکالا۔ پھر ان کی ادارت میں الہلال و البلاغ اور پیغام شائع ہوئے۔ الندوہ اور وکیل کی ادارت میں بھی شرکت رہی۔ ان کی اسلامی صحافت کا بالفعل آغاز و نشوونما اس وقت سے ہوتا ہے، جب انہوں نے ندوۃ العلماء کے آرگن ''الندوہ'' کی ادارت سنبھالی۔ انہوں نے خود ایک رسالہ ''الجامعہ'' کے نام سے عربی میں نکالا، جو زیادہ دن نہ نکل سکا، یہ رسالہ سعودی حکام کی تائید کرتا تھا۔ اب اس کی کاپیاں کسی بھی لائبریری میں دستیاب نہیں ہیں اور نہ اس کے بارے میں دوسری تفصیلات موجود ہیں انہوں نے اپنی انقلابی تحریروں سے ہندوستانیوں کے دلوں میں حریت و آزادی کی چنگاری کو ہوا دی، ملک کی آزادی میں عملی حصہ لیا۔ آزادیٔ ہند کے بعد وہ وزیر تعلیم بنے۔ ان کی وفات ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء کو ہوئی۔ تغمدہ اللہ برحمۃ الواسعۃ۔ ان کی مشہور تصانیف میں: مسلمان عورت، تذکرہ، ترجمان القرآن، مسئلۂ خلافت، جزیرۃ العرب اور ہندوستان آزادی حاصل کرے گا وغیرہ ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے میدان میں ہم مولانا ابوالکلام آزاد کی خدمات کو دو ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں؛ ایک ''الہلال'' و''البلاغ'' سے پہلے کا زمانہ اور دوسرا ''الہلال'' و''البلاغ'' کا زمانہ۔ پہلا دور جس میں انہوں نے ''نیرنگِ خیال'' اور ''لسان الصدق'' نکالا اور مختلف اخبارات سے وابستہ رہے۔ ''نیرنگِ خیال'' ایک ادبی پرچہ تھا، جس میں قصائد و اشعار بھی شائع ہوتے تھے۔ دوسرا رسالہ ''لسان الصدق'' جسے نیرنگِ خیال کے بعد ۲۰ نومبر ۱۹۰۳ء کو کلکتہ سے نکالا۔ وہ اجتماعی دینی رنگ کا عکاس ایک علمی، واخلاقی اور تاریخی اخبار تھا، جو ۱۹۰۵ء تک نکل کر بند ہو گیا۔ ''لسان الصدق'' کے اہم مقاصد مختصراً یہ تھے:

۱۔ مسلمانوں کی معاشرت اور رسوم کی اصلاح۔

۲۔ اردو زبان کی علمی اور ادبی ترقی کی کوشش۔

۳۔ علمی مذاق کی خصوصاً بنگال میں اشاعت۔

۴۔ ملک کی مشہور اردو تصانیف پر منصفانہ ریویو۔

''لسان الصدق'' میں اس زمانے کے صحافیوں اور ادیبوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے حصہ لیا، جن میں سید شاہد حسین، عبدالحلیم شرر، ذکاء اللہ اور وحیدالدین سلیم وغیرہ تھے۔ اس رسالے میں شائع ہونے والے مضامین کو دوسرے اخبارات بھی نقل کیا کرتے تھے۔

مولانا امداد صابری لکھتے ہیں کہ ''لسان الصدق'' اپنے مضامین اور اعلیٰ معیار کی وجہ سے انگلیوں پر گنے جانے والے چند اخباروں میں سے ایک تھا، اس وقت اس کو صحافت میں اعلیٰ مقام حاصل تھا اور دوسرے اخبار جیسے ''وکیل'' وغیرہ اس کے مضامین نقل کیا کرتے تھے''۔ (۱۸۷)

الندوہ اور وکیل کے معیار کو بلند کرنے اور ان کے دائرہ کو وسیع کرنے میں مولانا آزاد کا بڑا ہاتھ تھا۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ مولانا آزاد نے عربی میں ایک رسالہ ''الجامعہ'' کے نام سے نکالا تھا۔ یہ رسالہ اس وقت کے شریف حسین کی حکومت پر تنقید کرتا تھا اور سعودی حکام کا مؤید تھا۔ یہ رسالہ زیادہ دن نہ نکل سکا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جرائد ''الہلال'' اور ''البلاغ'':

مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت کے دوسرے دور میں اسلامی رنگ اور خالص اسلامی مقاصد کا ظہور ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا آزاد ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کی وجہ سے ہمیشہ یاد کیے جائیں گے۔

''الہلال'' اور ''البلاغ'' بیسویں صدی کے آغاز میں اسلامی صحافت کے علمبردار دو اہم اخبار تھے۔ عوام میں ان کی طرح کسی اور اخبار کو وہ پسندیدگی اور مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ ان کے ایڈیٹر کا قلم آگ اگلتا تھا، جس کی گونج پورے ملک میں سنائی دیتی تھی اور ان کی آراء لوگوں کی گفتگو کا موضوع بنتی تھی۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی ادارت میں یہ دونوں اخبار یکے بعد دیگرے شائع ہوئے۔ پہلے ''الہلال'' اور اس کے بعد ''البلاغ''۔ دونوں اخبار مستقل تھے اور ایک دوسرے کے بعد شائع ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں اخبار اپنے مقاصد و مضامین اور مقالات کے اعتبار سے ایک ہی اخبار تھے۔ لیکن بعض قانونی دشواریوں کے پیشِ نظر دو مختلف ناموں سے شائع ہوئے۔ ہم ان کو ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں تصور کر سکتے ہیں۔

بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں مولانا ابوالکلام آزاد نے بہت سے اسلامی ممالک کا دورہ کیا۔ اس سفر سے واپسی کے بعد ان کے دل میں ایک اخبار نکالنے کا خیال پیدا ہوا، جس کے ذریعے وہ عوام سے رابطہ قائم کر سکیں اور ان کے قومی شعور کو بیدار کر سکیں۔ وہ کلکتہ آئے اور ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء کو ان کی ادارت میں ''الہلال'' کلکتہ سے نکلنا شروع ہوا، بعض حضرات نے لکھا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے ''الہلال'' ''جرجی زیدان'' کے رسالے کی نقل میں نکالا تھا، لیکن اس بات میں کوئی وزن نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں اخبار اپنے مقصد و جوہر میں مختلف تھے۔ جرجی زیدان کے رسالے کا مقصد اسلام کے خلاف شبہات پیدا کرنا اور حقائق اسلامیہ کی صورت بگاڑ کر پیش کرنا تھا، جبکہ مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

Al-Hilal,
[illegible]
CALCUTTA.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

[illegible]

جلد ۱ | کلکتہ : چہار شنبہ ۹ اکتوبر ۱۹۱۲ع | نمبر ۱۲

فہرست

[illegible]

الہلال کی توسیع اشاعت

[illegible]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

AL BALAGH

Abul Kalam Azad,

Calcutta

البلاغ

مقام اشاعت
نمبر ... بالی گنج
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ...

نمبر — ۱۰

Friday, ... February 1916

دعوۃ الی القرآن

[illegible]

استدراک

[illegible]

(۲)

[illegible]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۱ | کلکتہ : [illegible] ۱۵ محرم ۱۳۲۶ ہجری | نمبر ۵

Calcutta : [illegible]

کیا حروف ٹائپ کی طباعت اردو طباعت کیلیے موزوں نہیں ؟

ضروری ہے کہ ہم اسکا اب فیصلہ کر لیں

ہم کو اس بارے میں ترقی نہیں کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی [illegible]

[illegible] ترکی اور [illegible] میں اسقدر عمدہ [illegible] حروف کی چھپائی اختیار کر لی گئی ہے۔ یورپ کی چھپائی [illegible] رکھکر اردو کی طباعۃ کبھی ترقی نہیں [illegible]

ہماری اور ہندوستان کی تمام زبانوں میں ، یعنی عربی ، فارسی ، ترکی ، [illegible] زبانوں میں حروف کی چھپائی اختیار کر لی ہے اور انکی بدولت یورپ کی طباعۃ کا مقابلہ کر رہی ہیں ۔ کیوں اردو زبان بھی ایسا [illegible] جو اسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے ؟

اردو کے سب سے بہتر حروف جو اس وقت تک [illegible] ہیں ، وہ یہی ہیں جن میں الہلال چھپتا ہے ۔

اور [illegible] مضمون [illegible] وہ بھی ہیں [illegible] سطریں [illegible] آپ ان [illegible] جسے چاہیں پسند کر لیں لیکن [illegible] کی چھپائی سے اپنی زبان کو نجات دلائیں

ہماری رائے میں ٹائپ حروف [illegible] فارسی اور ترکی کیلیے نا موزوں نہیں تو اردو کیلیے کیوں نا موزوں ہوں ؟

براہ عنایت اپنی اور اپنے دوستوں کی رائے سے ہمیں اطلاع دیجیے ۔ یاد رکھیے ، طباعۃ کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیے سب سے زیادہ اہم مسئلہ ہے ۔ ضروری ہے کہ اسکی تمام مشکلیں ایک بار دور کر دی جائیں

الہلال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے خلاف شبہات کا جواب دیتے اور اسلام کے محاسن وحقائق کو ظاہر کرتے تھے۔

اخبار کے پہلے صفحے پر یہ آیت کریمہ لکھی ہوتی تھی: وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ (سورۃ آل عمران) (اور تم بے دل نہ ہو اور نہ غمگین ہو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان والے ہو)۔ یہ اخبار ۱۶ صفحات پر مشتمل ہوتا۔ سب سے پہلے اداریہ، پھر فکر وحوادث کا کالم، اس کے بعد عالم اسلام کی خبریں، خبروں کے بعد مقالات ومضامین اور سب سے آخر میں سوالات وجوابات۔

اس اخبار میں ہندوستان کی جن بڑی شخصیات نے کالم نگاری کی اور اپنی فکری تحریروں سے اسے سیراب کیا، ان میں علامہ سید سلیمان ندوی جو ''فکر وحوادث'' کا کالم عرصے تک لکھتے رہے۔ ان کے بہت سے اہم مضامین بڑی تعداد میں اس میں شائع ہوئے، اسی طرح مولانا عبدالسلام ندوی، عبداللہ عمادی، حامد علی صدیقی اور عبدالواحد کانپوری کے قیمتی وتحقیقی مضامین اس میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ اس کے پہلے پرچے میں جمال الدین افغانی اور شیخ محمد عبدہٗ کی تصاویر بھی شائع ہوئیں۔

''الہلال'' پہلی مرتبہ ۱۳/ جولائی ۱۹۱۲ء کو نکلا اور نومبر ۱۹۱۴ء تک مسلسل نکلتا رہا۔ لیکن اپنی انقلابی تحریروں کی وجہ سے انگریز حکومت کے جبر وتشدد کا نشانہ بنا، سیاسی بدامنی پھیلانے کے الزام میں اُسے بند کر دیا گیا۔ ۱۲/ نومبر ۱۹۱۴ء کو مولانا ابوالکلام آزاد نے دوبارہ اُسے ''البلاغ'' کے نام سے نکالا لیکن ریاستِ بنگال کی حکومت نے اُسے بند کر دیا اور اس کے مالک کو امن عام کی حفاظت کی غرض سے جلاوطن کر دیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد اُسے دوبارہ گیارہ سال تک نہیں نکال سکے۔ کیونکہ اس وقت ہندوستان دوسری عالمی جنگ کی وجہ سے پیچیدہ حالات سے گزر رہا تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۰/ جون ۱۹۲۷ء کو اُسے پھر ''الہلال'' کے نام سے نکالا، لیکن چھ مہینے سے زیادہ نہ نکل سکا اور حالات کی سختی وابتری کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

''البلاغ'' کے سرورق پر یہ آیت کریمہ تحریر ہوتی تھی: هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورۃ ابراھیم)(یہ قرآن کریم لوگوں کے لیے اطلاع نامہ ہے تاکہ ان کو اس سے ڈرایا جائے اور تاکہ وہ جان لیں کہ (اللہ تعالیٰ) وہی اکیلا معبود ہے اور تاکہ عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں)۔

''البلاغ'' کے اہم کالموں میں اداریہ، اسوۂ حسنہ، بصائر وحکم، علمی مباحث، اسلامی حالات، تاریخی واقعات، عبرت ونصیحت، تفسیر، سوال وجواب، احرار الاسلام، جدید تالیفات، چنیدہ چیزیں، قدیم آثار وغیرہ عناوین قابلِ ذکر ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے تینوں رسالوں پر حکومت کی سخت نگرانی تھی۔ کئی مرتبہ ان کی ضمانتیں ضبط ہوئیں اور مولانا کو بار بار جیل کی سزا دی گئی۔ بالآخر بنگال سے جلاوطن کر دیا گیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد خود لکھتے ہیں کہ ''۱۹۱۶ء میں امن عام کے پیشِ نظر یہ حکم صادر ہوا کہ میں ریاستِ بنگال چھوڑ دوں، یہ اچانک مصیبت ''البلاغ'' کے شیرازہ کو بکھیرنے اور اس کے چھاپہ خانہ اور میری تالیف وتصنیف کے منتشر ہونے کا سبب بنی''۔ (۱۸۸)

جرائد ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کے مقاصد:

مولانا ابوالکلام آزاد ''الہلال'' کے نکالنے کا مقصد وہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ ''الہلال'' کے نکالنے کا اصل مقصد قرآن کریم کی تعلیمات کو مضبوطی سے پکڑنے اور حدیث شریف پر عمل کرنے کی دعوت دینا ہے اور یہ کوشش کرنا ہے کہ انسان کی ساری زندگی ان کے تابع ہو جائے، اس کے مقاصد میں سیاسی فکر کی تعمیر اور مناسب سیاسی مواقف کو اختیار کرنا بھی ہے۔ اس اخبار کا یہ ایمان ہے کہ اگر مسلمانوں میں قرآن کریم پر عمل کرنے کا عزم واپس آ جائے اور وہ اپنے نفوس میں گمشدہ جوہر کو تلاش کر لیں تو پھر اصل کام اسلام کے پیغام کو زندہ کرنا، صحیح راہ بتانا اور تبلیغ ودعوت کو سرگرمی سے کرنا ہے۔ اگر توفیق الٰہی ''الہلال'' کے شامل حال رہی تو خالص قرآن کریم کی طرف دعوت اور حقیقی اسلامی راستے کھولنے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کا کام یہ اخبار کرے گا"۔(۱۸۹)

مولانا مسعود عالم ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ "اس میں کوئی شک نہیں کہ "الہلال" کی دعوت خالص قرآن کریم کی طرف دعوت تھی اور ہندوستان کی دینی تاریخ میں وہ ایک جدید کامیابی تھی۔ اس نے عام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ شریفہ پر عمل کرنے کی دعوت دی اور بتایا کہ جو بھی سیاسی یا دینی مسائل ومشکلات درپیش ہوں وہ قرآن کریم وحدیث شریف کی طرف رجوع کریں"۔(۱۹۰)

مولانا ابوالکلام آزاد نے ان مقاصد کو بار بار مختلف اسالیب میں بیان کیا، وہ لکھتے ہیں کہ "الہلال" کا اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں کہ امتِ مسلمہ اپنے تمام اعتقادات و اعمال میں قرآن کریم اور سنتِ شریفہ کی طرف رجوع کرے"۔(۱۹۱)

مولانا آزاد تمام لوگوں کو دعوت دیتے تھے کہ "قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتَٰبِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾ (سورۃ آل عمران) (آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیں کہ اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے دونوں کے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اس کی طرف آؤ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنا کارساز نہ سمجھے اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (ان سے) فرمادیں کہ تم گواہ رہو کہ ہم (اللہ تعالیٰ کے) فرماں بردار ہیں)۔

"الہلال" ۱۹۱۲ء میں نکلنے کے بعد جب ایک طویل عرصے تک بند رہا اور پھر ۱۹۲۷ء میں دوبارہ نکلا، تو مولانا ابوالکلام آزاد نے اس میں لکھا کہ "الہلال" کے اہم مقاصد میں سے یہ ہے کہ اس کے ذریعے ایسی دعوت دی جائے جو دین میں اجتہادی نظریہ، فکری آزادی اور سیاست میں بلند خیالی پیدا کرے اور ساتھ ہی علم وادب اور صحافت وکتابت کی بھی تعلیم دے"۔(۱۹۲)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان مقاصد کے اندر بعد میں انہوں نے زمانہ کی ترقی کو دیکھتے ہوئے مزید اضافہ کیا اور بتایا کہ اب یہ رسالہ مزید ان نقاط کو بھی ملحوظ رکھے گا:

۱۔"ملک کی موجودہ سیاسی حالات کی وجہ سے جو مسائل و دشواریاں پیدا ہوئی ہیں ان کا علاج اور ان سے متعلقہ بحران کا حل پیش کرنا۔

۲۔مسلمانوں میں ماضی کے حالات کے پیش نظر اور اس سے متعلقہ واقعات و حوادث سے جو فکری پراگندگی پیدا ہوئی اس کے مقابلے کے لیے انہیں تیار کرنا۔

۳۔مسلمانوں کے شعور و کردار کی تشکیل کرنا اور ان کی ذہنی تربیت و اخلاقی اصلاح کے ساتھ ساتھ ان میں اتحاد و اتفاق اور اجتماعی احساس کو زندہ کرنا"۔(۱۹۳)

مولانا ابوالکلام آزاد نے صحافت کے ذریعے خصوصیت سے سیاست میں جن اغراض و مقاصد کو پورا کیا اس کے بارے میں عبدالرزاق ملیح آبادی لکھتے ہیں کہ:

۱۔"غلامی چاہے غیر ملکیوں کی طرف سے ہو یا قوم کی برے لوگوں کی طرف سے، وہ اسلام کے ساتھ جوڑ نہیں کھا سکتی۔آزادی کے لیے سعی و کوشش کرنا، مصیبتیں برداشت کرنا اور اس کے راستے میں موت پر رشک کرنا، یہ سب چیزیں مسلمانوں پر واجب ہیں۔یہ ایک اعلیٰ و بلند درجے کی میراث ہے، جو ہمیں اپنے عظیم آباء واجداد سے ملی ہے، اگر مسلمان غیر ملکیوں کے مظالم اور جور و ستم برضا زندگی گزاریں اور اس پر راضی ہوں، تو پھر اسلامی زندگی کی روح سے ان کی محرومیت میں کوئی شک نہ ہوگا۔

۲۔ہندوستانی مسلمانوں پر دو طرح کی ذمہ داریاں ہیں، ایک اسلامی ذمہ داری اور دوسری وطنی ذمہ داری، اسلامی ذمہ داری کا ان سے مطالبہ یہ ہے کہ وہ اپنی نظر کو اپنے ملک کی سرزمین تک محدود نہ رکھیں، اس لیے کہ اسلامی فکر ملک و نسل کی حدود سے آزاد ہے اور جو بھی اسلامی رنگ میں رنگا ہو اس کو شامل ہے، چاہے وہ کہیں کا بھی رہنے والا اور کسی بھی قوم کا فرد ہو۔مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ہندوستان سے باہر اپنے بھائیوں کی مدد کریں، ان کی نصرت کریں اور ان کی مصیبتوں میں ان کا ساتھ دیں۔وطنی ذمہ داری کا مسلمانوں سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطالبہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے اہل وطن کے ساتھ اتحاد و اتفاق سے رہیں اور ملک کی آزادی وحریت کے لیے اپنے نفوس کو قربان کریں۔

۳۔مغربی اقوام صرف اسلام اور مسلمانوں کے لیے ہی خطرہ نہیں بلکہ ان کی نظر پورے مشرق پر ہے، اس لیے تمام مشرقی قوموں کو مغرب سے اپنی آزادی وحریت کی حفاظت کے لیے متحد ہونا ضروری ہے۔

۴۔تمام اسلامی ممالک میں خلافتِ عثمانیہ ہی باقی ماندہ حکومت ہے، لہٰذا تمام دنیا کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس کی ہر طرح نصرت و مدد کریں، اس کے حقوق کو اپنے وطنی مقاصد پر ترجیح دیں، کیونکہ یہ حکومت ہی مسلمانوں کا ملی و سیاسی مرکز ہے اور بغیر جڑ کے شاخیں کبھی بھی زندگی نہیں پاسکتیں۔

۵۔عربی زبان تمام مسلمانوں کی قومی زبان ہے اور ان کے درمیان اتحاد و تعارف کا واحد ذریعہ ہے۔مسلمانوں کے اجتماعی و دینی انحطاط کی اصل وجہ خلافتِ عربیہ کا ختم ہونا، عربی زبان کا ترک کرنا اور عجمیت و یونانی فلسفہ کا فروغ پانا ہے، مسلمانوں کے لیے واجب ہے کہ وہ فصیح عربی زبان کو اپنے اندر زندہ کریں، اسے اس طرح سیکھیں کہ وہ ان کے درمیان ایک عام زبان ہوجائے"۔(۱۹۴)

مولانا ابوالکلام آزاد کا اسلوب نگارش اور اس کے نمونے:

مولانا ابوالکلام آزاد ادب و بلاغت میں ہندوستان کی اہم شخصیات میں تھے۔ انہوں نے اردو صحافت کی دنیا ہی بدل دی۔وہ اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے "ابوالکلام" کنیت کے جائز حقدار تھے۔وہ مشہور و معروف ادیب، ممتاز شاعر اور ماہر خطیب تھے۔انہوں نے ایک جدید اسلوب اور نئے طرزِ نگارش کا آغاز کیا۔ان کے رسائل صورت و سیرت اور مغز و قالب میں منفرد اور اپنے پیشترو اور معاصر ہفتہ واروں سے بالکل مختلف اور انتہائی شاندار و جاندار تھے۔ہم ان کی تحریروں کو ادبی محاسن سے پُر پاتے ہیں۔وہ اس زمانے میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اردو ادب کے ارکان میں شمار ہوتے تھے، ان کے خاص ادبی رنگ میں رونق اُن موضوعات کی وجہ سے بھی بڑھ جاتی ہے، جنہیں وہ پہلے ابھارتے اور پھر ان کا علاج بتاتے تھے۔ بسا اوقات وہ اپنے قلم کی ایک جنبش سے پورے ہندوستان میں مسلمانوں کے جذبات کو ابھار دیتے تھے، ان کے اخبار، ان کی بے پناہ ذہانت و فطانت، حاضر جوابی، برجستہ گوئی اور بذلہ سنجی کا بہترین نمونہ تھے، اسی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں کی طرف سے دفاع کی ذمہ داری لی تھی، ان کی تابناک تحریروں کی وجہ سے ہی حکومت کی طرف سے ان کی شدید نگرانی رہی اور جیل بھیجا گیا، مفکر اسلام علامہ ابوالحسن علی حسنی ندوی نے تحریر فرمایا کہ ''وہ ایسے مقالات تحریر کرتے جو آگ کے قلم سے تحریر ہوتے تھے''۔ (۱۹۵)

ہم یہاں ان کی تحریر کے بعض نمونے پیش کرتے ہیں، جن سے ان کے اسلوبِ نگارش کا پتہ چلے گا۔ اس اعتراف کے ساتھ کہ اردو سے عربی میں اور پھر عربی سے اردو میں ترجمہ کے بعد وہ کمال پیدا نہیں ہوسکتا اور نہ وہ رونق باقی رہ سکتی ہے، جو ان کے کلام کی خصوصیت تھی۔ کیونکہ ترجمہ کے بعد کلام کی قوت اور معنیٰ کا جمال ختم ہوجاتا ہے اور بدل کبھی بھی اصل کی طرح نہیں ہوسکتا۔ وہ اسلامی نظامِ حیات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''مبدأ توحید میں اسلام کا نظریہ انتہائی سخت ہے، وہ اپنے متبعین کے لیے جنہوں نے اس کی چوکھٹ پر سرِ تسلیم خم کیا ہے کبھی بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ کسی دوسرے دروازہ پر بھیک مانگیں، مسلمان کی زندگی چاہے فردی ہو یا اجتماعی، دینی ہو یا سیاسی یا اس کے علاوہ، اس کے ہر پہلو کے لیے ایک مستقل و کامل قانون موجود ہے، جس نے اپنا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دے دیا وہ غیر اللہ سے بالکل بے نیاز ہوگیا''۔ (۱۹۶)

ایک دوسرے مضمون میں لکھتے ہیں کہ ''قرآن کریم صرف اس لیے نازل نہیں ہوا کہ مسلمانوں کے لیے وضو و نماز کے مسائل بیان کرے بلکہ اس میں ایسا کامل نظام نازل ہوا ہے کہ جو اس کے متبعین کے لیے کامیابی و کامرانی کی ضمانت دیتا ہے اور انسانی زندگی کا کوئی پہلو اس کے سامنے سرنگوں ہونے سے بچ نہیں سکتا، مسلمانوں کے مواقف

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں سے کوئی موقف اگر قرآنی تعلیمات کے مطابق نہ ہوگا تو پھر ان کو کبھی بھی کامیابی وکامرانی حاصل نہیں ہوگی'' ۔(۱۹۷)

ہندوستان میں مسلمانوں کے مسائل کے ساتھ ساتھ مولانا ابوالکلام آزاد نے عالم اسلام کے اہم مسائل وموضوعات پر بھی بہت کچھ لکھا۔ان کے جرائد کے صفحات خلافتِ عثمانیہ کے موضوع سے بھرے پڑے ہیں۔ان جرائد نے جمال الدین افغانی، شیخ محمد عبدہٗ اورعلامہ رشید رضا کے افکار ونظریات کی خوب ترجمانی کی ،ان کی شخصیات پر لکھا اوران کے مضامین کے ترجمے شائع کیے۔

مولانا ابوالکلام آزاد اپنے جرائد کے ذریعے امتِ مسلمہ کو وحدت اورایک ایسی متحدہ قوت بننے کی دعوت دیا کرتے تھے جو کسی کے سامنے سرنگوں نہ ہوسکے۔انہوں نے خصوصیت سے شیخ سنوسی کی خدمات اوران کے اسلامی جہاد کوخوب خوب سراہا، جب اٹلی نے طرابلس پرحملہ کیا توانہوں نے چند کلمات میں صورت حال کاایسا نقشہ کھینچا کہ سارے ہندوستان میں ناگواری کی لہر دوڑ گئی اور پورے ملک میں اٹلی کے خلاف آوازیں گونج اٹھیں۔جب بلقانی ممالک نے یورپ کے ورغلانے سے ترکی پرحملہ کیا تو مولانا ابوالکلام آزاد نے ایسے مضامین لکھے ،جو سب کے سب آتشیں کلمات تھے اورشدید جوش اور مسلمانوں کے لیے غیرت کے جذبہ سے بھرپور تھے۔اس زمانے کے ان جرائد کو جو بھی دیکھے گا اُسے لگے گا کہ انہوں نے خود کو مسئلۂ خلافتِ عثمانیہ کے لیے وقف کردیا تھا۔وہ اسی مناسبت سے ''الہلال'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ''اے مسلمانو!اے امتِ مسلمہ کے فرزندو! تم پرافسوس ہے کہ تمہارے مسلمان بھائیوں کے سروں پر تلواریں کھنچی ہوئی ہیں اورتم اپنے دلوں میں اس کا کچھ غم محسوس نہیں کرتے ،اگر اہلِ توحید میں سے کوئی ایک فرد بھی تکلیف میں مبتلا ہو اوراس کی تکلیف سے تمہارے جذبات واحساسات برانگیختہ نہ ہوں تو پھر تمہارے لیے خسارہ وہلاکت ہے'' ۔(۱۹۸)

مولانا ابوالکلام آزاد نے عید الاضحیٰ کی مناسبت سے ایک مضمون لکھا،اس میں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جہاد کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اسلام جہاد کا نام ہے، دونوں باہم اس طرح پیوست ہیں کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اگر جہاد کو اسلام سے جدا کر دیا جائے تو پھر کلمۂ اسلام بے معنیٰ ہی رہے گا''۔(۱۹۹)

مولانا آزاد نے ''الہلال'' کے ایک شمارے میں سامراج سے ملک کو آزاد کرانے کے موضوع پر لکھا کہ ''اگر اجنبی طاقت سے ملک کو آزاد کرانا ہندوؤں کے نزدیک وطن کی خدمت ہے تو وہ مسلمانوں کے نزدیک ایک دینی واجب ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد ہے''۔(۲۰۰)

مولانا آزاد ''البلاغ'' میں لکھتے ہیں کہ ''امتِ مسلمہ ایک مدت سے قرآن کریم کی دعوت کو بھول گئی ہے اور ان بلند معارف اور اعلیٰ مقاصد کو بھی اس نے بھلا دیا ہے، جن کی تحقیق کے لیے قرآن کریم نازل ہوا ہے، ہوسکتا ہے کہ وہ وقت قریب آ گیا ہو جب قرآن کریم کے کلمات و حروف تو اڑ جائیں اور صرف صفحات ہی باقی رہ جائیں''۔(۲۰۱)

مولانا آزاد سیاست سے متعلق اپنے موقف کو تحریر کرتے ہیں کہ ''الہلال'' کی دعوت سیاست میں بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کا نہ تو حکومت کی طرف جھکاؤ ہونا چاہیے اور نہ ہی وہ ہندوؤں میں گھل مل جائیں، بلکہ اسلامی تعلیمات کو وہ اپنے لیے رہبر بنائیں''۔(۲۰۲)

مولانا آزاد ''الہلال'' کی ایک اشاعت میں لکھتے ہیں کہ ''قرآن کریم سے غیر ماخوذ ہر بیرونی و خارجی فکر کفرِ صریح ہے''۔(۲۰۳)

مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت:

مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت برائے صحافت نہ تھی، نہ اس کا مقصد تجارت و کسبِ مال تھا۔ ان کی صحافت کا مقصد بہت بلند و اعلیٰ تھا۔ صحافت سے متعلق ان کا خاص نظریہ تھا۔ ان کی کوئی تحریر کبھی اس کے دائرے سے خارج نہیں ہوئی۔ ان کا نظریہ تھا کہ صحافت انسانی شعور و کردار کی تشکیل کرتی ہے۔ وہ انسان سازی، اعلیٰ اخلاقی قدروں کی حفاظت، بلند ترین

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پیغام کی اشاعت اور قوم و وطن کی خدمت کرتی ہے۔ انہوں نے صحافت سے متعلق اپنے نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کیا کہ ''صحافت کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم تو وہ ہے جو حقیر تجارتی اغراض رکھتی ہے اور معمولی نفع کے پیچھے دوڑتی ہے، دوسری قسم جسے یورپین صحافت پیش کرتی ہے، وہ صحافت کو فنکارانہ اسلوب کے ساتھ تجارت کے لیے استعمال کرتی ہے، وہ عوامی ذوق اور اچھے منظر کو دیکھتے ہوئے کام کرتی ہے، اس کے مقابلہ میں، میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اسلامی دعوت کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشاں ہوں، اسلامی صحافت سچائی و اخلاص اور رشد و ہدایت کو پیش کرنے کا مطالبہ کرتی ہے، حقیقت میں اسلامی صحافت اور غیر اسلامی صحافت میں یہی خطِ فاصل ہے''۔(۲۰۴)

عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں کہ ''مولانا ابوالکلام آزاد کے لیے صحافت ایک تجارتی مشن نہ تھی، بلکہ ان کی صحافت ایک دعوت، فریضہ، ذمہ داری اور بلند مقاصد کی خدمت کا ایک ذریعہ تھی''۔(۲۰۵)

مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت کے مراحل:

مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کے نکلنے اور بند ہونے کے اعتبار سے تین ادوار میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ ان تینوں ادوار میں ان کی صحافت کا ایک خاص رنگ نظر آتا ہے:

مولانا آزاد کی صحافت کا پہلا مرحلہ وہ ہے، جب ''الہلال'' پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ اس دور میں دینی پہلو غالب تھا۔ ساتھ ہی سیاسی پہلو بھی اجاگر تھا۔ لیکن اسلام ہر چیز میں اولیت کا حامل اور بنیادی چیز تھا۔

مولانا آزاد کی صحافت کا دوسرا مرحلہ وہ زمانہ ہے، جب ''الہلال'' بند ہوا اور ''البلاغ'' نکلا۔ اس وقت انگریزی حکومت نے ایسی قانونی دفعات نافذ کردی تھیں، جن کے ذریعے صحافت کو نکیل لگائی گئی اور حریتِ تعبیر کو مقید کیا گیا۔ اس زمانے میں اصل غلبہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دینی پہلو کا رہا، سیاسی مضامین کا تناسب بہت کم رہا۔

مولانا آزاد کی صحافت کا تیسرا مرحلہ وہ زمانہ ہے، جب ''البلاغ'' کے بند ہونے کے بعد ''الہلال'' دوبارہ نکلا۔ اس زمانے میں دینی پہلو کے مقابلے میں سیاسی پہلو کا غلبہ رہا۔ اس میں انہوں نے حصولِ آزادی کی کوشش کا آغاز کیا، انگریزی سامراج کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا اور کانگریس کی حمایت کی اور مسلمانوں کو بیدار کرنے اور خوابِ غفلت سے جگانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی بے پناہ ذہانت، فطانت، حاضر جوابی، برجستہ گوئی، بذلہ سنجی اور فکری جہتوں میں وقت کے ساتھ تبدیلی کا دور نمایاں نظر آتا ہے۔

صحافت میں مولانا ابوالکلام آزاد کا سیاسی موقف:

مولانا ابوالکلام آزاد ملک کی اندرونی سیاست اور ملک سے سامراج کو نکالنے کی کوشش میں کانگریس کی حمایت کرتے تھے اور اپنے اس موقف پر وہ تازندگی قائم رہے۔ تحریکِ خلافت کے بھی وہ مؤید تھے۔ تحریکِ خلافت اور کانگریس میں اتفاق پیدا کرانے میں ان کا اہم کردار تھا۔ عالمی سیاست میں وہ جمال الدین افغانی کی دعوت وافکار کے مؤید تھے اور اس کو ہر طرح تقویت دیتے تھے کہ مسلمان ایک پرچم تلے جمع ہوکر سامراج کا مقابلہ کریں۔ جب مولانا ابوالکلام آزاد نے عالمِ اسلام کا دورہ کیا تو شیخ رشید رضا سے ملاقات کی اور ان سے تبادلۂ خیال کیا، واپس ہندوستان آنے کے بعد ہمیشہ ان سے تعلقات قائم رہے۔ شیخ رشید رضا کا مولانا ابوالکلام آزاد کی آراء پر خاص اثر رہا۔

''الہلال'' اور ''البلاغ'' کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد شہرت کے پروں پر اڑنے لگے۔ ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کی مانگ گھر گھر ہونے لگی۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی تحریریں لوگوں کا موضوعِ بحث بن گئیں۔ یہاں تک کہ کسی شخص کو اس وقت تک اہلِ ثقافت یا تعلیم یافتہ نہیں سمجھا جاتا تھا، جب تک کہ وہ ان سے آگاہ وواقف نہ ہو، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانے کے تمام اخبارات ورسائل ان کے اسلوب کی نقل کرتے تھے۔ انہی کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح مسائل کا حل نکالتے تھے اور دین وسیاست سے ملی جلی با مقصد صحافت پیش کرتے تھے۔ کیونکہ مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار سیاسی بھی تھے لیکن ان کی دعوت تمام تر دینی رنگ میں تھی اور ان کی سیاست پر اسلامی فکر کی چھاپ تھی۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے اسلوبِ بیان اور تحریر کے ذریعے ایسا طرزِ نگارش چھوڑا جو اسلامی صحافت کا علم بردار تھا۔

جرائد ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کی خصوصیات:

''الہلال'' اور ''البلاغ'' اپنے متعدد اوصاف وخصوصیات کی وجہ سے ہندوستان میں اسلامی صحافت کے اہم اخباروں میں تھے۔ ہم یہاں ان کی چند خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں:

۱۔ ''الہلال'' پہلا ہفت روزہ اردو اخبار تھا جو باتصویر شائع ہوتا تھا۔

۲۔ ''الہلال'' کے ایڈیٹر مولانا ابوالکلام آزاد کی یہ مخصوص وپسندیدہ عادت تھی کہ وہ اپنے مضامین کا آغاز قرآن کریم کی کسی آیت کریمہ سے کرتے تھے۔ اس طرح انہوں نے قرآن کریم کو اپنا شعار اور اپنے بیان کا موضوع بنایا تھا،،۔(۲۰۶)

۳۔ مغز اور قالب میں اپنے معاصر ہفتہ واروں سے اس کا رنگ مختلف تھا۔ چھپائی، کاغذ اور تصویریں سب کا معیار اعلیٰ تھا۔ سرسید احمد خان اور مولانا محمد علی جوہر کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار لیتھو پریس کے بجائے جدید مطبع میں چھپتے تھے۔

۴۔ ان کے اخبار اپنی طباعتی واشاعتی خوبیوں کی وجہ سے انگریزی اخبارات کے ہم پلہ تھے۔

۵۔ ''الہلال'' کے لکھنے والوں میں علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی، مولانا عبداللہ عمادی، حسرت موہانی، اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبال جیسے لوگ شامل تھے۔

۶۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی تحریروں میں جوش وخروش، جذبات کی فراوانی، شگفتگی وتازگی، دل آویزی، دلائل کی قوت اور بحث کے اطراف وجوانب کی جامعیت یہ سب مل کر عجب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سماں پیدا کر دیتے تھے، جس سے ان کی تحریر کو مزید قوت حاصل ہوتی تھی۔

۷۔ مولانا ابوالکلام آزاد اپنے اخبار میں ایسے قیمتی اور دقیق مضامین پیش کرتے تھے، جن کا تعلق علمی و مذہبی، ثقافتی و اقتصادی، اجتماعی و سیاسی، ادب و بلاغت اور حالاتِ حاضرہ سے ہوتا تھا۔

۸۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے مقالات، ان کے خیالات، ان کے عزائم اور ان کے منصوبے سب سے یہ بات عیاں ہو کر آئینے کی طرح ہمارے سامنے آتی ہے کہ وہ اسلامی فکر کی تعمیر، اسلام کی طرف رجوع کی دعوت اور دین و سیاست میں اجتماع کے داعی تھے۔

جرائد ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کی خدمات:

مولانا ابوالکلام آزاد نے صحافت کے ذریعے دین و مذہب اور قوم و وطن سب کی خدمت کی، ''الہلال'' کی خدمات کے بارے میں انہوں نے ''البلاغ'' میں تحریر کیا کہ ''یہ رسالہ تقریباً چار سال تک دعوت و تبلیغ کی تجارت میں مصروف رہا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مجھے اس کے بدلے میں جھکنے اور انابت کرنے والا دل، توبہ و استغفار کرنے والا نفس عطا فرمایا اور اس اخبار نے بہت سے لوگوں کے حالات بدل دیئے اور پورے ملک میں قرآن کریم کے لیے اور حق بات کو بلند کرنے کے لیے آواز اٹھ کھڑی ہوئی''۔(۲۰۷)

(الف) جرائد ''الہلال'' اور ''البلاغ'' اور ذوقِ قرآنی:

''الہلال'' اور ''البلاغ'' دونوں نے جو عظیم خدمت انجام دی، وہ یہ کہ ان سے لوگوں میں قرآن کریم کا ذوق وشوق اور قرآن کریم کی طرف جھکاؤ و میلان پیدا ہوا۔ جبکہ نوجوان نسل اسلام کے اصل مصدر قرآن کریم سے دور اور مغربی تہذیب کے دھارے میں بہہ رہی تھی۔ اس بیرونی تہذیب کی جھوٹی چمک دمک نے نوجوانوں کی نگاہیں خیرہ کر دی تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کے اندر انحراف پیدا ہو گیا تھا۔ ان کی حالت ایسی تھی جیسے ایک حقیر و ناتواں تنکا تیز سیلاب میں ہو، ان دشوار کن حالات میں ''الہلال'' کی آواز بلند ہوئی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور اس نے اسلام کی طرف لوٹنے اور بذاتِ خود اس کے اصل سرچشمہ قرآن کریم سے سیراب ہونے کی دعوت دی۔ یہ دعوت حقیقت میں بڑی مؤثر و کارگر ہوئی اور نوجوان نسل نے توقع سے زیادہ اُسے قبول کیا۔

مولانا مسعود عالم ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”مسلمانوں کا معاملہ اس زمانے میں اس چیز سے درست ہوگا جس سے صحابہؓ وتابعینؒ کا درست ہوا تھا۔علماء ومشائخ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں غور وخوض کرنے، اس میں روپوش ہیرے موتی نکالنے اور پھر سارے عالم کے سامنے اُسے پیش کرنے کی دعوت دی ہے، تاکہ مغربی تہذیب کے باطل، خلافِ واقعہ خیالات واوہام سے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو دھوکہ میں مبتلا نہ کرسکیں، وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا پورا حق ادا کریں، اس کی تعلیم حاصل کریں، اس کی آیات اور نشانیوں میں غور وفکر کریں اور پھر اس پر مداومت اختیار کریں۔ یہ اور اس کے علاوہ اور بھی خوبیاں ہیں جنہیں مولانا ابوالکلام آزاد نے حسین وجمیل ”الہلال“ کے صفحات پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کے معارف اور اس کے رموز واسرار سے متعلق اپنے معجزانہ بلیغ قلم سے صاف ستھرے لفظی ومعنوی محاسن کے ساتھ اعلیٰ ادبی اسلوب میں پیش کیے، اس طرح تمام خاص وعام نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنے اور غور وفکر کرنے کے قابل ہے اور اس میں وہ حکمتیں اور لطیف معانی ہیں جو دو تختیوں کے درمیان روئے زمین پر کسی دوسری کتاب میں نہیں پائی جاسکتیں“۔(۲۰۸)

مولانا مسعود عالم ندوی کی رائے کی تصویب کے لیے ہم مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں، وہ تحریر کرتے ہیں کہ ”وہ شخص جو چیخ چیخ کر اسلام کی طرف اپنی نسبت کا دعویٰ کرتا ہے پھر اس کے اعتقادات اور اعمال وافعال قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ کے موافق نہیں ہوتے، تو گویا وہ قرآن کریم کی صفات اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں شک کرتا ہے“۔(۲۰۹)

علامہ سید سلیمان ندوی نے قرآنی ذوق پیدا کرنے کے سلسلے میں مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت کی خدمت کی تعریف کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ ”حقیقت یہ ہے کہ نوجوان مسلمانوں

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

میں قرآنی ذوق پیدا کرنا، یہ مولانا ابوالکلام آزاد کے اخباروں کی دین ہے''۔(۲۱۰)

(ب) جرائد ''الہلال'' اور ''البلاغ'' اور بدعات وخرافات پر رد:

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے اخباروں کے ذریعہ ان بدعات وخرافات کے خلاف کامیاب کوششیں کیں جو امتِ مسلمہ میں بت پرست اقوام کے ساتھ رہنے کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھیں، باوجود اس کے کہ مولانا ابوالکلام آزاد کی پرورش ایک ایسے گھرانہ میں ہوئی تھی، جو زیادہ دین میں سخت نہ تھا، پھر بھی مولانا ابوالکلام آزاد دین اسلام میں بدعات کے سخت مخالف تھے۔ وہ دین میں کسی بدعت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے امتِ مسلمہ میں پھیلی ہوئی بدعات وخرافات کے خلاف ایک محاذ اپنے اخباروں میں کھول رکھا تھا۔

ڈاکٹر عبدالمنعم لکھتے ہیں کہ ''الہلال'' اور جو لوگ اس کے اسٹاف میں تھے، مسلمانوں کو عقلی وسیاسی اعتبار سے آزادی پر ابھارتے، دینی روح پیدا کرتے، علماء میں جمود وتقلید اور معاشرے میں بدعات وخرافات پر تنقید کرتے، مسلمانوں کو دین کی حقیقت، زندگی سے متعلق اسلامی قوانین ونظریات کو جو جامع وکامل ہیں بتاتے تھے، جن میں تمام مسائل کا حل ہے''۔(۲۱۱)

(ج) جرائد ''الہلال'' اور ''البلاغ'' اور تحریک آزادی ہند:

آزادی ہند اور سامراج سے جنگ ایسا موضوع تھا، جو مولانا ابوالکلام آزاد کی زندگی پر چھایا رہا۔ مولانا ابوالکلام آزاد ان اہم شخصیات میں سے تھے، جنہوں نے ظالم وجابر سامراج کے فولادی پنجہ سے آزادی ہند دلانے میں سرگرم حصہ لیا، انہوں نے اپنے ہر اخبار کو انگریز حکومت کے خلاف لکھنے اور اس کو ملک سے نکالنے کی سعی وکوشش کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ان کے باا ثر کلمات خشک اور سوکھی گھانس میں شعلہ کی طرح تھے، جن کی آگ بہت کم مدت میں ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جاتی تھی۔ مولانا آزاد کو اپنے اس سیاسی موقف کی وجہ سے سخت ترین آزمائشوں سے بھی گزرنا پڑا، بار بار قید

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وبند کی صعوبتیں اٹھانا پڑیں، طویل مدت تک جیل میں رہنا پڑا، مالی جرمانے برداشت کرنے پڑے، لیکن مولانا آزاد اپنے موقف پر قائم رہے۔ جو لوگ انگریز حکومت کی طرف مائل تھے مولانا آزاد انتہائی سخت لہجہ میں ان پر تنقید کرتے تھے، سرسید احمد خان کی جماعت جس کا مرکز علی گڑھ مسلم یونیورسٹی تھا اس کے ساتھ مولانا آزاد کی زبردست قلمی جنگ رہی، مولانا آزاد لکھتے ہیں کہ ''اس وقت مسلمانوں کی قیادت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی جماعت کے ہاتھ میں تھی اور اس جماعت کے ارکان خود کو سرسید احمد خان کے متبعین میں سمجھتے تھے اور ان کی سیاست پر یقین رکھتے تھے، ان لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ تاج برطانیہ سے دوستی و تعلق رکھا جائے اور وطنی تحریکات سے دور رہا جائے۔ لیکن جب ''الہلال'' نے اپنی جدید دعوت کا آغاز کیا تو ان حضرات کو اپنی لیڈری خطرہ میں نظر آئی، اس لیے انہوں نے اس کی مخالفت شروع کر دی''۔(۲۱۲)

مولانا آزاد مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو ایک پرچم تلے جمع ہو کر برطانوی سامراج سے ٹکر لینے کی دعوت دیتے تھے۔ وہ خاص طور سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں قربت اور دوستی چاہتے تھے، ان کی کوشش تھی کہ سامراج کے خلاف سب ایک ہو جائیں۔

ڈاکٹر عبدالمنعم نمر لکھتے ہیں کہ ''مولانا آزاد آزادی ہند کے علمبرداروں کے ساتھ شروع ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ انہیں مسلمانوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کے لیے تیار کرتے تھے اور اپنے ارتقائی افکار و نظریات کے ذریعے ان کے نفوس میں مسلمانوں کی طرف سے خلش کو دور کرتے رہتے تھے، ان کو اپنی اس کوشش میں کافی کامیابی حاصل ہوئی، میں کہتا ہوں کہ مولانا آزاد کی یہ سعی و کوشش بجلی کے کرنٹ کی طرح تھی، جو دو متضاد قوتوں کو ملانے کا کام کر رہی تھی، ان کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کر کے ان کی طاقت میں اضافہ کر رہی تھی، مولانا آزاد کی اس سیاست کے آزادیِ ہند کی تاریخ میں دوررس نتائج برآمد ہوئے''۔(۲۱۳)

مولانا آزاد ہندو مسلم اتحاد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''الہلال'' نے مسلمانوں کو وطنی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جہاد میں ہندوؤں کے ساتھ شرکت کی دعوت دی، وہ ان کے ساتھ ہو گئے اور سب نے مل کر آزادیِ ہند کی موجودہ تحریک چلائی اور یہ بات تشریح و وضاحت کی محتاج نہیں کہ جو تحریک ''الہلال'' نے شروع کی تھی انگریز حکومت نے اس کو روکنے کا ارادہ کیا، اس کے چھاپہ خانوں کو بند کر دیا گیا۔ میں نے دوسرا اخبار ''البلاغ'' کے نام سے نکالا۔ مجھے حکومت کی طرف سے قید کر دیا گیا۔ میں صراحت سے کہتا ہوں کہ ''الہلال'' موت یا آزادی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا اور جو مہاتما گاندھی اِس وقت دینی روح پھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ ''الہلال'' ۱۹۱۴ء سے پہلے کر چکا تھا اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں نے اس زبردست تحریک کو اس وقت شروع کیا جب ان میں مذہبی روحانیت سرایت کر گئی''۔ (۲۱۴)

مولانا آزاد کا خیال تھا کہ انگریزوں کے خلاف جدوجہد جہاد ہے، جسے اسلام اپنے متبعین کے لیے ضروری قرار دیتا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو ملک کی آزادی کی جدوجہد میں شریک ہونا چاہیے۔ ان کی بیدار نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ ملک کسی نہ کسی دن سامراج سے آزاد ہوگا اور اگر مسلمان آزادی کی کوششوں میں شریک نہ ہوں گے، تو یہ ان کے لیے بڑی شرم اور ذلت کی بات ہوگی۔ مولانا آزاد کی اس دعوت کو جو وہ اپنے اخباروں میں تحریر کرتے رہتے تھے، جس کو مسلمانوں میں قبولِ عام حاصل ہوا اور ملک کی آزادی کی کوشش اور انگریز حکومت کو ہندوستان سے نکالنے کی جدوجہد میں مسلمانوں کی مشارکت بہت زیادہ ہوگئی۔

(د) جرائد ''الہلال'' اور ''البلاغ'' اور مذہب وسیاست جڑواں بھائی:

ہندوستان میں مغربی تہذیب کے جڑ پکڑنے اور لوگوں کا اس کی طرف میلان کے بعد مذہب اور سیاست کو جدا کرنے کا نظریہ پیش کیا جانے لگا اور یہ باور کرانے کی کوششوں نے زور پکڑا کہ مذہب اور سیاست دو الگ الگ چیزیں ہیں، بعض وہ لوگ جو غیر ملکی تہذیب کی چمک دمک سے مرعوب تھے اس نظریے پر ایمان لانے لگے، مولانا آزاد نے ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کے صفحات میں اس بیرونی نظریہ کی سخت تردید کی اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بتایا کہ مذہب اور سیاست دونوں جڑواں بھائی ہیں۔کوئی کسی سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔اس مسئلے میں دین اسلام دنیا کے دوسرے مذاہب سے مختلف ہے اور اسلام سیاست کو مذہب کے تابع کرنا چاہتا ہے، انہوں نے بتایا کہ ''ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہر وہ نظریہ جو قرآن کریم کے علاوہ سے ماخوذ ہوگا وہ صریح کفر ہے اور سیاست بھی ایک نظریہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ تم نے دین اسلام کی عظمت اور اس کی شمولیت کو سمجھا ہی نہیں ہے: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ... ۹۱ (سورۃ الانعام) (اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر جیسی جاننی چاہیے تھی نہ جانی)''۔

(۲۱۵)

مولانا آزاد نے دوسری جگہ تحریر کیا کہ ''یہ بڑی ذلت کی بات ہے کہ مسلمان سیاست میں دوسروں کے تابع ہوں، اسلام اس کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔اسلام تو اپنے متبعین پر یہ لازم کرتا ہے کہ وہ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سرنگوں ہونے کی دعوت دیں، اگر مسلمان قرآن کریم کے منہج اور طریقے کو اختیار کریں تو تمام عالم ان کے سامنے جھک جائے۔جب اسلام نے ہر معاملہ میں ان کی رہبری کردی ہے، تو پھر ان کے لیے اس کی قطعی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ کس معاملے میں دوسروں کے سامنے جھکیں: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ... ۴۸ (سورۃ النساء) (اللہ تعالیٰ (اس گناہ کو) نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا معاف کردے گا)''۔(۲۱۶)

(ھ) جرائد ''الہلال'' اور ''البلاغ'' اور اجتہاد کی دعوت:

جب ہندوستانی معاشرہ شدید تقلید اور فکری انجماد میں گرفتار تھا، اس وقت مولانا آزاد نے اجتہاد کی دعوت دی۔یہ ان کا ایک زبردست کارنامہ ہے۔یہ وہ وقت تھا جب اجتہاد کے تمام دروازے بند ہوگئے تھے، حالانکہ حالاتِ جدیدہ کے پیشِ نظر انہیں اجتہاد کی شدید ضرورت تھی، اسلامی حکومت کے خاتمے، مغربی تہذیب اور اس کے افکار و خیالات کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آمد کی وجہ سے اس کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی تھی۔ مولانا آزاد نے اجتہاد کی ضرورت واہمیت کو واضح کیا اور اس کی سخت تاکید کی اور مسلمانوں کو اسلام کے اصل مصادر قرآن کریم اور سنت مطہرہ سے قریب ہونے اور بلا واسطہ ان سے استفادہ کرنے پر تیار کیا۔ وہ ''البلاغ'' کے پہلے شمارے کے اداریے ''مسلمان اجتہاد اور تقلید کے درمیان'' کے موضوع میں لکھتے ہیں کہ ''کوئی اصلاح بغیر دعوت کے نہیں ہوسکتی اور کوئی دعوت بغیر دلیل کے نہیں چل سکتی اور کوئی بھی دلیل اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ تقلید باقی ہے، تقلید کے دروازہ کو بند کرنا، نظر واستدلال کے دروازہ کو کھولنا ہر اصلاح کا سبب رئیسی ہے: اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ (سورة الزمر) (وہ لوگ) جو بات کو سنتے اور اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور یہی عقلمند ہیں)'' (۲۱۷)

جرائد ''الہلال'' و ''البلاغ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم یہاں ''الہلال'' اور ''البلاغ'' میں شائع ہونے والے چند مضامین کے عناوین نقل کرتے ہیں، جو اس طرح ہیں:

- الامر بالمعروف والنھی عن المنکر۔
- القسطاس المستقیم۔
- اسلام میں جہاد۔
- مسجد کانپور کی شہادت کا حادثہ۔
- جنگ بلقان۔
- دین وسیاست۔
- اصلاح وفساد۔
- فوجی تربیت اور قرآن کریم۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ابراہیمی دلیل۔

اسلام اور سلام۔

اسلام اور جنگ۔

معتزلہ کی تاریخ کا ایک ورق۔

اسلام اور اشتراکیت۔

اسلامی مدارس۔

قرآن کریم کی طرف دعوت۔

نقل روایت کے فن پر جنگ کے اثرات۔

اسلام اور تدریب عسکری۔

اسلام اور اجتماعی اصلاح۔

اخلاق پر جنگ کے اثرات۔

امن اور جنگ۔

جنگ اور علمِ نفس کا مطالعہ۔

اسلام کی بقاء اور کفر کا خاتمہ۔

تہذیبِ اسلامی کی تاریخ کا ایک ورق۔

اسلامی غزوات اور تجارت۔

حکومتِ شوریٰ اور اسلام۔

سورۃ البلد کی تفسیر۔

مولانا آزاد کے اخباروں میں بڑے بڑے علماء و ادباء اور نامور مفکرین لکھا کرتے تھے۔ لیکن ان میں مضامین لکھنے والوں کے نام لکھنے کا معمول نہ تھا۔ وہ لوگ جو اپنے مقالات اس میں تحریر کرتے یا جو لوگ اس کے ادارتی عملے میں شریک تھے، ان میں علامہ سید سلیمان ندوی ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، مولانا حسرت موہانی، عبدالسلام ندوی، وصی احمد، ابوالنصر محمد عبدالغفار، محمد اسمٰعیل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پانی پتی، خواجہ عبدالحی، مصباح الدین اوران کے علاوہ دیگر نامور اشخاص کے نام شامل ہیں۔

جرائد''الہلال''اور''البلاغ'' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء:

ہم ذیل میں''الہلال''اور''البلاغ'' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء تحریر کرتے ہیں، تاکہ ان کا مقام و مرتبہ معلوم ہوسکے:

علامہ سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ'' حقیقت یہ ہے کہ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کا ایسا احسان ہے جسے بھلایا نہیں جاسکتا، وہ یہ کہ تعلیم یافتہ طبقہ میں قرآن کریم کا ذوق پیدا کر کے اُسے عام مقبولیت حاصل ہوئی، جس سے اس طبقہ کا ایمان و یقین مضبوط ہوا اور جن بلند معانی پر قرآن کریم مشتمل ہے اس کو سمجھنے کے دروازے ان پر کھلے''۔ (۲۱۸)

مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی لکھتے ہیں کہ''ہفت روزہ''الہلال'' کا آغاز ہوا، جسے مولانا ابوالکلام آزاد نکالتے تھے، اس میں جو مقالات لکھے جاتے وہ آگ کے قلم اور بڑی بلاغت و قوت سے لکھے جاتے تھے، جس کی نظیر ملنا مشکل ہے، اس میں یورپین صلیبی سیاست پر تنقید ہوتی تھی، مسلمانوں میں سے ہزار ہا ہزار اشخاص اس کے پڑھنے کے لیے بے چین رہتے تھے''۔ (۲۱۹)

مولانا مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں کہ''ہفت روزہ''الہلال'' کے آغاز سے اسلامی صحافت کا ایک نیا دور شروع ہوا، جس وقت ہندوستان کے دینی و سیاسی حالات بہت خراب تھے، ابھی''الہلال'' کو شائع ہوئے مختصر عرصہ گزرا تھا کہ وہ ایک چمکتا ہوا ستارہ بنکر قرآن کریم اور حدیث شریف کی روشنی میں اپنی دعوت کو عام کرنے لگا۔ پھر یہ ستارہ ملک کے تمام لوگوں کو ملک کی آزادی کے لیے ایک شعلہ بنکر جگا تا رہا اور مسلمانوں سے بدعات و خرافات سے اجتناب کرنے کی دعوت دیتا رہا اور چند ہفتوں میں علماء کرام نے اپنے اندر ایک نئی روح و شعور کو محسوس کیا''۔ (۲۲۰)

ڈاکٹر عبدالمنعم النمر تحریر فرماتے ہیں کہ''حق یہ ہے کہ''الہلال'' اور''البلاغ''

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے باوجود قلیل مدت کے مسلمانوں کو بیدار کرنے اورانہیں اپنے دینی حقائق سے آشنا کرنے میں اپنا کردار پوری طرح ادا کیا، مسلمان ان دونوں اخباروں کی دعوت، ان کے جدید اسلوبِ نگارش، ان کے بیان کردہ اسلامی مبادی اوران کے پیش کردہ معانی قرآن کریم کو دیکھ کران کے گرویدہ ہوگئے، ان کے پڑھنے کے لیے بیتاب اوران کو محفوظ رکھنے کے لیے کوشاں رہتے تھے، وہ مولانا آزاد کی شخصیت میں ایک منفرد نمونہ دیکھتے تھے جس کی مثال ان کے زمانہ میں بہت کم تھی، انہوں نے تاریخ اسلام میں ایسی مثال تلاش کی جو سامراج سے مقابلہ کے لیے تیار ہو، بدعات وخرافات سے جنگ کے لیے کمربستہ ہو، انہوں نے مولانا آزاد کو اپنے زمانے کا ابن تیمیہ قرار دیا، مولانا آزاد نے بھی پڑھنے والوں کے مطالبے اوراسے محفوظ رکھنے کی ان کی رغبت کو دیکھتے ہوئے شروع ہی سے اُسے بڑی تعداد میں طبع کرایا، وہ اخبار اپنے آغاز سے ہی ہر ہفتہ ۲۶ ہزار کی تعداد میں چھپتا تھا، جس کی مثال اس زمانے کی اردو صحافت میں نہیں مل سکتی''۔(۲۲۱)

جواہر لعل نہرو(سابق وزیرِ اعظم) لکھتے ہیں کہ ''ابوالکلام آزاد نے مسلمانوں سے اپنے ہفت روزہ اخبار کے ذریعہ جدید زبان میں گفتگو کی، یہ جدید زبان صرف فکر ونظر میں ہی جدید نہیں تھی بلکہ اس کی ترکیب مختلف اورآزاد کا اسلوب سخت ومردانہ تھا، جبکہ کبھی کبھی وہ اپنی فارسی بنیاد کی وجہ سے تھوڑی بہت دشواری پیدا کردیا کرتے تھے، انہوں نے جدید افکار کی نئی تعبیرات وضع کیں، وہ بلیغ اوراثر انداز اسلوبِ نگارش رکھتے تھے، انہوں نے اردو زبان کو ڈھالا اوروہاں پہنچادیا جہاں وہ آج ہے''۔(۲۲۲)

سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن لکھتے ہیں کہ ''الہلال'' کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں میں عزتِ نفس اور بلندی کا احساس پیدا کیا، جبکہ ان میں اپنی پستی وزبوں حالی کا احساس سرایت کرگیا تھا اوران کی نگاہوں کو مغربی تہذیب نے حیران کردیا تھا، اس کی عظمت وبلندی کا انہوں نے اعتراف کرلیا تھا''۔(۲۲۳)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کلیم الدین احمد لکھتے ہیں کہ ''مولانا آزاد کی تحریر میں ایک غیر معمولی قوت تھی، وہ کھلی تلوار، موجیں مارتا ہوا سمندر، تیز رفتار آندھی بلکہ وہ عصائے موسیٰ تھی کہ جو وہ جھوٹ بولتے تھے اُسے وہ نگل جاتی تھی، فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿۱۱۷﴾ (سورۃ الاعراف) (کہ اُس نے اُن کے سارے بنائے ہوئے (سانپوں کو ایک ایک کر کے) نگلنا شروع کیا)۔'' (۲۲۴)

یوسف علی مہر لکھتے ہیں کہ ''الہلال'' تنہا وہ اخبار تھا، جو حکومت کی سیاست پر سخت تنقید کرتا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ برطانوی کابینہ میں اس کی بابت سوالات اٹھے اور اس سے فوراً مالی ضمانت طلب کی گئی''۔ (۲۲۵)

پروفیسر ملک زادہ منظور احمد تحریر کرتے ہیں کہ ''مولانا آزاد ''الہلال'' میں اپنے قلم سے بجلیاں گراتے تھے، اپنے قلم سے پھول اور موتی بکھیرتے تھے، انہوں نے قرآنی لہجے میں یہ بات تاکید سے کہی کہ عزت مسلمانوں کے لیے ہے اور غلبہ ہمیشہ حق کو ہوتا ہے، اسی لہجہ میں انہوں نے جنگِ طرابلس اور شہداءِ ترک کے قصے، قرآن کریم کی تعلیمات کی تفسیر اور احکامِ شرعیہ کو بیان کیا''۔ (۲۲۶)

عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں کہ ''الہلال'' میں بلند ترین مضامین مذہب، سیاست، اقتصاد، علمِ نفس، جغرافیہ، تاریخ، اجتماع اور ادب سے متعلق نشر ہوتے تھے''۔ (۲۲۷)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالماجد دریابادی اور صحافت

مولانا عبدالماجد دریابادی (۱) ان اہم مشہور و معروف شخصیات میں ایک تھے، جن کی صحافتی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے اسلامی صحافت کے معیار کو بلند کیا۔ وہ ایک اسلامی ادیب اور اردو و انگریزی ہر دو زبان کے مشہور انشاء پرداز تھے۔ وہ فلسفہ، علمِ نفس اور علومِ دینیہ کے مشہور عالم تھے، ساتھ ہی فکر و نظر میں وسعت اور زمانے کے حالات سے پوری طرح واقف و باخبر تھے۔

---

(۱) مولانا عبدالماجد دریابادی ۱۶ شعبان ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۸۹۲ء میں دریاباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر پھر ایک گورنمنٹ اسکول میں پائی۔ ۱۹۱۲ء میں بی، اے کی ڈگری حاصل کی۔ ایم، اے فلسفہ میں داخلہ لیا، لیکن تعلیم مکمل نہ کر سکے۔ بچپن سے ہی مطالعے کا بہت شوق تھا، اس لیے ان کی علمیت و ثقافت بہت وسیع تھی۔ انہوں نے دین اسلام کی خدمت کے لیے خود کو وقف کر دیا تھا۔ ہندوستان کے بڑے علماء کرام میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ان کا انگریزی ترجمہ قرآن مجید بہترین ترجمہ شمار کیا جاتا ہے۔ انہوں نے قرآن کریم کی تفسیر اردو اور انگریزی میں لکھی اور یہ پہلی تفسیر ہے جسے کسی مسلمان نے انگریزی میں لکھی۔ وہ فلسفہ اور علمِ نفس کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے، اسی وجہ سے ان کو لندن کی ایک فلسفہ اکیڈمی میں ممبر چنا گیا تھا، فلسفہ میں ان کی کئی تالیفات ہیں۔ وہ مختلف اخباروں کے ایڈیٹر رہے، بعض کے وہ مالک اور بعض میں ان کی مشارکت تھی، ''سچ''، ''صدق'' اور ''صدقِ جدید'' خود ان کے اخبار تھے۔ ''ہمدرد''، ''الندوہ''، ''معارف'' اور انگریزی میں ''صوت الاسلام'' میں وہ مستقل کالم لکھتے تھے اور بہت سے اخبارات و رسائل ایسے ہیں، جن میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ اگر ان کو جمع کر دیا جائے تو ضخیم کتابیں تیار ہو جائیں۔ ان کی وفات جنوری ۱۹۷۷ء کو لکھنؤ میں ہوئی اور تدفین ان کے وطن قصبہ ''دریاباد'' ضلع بارہ بنکی میں عمل میں آئی۔ تغمدہ اللہ برحمۃ الواسعۃ۔ ان کی مشہور و معروف تصانیف میں: تفسیر ماجدی اردو و انگریزی، خطباتِ ماجدی، بشریتِ انبیاء فی القرآن، الاعداد فی القرآن اور ارض القرآن وغیرہ ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالماجد دریابادی کی صحافت نگاری:

مولانا عبدالماجد دریابادی جب سن رشد کو پہنچے اور اسکول میں تعلیم کا آغاز کیا تو یہ بیسویں صدی کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کے عقیدے، ان کی فکر اور ان کے وجود کے خلاف آریہ سماج والوں کی طرف سے سخت حملے ہو رہے تھے، ہر شہر اور دیہات میں گرم وسخت مناظروں کی وجہ سے فضا بھی گرم تھی۔ یہی عقائدی جھگڑے لوگوں کی گفتگو کا موضوع تھے۔ دونوں طرف سے تردید و تکذیب سے متعلق کتابیں اور رسائل شائع ہو رہے تھے۔ ہندوؤں میں ان حملوں کے سرغنہ سوامی سردانند تھے اور مسلمانوں کی طرف سے دفاعی کام مولانا ثناءاللہ امرتسری اور دوسرے علمائے کرام کر رہے تھے۔ اس ماحول نے مولانا عبدالماجد دریابادی کو دل برداشتہ کر دیا۔ انہوں نے اسلام پر ان حملوں کو سخت ناپسند کیا اور خود اخبارات و رسائل کو پڑھنا شروع کیا اور ہر نئی چیز سے آگاہ ہونا چاہا ''اودھ'' اخبار میں پہلا مضمون لکھا، اس وقت ان کی عمر گیارہ سال تھی۔ اس کے بعد ان کے مقالات و مضامین اخبارات و رسائل میں شائع ہونے لگے۔ اردو کے مقالات ''ہمدم''، ''الناظر''، ''العصر''، ''الندوہ''، ''معلومات''، ''صبح امید''، ''وکیل''، ''بشیر''، ''ضیاء الاسلام'' ''معارف''، ''الاصلاح''، ''ہمدرد''، ''حقیقت''، اور ''صوت کیمراج'' میں چھپتے رہے۔

انگریزی اخبارات جن میں ان کے قلم کے شاہکار شائع ہوتے تھے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

انڈین ٹیلیگراف، لکھنؤ Indian Telegraph

سٹرڈے ریویو، لندن Saterday Review

ایسٹ اینڈ ویسٹ، بمبئی East and West

وائس آف اسلام، کراچی Voice of Islam

ایڈوکیٹ، لکھنؤ Advocate

مسلم ہیرالڈ، الٰہ آباد Muslim Herald

لیڈر، الٰہ آباد Leader

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پایونیر Pioneer

تھیوسوفسٹ اسٹیٹ مینٹ Theosophist Stamtesment

ماڈرن ریویو Modern Reiview

مولانا عبدالماجد دریابادی کے مقالات، جو اخبارات ورسائل میں شائع ہوتے وہ مذہب، تاریخ، ادب، فلسفہ، اجتماع، سیاست، اقتصاد، علمِ نفس وغیرہ مختلف موضوعات پر ہوتے تھے، ان مقالات پر ابتدا میں ادبی رنگ غالب رہتا تھا، لیکن علامہ شبلی نعمانی سے تعلق کے بعد ادبی رنگ کے ساتھ ساتھ علمی رنگ کی آمیزش بھی ہوگئی، پھر علمی رنگ ہی غالب رہا، لیکن ادبی جمال اور اسلوبِ نگارش کی چاشنی بدستور تمام تحریروں میں باقی رہی۔

مولانا عبدالماجد دریابادی نے جہاں اپنے اخبارات خود نکالے وہیں ''ہمدرد''، ''معارف'' اور ''حقیقت'' میں انکی نگرانی یا ادارتی اسٹاف میں شمولیت بھی رہی۔ مولانا محمد علی جوہر ''ہمدرد'' دہلی سے نکالتے تھے، جو اس زمانے کے اہم اخباروں میں تھا، مولانا عبدالماجد دریابادی ''ہمدرد'' کے بڑے مداح اور مولانا محمد علی جوہر کے بڑے قدرداں تھے۔ انہوں نے اس کی ذمہ داریوں، ترتیب واشاعت اور اپنے مضامین ومقالات کے ذریعے اس کے نکلنے کی تمام مدت میں ہر طرح اس کی مساعدت ومعاونت کی اور مولانا محمد علی جوہر کی غیر موجودگی میں کئی مرتبہ طویل مدت تک اس کی ادارت کے فرائض بھی انجام دیئے۔ اسی طرح علمی ماہنامہ ''معارف'' جو ہندوستان کے اہم مجلات میں شمار ہوتا ہے، اس سے بھی مولانا عبدالماجد دریابادی کا ابتدا سے رابطہ رہا اور پابندی سے اس میں لکھتے رہے۔ جب علامہ سید سلیمان ندوی ۱۹۲۰ء میں یورپین ممالک کے دورے پر گئے تو انہوں نے آٹھ ماہ بحیثیتِ مدیر کام کیا اور جب انہوں نے پاکستان ہجرت کی تو مولانا دریابادی نے اس کے ادارتی اسٹاف کی نگرانی بھی فرمائی۔ تیسرا جریدہ جس کی ادارت میں ان کی شرکت رہی، وہ ''حقیقت'' ہے جو لکھنؤ سے نکلتا تھا۔ یہ جریدہ اپنے ہم جنس دوسرے جرائد سے اسلوب کی سنجیدگی، سلامت فکر اور اپنے نظریات کی پختگی میں امتیازی حیثیت رکھتا تھا، اس میں اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زمانے کی اہم شخصیات کے مضامین شائع ہوتے تھے،مولانا عبدالماجد دریابادی دوسال تک اس کے مدیر رہے اور ۱۹۲۰ء میں اس سے علیحدہ ہوئے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی کے اخبار:

مولانا عبدالماجد دریابادی نے اپنی زندگی میں تین جرائد مختلف زمانوں میں نکالے۔لیکن حقیقت میں یہ تینوں جرائد ایک ہی جریدہ کی مختلف شکلیں تھیں، جو نئے ناموں سے نکلے ''سچ''، ''صدق'' اور ''صدقِ جدید''، بہتر یہ ہے کہ ہم ان کو ایک ہی جریدہ شمار کریں جو الگ الگ ناموں سے مختلف اوقات میں شائع ہوا۔

پہلی مرتبہ ''سچ'' ۱۹۲۵ء میں لکھنؤ سے نکلا۔اس کے ادارتی اسٹاف میں مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا عبدالرحمٰن ندوی نگرامی، عبدالرزاق ملیح آبادی اور اس کے مالک ظفرالملک علوی تھے،تھوڑی مدت کے بعد عبدالرزاق ملیح آبادی اس سے الگ ہوگئے کیونکہ ان کا میلان مولانا ابوالکلام آزاد کی فکر کی طرف تھا۔ظفرالملک علوی بھی اس سے علیحدہ ہوگئے اور مولانا عبدالرحمٰن ندوی نگرامی کا انتقال ہوگیا۔اب صرف مولانا عبدالماجد دریابادی رہے جو تنہا اُسے نکالتے رہے۔اس کی ادارت، طباعت اور اشاعت کی تمام ذمہ داریاں سنبھالتے رہے۔لیکن ۱۹۳۲ء میں اپنی تفسیر کی تالیف کی وجہ سے اُسے بند کرنے پر مجبور ہوئے۔

مئی ۱۹۳۵ء میں ''صدق'' کے نام سے اُسے دوبارہ نکالنا شروع کیا، جو ۱۹۵۰ء تک برابر نکلتا رہا۔پھر اقتصادی دشواریوں اور بعض اہم کتابوں کی تالیف میں مشغولیت کی وجہ سے وہ بند ہوگیا۔لیکن اس مرتبہ زیادہ عرصہ بند نہیں رہا بلکہ چار ماہ بعد دوبارہ نکلنا شروع ہوگیا اور اس مرتبہ ''صدقِ جدید'' کے نام سے نکلا، جس کے مولانا عبدالماجد دریابادی تاحیات مدیر رہے۔پھر جب ۱۹۷۷ء میں مولانا دریابادی کی وفات ہوئی تو حکیم عبدالقوی دریابادی نے اس کی ادارتی ذمہ داریاں سنبھالیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بر ۔۔۔۔ (۱۳۹۲ء)
جیب ضیائے خدمت
یدم کرم شدہ ازرہ ریت

یوم اشاعت :- جمعہ

سالانہ چندہ ۔۔ ششماہی ۔۔	بیرونجات سے ۔۔ فی پرچہ ایک آنہ

سچ

ایڈیٹر
عبدالماجد
دریاباد - ضلع بارہ بنکی

مہتمم
ظفر الملک
پتہ :- دفتر اخبار سچ، لکھنؤ

لیے باتیں میں جملہ مراسلت ایڈیٹر سے کیجائے
(چندہ و اشتہارات وغیرہ کے متعلق خط و کتابت مہتمم سے کیجائے)

۱	یکم محرم الحرام ۱۳۴۶ھ	یکم جولائی ۱۹۲۷ء	جلد ۳

سچی باتیں

...مسلمان، اور سُنی مسلمان ہیں، تو حشر و نشر، روزِ قیامت پر عقیدہ ہوگا۔ پھر اس روز اگر شہیدِ کربلا امام حسین علیہ السلام کا سامنا ہوگیا، اور وہ محرم کی بابت کچھ سوالات آپ سے ... یا آپ اطمینان بخش اور معقول جواب دے سکیں گے؟ اگر امام ...ال کر دیا، کہ تم محرم میری توہین و رسوائی کیلئے مناتے تھے یا ...تم کے لیے؟ میں نے دسویں محرم بھوک اور پیاس کی شدت سے ...ی، اور تم میرا نام لے لیکر ہر سال خوب حلوے پکاتے ... اور خوب ... شربت پیتے اور پلاتے رہے! میں نے ...ن خدا کی یاد و رضا کی راہ میں گزار دی، اور تم اسی روز سارا ... جلوس کے اہتمام میں صرف کرتے رہے، اور نفل نمازیں ... فرض نمازوں تک سے غافل رہے! میں نے شب شہادت ... یادِ الٰہی میں گزاری، اور تم نے غضب یہ کیا، کہ وہ ساری ... روشنی اور میلا خان کرنے، باجے بجانے، اور ناچ کا تماشا دیکھنے میں بسر کرتے رہے؟ یہ سب کچھ کر کے میرے عقیدت ... میرے عمل سے اپنے عمل کا، میری زندگی سے اپنی زندگی کا کوئی ... باقی رکھا؟ ——— اگر یہ سوال حشر کے دن شہیدوں کے ... حق پرستوں کے پیشوا نے کر دیا، تو فرمائیے آپ کے پاس کیا ...ب ہوگا؟

کیا جواب آپ اُس وقت دے سکیں گے، جب امام مظلوم اور نیز ... کے سامنے تڑپ کر یہ سوال جواب کرنے کے لیے اپنے ... نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ... منع کر گئے تھے، میں نے یہ کیا کہا تھا، کہ تم میرا ماتم کرتے اور سینہ پیٹتے رہے؟ میرے جدِ امجد کی شریعت نے نوحہ خوانی سے منع کیا تھا، اور تم میرے نام کی آڑ پکڑ کر نوحہ خوانی، سوز خوانی و مرثیہ خوانی کرتے رہے؟ میرے رسول کے دین نے تو قبر تک ... پختہ ہر طرح تم پر حرام کی تھی، لیکن اس پر بھی تم اپنے ہاتھوں سے بنا بنا کر کاغذی مقبرے بہت سارے دیے لگا لگا کر تیار کرتے رہے، ان پر چڑھاوے چڑھاتے رہے اور ان سے اپنی منتیں مرادیں مانگتے رہے؟ میری شہادت کے بعد میرے دشمنوں نے جلوس نکالا، ... دشمنی کی، تم نے بھی سارے ... طریقے اور دستور اختیار کر لیے، اور اپنے آپ کو میرا دوست اور محب کہتے رہے؟

کیسی مسرت و ... ہوگی اس گھڑی جب جوانان جنت کا سردار آج آپ سے فرمائے گا، کہ تم نے میری زندگی سے کوئی سبق حاصل کیا، میرے نمونۂ عمل کو اپنے لیے بالکل بیکار سمجھا، میری شہادت، ... سے کوئی نصیحت نہ لی، میری سچائی کو ایک دل لگی سمجھا، میری راستی کو تماشا خیال کیا، میری جان، دل کی قربانی کو ایک کھیل اور سوانگ سے زیادہ وقعت نہ دی! میری راہ نہ اختیار کی، اور میرے نام کو بدنام کیا، میرے طریقے پر نہ چلے اور میرے اہل کی پروا نہ ...

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون ۔ اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کو سچ مانا وہی پرہیزگار ہیں۔

ایڈیٹر:- عبد الماجد
پتہ:- دریاباد ضلع بارہ بنکی
نائب:- حکیم عبد القوی بی اے
مضامین کے بارے میں خط وکتابت ایڈیٹر سے کی جائے

چندہ اور انتظامی امور کے متعلق مراسلت اس پتہ پر ہو:-
محمد عبد الرؤف عباسی مہتمم صدق
مرشد آباد بلڈنگ، امین آباد پارک، لکھنؤ

چندہ سالانہ: آٹھ روپیہ
" ششماہی "
بیرون ہند سے [illegible]
قیمت فی پرچہ [illegible]

صدق

(رجسٹرڈ نمبر ۲۹۱)

نمبر ۱۰ | یوم شنبہ | رجب المرجب ۱۳۶۵ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۶ء | جلد ۱۲

سچی باتیں

قحط! قحط! گرانی! گرانی! ہر طرف سے یہ صدائیں آرہی ہیں۔ غلہ، شکر، گڑ، لکڑی، گھی، تیل، دیسی پھل اور ترکاریاں، گوشت، دال، نمک، کپڑا، ضرورت کی جو چیزیں ہیں ساری کی ساری چیزیں، اور سب ہی چیزیں گراں۔ اب [illegible] شے اپنی پرانی قیمت پر، اگر اس کی [illegible] صحیح قیمت پر ملیں، اور کسی بڑی مقدار میں ملنی ممکن ہے؟ ——

ریلوں اور لاریوں سے سفر؟ الٰہی توبہ! "وسیلۂ ظفر" تو بس اب قصہ بن کے رہ گیا ہے، ورنہ "حقیقتاً" کچھ مبالغہ کے بعد "نمونۂ سقر"! —— جنگ کا زمانہ تو خیر تاریخ رہی تھی، کہ ختم کب ہوئی، صلح ہوئی۔ اب [illegible] ہے کہ اس سے تو وہی جنگ کا زمانہ غنیمت تھا! زندگی کا ہر شعبہ ایک مستقل مصیبت، ایک مسلسل آزار بن گیا! ——

[illegible] حالت کی تصویر مکمل ہو گئی؟ کہاں مکمل ہوئی؟ [illegible] پریشانی اور آزار [illegible] کم؟ ہماری "زندہ دلی" اور نفس پرستی کچھ [illegible] آنکھیں؟ [illegible] خدا سے کچھ [illegible] لوگ [illegible] اپنا سر رکھ کر [illegible] جبینوں نے [illegible] لذت اور فرحت کو کچھ اور زیادہ بڑھا دیا؟

[illegible] کے لئے [illegible] ضرورت نہیں۔ صرف [illegible]

[illegible] تعداد کچھ گھٹ گئی یا اور بڑھ گئی؟ انسان گناہوں سے کچھ شرمایا یا اس پر اور دلیر ہو گیا؟ ظلم [illegible] کی [illegible] گھٹی یا اور بڑھی؟ سینما کچھ [illegible] رہ گیا؟ [illegible] نئے [illegible] اور [illegible] ہیں یا [illegible] نہیں؟ [illegible] کی [illegible] کے [illegible] سودی [illegible] ہے تو [illegible] کی [illegible] کمی [illegible] ہوئی یا [illegible] ہوا؟ [illegible] ہے؟ جوئے کا فیشن [illegible] کے سلسلہ میں کچھ گھٹا یا اسی طرح رہا؟ سودی کاروبار کے [illegible] میں کچھ [illegible] پیدا ہوا؟ جوئے کا [illegible] ہے؟ شراب نوشیاں [illegible] بے حیائیاں ترقی پر ہیں یا تنزل پر؟ جعل سازی کے [illegible] کچھ اور چڑھے یا اتر گئے؟ [illegible] کے متعلق [illegible] کچھ ڈھیلی یا اور ابھری؟ رشوت [illegible] گرم بازاری [illegible] کچھ گھٹی یا بڑھی؟ —— [illegible] اخلاق [illegible] رات [illegible] کے ساتھ انسان کو کوئی حق قدرت سے [illegible] اپنی [illegible] پر [illegible] ہے؟

تہذیب فرنگ!

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کا [illegible]

[illegible]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ٹیلی فون نمبر ۴۲۷۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون

ہفتہ وار

صدق جدید

لکھنؤ

جلد ۲۹ | یوم جمعہ ۲۹ ذی الحجہ ۹۶ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۷۶ء | نمبر ۱

سچی باتیں

(از مولانا عبد الماجد دریا بادی مرحوم)

"کلکتہ [illegible] امراض خبیثہ میں مبتلا ہیں"

[illegible]

"کلکتہ [illegible] امراض خبیثہ میں مبتلا ہے"

[illegible]

اور ... [illegible] ... امراض خبیثہ ... [illegible]

... کا سا لقہ ہے ... بڑھیں تو وہ بڑھیں گے پھیلیں تو وہ بھی پھیلے گی ... [illegible]

[illegible]

... امراض ... [illegible] ... کا لاعلاج ... [illegible]

[illegible] ... گندگی پھیلنے اور گندی نسل کے پیدا ہونے کا امکان ہی باقی نہ رہنے

[illegible]

www.KitaboSunnat.com

یہ جریدہ علماء، ادباء، مفکرین اور اہم شخصیات کی نظر میں بے حد مقبول تھا، اس کا دائرہ ہندوستان سے باہر ان تمام ممالک تک تھا جہاں اردو بولی جاتی ہے، اس کی آواز کا ایک وزن تھا، اس کی رائے کی لوگوں میں بڑی تاثیر تھی، عوام اُسے عزت و احترام کے ساتھ قبول کرتے اور اس سے دلچسپی رکھنے والے اس کی جلد بندی کرا کر محبوب علمی سرمایہ کی طرح محفوظ رکھتے تھے۔

اس جریدہ کے پہلے صفحہ پر یہ آیتِ کریمہ لکھی ہوتی تھی: وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝۳۳ (سورۃ الزمر) (اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں)۔ اس کا اداریہ ہمیشہ ''کلماتِ صدق'' (سچی باتیں) کے عنوان سے ہوتا تھا۔ پھر مقالات اور مضامین ہوتے، جو زیادہ تر مولانا دریابادی کے قلم سے ہی ہوتے تھے۔ کتابوں پر تبصرے ہوتے اور خطوط بھی ہوتے۔ مولانا عبدالماجد دریابادی کے ساتھ اس میں بعض دوسری شخصیات کے مضامین بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔

جرائد ''سچ''، ''صدق'' اور ''صدقِ جدید'' کے مقاصد:

مولانا دریابادی کے جرائد ''سچ''، ''صدق'' اور ''صدقِ جدید'' (جو ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں تھیں) کے مقاصد مندرجہ ذیل تھے:

۱۔ مسلمانوں کو درپیش مسائل کا حل اور صلاح و فلاح کے راستے کی طرف ان کی رہنمائی۔

۲۔ مغربی تہذیب کا مقابلہ اور اس تہذیب کو اختیار کرنے سے مسلمانوں کو ڈرانا۔

۳۔ غیر اسلامی عادات و تقالید اور بدعات و خرافات کو ترک کرنے کی دعوت۔

۴۔ خالص اسلامی فکر کو اختیار کرنے کی دعوت۔

۵۔ قرآن کریم و سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت آسان و سہل زبان اور ایسے اسلوب میں پیش کرنا کہ عوام سمجھ سکیں۔

۶۔ جدید پیدا شدہ مسائل و مشکلات میں مسلمانوں کی صحیح اسلامی اور دینی رہنمائی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۷۔ اسلامی قالب میں صاف ستھری صحافت کو پیش کرنا۔

مولانا دریابادی نے اپنے جریدہ کی بابت خود تحریر کیا ہے کہ "اس جریدہ نے ہمیشہ خیر اور بھلائی کی دعوت دی اور ہمیشہ حق کی بلندی اور دین کی خدمت کے لیے کوشاں رہا" (۲۲۸)

مولانا عبدالماجد دریابادی کی نظر میں اسلامی صحافت کے مبادی:

مولانا دریابادی نے "صدق" کے ایک اداریے میں اسلامی صحافت کے مبادی کی وضاحت کی، جن کو ہر صحافی کو اختیار کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا چاہیے، انہوں نے ہمیشہ ان مبادی کا اپنے جرائد میں خیال رکھا اور اپنی تحریروں میں ان پر عمل پیرا رہے۔ ہم یہاں اس کی تلخیص پیش کرتے ہیں:

۱۔ "صحافی کی تحریروں میں اس کے وطن کا حصہ ضرور ہونا چاہیے۔ لیکن اس طرح وطن کی تقدیس نہ ہو کہ اُسے معبود کا درجہ دے دیا جائے اور جینا اور مرنا اسی کے لیے ہو، کیونکہ مسلمان کا سر اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کے آگے نہیں جھکتا۔

۲۔ صحافی کو اپنے مذہب و امتِ مسلمہ اور عام مخلوقات کی خدمت ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہیے۔

۳۔ صحافی جو بھی لکھے اس میں اپنے مقصد کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ اضافی عناوین کا اضافہ کر کے یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے اور اس طرح بعض صحافتی ذمہ داریوں کی ادائیگی بھی ہو سکتی ہے۔

۴۔ صحافی کو صرف عوام کی رائے پیش کرنے پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ ان کے ذوق اور رجحانات کی اصلاح بھی ضروری ہے۔

۵۔ صحافت کوئی تجارت نہیں ہے کہ اسے کسبِ مال کا وسیلہ بنایا جائے، بلکہ یہ ایک عبادت ہے جسے کماحقہٗ ادا کرنا واجب ہے۔

۶۔ تم کو اس کا حق ہے کہ اپنے جریدے کے صفحات پر دوسروں کا محاسبہ کر سکتے ہو، لیکن خود اپنے محاسبے سے تم کو غافل نہ ہونا چاہیے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۷۔ملک کی اکثریت اورقوانینِ حکومت کالحاظ ضروری ہے،لیکن اس میں خوفِ شکست خوردگی اورذلت وپستی کا احساس نہ ہواورنہ تملق اور چاپلوسی ہو۔

۸۔تم کواسلوبِ عام میں تنقید کاحق ہے،لیکن کسی کی ذاتیات پر حملے یا کسی شخصیت کومجروح کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۹۔کلام میں پاکیزگی ونرمی اور تعبیر و بیان میں سلاست ووضاحت ہر لکھنے والے کی سلامتِ ذوق کا پتہ دیتی ہے،اس لیے عبارت کو بیہودگی اور گھٹیا اسلوب وتعبیر سے پاک ہونا چاہیے۔

۱۰۔جب حق واضح ہوجائے تو سابقہ بات سے رجوع کرنے میں قطعاً پس وپیش نہیں ہونا چاہیے،کیونکہ نقص کا اعتراف مرتبہ کو بلند کرتا ہے۔

۱۱۔ہرکلمہ جوزبان سے نکلے گا وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھا جائے گااور قلم سے لکھے ہر کلمہ کا حساب دینا ہوگا،اس لیے لکھنے اور کہنے میں سچا اور امین ہونا چاہیے"۔(۲۲۹)

مولانا دریابادی نے اپنے ہم مشرب صحافتی احباب واصدقاء کے لیے یہ چند نصیحتیں لکھیں اوران کے جرائد کی خصوصیت بھی یہی رہی کہ انہوں نے ان نصیحتوں پر ہمیشہ عمل کیا۔

جرائد"سچ"،"صدق"اور"صدقِ جدید"کی اسلامی خدمات:

ہم یہاں مولانا دریابادی کے جرائد"سچ"،"صدق"اور"صدقِ جدید"کی بعض اسلامی خدمات کا تذکرہ کرتے ہیں:

مولانا دریابادی کے جرائد نے جس مقصد کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا وہ اسلام کی خدمت اوراس کا دفاع کرنا تھا،اس سلسلے میں انہوں نے ہر سخت وتلخ کو برداشت کیا۔

مولانا دریابادی نے اپنے اسلوب وخوش بیانی اور صحیح فکر کو اسلامی مسائل مضبوط کرنے،ان کو مستحکم بنانے،مسلمانوں کی رہنمائی کرنے اوراسلام کے خلاف ہر جرأت کرنے والے پر رد کرنے میں لگا دیا،اس مہم میں ان کی خدمات علامہ شبلی نعمانی،ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، مولانا محمد علی جوہر،مولانا ابوالکلام آزاد اور علامہ سید سلیمان ندوی سے کسی طرح کم نہ تھیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگانے، ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے اور زندگی کے تقاضوں سے باخبر کرنے میں ان کے جرائد نے اہم کردار ادا کیا۔ وہ اپنی پوری زندگی کلمۂ حق کو بلند کرنے میں مشغول رہے۔ وہ ہمیشہ بے لاگ اور بے دھڑک تبصرہ کرنے والے، دوست، عزیز، بزرگ وولی کسی کی بھی پرواکیے بغیر حق بات زبان پر لے آنے والے، مصلحتوں، رشتوں اور مادی ودنیوی چیزوں سے بلند ہوکر اسلام اور امتِ مسلمہ کی بے لوث خدمت کرنے والی شخصیت تھے۔

(الف) جرائد "سچ"، "صدق"، "صدقِ جدید" اور بدعات وخرافات کا رد:

جس زمانے میں مولانا دریابادی کے جرائد نکلتے تھے، اس زمانہ میں ہندوستان پر بدعات وخرافات کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ ہندو معتقدات وتقالید کی وجہ سے یہ بدعات مسلمانوں میں رائج ہوئی تھیں اور ان کا بازار گرم تھا، مولانا دریابادی نے ایک مستقل محاذ ان بدعات کے خلاف اپنے جرائد میں کھول دیا اور ہندوستانی مسلم معاشرے میں منتشر بدعات پر سخت گرفت کی۔ بدعات کا پوری طرح مقابلہ کیا اور انہیں ختم کرنے کی ہر ممکن سعی وکوشش کی، جس کے نتیجہ میں وہ اشخاص جوان بدعات کی ترویج واشاعت کا کام کررہے تھے ان کی طرف سے سخت ترین اعتراضات کی آندھی چلی اور مولانا دریابادی کے خلاف کفر کے فتوے لگائے گئے، بازاریت، بیہودگی، فحش اور گندی گالی گلوچ تک نوبت پہنچی۔ لیکن یہ چیزیں مولانا دریابادی کو ان کے موقف سے نہ پھیر سکیں، بلکہ وہ اپنے جرائد کے ذریعے اسلام کی صحیح فکر ودعوت کو پیش کرتے رہے، اصلاح وہدایت اور وعظ وتلقین کی عظیم خدمت انجام دیتے رہے، بدعات وخرافات کے خلاف یہ ان کی خدمت ایک زبردست کارنامہ تھا جسے انہوں نے اپنے جرائد کے ذریعے انجام دیا۔

(ب) جرائد "سچ"، "صدق"، "صدقِ جدید" اور شیعیت کا مقابلہ:

مولانا دریابادی کے جرائد کے اہم موضوعات میں سے شیعہ نظریے کی تکذیب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اوراس کے باطل نظریات کا رد تھا۔اس رنگ میں شدت اس وجہ سے بھی آئی کہ لکھنؤ جہاں سے ان کے اخبار نکلتے تھے وہاں مسلمانوں کو شیعہ شدت پسندوں کی طرف سے مختلف اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔انہوں نے شیعہ مذہب کے اعتقادات ونظریات کے رد میں قیمتی اور جامع مقالات لکھے۔ان کے فریب وگمراہی کو آشکارا کیا اور دلائل سے بتایا کہ اس فرقے نے تاریخ کے ہر دور میں مسلمانوں کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کیا۔ہندوستان اور خاص کر لکھنؤ میں جب بھی شیعہ سنی اختلافات کی آگ بھڑکتی تو ان کے یہ مقالات شیعوں کے خلاف اہل سنت والجماعت کے لیے ایک طاقتور سہارا ہوتے۔

(ج) جرائد ''سچ''، ''صدق''، ''صدقِ جدید'' اور جدت پسند رجحانات پر تنقید:

سرسید احمد خان وہ پہلے شخص تھے، جنہوں نے مغربی تہذیب اپنانے، اس کے طور طریقوں کو اختیار کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی دعوت دی۔چنانچہ ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک نسل نے اس فکر کے زیرِ سایہ پرورش وتربیت پائی۔یہ گروہ اسلامی مبادی وتعلیمات کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتا اور طلاق ومیراث، تعددِ زوجات اور اسلام میں عورت وغیرہ موضوعات کی آڑ میں اسلام کی تنقیص اور مغربی تعلیمات کی توصیف کرتا تھا۔مولانا دریابادی نے اسلامی نظریہ کے دفاع کا بیڑا اٹھایا اور اس گروہ کے اعتراضات کا منہ توڑ جواب دیا، ان کے مقالات ومضامین نے مغربی تہذیب کے فریب وجعل سازی کا پردہ چاک کیا اور دلائل وبراہین کے ذریعے ان کی گمراہی وانحراف کو واضح کیا۔

مشہور منحرف ادیب وانشاء پرداز نیاز فتحپوری نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو شبہات اٹھائے تھے، ان کا جواب دینا ہر شخص کے لیے آسان نہ تھا، لیکن مولانا دریابادی نے اس کے اعتراضات کا جواب اپنے جرائد کے ذریعے دیا۔ان کے جوابات میں سلامتِ فکر، قوتِ عقیدہ، زورِ بیاں، اسلوب میں بلندی، علم میں گہرائی اور وسعتِ ثقافت تھی، اس طرح مولانا دریابادی نے نیاز فتحپوری اور ان کے ہم خیال مغربیت پسند طبقے کا مقابلہ کیا اور ان کے اعتراضات وشبہات کا تسلی بخش جواب دیا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(د) جرائد ''سچ''، ''صدق''، ''صدقِ جدید'' اور مغربی تہذیب پر تنقید:

مولانا دریابادی کے جرائد کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک یہ کارنامہ بھی ہے کہ ان کے ذریعے مولانا دریابادی نے مغربی تہذیب کے خطرات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے اور اس کے فریب وانحراف کو بیان کرنے میں اہم خدمت انجام دی۔ ان کو اس کام میں مزید سہولت اس لیے ہوئی کہ مغربی تہذیب اور مغربی فلسفے پر ان کی گہری نظر تھی، ساتھ ہی ان کے مقالات جدید عصری اسلوب میں ہوتے تھے۔ جنھیں معاصر مثقف طبقہ پسند کرتا تھا۔ ان کے مقالات سے بہت سے مغربی تہذیب کے دلدادہ اشخاص نے مغربی تہذیب سے اپنے لگاؤ کو ختم کیا۔ یہ بات بھی لوگوں کی سمجھ میں آئی کہ مغرب سے آئی ہر چیز لینے کے قابل نہیں ہوتی، جس چیز کو لیا جائے جانچ پرکھ کر اس وقت لیا جائے جب اسلامی تعلیمات واخلاق کے خلاف نہ ہو۔ ان کے تمام مقالات میں یہ رنگ شروع سے لے کر ان کی وفات تک رہا۔ مغربی تہذیب سے متعلق ان کی تحریریں ایک قیمتی سرمایہ ہیں اور جو لوگ مغربی تہذیب کی برائیوں کو عیاں کرنا چاہتے ہیں، وہ ان کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ہم یہاں مولانا دریابادی کے جریدہ سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں، جس سے ان کی مغربی تہذیب پر تنقید کا اندازہ ہوگا، وہ ۱۰ مارچ ۱۹۶۷ء کے ''صدقِ جدید'' میں ''بے پناہ جنسی ہیجان'' کے عنوان سے ایک خبر اپنے خاص اسلوب میں لکھتے ہیں کہ ''آج ایوانِ صدر میں ایک پریس کانفرنس کے دوران ایک لیڈی رپورٹر نے صدر سے مارشل لاء کا مطالبہ کر کے صدر جانسن کو کچھ دیر کے لیے حیرانی میں ڈال دیا۔ لیڈی رپورٹر نے کہا کہ ملک میں جنسی جرائم کی کثرت ناقابلِ برداشت ہوگئی ہے، زنا بالجبر کی شدت ہوگئی ہے، اب ضرورت ہے کہ اس کی روک تھام کے لیے مارشل لاء سے کام لیا جائے''۔

مولانا دریابادی مذکورہ خبر نقل کرنے کے بعد تبصرہ فرماتے ہیں کہ ''گویا پولس تھک کر مایوس ہوگئی، عدالتیں ناکام ہوگئیں، جیل خانے ناکافی ثابت ہوگئے اور اب ضرورت

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس کی ہے کہ مجرموں کو گولی سے اڑا دیا جائے اور یہ مطالبہ وہاں شروع ہو گیا ہے جہاں حرام کاری کے لیے تازیانہ اور سنگساری کی سزا پسماندہ ذہنیت کی نشانی اور وحشت و بربریت کی دلیل ہے، اے مغرب کے دانشورو! اسلام کے تصورِ عفت وعصمت کی خوب ہنسی اڑا لو، اسلامی آدابِ حیا وحجاب کے ساتھ جی بھر کر تمسخر کر لو، شرابیں پی پی کر اپنے معاشرے کو زنا پسندی کے سیلاب میں غرق کر دو، اپنے افسانوں، ناولوں، اخباروں، رسالوں، ناٹکوں، کھیل تماشوں، تصویروں، مجسّموں غرض ہر راستے سے ہیجانی شہوت اور تلاطمِ نفس برپا کر دو اور جب اپنے ہی لائے ہوئے ہولناک طوفان کی پوری زد اپنی ہی بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں پر پڑنے لگے اور چوپایوں وانسانوں کے درمیان کوئی فرق حیا وغیرت کے لحاظ سے نہ رہ جائے تو بے تحاشا گولیاں چلانے اور مارشل لاء لگانے کے لیے شور مچانے لگو''۔(۲۳۰)

مذکورہ عبارت میں مغربی اسلوبِ حیات کے خلاف کس طاقت وقوت کے ساتھ زبردست چبھتی ہوئی تنقید ہے اور اس تنقید کے ساتھ اسلامی مبادی کی عزت وعظمت اور ان پر عظیم اعتماد و بھروسہ بھی ہے۔ مولانا دریابادی کے جرائد مغربی تہذیب سے متعلق اس قسم کے نقائص کے بیان سے بھرے پڑے ہیں اور اس زمانے کے اسلامی ادب کے شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مولانا دریابادی کا اسلوبِ نگارش:

مولانا دریابادی کے اسلوب میں بیان کی آب وتاب، زبان کی سلاست وروانی، تعبیر کی وضاحت وصراحت اور نظریے ومقصد کی پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ ان کا اپنا ایک ادبی اسلوب ہے، جو الگ ایک انفرادی شان رکھتا ہے۔ ان کی تحریریں ایجاز واطناب سے مزین رہتی ہیں۔ ساتھ میں طنزیہ نشتر زنی اور بامقصد تعمیری تنقید کی آمیزش ہوتی ہے۔ ان کی حالات پر گہری نظر تھی، ان کی عبارت مبالغہ آرائی وتخیل پسندی سے دور تھی، اس میں علم کی روشنی، تحقیق کی ندرت، تنقید کی بصیرت، لفظ ومعنیٰ کی تہہ داریوں کے ساتھ ساتھ نظریے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور مقصد کی پاکیزگی بھی رچی بسی ہوتی تھی۔

شخصیات کی ہیبت، مصالح کا خیال، دوستانہ تعلقات یا فکر و خیال کی یکسانی انہیں کبھی حق بات کہنے سے نہیں روکتی تھی، اسی وجہ سے اہل ثقافت و تعلیم یافتہ طبقے میں ان کے مضامین کی بڑی وقعت و تاثیر تھی۔ ان کی تحریروں کو جو چیز مزید اہمیت دیتی تھی وہ بیہودہ اور گھٹیا پن اور بازاریت سے دوری، مہذب شوخیوں اور ظریفانہ طرزِ ادا کے ساتھ ہمیشہ تعمیری پہلو اور مقصد سلیم پر ان کی نظر کا رہنا تھا۔

جرائد "سچ"، "صدق"، "صدقِ جدید" میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

مولانا عبدالماجد دریابادی کے جرائد میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اور لکھنے والوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

حکومتِ الٰہیہ	مناظر احسن گیلانی
اسلام موجودہ مغرب کی نظر میں	عبدالماجد دریابادی
بیسویں صدی میں حجاب	محمد اسحاق ندوی
قانون اور آسمانی شریعت	سید ابوالاعلیٰ مودودی
ربا و حجاب اور طلاق و مہر	سید ابوالاعلیٰ مودودی
تمام بیماریوں کا حقیقی سبب	سید ابوالاعلیٰ مودودی
سنتِ مطہرہ کی تدوین	مناظر احسن گیلانی
اخلاقی بیماریاں	سید ابوالاعلیٰ مودودی
قرآن کریم اور کائنات	غلام دستگیر
تحریکِ ارہاب پر ایک نظر	عبدالماجد دریابادی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ و مقام	ظفر احمد عثمانی
مسلم معاشرہ تجدد اور اس کے حدود	محمد تقی عثمانی
اقتصاد اسلامی پر ایک نظر	مظفر گیلانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنت کا انکار	رئیس احمد جعفری
عالم برزخ	عبدالماجد دریابادی
سیرتِ نبویؐ اور مغربی علماء	عبدالماجد دریابادی
عصمتِ انبیاء علیہم السلام	عبدالماجد دریابادی
سود کھانا	احسان اللہ
غلامی اور اسلام	سید سلیمان ندوی
رسول اسلام اور مسیح علیہ السلام	خواجہ کمال الدین
جمہوریت اور اسلام	ثناء اللہ امرتسری
اسلام میں نظامِ حکومت	خواجہ عبدالحی
اسلام اور جمہوری نظام	ابوالکلام آزاد

جرائد "سچ"، "صدق" اور "صدقِ جدید" کی خصوصیات:

ہم ذیل میں مولانا دریابادی کے جرائد کی بعض خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں:

۱۔ مولانا دریابادی نے ان جرائد میں حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ یا تنقید کرنے میں ایک خاص اسلوب اختیار کیا تھا۔ اوّل تو وہ خبر کو ہو بہو نقل کرتے تھے، پھر با مقصد، چھوٹے چھوٹے جملوں میں اس طرح تبصرہ یا تنقید کرتے کہ پڑھنے والا عش عش کر اُٹھے۔ یہ اسلوبِ نگارش مولانا مولانا دریابادی سے پہلے اسلامی صحافت میں کسی دوسرے نے اختیار نہیں کیا تھا۔

۲۔ ان جرائد میں تنقید و تعریض کا اسلوب غالب رہتا، لیکن اس کا خاص لحاظ رہتا کہ کسی کی شخصیت مجروح یا کسی کی ذات پر حملہ نہ ہو۔

۳۔ مولانا دریابادی کو دوستانہ تعلقات یا ذاتی معرفت صحیح بات کہنے یا نقد و احتساب سے نہیں روکتی تھی۔

۴۔ مولانا دریابادی کے اسلوب میں حق کے اعلان یا باطل کو سرنگوں کرنے میں گروہی رنگ یا مذہبی تعصب نہیں ہوتا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۔ وہ اپنی تحریروں کے لیے ہمیشہ جدید عناوین کا انتخاب کرتے تھے، اہلِ نقد ان کے اس اسلوب کو بھی ان کی خصوصیت سمجھتے ہیں۔

جرائد "سچ"، "صدق" اور "صدقِ جدید" کا سیاسی موقف:

مولانا دریابادی کے جرائد نہ تو سیاسی تھے اور نہ کسی سیاسی نقطۂ نظر کے ترجمان بلکہ وہ اصلاحی، اجتماعی اور ادبی جرائد تھے، لیکن ان میں تھوڑی بہت سیاسی رنگ کی آمیزش اور وقتاً فوقتاً بہت سے سیاسی رجحانات کی تائید بھی ہوتی تھی۔ ہم مولانا دریابادی کے سیاسی موقف کو تین زمانوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

پہلا زمانہ ۱۹۲۵ء کا ہے جب ہندوستان میں تحریکِ خلافت کا زور وشور تھا، اس زمانہ میں "سچ" نکلنا شروع ہوا تھا۔ اس نے تحریکِ خلافت کی پرزور تائید کی اور اس کا ساتھ دیا، مولانا دریابادی تحریکِ خلافت کی مرکزی کمیٹی کے ممبر تھے۔ ۱۹۲۷ء لکھنؤ میں تحریکِ خلافت کی جو کانفرنس ہوئی اس میں وہ اس کے صدر چنے گئے۔ ان اسباب کی وجہ سے "سچ" ان چند جرائد میں سے ایک تھا جو تحریکِ خلافت کا داعی اور اس کے موقف کی تائید کرتا تھا۔ دوسرا زمانہ تحریکِ خلافت کے کمزور پڑنے اور تقریباً اس کی آواز ختم ہو جانے کے بعد کا ہے جب ہندوستان کے حالات میں بہت تیزی کے ساتھ تغیر وتبدل ہوا تو اس وقت "سچ" نے مسلم لیگ اور تاسیسِ پاکستان کے نظریے کی تائید کی۔ تیسرا زمانہ ۱۹۴۷ء کے بعد کا ہے، جب ان کے جرائد نے سیاست سے مکمل کنارہ کشی اختیار کر لی۔ دینی واصلاحی اور اجتماعی موضوعات کے لیے خود کو خاص کر لیا۔ لیکن جب مسلمانوں کا کوئی اہم مسئلہ اٹھتا تو پھر سیاسی حالات پر بعض تعلیقات نشر ہو جاتی تھیں، یہ موقف اس لیے اختیار کیا گیا کہ ملک کی آزادی کے بعد ہندوستان میں سیاسی موقف میں عدمِ استقرار پایا جاتا تھا۔

جرائد "سچ"، "صدق" اور "صدقِ جدید" کے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء:

ہم یہاں مولانا دریابادی کے جرائد کے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء نقل کرتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا مسعود عالم ندوی جریدہ ''صدق'' کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''اگر آج ہم جہادِ اسلامی کے علمبردار بڑے اکابر کا نام انگلیوں پر شمار کریں تو مولانا دریابادی اوران کے جرائد کا نام سرِ فہرست آئے گا، اسلام اور دینی سرچشموں کی طرف سے دفاع میں ان کا موقف قابلِ تعریف رہا، ان کا یہ جریدہ تعریف وتوصیف سے بے نیاز ہے، اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کو مولانا عبدالماجد دریابادی نکالتے ہیں''۔(۲۳۱)

رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں کہ ''اس کے ایڈیٹر کے کلمات معلومات سے پُر ہوتے ہیں، ان کا یہ پرچہ علمیت واعتدال کے مسلک پر قائم اور تنقید کے اعلیٰ معیار سے متصف ہے''(۲۳۲)

حکیم عبدالقوی دریابادی لکھتے ہیں کہ ''مولانا عبدالماجد دریابادی کے قلم سے نکلے ان کے مقالات ومضامین، سچی باتیں، شذرات وتعلیقات، بامقصد اصلاحی ادب اور فنکارانہ طرزِ نگارش کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں''۔(۲۳۳)

احمد جمال پاشا لکھتے ہیں کہ ''صدقِ جدید'' کے ایڈیٹر جرأت مند صحافی اور مشرق کے صریح ترجمان ہیں، وہ اسی چیز کی دعوت دیتے ہیں، جس کی دعوت اکبراللہ آبادی، علامہ شبلی نعمانی اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے دی، ان کی تحریریں امت مسلمہ کی حالت پر رنج والم اور دلی تپش وخلش کی آئینہ دار ہیں''۔(۲۳۴)

عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں کہ ''اس جریدہ میں دینی واجتماعی بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں، اس کے ایڈیٹر کے قلم میں عجب سلاست وروانی ہوتی ہے، جو پڑھنے والے پر خاص اثر چھوڑتی ہے۔ مولانا عبدالماجد دریابادی اس صدی کے بڑے علماء میں سے ہیں اور ہندوستان وپاکستان دونوں جگہ ان کی شخصیت محبوب وپسندیدہ ہے''۔(۲۳۵)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور صحافت

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی (۱) اس زمانے کی ایک اہم شخصیت تھے، جو اسلامی صحافت کے آسمان پر چمکنے والا ایک روشن وتابناک ستارہ تھے۔ مولانا مودودی کا کام صرف

---

(۱) مولانا مودودی ۳؍رجب ۱۳۲۱ھ مطابق ۲۵؍ستمبر ۱۹۰۳ء کو اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کر کے ''مدرسہ فرقانیہ'' اورنگ آباد میں داخلہ لیا۔ ۱۹۱۴ء میں مولوی کی سند حاصل کی۔ مختلف علماء ومشائخ سے تحصیل علم کے بعد دہلی میں وہاں کے علماء کرام سے تفسیر، حدیث، ادب عربی، منطق، فلسفہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ تفسیر کے اساتذہ میں مولانا شریف اللہ خان، حدیث میں مولانا اشفاق الرحمٰن کاندہلوی، لغت عربیہ میں علامہ عبدالسلام خان نیازی اور انگریزی میں شیخ محمد فاضل تھے۔ ۱۹۱۸ء میں ''تاج'' جبلپور کے ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۱۹ء میں تحریکِ خلافت کا ساتھ دیا۔ ۱۹۲۰ء میں جب اخبار ''تاج'' بند ہو کر دوبارہ شائع ہوا تو اس کے ایڈیٹر ہوئے۔ ۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۳ء جمعیتِ علماء ہند کے ترجمان ''مسلم'' کے ایڈیٹر رہے۔ پھر جمعیتِ علماء ہند کے دوسرے ترجمان ''الجمعیۃ'' کے ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۳۲ء مولانا مودودی نے ''ترجمان القرآن'' کو خرید کر اس کی ادارت شروع کی۔ ۱۹۳۸ء میں پٹھان کوٹ کے نزدیک جمال پور میں ادارہ دارالاسلام قائم کیا۔ وہاں سے ''لاہور'' آئے اور ''اسلامیہ کالج'' میں دینیات کے استاد ہوئے۔ کچھ مدت کے لیے ''دارالاسلام'' واپس آئے، پھر وہاں سے ہمیشہ کے لیے لاہور منتقل ہو گئے۔ مولانا مودودی کو چار بار نظامِ اسلامی کے مطالبہ، قادیانیوں کو اقلیت شمار کرنے اور دوسرے اسباب کی وجہ سے جیل جانا پڑا۔ انہوں نے ۲۵ اگست ۱۹۴۱ء میں جماعتِ اسلامی قائم کی اور اس کے امیر رہے، پھر خرابیٔ صحت کی وجہ سے اس کی امارت سے استعفیٰ دیدیا۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء امریکہ میں جہاں بغرضِ علاج گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ۔ مولانا مودودی کی بہت سی تصانیف ہیں، ان میں سے تفہیم القرآن، سیرتِ سرورِ عالم، الجہاد فی الاسلام، تنقیحات، تفہیمات، رسائل ومسائل (۴ جلدیں)، اسلام اور جاہلیت، خطبات (اسلام کے پانچ ارکان کی تشریح)، تجدید واحیاءِ دین، مسئلۂ قومیت، آزادیِ ہند کی تحریک اور مسلمان، اسلامی حکومت میں ذمیوں کے حقوق، رسائل دینیات، سود، شہادتِ حق، مسلمان اور موجودہ سیاسی تصادم، اسلامی قانون اور اس کے نفاذ کے طریقے، فہم قرآن کی اسلامی بنیادیں، قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں (الٰہ، رب، عبادت، دین) کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس میں محدود نہیں ہے کہ انہوں نے اسلامی صحافت کو اختیار کیا، بلکہ انہوں نے اُسے بہت آگے بڑھایا اور اُسے ایک نیا رنگ وقالب عطا کیا، ان کا مجلہ ''ترجمان القرآن'' اس میدان میں ان کے ہمیشہ باقی رہنے والے کارناموں میں سے ہے۔ ان کی صحافتی سرگرمی صرف مجلہ ''ترجمان القرآن'' میں ہی محدود نہیں ہے، بلکہ مجلہ ''ترجمان القرآن'' نکالنے سے پہلے ''تاج''، ''مسلم'' اور ''الجمعیۃ'' میں انہوں نے اپنے قلم کے جوہر دکھائے۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ ان اخبارات میں ان کی مشارکت کا تذکرہ کریں گے، پھر اسلامی صحافت میں مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے حوالے سے ان کے اصل دور کو بیان کریں گے۔

جریدہ ''تاج''

یہ ہفت روزہ جریدہ مسلمان قیدیوں کی مساعد انجمن شہر جبل پور سے نکلتا تھا۔ شیخ تاج الدین اس کے نگراں تھے۔ مولانا مودودی کا اس انجمن سے خاص تعلق تھا۔ اور شیخ تاج الدین سے ان کے ذاتی روابط تھے۔ مولانا مودودی کے بڑے بھائی سید ابوالخیر مودودی پہلے ہی سے اس جریدے کے ایڈیٹر تھے۔ لیکن مالی حالت کی ابتری کی وجہ سے یہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا تھا۔ پہلے کچھ مدت تک بند رہا۔ پھر ۱۹۲۰ء میں شیخ تاج الدین نے اسے دوبارہ نکالا اور اس کی ادارت کی ذمہ داری مولانا مودودی نے سنبھالی۔ اس میں ان کی یہ مشارکت ان کی صحافتی زندگی کی ابتدا تھی۔ ان کے اداریے جو جریدہ ''تاج'' میں نشر ہوئے ان کی انشاء کی پختگی اور فکری درستی کے غماز تھے۔ یہ ان کی تحریر کے بہترین نمونے ہیں۔ ''مولانا مودودی کی وجہ سے اس جریدہ کا دائرہ اشاعت اتنا بڑھا کہ یہ روزنامہ ہوگیا،،۔ (۲۳۶) ۱۹۲۰ء کے آخر میں یہ اخبار اس وقت بند ہوگیا، جب اس کے مالک شیخ تاج الدین ''تاج'' میں اپنے ایک سخت اداریہ شائع ہونے کی وجہ سے گرفتار کر لیے گئے۔

جریدہ ''مسلم''

جس زمانے میں ''تاج'' بند ہوا۔ اس وقت جمعیت علماء ہند نے یہ طے کیا کہ وہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایک ہفت روزہ اخبار ''مسلم'' کے نام سے نکالے۔ اتفاقاً مولانا مودودی نے اسی زمانے میں مفتی کفایت اللہ اور مولانا سعید احمد جمعیت علماء ہند کے دو ذمہ داروں سے ملاقات کی۔ ان دونوں بزرگوں نے مولانا مودودی سے درخواست کی کہ آپ 'مسلم' کی ادارت قبول کر لیں۔ انہوں نے ان کی پیشکش کو قبول کر لیا اور ''مسلم'' کی ذمہ داری سنبھالی۔ ''۱۹۲۱ء کے آغاز میں ''مسلم'' نکلنا شروع ہوا اور ۱۹۲۳ء تک نکلتا رہا۔ اس پوری مدت میں مولانا مودودی اس کے ایڈیٹر رہے''۔ (۲۳۷)

''مسلم'' کے منشورات میں مولانا مودودی زیادہ تر سیرت و اخلاق اور سیاسی بیداری کی تربیت پر زور دیتے تھے۔ لیکن اس وقت بھی ان کی تحریروں میں تحریکی روح کی جلوہ نمائی ہوتی تھی۔ ان کی تحریروں کو عام اہل علم و مثقف طبقہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا تھا۔

جریدہ ''الجمعیۃ''

''۱۹۲۳ء میں ''مسلم'' کے بند ہونے کے بعد جمعیت علماء ہند نے ایک دوسرا جریدہ ''الجمعیۃ'' کے نام سے ۱۹۲۵ء میں نکالا۔ ''اس کی ادارت بھی مولانا مودودی کو سونپی گئی۔ وہ ۱۹۲۸ء تک اُسے نکالتے رہے''۔ (۲۳۸)

مولانا مودودی اس جریدے میں اپنی بلند پایہ اور قیمتی تحریریں نشر کرتے تھے، اپنی ایمان افروز تحریر سے اُسے قوت بخشتے تھے، اس کے ذریعے سے وہ امتِ مسلمہ کے ضمیر کو بیدار کرتے تھے، ان میں بیداری اور دینی جوش و جذبہ پیدا کرتے تھے اور اسے عمل و محنت والی زندگی پر ابھارتے تھے۔ ''الجمعیۃ'' کی بڑی شہرت ہوئی اور سب نے اُسے پسند کیا۔ ان کی مشہور کتاب ''الجہاد فی الاسلام'' قسط وار اسی میں شائع ہوئی۔ مولانا مودودی نے جہاد کے موضوع پر یہ مقالات دہلی میں مولانا محمد علی جوہر کی ایک تقریر کے دوران میں ان کے مطالبے پر لکھے تھے، جن کو قبولِ عام حاصل ہوا۔

مولانا رئیس احمد جعفری ندوی مولانا مودودی کی اس زمانے کی صحافت کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بارے میں لکھتے ہیں کہ "بچپن ہی سے میرے دل میں مولانا مودودی کی معتدل بقوی کتابت اوران کی راست فکر کی وجہ سے رعب پیدا ہو گیا تھا۔ وہ ایسے صحافی تھے کہ جب انہوں نے جریدہ "الجمعیۃ" کی زمام پکڑی تو اُسے بلند پایہ اخبارات کی صف میں لا کھڑا کیا"۔ (۲۳۹)

"مجلہ ترجمان القرآن"

مجلہ "ترجمان القرآن" وہ اہم مجلہ ہے جو برصغیر ہند میں اسلامی صحافت کے افق سے بیسوی صدی میں طلوع ہوا، وہ اپنی خصوصیت اور بلند معیار میں اس درجے تک پہنچا کہ بہت کم مجلات کو یہ مقام نصیب ہوا۔ وہ بیک وقت فکر تحریک، صحافت اور قیادت سب ہی کچھ تھا۔ اس نے امت مسلمہ کی اس وقت اسلامی فکر کی طرف رہبری کی، جس کی اس کو سخت ضرورت تھی۔ مجلہ "ترجمان القرآن" اس کا حقدار ہے کہ ہم اس کو اس ملک کی اسلامی صحافت کے رہنماؤں میں شمار کریں۔

مجلہ "ترجمان القرآن" کو پہلے مولانا ابومحمد مصلح نے حیدرآباد سے نکالا اور ڈیڑھ سال تک اُسے چیف ایڈیٹر کی حیثیت سے نکالتے رہے۔ ۱۹۳۲ء میں مولانا مودودی اس کے مالک ہوگئے۔ ایک مدت تک وہ حیدرآباد سے شائع ہوتا رہا۔ اس وقت یہ ۹۶ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ پھر دوسری عالمی جنگ کے موقع پر مولانا مودودی "پٹھان کوٹ" کے قریب دارالاسلام (۱) نامی نو تعمیر بستی میں آ گئے۔ مجلہ "ترجمان القرآن" دارالاسلام سے نکلنا شروع ہوا اور اس کی ضخامت ۸۰ صفحات ہوگئی، پھر گھٹ کر ۶۴ صفحات ہوگئی۔ مولانا مودودی اپنی ساری عمر اس کے ایڈیٹر رہے، اس کا اداریہ بھی لکھتے رہے، لیکن ایوب خان کے زمانے میں جب انہیں جیل میں ڈال دیا گیا تو اس وقت وہ اس کا اداریہ نہ لکھ سکے۔ ان کے ادارتی کلمات ہمیشہ "اشارات" کے عنوان سے شائع ہوتے تھے، جن میں مسلمانوں کے موجودہ مسائل

(۱) اس بستی کو وہاں کے ایک مخلص اور صاحب خیر چودھری نیاز علی خان نے اس نیت سے وقف کیا تھا کہ علماء کرام اور محقق یہاں قیام کر کے دین کی ٹھوس خدمت انجام دیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

Registered No. L. 4186

ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ

جلد ۱۸

عدد ۴

ماہنامہ

ترجمان القرآن

علوم قرآنی و حقائق فرقانی کا ذخیرہ

مرتبہ

سید ابوالاعلیٰ مودودی

دفتر رسالہ "ترجمان القرآن"

دارالاسلام جمال پور - پٹھانکوٹ

قیمت سالانہ پانچ روپے

قیمت فی پرچہ ۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرے زندہ موضوعات ہوتے تھے، ادارتی کلمات کے علاوہ مجلہ میں چھ سات علمی مباحث بڑے علماء و مفکرین کے قلم سے مختلف موضوعات پر ہوتے تھے۔ ۱۳۵۳ھ مجلہ ''ترجمان القرآن'' کی جلدوں میں جو اہم کالم ہم کو ملے ان میں اشارات (افتتاحیہ)، مقالات، علمی مباحث، رسائل و مسائل، تبصرہ، تقریظ و تنقید، مطبوعات اور آخر میں تنزیل و تاویل کے عنوان سے ایک کالم مزید شامل کیا گیا، یہ سلسلے وار مولانا مودودی کی تفسیر قرآن کریم ہوتی تھی جو بعد میں ''تفہیم القرآن'' کے نام سے شائع ہوئی۔ ''ترجمان القرآن'' کے ابتدائی شمارے میں مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ'' اس مجلہ سے ہمارا مقصد اسلام کو اس کی صحیح شکل میں پیش کرنا ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے اس کو پیش کیا ہے، قرآنی تعلیمات کی تفسیر اور سلفِ صالح کے طریقے پر ان حقائق و معارف کو پیش کرنا جن پر قرآن کریم مشتمل ہے''۔ (۲۴۰)

مولانا مودودی کی وفات کے بعد نعیم احمد صدیقی اس کے ایڈیٹر ہوئے۔ ان کے بعد جناب خرم مراد اس کے مدیر ہوئے اور ان کی وفات کے بعد جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب نے اس کی ادارت سنبھالی۔

مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے مقاصد:

مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے مقاصد کو حسبِ ذیل نقاط میں پیش کیا جاسکتا ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کی دعوت دینا۔

۳۔ معاصر فکر اور موجودہ لادینی تہذیب پر قرآن کریم کی روشنی میں تعمیری تنقید کرنا۔

۴۔ فلسفہ و ثقافت اور سیاست و معیشت کے جدید طرز پر گہری تحقیق کے ساتھ اسلامی اصول و مبادی کی تفسیر و تشریح کرنا۔

۵۔ امتِ مسلمہ کو ایسی جدید زندگی کی دعوت دینا، جس میں افکار کی تطہیر و تنویر اور تعمیر خالص اسلامی اصول و مبادی پر ہو۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۶۔جاہلانہ تقالید اور رسم ورواج کو ترک کرنے کی دعوت دینا۔

۷۔اقوامِ عالم میں امتِ مسلمہ کو اونچا سر کر کے عزت وغلبہ کے ساتھ زندگی گزارنے کی دعوت دینا۔

مولانا مودودی نے مجلہ ''ترجمان القرآن'' میں شائع ہونے والی ایک علمی بحث کے اندر اس کے بعض مقاصد کو بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ''اس مجلہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے میں مدد دی جائے اور ان شبہات کو ختم کیا جائے جو پڑھنے والے کے دل میں پیدا ہوتے ہیں، ہم اس کے لیے ایک مستقل باب قائم کریں گے ان شاء اللہ''۔(۲۴۱)

انہوں نے اسی مضمون میں تحریر فرمایا کہ ''اس مجلہ کے اجرا کا مقصد مادہ کمانا نہیں ہے، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اس کے ذریعے اسلامی فکر و دعوت وسیع حلقوں تک پہنچے اور اس سے مسلمان مستفید ہوں''۔(۲۴۲)

مجلہ ''ترجمان القرآن'' پر ایک نظر:

مولانا مودودی نے اس مجلّے کا آغاز اپنے اس بیش قیمت مضمون سے کیا جو بعد میں ''اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا، یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ مضمون اس صاف وشفاف اسلامی فکر کا آئینہ دار ہے، جسے بہت اچھے انداز میں اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ بات دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔اس میں انہوں نے اسلامی طریقوں کو اپنانے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی ہے۔ پھر ان کے مجلہ ''ترجمان القرآن'' میں سلسلے وار تحقیقاتی مقالات شائع ہوتے رہے، جو بعد میں ایک تالیف کی شکل ''تفہیمات'' کے نام سے تین جلدوں میں شائع ہوئے،ان کے ان تحقیقاتی مقالات کا علمی وفکری حلقوں میں کافی چرچا ہوا۔دعوت کے کام میں مشغول حضرات کے لیے وہ قیمتی سرمایے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان مقالات میں مصنف کی گہری سوچ وفکر،قوتِ استدلال،

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وسیع معلومات، عصری تہذیب کی جانکاری اور حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر پر دلالت کرتی ہے اور قوت و وضاحت کے ساتھ مسلمانوں کی توجہ ایسی چیزوں کی طرف مرکوز کراتی ہے جس میں ان کے لیے خیر اور بھلائی ہے۔

مولانا مودودی ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۱ء تک اپنے اس مجلّے میں شائع ہونے والی علمی بحثوں کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ ''ہم اس وقت یہ چاہتے تھے کہ مسلمان تعلیم یافتہ طبقے کو اپنا ہم خیال بنائیں، کیونکہ عوام اسی حلقے کی اتباع و پیروی کرتے اور ان کو اپنا مقتدا و پیشوا بناتے ہیں۔ اس لیے عملی و اخلاقی اصلاح کی بجائے ہم نے فکری و نظری اصلاح کو اپنی توجہ کا خاص مرکز بنایا، کیونکہ فکری و نظری تربیت پر ہی اخلاق و عملی اصلاح کا مدار ہے۔ کبھی بھی امت مسلمہ کی زندگی میں عملی تفسیر اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ اس کے فکری اسلوب میں تبدیلی نہ آئے''۔ (۲۴۳)

پھر مجلہ ''ترجمان القرآن'' میں ایسے مقالات شائع ہوئے، جو بعد میں ایک مستقل کتاب ''تنقیحات'' کے نام سے شائع ہوئی۔ اس میں مولانا مودودی نے مغربی تہذیب سے پیدا شدہ مسائل کا حل پیش کیا ہے، اس سے بھی اُن کا مقصد فکر و نظر میں بنیادی تبدیلی تھا۔ مسلمانوں میں پختہ و مضبوط دینی شعور پیدا کرنا، دین کو مزید پختگی سے پکڑنے پر ابھارنا اور مبادی دینیہ کے اتباع و پیروی کی سچی رغبت پیدا کرنا تھا۔

ہندوستان کی تاریخ میں ۱۹۳۷ء کو بڑی اہمیت ہے، اس سال میں ایسے حوادث و واقعات رونما ہوئے جن کا زندگی کے عام دھارے پر گہرا اثر پڑا، مسلمانوں کی حالت میں تیزی سے زوال آرہا تھا اور دین سے ان کی دوری بڑھ رہی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کانگریس کا نفوذ ہندوستان میں بہت بڑھ گیا تھا۔ مولانا مودودی کا قلم بڑی تیزی اور طاقت کے ساتھ کانگریس کا ساتھ دینے والے حلقوں کے خلاف چلنا شروع ہوا۔ کانگریس اور اس کی سیاست پر مولانا مودودی نے سخت تنقید کی اور اسلامی بنیادوں پر قائم سیاست کی طرف رہنمائی کی اور بتایا کہ ان کی اصل دعوت اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنا ہے۔ ان کا موقف مسلم قومیت کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پرستاروں سے بھی اتنا ہی الگ ہے جتنا کہ وطنیت کے پرستاروں سے،ان کا نظریہ تھا کہ اگر جمہوری اور قومی حکومت قائم ہوگی تو وہ مسلمانوں کی امنگوں کے مطابق نہ ہوگی بلکہ اقلیت ہونے کی وجہ سے ان کی تہذیب اور ملی تشخص خطرہ میں پڑ جائے گی۔ مولانا مودودی قلم کے بادشاہ تھے،ان کے یہ مضامین قوتِ استدلال کے لحاظ سے بہت ہی محکم اور بڑے مؤثر تھے۔ یہ مضامین بعد میں ''سیاسی کشمکش'' نامی کتاب کی شکل میں شائع ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان مقالات و مضامین کو ہر طبقے نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور ان کے گہرے اثرات پڑے۔ ان سے یہ بھی پتہ چلا کہ صاحب مقالہ کی سیاست پر کتنی گہری نظر اور حالات سے ان کو کتنی واقفیت ہے۔ انہوں نے اس زمانے کی سیاسی جماعتوں جیسے مجلسِ احرار، جمعیتِ علماءِ ہند، مسلم لیگ، کانگریس اور خاکسار کا جائزہ لیا، ان پر تنقید کی اور بتایا کہ اسلام کیا چاہتا ہے اور کس اسلوب میں چاہتا ہے۔ اسی زمانے میں انہوں نے ایک تحقیقی مقالہ ''متحدہ قومیت اور اسلام'' لکھا، جس میں وضاحت سے بتایا کہ قوموں کی تشکیل میں وطن کو بنیادی حیثیت حاصل نہیں اور اس کی دلیل میں مختلف تاریخی واقعات و حوادث کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ اسلام ہمیشہ قوم پرستی کی سطح سے بلند ہو کر سوچتا ہے۔ اس کا خطاب ساری نوعِ انسانی سے ہوتا ہے، وہ ایک کامل نظام حیات پیش کرتا ہے، اس لیے وہ جغرافیائی و نسلی حد بندیوں کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے، وہ اپنی مستقل قومیت بنانے میں خود کفیل ہے۔ ظفر احمد انصاری اس تحقیقی مقالے کی بارے میں لکھتے ہیں کہ ''مولانا مودودی نے قومیت کے موضوع پر یہ تحقیقی مقالہ کئی قسطوں میں لکھا، اس مقالے کو اپنی استدلالی قوت اور بیان کی ندرت و جمال کی وجہ سے لوگوں میں عام مقبولیت حاصل ہوئی اور قلیل مدت میں اس کا دلوں پر گہرا اثر پڑا''۔ (۲۴۴)

پروفیسر محمد سرور لکھتے ہیں کہ ''مولانا مودودی نے اپنے مقالے ''متحدہ قومیت اور اسلام'' میں اسلامی قومیت کی تشریح ایک سیاسی مستقل بنیادی حیثیت سے کی ہے''۔ (۲۴۵)

مولانا مودودی نے اپنے ایک مقالے ''بیماری اور علاج'' میں لکھا کہ ''اگر کوئی ایسا نمونہ ہو جس کی میں اتباع و پیروی کر سکوں تو میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے شہر

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ میں اور اس نسل (صحابہ کرامؓ) میں جس کی پرورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی بہترین نمونہ ہے''۔(۲۴۶)

مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے ایک مضمون میں انہوں نے تحریر فرمایا کہ ''میں خالص اسلامی بنیادوں پر ایک مستقل اسلامی عمارت قائم کرنا چاہتا ہوں، اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے موجودہ عمارت کو مکمل ڈھادوں پھر اس کی جگہ جدید عمارت قائم کروں''۔(۲۴۷)

مولانا مودودی نے اپریل ۱۹۴۱ء میں ایک مقالہ ''ایک صالح جماعت کی ضرورت'' تحریر فرمایا۔ اس میں کفر وشرک، رہبانیت اور مغربی تہذیب پر لکھنے کے بعد بتایا کہ ''یہ سب انسانی نظریات ومشکلات کا علاج کرنے میں ناکام رہے۔ آج انسانیت کی فلاح وکامرانی صرف اسلام میں ہے، اس کا مقصود یہ نہیں کہ ہم اخبارات ورسائل میں اسلامی دعوت کی نشر واشاعت کریں اور اس کے ذریعے دنیا فتح کرلیں، بلکہ ہم کو ایک صالح جماعت کی ضرورت ہے، جو صالح فکر کی داعی ہو، ایمان وعمل میں اعلیٰ مقام پر ہو، ہر قیمتی چیز کو قربان کرنے والی ہو، صبر واجتہاد سے متصف ہو اور مشقت وپریشانی برداشت کرنے کی عادی ہو،،۔(۲۴۸)

مولانا مودودی کی تمام تحریریں گہری فکر اور وسیع معلومات پر مشتمل ہوتی تھیں۔ مجلہ ''ترجمان القرآن'' میں شائع شدہ موضوعات کو بیان کرنا اور ان پر تفصیلی گفتگو کرنا یہاں ممکن نہ تھا، اس لیے ہم یہاں اس میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اور ان کے لکھنے والوں کی ایک مختصر فہرست ذکر کرتے ہیں:

اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی	سید ابوالاعلیٰ مودودی
آسمانی صحیفوں پر ایک نظر	ذوقی شاہ
قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ	عبدالماجد دریابادی
قرآن کریم کی لغت	عبداللہ عمادی
سورہ فاتحہ	محمد ادریس کاندھلوی
حقوق الزوجین	سید ابوالاعلیٰ مودودی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امتوں کی ہلاکت کے اسباب	ابوالليث ندوی
سود پر اقتصادی نظریہ	مناظر احسن گیلانی
قرآن کریم میں نظریۂ حکومت	ہارون خان شیروانی
سورہ کوثر کی تفسیر	حمیدالدین فراہی
ایمان اور کفر	نجم الدین اصلاحی
یوسف علیہ السلام کا قصہ	ابوالليث ندوی
مسلمان اور الامامۃ الکبریٰ	صدرالدین اصلاحی
مسلمان اور موجودہ سیاسی جنگ	محمد ذکاءاللہ
التزام الجماعۃ	ابوالکلام آزاد
دارالاسلام	سید ابوالاعلیٰ مودودی
اشتراکیت اور دین واخلاق	فضل الرحمٰن
بنیادی حقوق	سید ابوالاعلیٰ مودودی
اسلام اور قومیت	صدرالدین اصلاحی
اللہ کے راستہ میں جہاد	سید ابوالاعلیٰ مودودی
کس طرح اسلامی حکومت قائم کی جائے؟	سید ابوالاعلیٰ مودودی
معاشی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل	سید ابوالاعلیٰ مودودی
الرسالہ	ابوالحسن علی حسنی ندوی
تحریکِ اسلامی کی تعریف	محمد منظور نعمانی
شرک کا حقیقی سبب	امین احسن اصلاحی
قرآن کریم کی روشنی میں سود کی حقیقت	سید احمد قادری
زکوٰۃ	نعیم صدیقی
غیر مسلموں میں دعوتِ اسلام	سید ابوالاعلیٰ مودودی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک حقیقت ہے کہ جو بھی اس مجلّے کی چھان بین کرے گا اسے یہ احساس ہوجائے گا کہ یہ صرف ایک مجلہ نہیں بلکہ ایک دعوت، تحریک اور پیغام ہے۔ جب اس میں شائع ہونے والے قیمتی مضامین دیکھے گا جو تفسیر، حدیث، فقہ، معاشیات، اخلاقیات، عمرانیات، دینیات، عصری مشکلات، مغربی تہذیب پر تنقید، غلط وتباہ کن نظریات پر رد وغیرہ پر مشتمل ہیں تو اسے یہ یقین ہوجائے گا کہ اس مجلّے میں شائع ہونے والے تمام مضامین ومقالات خالص اسلامی نقطۂ نظر کو پیش کرتے ہیں۔

مجلہ ''ترجمان القرآن'' کی خصوصیات:

ہم ذیل میں مجلہ ''ترجمان القرآن'' کی بعض خصوصیات پیش کرتے ہیں، جن سے اندازہ ہوجائے گا کہ اس کو اسلامی صحافت میں بلند مقام حاصل ہے:

۱۔ اس مجلّے کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس کو ایک ایسی عظیم شخصیت کی ادارت ملی، جس کی علومِ اسلامیہ پر گہری نظر اور علومِ عصریہ سے واقفیت اور جانکاری تھی، یہ شخصیت مولانا مودودی کی تھی۔

۲۔ اس مجلّے نے اسلام کو ایک مکمل فلسفۂ حیات کے طور پر پیش کیا، صحافت میں اعلیٰ ترین مقام پیدا کیا اور دینِ حنیف کے لیے خود کو وقف کردیا۔

۳۔ یہ مجلہ حالات کی ابتری، معاشی ظروف کی خرابی اور مختلف سیاسی دباؤ کے باوجود اپنے منتخب کردہ طریقہ پر گامزن رہا۔

۴۔ چوٹی کے علماء کرام ومفکرین نے اپنے افکار ونظریات کو اس میں پیش کیا۔

۵۔ مجلّے کی کتابت، طباعت اور مواد کی ترتیب ہمیشہ افضل واعلیٰ طریقے پر رہی۔

۶۔ اس میں ہمیشہ حالاتِ حاضرہ اور معاصر مشکلات پر بحث کی جاتی رہی۔

۷۔ زیادہ تر مقالات اور تحقیقی مضامین مولانا مودودی کے قلم سے ہوتے تھے، جو شروع کے صفحات پر شائع ہوتے تھے، جو لوگوں میں مقبولیت اور علمی وفکری حلقوں میں پسندیدگی کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نظر سے دیکھے جاتے تھے۔

۸۔ یہ مضامین قوتِ استدلال اور اسلوب کے نکھار کی وجہ سے مخالفین سے بھی دادِ تحسین وصول کرتے تھے۔

۹۔ تقریباً ۴۸ سال تک یہ مجلہ اس طرح نکلتا رہا کہ مولانا مودودی نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کا حق پورا ادا کر دیا۔

۱۰۔ مولانا مودودی کی مشہور تفسیر "تفہیم القرآن" مجلہ کے شروع صفحات پر قسط وار شائع ہوتی رہی، پھر کتابی شکل میں شائع ہوئی۔

۱۱۔ اس مجلے کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے صحیح سیاسی بیداری پیدا کرنے کی سعی و کوشش کی اور بڑی حد تک اس میں کامیاب رہا۔

۱۲۔ جماعتِ اسلامی کی تاسیس کی پہلی آواز "ترجمان القرآن" کے ذریعے بلند ہوئی، وہ جماعتِ اسلامی کا ترجمان تو نہیں تھا، لیکن جماعت اسلامی (۱) کے لیے لکھنے، اس کی رہبری اور رہنمائی کرنے کا کام ہمیشہ انجام دیتا رہا۔

مجلہ "ترجمان القرآن" کا سیاسی موقف:

مولانا مودودی کے مجلہ "ترجمان القرآن" نکالنے کا اصل مقصد دینی دعوت، ملی

(۱) جماعتِ اسلامی کی بنیاد ۲۵ اگست ۱۹۴۱ء میں رکھی گئی۔ مولانا مودودی اس کے امیر مقرر ہوئے۔ تقریباً ۳۱ سال تک وہ اس کے امیر رہے۔ ۱۹۷۲ء میں اس کی امارت سے مستعفی ہوئے اور ان کی جگہ میاں طفیل محمد، پھر قاضی حسین احمد ہوئے اس وقت جناب منور صاحب اس کے امیر ہیں۔ ہندو پاک کی تقسیم کے بعد جماعتِ اسلامی کی دو شاخیں ہو گئیں۔ ہندوستان میں جماعت اسلامی کے امیر مولانا ابو اللیث ندوی ہوئے۔ ۱۹۷۳ء میں مولانا محمد یوسف منتخب ہوئے۔ اس کے بعد ۱۹۸۱ میں پھر مولانا ابو اللیث ندوی امیر ہوئے وہ مارچ ۱۹۹۰ تک امیر رہے، ان کے بعد مولانا محمد سراج الحسن امیر ہوئے جو مارچ ۲۰۰۳ تک امیر رہے، اپریل ۲۰۰۳ میں ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری منتخب ہوئے اپریل ۲۰۰۷ میں مولانا سید جلال الدین عمری منتخب ہوئے اس وقت وہی امیر ہیں ۱۹۴۱ء میں مولانا مودودی نے جماعتِ اسلامی کا دستور مرتب کیا اور تمام اراکین نے اس کی موافقت کی اسی دستور پر آج تک عمل ہو رہا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیداری اور مسلمانوں میں فکرِ سلیم پیدا کرنا تھا، سیاست میں بھی اس کا طریقہ اسی فکر کو تسلیم کرانا تھا، مجلہ ''ترجمان القرآن'' کی جلدوں کو دیکھ کر تلاش وجستجو کے بعد ہم بعض بنیادی اہم نقاط تک پہنچ سکے ہیں، جن کی روشنی میں ہم اس کے دائمی سیاسی موقف کو سمجھ سکتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ ہندوستان کی آزادی سے متعلق مولانا مودودی کا نظریہ تھا کہ سعی وکوشش جو بھی کی جائے وہ اسلام کے احیاء کے لیے کی جائے اور ان تعلیمات کو زندہ کرنے کے لیے کی جائے جن کو دین اسلام سکھاتا ہے۔ تمام مسلمان اسلام سے واقف ہوں اور اس کے لیے ہر قیمتی چیز قربان کرنے کو تیار ہوں۔ ہمارا مقصد خالص اسلام ہو، اس لیے مسلمانوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ حصولِ آزادی کے لیے ابناءِ وطن کے ساتھ آواز ملانے سے پہلے وضاحت کے ساتھ مقصد کی تعیین وتحدید کریں اس شرط کے ساتھ کہ ان کی آزادی یقینی ہو، یہ نہ ہو کہ وہ دوسرے سامراج کے شکنجہ میں پھنس جائیں۔

۲۔ یہ مجلہ ہمیشہ کانگریس، کانگریس کی حلیف ومخالف پارٹیوں اور اس سے الگ فکر رکھنے والی تمام جماعتوں پر سخت تنقید کرتا تھا۔ اس نے ہمیشہ صراحت کے ساتھ یہی کہا کہ اصل مقصود حقیقی اور مکمل حکومت اسلامی کا قیام ہے۔ اس سے ہٹ کر جو سیاسی سرگرمیاں ہیں، مسلمانوں کو ان سے دور رہنا چاہیے۔ کیونکہ ان میں مسلمانوں کی طاقت بے مقصد صرف ہوگی۔

۳۔ پاکستان منتقل ہونے کے بعد مولانا مودودی مسلسل خالص اسلامی نظامِ حکومت کے قیام کی دعوت دیتے رہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے سخت اذیتیں اور تکلیفیں اٹھائیں اور حکومت کی طرف سے انواع واقسام کے دباؤ بھی برداشت کیے، لیکن یہ تمام چیزیں انہیں اپنے کام میں لگے رہنے اور جرأت ووضاحت سے اپنی آواز بلند کرنے سے نہ روک سکیں۔

مجلہ ''ترجمان القرآن'' کی خدمات:

مجلہ ''ترجمان القرآن'' کی مختلف میدانوں میں ایسی اہم خدمات ہیں، جن کو کبھی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بھلایا نہیں جا سکتا۔ جب سے مولانا مودودی کی نگرانی میں یہ مجلہ نکلا اس وقت سے یہ مجلہ برابر اسلام کی تعلیمات کی توضیح وتشریح میں لگا رہا، اس کی خدمات اتنی ہیں جنہیں شمار کرنا دشوار ہوگا، ہم یہاں اسکی چند اہم خدمات کا تذکرہ کرتے ہیں:

(الف) مجلہ ''ترجمان القرآن'' اور مغربی تہذیب پر تنقید:

جس زمانے میں ''ترجمان القرآن'' نکلا، سرسید احمد خان کی تحریک زوروں پر تھی۔ اس تحریک سے متاثر حلقے مغربی تہذیب کو پھیلانے، مغربی طرزِ زندگی اختیار کرنے اور مسلمانوں میں مغربی تعلیم عام کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ سرسید احمد خان کے مدمقابل ایک دوسرا محاذ تھا جو اس دعوت کو سرے سے قبول کرنے کو تیار نہ تھا، وہ اس کی طرف اس نظریے سے دیکھتا تھا کہ گویا وہ کفر ہے۔ ان دونوں کے علاوہ ایک جماعت ایسی تھی، جو اس صورتحال میں حالت تذبذب میں تھی اور اپنا کوئی موقف متعین نہ کر سکی تھی، مجلہ ''ترجمان القرآن'' نے ان تینوں کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا اور تینوں کے موقف میں کمزور پہلوؤں کی نشاندہی کی اور مستقل صحیح فکر پیش کی اور ایک خالص دینی داعی کا کردار اور بے لوث دینی دعوت پیش کی، مغربی تہذیب اور اس کی اساس و بنیاد پر عالمانہ و محققانہ تنقید کی، الحاد، لادینیت، نفس پرستی، قوم پرستی اور مغرب کے جدید مکاتبِ فکر اور فلسفوں پر طاقتور اور پُراعتماد تحریریں لکھیں، ان کا لہجہ ہمیشہ تعمیری رہا، معذرت آمیز اور مدافعانہ طرز انہوں نے کبھی بھی اختیار نہیں کیا۔ مولانا مودودی مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''مجلہ'' ترجمان القرآن،، نے اپنے ابتدائی چار سال مسلمانوں کے مختلف جماعتوں میں پائے جانے والے منحرفانہ مواقف پر تنقید میں گزارے اور اس مدت میں اسلام سے جو دوری ان میں پیدا ہوگئی تھی اُسے ختم کرنے میں صرف کیے''۔ (۲۴۹)

مجلہ ''ترجمان القرآن'' نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مغربی تہذیب کے کابوس کو ختم کرنا بھی مجلہ کے اہم فرائض میں ایک تھا۔ کیونکہ اصل مقصد اسلام کی خدمت

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی دعوت کو مضبوط کرنا تھا۔ مولانا مودودی کو اللہ تعالیٰ نے دینی مسائل وحقائق کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق سمجھنے اور سمجھانے کی غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی تھی، اسلام کے بارے میں مستشرقین کی کتابوں اور مغربی علوم وافکار کے پیدا کیے ہوئے شکوک وشبہات کو جڑ سے اکھاڑنے، دلوں میں اطمینان ویقین پیدا کرنے میں ان کو خاص کمال حاصل تھا۔ انہوں نے مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے صفحات میں اس کھوکھلے اور کھوٹے رجحان کا رد کرنے میں اپنی تمام طاقت وقوت کو صرف کر دیا اور وضاحت سے بتایا کہ مغربی تہذیب اسلام کے بالکل مخالف ہے، اسلام ایک ایسی مستقل تہذیب پیش کرتا ہے، جو ہر طرح اور ہر رخ سے مغربی تہذیب سے بلند ہے، اسلامی نظامِ حیات دنیا میں کامیاب ترین نظام ہے۔ انہوں نے مغربی تہذیب کا عالمانہ مکمل تجزیہ کر کے اس کے کمزور پہلوؤں کو انتہائی طاقت وقوت سے اجاگر کیا۔ اس وقت ان کے قلم سے جو مجلہ ''ترجمان القرآن'' میں مضامین شائع ہوئے اور جس طرح انہوں نے مغربی تہذیب کا جواب دیا، اس سے ان کی دقتِ نظر، وسعتِ فکر اور مغربی تہذیب کے گہرے مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے مغربی تہذیب کے ناتواں، نازک اور کمزور پہلوؤں کو انتہائی کامیابی ومہارت کے ساتھ ظاہر کیا، جس سے نوجوانوں کے دلوں میں اسلام پر اعتماد اور بھروسہ پیدا ہوا اور اسلام جس طرز زندگی کو پیش کرتا ہے اس کی عظمت ومنزلت ان کے ذہنوں میں بڑھی۔

وہ تمام مضامین جو مجلہ ''ترجمان القرآن'' میں اس موضوع سے متعلق شائع ہوئے، بعد میں انہیں کتابی شکل میں جمع کر دیا گیا، ان کتابوں میں، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی، تنقیحات، تفہیمات، پردہ اور رسائل ومسائل وغیرہ ہیں۔ ان کتابوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان سے لادینی مغربی تہذیب کے اثرات زائل ہوئے، اسلامی نظام اور اسلامی تہذیب پر اعتماد بحال ہوا اور اس کی برتری دوسری تہذیبوں پر ظاہر ہوئی۔

مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ ''مولانا مودودی نے اپنے ابتدائی دور میں اسلامی مسائل اور سیاسی مباحث پر جو پرزور مضامین ومقالے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لکھے ان کو ہندوستان کے اسلام پسند حلقوں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور جو لوگ اسلام کے اقتدار و غلبہ کے خواہشمند اور موجودہ صورتحال سے بے چین تھے وہ سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے"۔(۲۵۰)

مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دوسری جگہ پاکستان کی جماعتِ اسلامی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "جماعتِ اسلامی جس نے پاکستان میں اسلامی نظام اور اسلامی قانون کے نفاذ کا پرزور مطالبہ کیا، بہت کچھ اس توقع کو پورا کر سکتی تھی اور اس خلا کو پُر کرنے کے لیے سب سے زیادہ اس پر نظر پڑتی تھی، کیونکہ اس کے بانی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی میں متعدد ایسی صفات جمع تھیں، جو ان کو ذہنی قیادت کے منصبِ عالی پر پہنچا سکتی تھیں۔ ان کو قدرت کی طرف سے ایک سلجھا ہوا دماغ، پرزور قلم اور ایک طاقتور اسلوب ملا تھا، وہ مغرب کے جدید مکاتبِ فکر اور فلسفوں سے واقف تھے، دوسری طرف ان کا ایمان تھا کہ اسلام کی تعلیمات ہر زمانے میں نافذ ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں، مغربی تہذیب کی تنقید میں اس نصف صدی میں جو عالمانہ کتابیں لکھی گئیں ان میں ان کے مجموعہ مضامین "تنقیحات" کو اولین مقام حاصل ہے"۔(۲۵۱)

سید نقی علی نے اپنی کتاب "مولانا مودودی کی مساعی جمیلہ" میں لکھا ہے کہ "اگر ہم ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۷ء کے زمانے کو دیکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مجلہ "ترجمان القرآن" نے اس مدت میں مغربی کابوس کو ختم کرنے کا اہم کام انجام دیا اور اسلامی پیغام کی صداقت کو مسلمانوں کے دلوں میں جا گزیں کیا، مولانا مودودی کے وہ مضامین جو بعد میں مستقل کتابوں کی شکل میں ظاہر ہوئے، اس سعی و کوشش کا ایک جز ہیں، جو انہوں نے اس زمانے میں مغربی اندازِ فکر کو ختم کرنے میں کوششیں کیں"۔(۲۵۲)

عبدالرحمٰن چودھری مجلہ "ترجمان القرآن" میں شائع ہونے والے ان کے تحقیقی مقالات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "یہ حقیقت ہے کہ مولانا مودودی کی یہ علمی تحقیقات مغربی تہذیب کا شیرازہ بکھیرنے اور اس کی تکذیب کرنے میں انتہائی کامیاب رہیں، ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعے مغربی تہذیب کا وہ دبدبہ وخوف ذہنوں سے ختم ہوا جو لوگوں کے دلوں میں گھر کر چکا تھا، ان تحقیقات کی وجہ سے دوبارہ مسلمانوں کا اپنی تہذیب پر اعتماد، دین پر فخر، اپنی ذات پر بھروسہ اور دین اسلام کے احکام ومبادی کی عظمت کا احساس پیدا ہوا"۔(۲۵۳)

(ب) مجلہ "ترجمان القرآن" اور نظریہ قومیت کا ازالہ:

بیسویں صدی کے آغاز میں متعدد جماعتیں مسلمانوں کے لیے کام کر رہی تھیں، ان میں "تحریکِ خلافت" ایک ایسی سیاسی جماعت تھی، جس نے مسلمانوں کے لیے زبردست خدمات انجام دیں، لیکن ۱۹۳۵ء کے بعد اس کا دور ختم ہو گیا، کیونکہ بعض اہم شخصیات نے دنیا سے رختِ سفر باندھا اور ان کی جگہ کسی دوسری ایسی شخصیت نے جگہ نہیں لی، جو اس فراغ کو پُر کر سکتی، مولانا محمد علی جوہر کی وفات کے بعد مسلمانوں کو کوئی ایسا ممتاز لیڈر نہ مل سکا، جو ان کی تمام خصوصیات کا حامل ہوتا، مسلمانوں کے حالات سے غمزدہ اور ان کے مفادات کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہوتا۔

یہی حالات تھے کہ ۱۹۳۸ء تا ۱۹۳۹ء میں متحدہ قومی نظریہ سامنے آیا، یہ نظریہ باہمی اختلافات کا سبب بنا، اس نظریے کا خلاصہ یہ تھا کہ ہندو اور مسلمان کیونکہ ایک ہی ملک کے باشندے ہیں اس لیے وہ ایک قوم ہیں اور جب ایک قوم ہیں تو ان کا وطن بھی ایک ہے۔

۱۹۳۷ء میں مولانا مودودی دہلی آئے اور انہوں نے یہ صورت حال دیکھی، جب وہ "الجمعیۃ" کے ایڈیٹر تھے اس وقت یہ صورت حال نہیں تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ کانگریس کا نفوذ ہندوستانی معاشرے پر جڑ پکڑتا جا رہا ہے۔ انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی بنا پر جو پہلا جنرل الیکشن ہوا اس الیکشن کے نتیجے میں ملک کے سات صوبوں میں کانگریس کو قطعی اکثریت حاصل ہوئی اور ان صوبوں میں بلا شرکتِ غیر کانگریس کی حکومتیں قائم ہوئیں، کانگریس کا کردار مرورِ وقت کے ساتھ یہ ظاہر ہوا کہ زندگی میں ہندوانہ طرز کی نشر واشاعت کی جائے، اسلامی طرز زندگی کو دبا یا جائے، مسلمانوں کی زبان اردو کو نقصان پہنچایا جائے اور گائے کے ذبیحہ پر روک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لگائی جائے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں آراء کی تبدیلی اور بنیادی اسلامی چیزوں کو ترک کرنے کا رجحان پیدا ہوا، اسی کے ساتھ کانگریس کے اس کردار نے ہندو عصبیت اور مسلمانوں کے خلاف مذہبی حساسیت کو بھڑکایا۔

مولانا مودودی نے اپنی دہلی آمد کے ساتھ ہی اس خطرہ کی بو سونگھ لی اور اس کے ازالہ کی فکر ان کو لاحق ہوگئی، پھر وہ اس اندازِ فکر کی تردید کے لیے کمربستہ ہوگئے۔ انہوں نے مجلہ "ترجمان القرآن" میں پے درپے مضامین لکھ کر اس اندازِ فکر کے فریب اور اس کے مفاسد و کمزوری کو ظاہر کیا، انہوں نے اس سوچ و فکر کے خلاف ایک مستقل محاذ کھول دیا، ان کو سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑا، لیکن وہ کانگریس کی سیاست کی سخت مذمت ہی کرتے رہے اور مسلمانوں کے خلاف ان کے خطرناک منصوبوں کی نشاندہی کرتے رہے، اس زمانے میں جو ہندو انتہا پسند عصبیت عام ہو رہی تھی اس کی قلعی کھولی، انہوں نے ان مسلمانوں کی بھی مخالفت کی جنہوں نے ان واضح علامات کے بعد بھی اپنی آنکھوں کو بند کرلیا تھا، ان کی یہ تحریریں مکمل اصول پسندی پر مبنی اور اس زمانے کے حالات کی گہری تحقیق تھیں، ان میں اسلوب کی پاکیزگی اور واقعات وشخصیات پر حکم لگانے میں اعتدال تھا، ان کے یہ مقالات بعد میں دو مستقل کتابوں کی شکل میں شائع ہوئے، مسئلۂ قومیت اور سیاسی کشمکش اور قومیت۔

ہم ذیل میں ان کے مضامین سے بعض اقتباسات نقل کرتے ہیں، تاکہ اس مسئلے میں مولانا مودودی کے موقف سے مزید آگاہی ہوسکے۔ فرماتے ہیں کہ "انسانی تاریخ سے ایک بھی ایسی مثال پیش نہیں کی جاسکتی کہ کوئی قوم محض وطن سے بنی ہو"۔ (۲۵۴)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "جو مسلمان ہے اور مسلمان رہنا چاہتا ہے اُسے تمام لادینی قومیتوں کے احساس کو باطل اور سارے خاک وخون کے رشتوں کو ختم کرنا پڑے گا اور جو ان رشتوں کو باقی رکھنا چاہتا ہے اس کے متعلق ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اسلام اس کے قلب وروح میں نہیں اترا ہے"۔ (۲۵۵)

ایک دوسری جگہ تحریر کیا ہے کہ "آپ پورے قرآن کریم کا مطالعہ کیجیے اس میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک لفظ بھی آپ کو وطنیت کی تائید میں نہیں ملے گا، اس کی دعوت کا خطاب پوری نوعِ انسانی سے ہے، وہ تمام روئے زمین کی انسانی مخلوق کو خیر و صلاح کی طرف بلاتا ہے"۔(۲۵۶)

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ "کفر و شرک کی جہالت کے بعد اسلام کی دعوتِ حق کا اگر کوئی سب سے بڑا دشمن ہے تو وہ یہی نسل اور وطن پرستی ہے"۔(۲۵۷)

ہم ذیل میں قومیت سے متعلق مولانا مودودی کے مقالات کے بارے میں بعض آراء نقل کرتے ہیں، تاکہ ان مقالات کی تاثیر، معاشرے پر ان کا اثر اور ان کے کامیاب اور بامقصد ہونے کا علم ہو سکے:

پروفیسر خورشید احمد صاحب مولانا مودودی کی کتاب "ہندوستان کی آزادی اور مسلمان" کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ "ان کے مقالات نے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگادی، مسلمانوں کو غور و خوض کرنے کے لیے ایک نیا میدان دیا، مسلمانوں کو تحریکِ قومیت کے سمجھوتے سے روک کر اسلامی حکومت کی ضرورت کو پیش کیا"۔(۲۵۸)

عبدالرحمٰن چودھری لکھتے ہیں کہ "مولانا مودودی کے مقالات نے اسلامی تشخص کو تقویت دینے، وحدتِ اسلامی کا شعور پیدا کرنے اور اپنی ذات کی معرفت کے احساس کو مسلمانوں میں اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا، انہوں نے اسلامی نظریہ کو جدید سیاسی اصطلاحات کے ذریعے اپنے سادہ اور شیریں اسلوب میں قرآن کریم و سنت شریفہ کے محکم دلائل کے ساتھ بیان کر کے انسانی عقول کے لیے قابلِ قبول بنایا"۔(۲۵۹)

سید نقی علی نے اس موضوع پر لکھا کہ "مولانا مودودی نے اپنے مقالات کے ذریعہ قومیت پرستی کے نظریے کا اس طرح رد کیا کہ وہ کھوٹا سکہ ہوگیا جیسا کہ غبارہ ہوا نکلنے کے بعد ہو جاتا ہے"۔(۲۶۰)

محمد سرور لکھتے ہیں کہ "یہ حقیقت ہے کہ مولانا مودودی نے ایک اہم کام یہ کیا کہ اپنے قوی اسلوب، قرآن کریم وحدیث شریف کے دلائل اور اسلامی فکر کے ذریعے مسلمانوں کو قومیت کے دھارے میں بہنے سے بچالیا اور اس کے مقابلے میں اسلامی فکر کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک مستقل نظریے کی شکل میں پیش کیا"۔(۲۶۱)

مجلہ "ترجمان القرآن" نے مشترکہ ہندوستانی قومیت کے رد کے بعد بتایا کہ اسلام جغرافیائی اور نسلی حد بندیوں کا انکار کرتا اور ہمیشہ قوم پرستانہ سطح سے بلند ہو کر سوچتا ہے۔ اس وقت کے مسلمانوں کے فکری دھارے پر مجلہ "ترجمان القرآن" کی آراء کا زبردست اثر پڑا اور مولانا مودودی کے یہ مقالات وہ قیمتی سرمایہ ہیں، جنھیں مجلہ "ترجمان القرآن" نے ہندوستان میں امتِ مسلمہ کے لیے پیش کیا، ان کے ذریعے مسلمان قومیت کے جال میں پھنسنے سے بچ گئے۔

(ج) مجلہ "ترجمان القرآن" اور مکمل تحریک آزادی ہند کی تائید:

ہم پہلے مشترکہ ہندوستانی قومیت اور مولانا مودودی کی طرف سے اس کی مخالفت کے بارے میں مجلہ "ترجمان القرآن" کا موقف بیان کر چکے ہیں۔ اس طرح "ترجمان القرآن" میں مولانا مودودی کا قلم بڑی تیزی اور بڑی طاقت وقوت کے ساتھ کانگریس کی سیاست اور اس سیاست کے ہمنوا مسلمان حلقوں کے خلاف چل رہا تھا۔ کانگریس کی مخالفت کے باوجود مولانا مودودی آزادیِ ہند کے مخالف نہیں تھے، بلکہ ان کا مطالبہ تھا کہ ملک کی آزادی کے ساتھ مسلمانوں کی آزادی بھی ضروری ہے، ایسا نہ ہو کہ مسلمان ایک غلامی سے نکل کر دوسری غلامی کی زنجیروں میں جکڑ جائیں، اگر وہ غیر ملکی طاقت کے زیرِ فرمان رہنے کے بعد قومی اکثریت کے تابع ہو جائیں تو یہ ایسا اقدام ہوگا جسے مسلمان قبول نہیں کریں گے، مسلمانوں کا مستقبل اور ان کا انجام دوسروں کے ہاتھ میں ہونے کے بجائے خود ان کے ہاتھ میں اور ان کے ارادے سے ہونا چاہیے، انھیں مکمل آزادی اور کامل استقلال ملنا چاہیے۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ "ہم مسلمان رہنا چاہتے ہیں، ہم نہیں چاہتے کہ ہندوستانی مسلمانوں کا وہی حال ہو، جو اسپین اور صقلیہ میں ہوا، ہمارے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اس کی کوشش کریں کہ ملک کی آزادی کا رخ کفر وضلال کی طرف سے حق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفلاح کی حکومت کی طرف ہو جائے، ہم کو اس فیصلہ کن مقابلے کے لیے تیار رہنا چاہیے، جس کا نتیجہ یا تو کامیابی ہو یا پھر اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت، ہم ملک کی آزادی کے خلاف نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو اس کا مؤید ہے ہم اس سے بھی زیادہ اس کی تائید کرتے ہیں، اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کو سامراج کے پنجے سے نجات ملے لیکن ہمارے اور قومیت کے علمبرداروں کے درمیان نظریاتی اختلاف یہ ہے کہ وہ ایسی آزادی چاہتے ہیں کہ ہندوستان سامراج سے آزادی حاصل کرے اور ہم ایسی آزادی چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی اس میں مکمل آزادی محسوس کریں''۔(۲۶۲)

مولانا منظور نعمانی اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ ''اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ملک کو جو آزادی کانگریس کی سرپرستی میں حاصل ہوگی، اس میں مسلمانوں کو اپنے دین اور اپنی خالص تہذیب کی حفاظت کی گنجائش نہ ہوگی، مولانا مودودی نے مجلہ ''ترجمان القرآن'' میں اس موضوع پر مسلسل مضامین لکھے، جن میں انہوں نے ہندوستان میں آنے والی آفت اور مسلمانوں کے مفادات کے لیے جو بھی خطرات ہو سکتے ہیں ان کی نشاندہی کی ہے، یہ مقالے اور تحریریں اپنے حسنِ بیان اور قوتِ استدلال کی وجہ سے بہت ہی محکم اور بڑی مؤثر ہیں، راقم السطور بھی ان سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوا، دوسرے بہت سے اخبارات ورسائل نے بھی ان کو اپنے صفحات میں شائع کیا، مجلہ ''الفرقان'' میں بھی یہ مضامین نقل ہوتے رہے اور راقم الحروف خود بھی ان کی تائید میں برابر لکھتا رہا اور اس نے اپنا نقطۂ حیات تبدیل کر دیا''۔(۲۶۳)

(د) مجلہ ''ترجمان القرآن'' اور تحریک اسلامی کی دعوت:

مجلہ ''ترجمان القرآن'' نے مشترکہ قومیت کے کابوس کو ختم کر کے امتِ مسلمہ کے لیے سب سے اہم خدمت یہ انجام دی کہ اسلام کو ایک تحریک اور ایک مستقل کامل دعوت کی شکل میں پیش کیا، مختلف تحریکات پر تنقید کر کے سیدھے اور پختہ راستے کی طرف رہنمائی کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور بتایا کہ اسلام صرف چند دینی شعائر کا نام نہیں ، بلکہ وہ ایک مکمل نظامِ حیات ہے، جو پوری انسانی زندگی پر حاوی ہے۔ اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ جہدِ مسلسل اور حرکتِ دائمہ کو ضروری قرار دیتا ہے۔ مولانا مودودی نے حرکت کے معنیٰ کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی اساس اور بنیاد پر بھی گفتگو کی ، اس کو پروان چڑھانے کے طریقوں کو بتایا، اس میں کمزوری آنے کے راستوں کی نشاندہی کی اور بتایا کہ ہم اس کے ساتھ کیا معاملہ کریں اور اس کے ساتھ شرکت وتعاون کی کیا شکل ہو؟۔

مولانا مودودی مجلہ ''ترجمان القرآن'' میں لکھتے ہیں کہ ''اسلام اس زمانے میں ایک فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو چکا ہے، وہ امت جو آج مسلمان کے نام سے پہچانی جاتی ہے وہ بھول گئی کہ اسلام بذاتِ خود ایک تحریک کا نام ہے، یہ تحریک بنیاد رکھنے کے لیے ہی اٹھی تھی، مسلمان جن کی نشاندہی کلمہ طیبہ ''لا إلٰہ إلّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کے ذریعے کی گئی تھی اور اسی تحریک کا پرچم بھی بلند کرنے والی تھی اس کے اندر سے وہ تحریک گم ہوگئی، اس کے اصول ومبادی بخار وبھاپ کی طرح اڑ گئے، اس کی خاص انفرادیت ختم ہوگئی اور اسلام ان معانی میں استعمال ہونے لگا جن کے لیے مطلقاً وہ آیا ہی نہیں تھا''۔ (۲۶۴)

مولانا مودودی ایک دوسرے مضمون میں رقمطراز ہیں کہ ''وہ لوگ جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اسلام میں موجودہ حالات کا ساتھ دینے کی صلاحیت نہیں ہے، انہوں نے حقیقتاً گہری ودقیق نظر سے اسلام کا مطالعہ ہی نہیں کیا، اسلام تو ایک عملی، پختہ اور کامل دین ہے، اس میں اجتہاد کے دروازے کھلے ہیں ، وہ آج بھی تمام انسانیت کے لیے فلاح وکامرانی کا ضامن ہے، جیسا کہ آج سے چودہ سو سال قبل تھا،،۔ (۲۶۵)

مولانا مودودی اس شمارے میں مزید لکھتے ہیں کہ ''وہ چیز جس کو میں نے اپنا مقصد بنایا ہے وہ اسلام کی حکومت ہے نہ کہ مسلمانوں کی اور اسلام سے مقصود وہ دین حنیف ہے، جس کے معنیٰ مذہب، اخلاق اور بلند کردار ہیں ، جو عالمی فاضل وکامل تہذیب کے علمبردار ہیں اور انسانیت کی فلاح وکامرانی صرف اور صرف دین اسلام میں ہے''۔ (۲۶۶)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حقیقتاً مجلہ ''ترجمان القرآن'' نے اسلام کو ایک تقلیدی اور جامد نظریے کے بجائے ایک دعوت، ایک تحریک اور ایک کامل نظام کی شکل میں پیش کیا اور بتایا کہ اسلام ساری نوعِ انسانی کو خطاب کرتا ہے، اس لیے اس کا پیغام تمام انسانیت کے لیے ہے اور اس نے اسلام کے تمام پہلوؤں کو کھول کر بیان کیا، اس کے ہر گوشہ پر روشنی ڈالی اور تمام تباہ کن نظریات و تصورات اور حملہ آور فکری دھاروں سے اس کی زبردست مدافعت کی اور تاکید کے ساتھ بتایا کہ جب اسلام ایک کامل نظامِ زندگی ہے تو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اس کے تابع ہونا چاہیے، اسلام کی نظر میں اجتماعی زندگی انفرادی زندگی سے کسی طرح کم نہیں بلکہ اس کا دائرہ سیاست، عمرانیات، معاشیات، فلسفہ اور سوسائٹی کی تمام بنیادوں تک پہنچتا ہے۔

ہم یہاں ذیل میں مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے بعض مضامین کے عناوین نقل کرتے ہیں، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس مجلے نے اسلام کو کامل نظام حیات، دعوت و تحریک اسلامی کے طور پر پیش کیا ہے:

اسلامی تحریک کا انحطاط	نومبر ۱۹۳۹ء
وارث مسلمانوں کے دو گونہ رجحانات	مئی ۱۹۳۹ء
اقلیت و اکثریت	جون ۱۹۳۹ء
دعوتِ اسلامی اور اس کے مقاصد	مئی و جون ۱۹۴۰ء
حقیقی مسلمانوں کے لیے ایک ہی راستہ	جولائی ۱۹۴۰ء
اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے؟	ستمبر ۱۹۴۰ء
اسلامی صحیح طریقہ اور اس سے انحراف کے راستے	جنوری ۱۹۴۱ء
ایک صالح جماعت کی ضرورت	اپریل ۱۹۴۱ء
پاکستان کا مطالبہ یہود کے وطن کے مطالبہ کے مشابہ نہیں	اکتوبر ۱۹۴۴ء
موجودہ سیاسی مشکلات میں جماعتِ اسلامی کا موقف	ستمبر ۱۹۴۵ء
مجلسِ قانون کی رکنیت اسلامی نقطۂ نظر سے	دسمبر ۱۹۴۵ء

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پرسکون انقلاب کا راستہ	دسمبر ۱۹۴۵ء
تقسیم سے قبل مسلمانوں کو آخری پیغام	اپریل ۱۹۴۷ء
سرحدی ریاستوں میں انتخاب اور جماعت اسلامی کا موقف	جولائی ۱۹۴۷ء
تقسیم کے وقت کے حالات	جولائی ۱۹۴۷ء
تقسیم کے بعد آئندہ بنیادی مشکلات	اگست ۱۹۴۷ء
ہندوستان میں شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ کیوں ممکن نہیں؟	جنوری ۱۹۴۸ء
پاکستان میں اسلامی شریعت کا نفاذ کیسے ہو؟	فروری ۱۹۴۸ء
اسلامی نظام کے قیام کا مطالبہ	اپریل ۱۹۴۸ء
کیا پاکستان کا مذہبی حکومت بننا ضروری ہے؟	مئی ۱۹۴۸ء

(ھ) مجلہ ''ترجمان القرآن'' اور مقابلہ فتنہ رفض السنۃ:

مجلہ ''ترجمان القرآن'' نے اپنے ابتدائی زمانے میں ہندوستان میں حدیث شریف کے انکار کے فتنہ کا زبردست مقابلہ کیا، جو سنت شریفہ کو اپنی غلط و سخت تنقید کا نشانہ بناتی اور شرعی معاملات میں اس کی حجیت کا انکار کرتی اور مختلف زاویوں سے اس میں شکوک وشبہات پیدا کرتی تھی، یہ حقیقت میں دین حنیف کی ایک اہم بنیاد کو منہدم کرنے کی سازش تھی، اس تحریک کے ساتھ بعض سمجھدار عقلیین اور طاقتور قلم بھی شامل ہو گئے تھے، جس کی وجہ سے اس منحرف تحریک کو آہستہ قدمی کے ساتھ آگے بڑھنے اور پھلنے پھولنے کا موقع ملا، اس تحریک نے ان دماغوں میں گھونسلے بنانا شروع کیے، جو مستشرقین کی تحریروں سے پہلے ہی عقل باختہ اور متاثر تھے، مجلہ ''ترجمان القرآن'' اس تحریک سے مقابلہ کے لیے کھڑا ہوا اور انتہائی قوت وطاقت اور روشن وقوی دلائل سے ان کی آراء کو غلط ثابت کیا اور سنتِ شریفہ کا بہترین دفاع کیا۔ اس موضوع سے متعلق مولانا مودودی کے مضامین، قوتِ استدلال، انوکھے اسلوب اور تحقیق کے منطقی طریقے میں ایک دلیل وبرہان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا مودودی کا پہلا مضمون اس موضوع سے متعلق ''قرآن اور سنت'' کے عنوان سے شائع ہوا، اس کے بعد مسلسل مضامین شائع ہوتے رہے، اس طرح اس مجلّے نے فتنۂ رفض السنۃ کے رد میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

ماہر القادری مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے منصب رسالت نمبر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''ترجمان القرآن'' کا منصب رسالت خاص نمبر جو شائع ہوا، وہ بیسوی صدی کا وثیقہ ہے، جس نے حق کا دفاع کیا ہے''۔(۲۶۷)

محمد شریف فرماتے ہیں کہ ''مولانا مودودی نے موضوع کے تمام جوانب اور زاویوں کا احاطہ فرمایا اور تمام شک وشبہات کا ایسا جواب دیا کہ ان کی ہوا نکل گئی''۔(۲۶۸)

(و) مجلہ ''ترجمان القرآن'' اور ردِ قادیانیت:

مجلہ ''ترجمان القرآن'' نے جو خدمات ردِ قادیانیت میں انجام دیں وہ بھی مقابلہ فتنۂ رفض سنت سے کم نہیں اور ان سے بھی صرفِ نظر کرنا ممکن نہیں۔ ۱۹۵۳ء سے مجلہ ''ترجمان القرآن'' نے یہ مطالبہ شروع کیا کہ قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت شمار کیا جائے اور اس کا باقاعدہ اعلان کیا جائے، اپنے اس موقف کی وجہ سے ان کو جیل بھیجا گیا اور پھانسی کا حکم صادر ہوا وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۔۔۔۞ (سورة الدھر) لیکن بین الاقوامی دباؤ اتنا سخت تھا کہ پاکستان کی فوجی حکومت مولانا مودودی کی سزا ختم کرنے اور پھانسی کا حکم منسوخ کرنے پر مجبور ہوئی۔ ابھی چند سال بھی نہیں گزرے تھے کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیت کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا باقاعدہ اعلان کیا گیا۔

اسلامی صحافت پر مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے اثرات:

اسلامی صحافت میں مجلہ ''ترجمان القرآن'' نے قائدانہ کردار ادا کیا اور صحافت پر گہرے اثرات چھوڑے۔ اس کا بنیادی سبب وہ دعوت تھی جسے مجلّے نے پیش کی اور وہ تحریک تھی جس کی خدمت کے لیے اس نے خود کو وقف کر دیا، ہم دیکھتے ہیں کہ انتہائی قلیل

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مدت میں بہت سے اخبارات ورسائل اس کے نمونے اور دعوتی طریقے پر نکلے، جن میں زندگی، تجلّی، دعوت، الحسنات، جسارت، قومی ڈائجسٹ، آئین، ایشیا اور اسی طرح کے دوسرے مجلات ورسائل ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس مجلّے نے وہ خالص اسلوب ایجاد کیا، جس میں فکری قوت اور منطقی توانائی کے ساتھ سنجیدگی، علمی تحلیل، موضوع کی تشریح، مرض اور اس کا علاج، استدلالی قوت اور بیان کی وضاحت سب ہی کچھ ہے، اسی وجہ سے اس مجلّے کو بلند مقام حاصل ہوا۔

مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء:

ہم یہاں پر مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے بارے بعض اہم شخصیات کی آراء پیش کرتے، تاکہ اس کا مقام و مرتبہ معلوم ہو جائے:

مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ ''مغربی تہذیب اور اس کے افکار و نظریات کا مقابلہ ہندوستان میں ایک خاص رنگ میں شروع ہو گیا تھا، جبکہ مولانا مودودی نے حیدر آباد سے نکلنے والے اپنے مجلّے ''ترجمان القرآن'' میں بیسویں صدی کے نصفِ آخر میں مغربی تہذیب اور مغربی افکار و خیالات کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور بڑی جرأت کے ساتھ اس پر تنقید کی اور اپنے اعلیٰ درجے کے مضامین کے ذریعے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقے کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا، انہوں نے اپنے مقالات میں تحریکِ تجدید، مغربیت کے علمبرداروں اور قومیت کے دعویداروں کو نشانہ بنایا، جنہوں نے مغربی تہذیب کے آغوش میں پرورش پائی اور وہیں پروان چڑھے اور بڑھے، انہوں نے اسلامی تہذیب اور اسلامی شریعت کی لازوال قوت، اسلامی شریعت کی ابدیت اور اسلامی قوانین کی بالادستی کو اپنے مضامین میں پرزور و طاقتور قلم سے ثابت کیا، انہوں نے سود، پردہ، جہاد، قربانی، غلامی، کتاب و سنت کی حجیت، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، اسلام کا نظامِ حیات وغیرہ اہم مسائل کو اپنے مقالات کا موضوع بنایا، یہ بڑی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ناانصافی ہوگی کہ ہم مولانا مودودی کے ان مقالات کا جو بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوئے اعتراف نہ کریں، ان کے ذریعے مغربی لادینی تہذیب سے متاثر طبقہ اسلام کو ایک مکمل نظام اور اس کی شریعت کو ایک کامل شریعت سمجھنے لگا، ان کے اندر سوئی ہوئی خودداری بیدار ہوئی اور ان کو اپنے تشخص کا احساس وشعور پیدا ہوا، اسلام اور تعلیمات اسلام کی عظمت دل ودماغ میں پیدا ہوئی اور احساسِ کمتری اور اندرونی شکست سے نجات ملی، یہاں تک کہ بعض ادیبوں نے ان کا نام ''متکلم اسلام'' رکھ دیا''۔(۲۶۹)

مشہور اسلامی ادیب مولانا مسعود عالم ندوی مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے متعلق لکھتے ہیں کہ مجلہ ''ترجمان القرآن'' حیدر آباد دکن سے شائع ہوا، ہم نے مجلے کو دیکھا اس کے اکثر مضامین کو پڑھا، جس سے یہ اندازہ ہوا کہ وہ علمی مباحث اور دینی مقالات پر خاص توجہ مبذول کرتا ہے، ہمیں یقین ہے کہ اگر اس کا یہی معیار رہا تو وہ اپنے مقاصد میں ضرور کامیاب ہوگا، ہمیں اس کے ایڈیٹر کے تحریر کردہ ''اشارات'' اور اس کے قیمتی مقالات بہت پسند آئے''۔(۲۷۰)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال لکھتے ہیں کہ ''حیدر آباد سے ایک بلند معیار، نفیس اسلامی مجلہ شائع ہوتا ہے، اس کے ایڈیٹر مولانا مودودی ہیں، میں نے اس کے مقالات پڑھے، اس کے مدیر جہاں علومِ اسلامیہ پر گہری نظر رکھتے ہیں وہیں وہ عصری مشکلات ورپریشانیوں پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں''۔(۲۷۱)

پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں کہ ''جو''مجلہ ''ترجمان القرآن'' کو پڑھے گا اسے اسلامی تحریک سے واقفیت کے ساتھ اس کے ایڈیٹر کی زندگی کے پہلوؤں سے بھی واقفیت ہوگی''۔(۲۷۲)

پروفیسر صاحب ایک یورپین ادیب کا قول ''مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ''کسی مؤرخ کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ اس مجلے سے اپنی نگاہیں پھیر لے، کیونکہ یہ پرچہ دعوتِ اسلامی کے تمام مراحل کا امین، انہیں پیش کرنے والا اور ان

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تمام حالات کو بیان کرنے والا ہے جن سے جماعت اسلامی گزری ہے'' ۔(۲۷۳)

مولانا مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں کہ ''تیرہویں صدی ہجری کی چھٹی دھائی اور انیسویں صدی کے چوتھی دہائی کے اوائل میں دینی دعوت (جماعتِ اسلامی) کا ظہور ہوا، یہ دعوت اصلاً اس وقت سے ظہور پذیر ہوئی جب سے مولانا مودودی نے مجلہ ''ترجمان القرآن'' نکالا اور اس میں لکھنا شروع کیا، اس وقت ان کی عمر تیس سال سے زیادہ نہ تھی، یہ مجلہ ایک بلند مقصد کے حصول، فکر اسلامی کو عملی میدان میں ظاہر کرنے اور واضح محققانہ طریقے سے لوگوں کے سامنے اسے پیش کرنے کی غرض سے نکلا، تاکہ لوگوں کی عقل و فکر، تقلید و جمود اور خمول سے پاک ہو اور مغربیت و زندقہ اور الحاد کا محققانہ رد ہو'' ۔(۲۷۴)

محمد شاکر لکھتے ہیں کہ ''۱۹۳۳ء سے مولانا مودودی نے اپنے کام کا آغاز کیا، مجلہ ''ترجمان القرآن'' نکالا اور اس میں اسلامی اصول و مبادی، حکومتِ اسلامیہ اور فرد مسلم وغیرہ پر لکھا، کانگریس سے مخالفت شروع ہوئی، اسی زمانے میں مسلم لیگ بلندی پر پہنچی، مولانا مودودی نے مسلم لیگ پر تنقید کی اور محدود اسلامی قومیت پرستی کی طرف اس کی دعوت کی مخالفت کی اور بتایا کہ دعوتِ اسلامی میں ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ اسلام جو پیش کرتا ہے اس کی مکمل نمائندگی ہو'' ۔(۲۷۵)

مولانا مسعود عالم ندوی نے ''مسئلۂ کشمیر'' کتاب پر تبصرے میں مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''مولانا مودودی ۱۹۳۲ء میں ایک مستقل مجلہ ''ترجمان القرآن'' نکالا، یہ ان کے آغازِ شباب کا زمانہ تھا۔ اس نوجوان نے اپنی پوری توجہ افکار کو نکھارنے، تحریکوں کی چھان بین کرنے، سیاسی و معاشی مشکلات کا علاج بتانے پر مرکوز کردی، یہ وہ مسائل تھے جن کا حل اہل فکر و نظر رہنماؤں کے لیے بھی انتہائی دشوار تھا، انہوں نے بلند اسلامی تعلیمات کو ایسے عصری مناسب قالب میں ڈھال کر پیش کیا کہ جو زمانے کے مزاج و استعداد کے عین مناسب تھا، مغرب کی دلکش و جاذبِ نظر چمک دمک سے فتنہ میں مبتلا زنادقہ و منحرفین کے دل و دماغ سے زنگ و میل کو صاف کیا، مغربی تہذیب کے چہرہ سے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پردہ ہٹایا، پھر اپنے جواں ورواں قلم کو منکرین حدیث کے باطل خیالات کی تکذیب اور جامد علماء کی غلطیوں پر جرأت مندانہ تنقید پر لگایا اور بتایا کہ جن فروعی مسائل کو انہوں نے سختی سے پکڑا ہوا ہے اور جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں حقیقت میں اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے صفحات پر یہ سب چیزیں شائع ہوتی تھیں''۔(۲۷۶)

مشہور ادیب مولانا رئیس احمد جعفری ندوی لکھتے ہیں کہ'' کچھ عرصہ سے ایک مجلہ حیدر آباد سے نکلنا شروع ہوا ہے، اس کے مضامین بلاشک وشبہ ایسے ہوتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء و مفکرین بھی ان پر رشک کریں''۔(۲۷۷)

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں کہ'' ایڈیٹر مجلہ'' ترجمان القرآن'' کسی تعریف کے محتاج نہیں، جہاں وہ دقتِ نظر، عمقِ فکر اور سرعتِ فہم سے ممیز ہیں وہیں معاصر فتنوں پر رد کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل و دماغ کو کھول دیا ہے، جو مضامین ومقالات ان کے قلم سے نکلے ہیں، وہ مغربی تہذیب سے متاثر نسل کے لیے اکسیر کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ جماعتِ علماء میں لائقِ اعتماد شخصیت ہیں اور وہ حقیقت میں مفکر امت ہیں''۔(۲۷۸)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مجلہ ''معارف''، رسالہ ''اسلامک کلچر''، مجلہ ''الفرقان'' اور مجلہ ''برہان''

(الف) مجلہ ''معارف''

ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ، ہندوستان سے شائع ہونے والا ان بلند پایہ مجلات میں ایک ہے، جنہیں انگلیوں پر گنا جاسکتا ہے اور جنہیں ہم ہندوستان کی اسلامی صحافت کے مشہور علمی وادبی ماہناموں میں شمار کرسکتے ہیں۔ آزادیِ ہند سے قبل ''دارالمصنفین''(۱) اعظم گڑھ سے یہ مجلہ نکلنا شروع ہوا۔ یہ ایک دینی، علمی اور ادبی مجلہ ہے، اس کے نکالنے کا خیال علامہ شبلی نعمانی کو اس وقت ہوا جب وہ علی گڑھ میں تھے، لیکن علامہ شبلی نعمانی کا یہ

---

(۱) ''دارالمصنفین'' ایک وقیع تصنیفی وعلمی اکیڈمی ہے، جسے علامہ شبلی نعمانی نے ۲۱ نومبر ۱۹۱۴ء میں اعظم گڑھ میں قائم کیا۔ اس کے لیے اپنا ذاتی باغ اور بنگلہ وقف کیا۔ اس کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ جید علماء ومحققین وہاں بحث وتحقیق کا کام کرسکیں۔ مختلف مسائل علمی، تاریخی اور ادبی موضوعات پر تحقیق کے بعد جن نتائج وآراء تک پہنچیں، انہیں تالیفات اور محققانہ وعالمانہ کتابوں کی شکل میں اردو میں پیش کریں، یہ ایک نفیس واعلیٰ ترین علمی کام ہوگا۔ ''دارالمصنفین'' کے مقاصد کو ہم ان نقاط میں بیان کرسکتے ہیں: (۱) مصنفین اور اہلِ قلم اشخاص کی تخریج کرنا۔ (۲) بلند پایہ کتابوں کی تالیف اور علمی مفید کتابوں کے تراجم کرنا۔ (۳) کتابوں کی طباعت اور ملک میں ان کی نشر واشاعت کرنا۔ ''دارالمصنفین'' کی نگرانی اور رہنمائی مختلف اوقات میں مختلف اشخاص نے فرمائی۔ سب سے پہلے علامہ شبلی نعمانی کی نگرانی ورہنمائی رہی۔ ان کی وفات کے بعد اس علمی اکیڈمی کو علامہ سید سلیمان ندوی کی نگرانی کا شرف ایک چوتھائی صدی سے زیادہ عرصے تک حاصل رہا۔ ان کے بعد ان کے ذی علم شاگرد اس کے نگراں ہوتے رہے، جن میں مولانا مسعود علی ندوی، مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی، مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی، سید صباح الدین عبدالرحمٰن اور ضیاء الدین اصلاحی ہیں۔ ''دارالمصنفین'' نے مختلف موضوعات پر ایک علمی مستقل کتب خانہ تیار کردیا ہے۔ اس اکیڈمی سے جو کچھ بھی شائع ہوا ہے وہ اپنے موضوع پر مرجع کی حیثیت رکھتا ہے اور جن سے کوئی کتب خانہ مستغنی نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح یہ اکیڈمی ادباء اور اہل قلم کی ایک پوری نسل نکالنے میں کامیاب رہی ہے اور ابھی بھی یہ اکیڈمی علم وتحقیق کی خدمت انجام دے رہی ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

[illegible] نومبر [illegible]

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

مرتبہ

سید سلیمان ندوی

قیمت:- پانچ روپیہ سالانہ

دفتر دار المصنفین اعظم گڈھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

معارف

معارف

شاہ معین الدین احمد ندوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رجسٹرڈ نمبر ال ۵۲۰ مارچ سنہ ۱۹۸۱ء

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

(مرتبہ)

سید صباح الدین عبدالرحمن

قیمت بیس روپے سالانہ

دفتر دار المصنفین اعظم گڑھ

(کاتب سید اقبال احمد)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خواب اس وقت شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔ انہوں نے شمالی ہند اعظم گڑھ میں ایک علمی اکیڈمی ''دارالمصنفین'' کے نام سے قائم کی اور یہ بھی طے کیا کہ مجلہ ''معارف'' کے نام سے ایک علمی مجلہ بھی نکالا جائے گا، ان کا یہ منصوبہ ونقشہ آج بھی ''دارالمصنفین'' میں موجود ہے، جسے انہوں نے بڑی مہارت سے تیار کیا تھا، جس میں انہوں نے مجلّے کے اوصاف کی تحدید بھی کی تھی۔ ہم ذیل میں اسے نقل کرتے ہیں:

ایڈیٹر : شبلی نعمانی

ادارتی اسٹاف: سلیمان ندوی(۱)، عبدالماجد دریابادی، مسٹر حفیظ، عبدالسلام ندوی

صفحات : ۴۰

حجم : ۲۰X۲۹

موضوعات: فلسفہ قدیم وجدید، قدیم وجدید تاریخ، ادب وشعر، ادبی مقالات، اقتباسات یعنی مشرق ومغرب سے شائع ہونے والے علمی مجلّات اور نادر علمی مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابوں سے اقتباسات اور ان کی تعریف وتشریح، اسی طرح مصر، بیروت اور دوسرے ممالک سے شائع ہونے والے اخبارات جیسے المقتطف، الہلال اور المنار'' وغیرہ سے اقتباس۔

''دارالمصنفین'' کی تاسیس کے کچھ عرصے بعد علامہ شبلی کا انتقال ہوگیا اور مجلہ ''معارف'' نکالنے کا ان کا منصوبہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ علامہ شبلی کے عزیز شاگرد علامہ

---

(۱) علامہ سید سلیمان ندوی نومبر ۱۸۸۴ء کو بہار کے ایک شہر ''دسنہ'' میں بروز جمعہ پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں حصولِ علم کے لیے دارالعلوم ندوۃ العلماء آئے۔ ۱۹۰۷ء اور ۱۹۱۲ء کے درمیان ''الندوہ'' کے ایڈیٹر رہے۔ اسی مدت میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ادبِ عربی کے استاد رہے۔ مولانا آزاد کے ''الہلال'' میں مستقل مضامین لکھتے رہے۔ بمبئی یونیورسٹی کے تحت پونا کالج میں مشرقی زبانوں کے استاد رہے۔ ۱۹۱۶ء تا ۱۹۴۶ء تالیف وتصنیف اور مضمون نگاری میں مصروف رہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے ۱۹۵۰ء میں پاکستان ہجرت فرمائی اور ۲۳ نومبر ۱۹۵۳ء اس دارِفانی سے رحلت فرما گئے۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعتہ۔ علامہ سید سلیمان ندوی کی مشہور تصانیف میں سے چند یہ ہیں: ارض القرآن (دوجلدوں میں)، سیرت النبیؐ (آخری چار جلدیں)، سیرتِ عائشہؓ، عرب وہند تعلقات، عربوں کی جہاز رانی، خیام، حیاتِ شبلی، خطباتِ مدراس، رحمتِ عالم، نقوشِ سلیمانی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سید سلیمان ندوی کو جیسے ہی موقع ملا اپنے استاد کی آرزو کی تکمیل کرتے ہوئے رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء مجلہ ''معارف'' کا پہلا پرچہ شائع ہوا۔اس طرح علامہ شبلی کا تخیل علامہ سید سلیمان ندوی کے ہاتھوں عملی پیکر بن کر مطلع علم وصحافت پر نمودار ہوا اور علامہ شبلی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ مدیر علامہ سید سلیمان ندوی تھے۔

علامہ سید سلیمان ندوی ۱۹۲۰ء میں یورپ کے سفر پر گئے تو تقریباً آٹھ ماہ مولانا عبدالماجد دریابادی نے اس کی ادارت سنبھالی اور جب علامہ سید سلیمان ندوی ۱۹۵۰ء میں پاکستان چلے گئے تو اس کے ایڈیٹر شاہ معین الدین احمد ندوی (۱) ہوئے، جو اپنی وفات تک اس کے ایڈیٹر رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے مساعد سید صباح الدین عبدالرحمٰن ہوئے (۲) مجلہ ''معارف'' کے اداریے ''شذرات'' کے عنوان سے شائع ہوتے ہیں۔ اس میں اسلام اور مسلمانوں کے مسائل، علمی وادبی اور معاصر زندہ موضوعات کے ساتھ ملکی اور بین الاقوامی مسائل کا امتزاج بھی پایا جاتا ہے، شذرات کے بعد تین یا چار علمی مقالات ہوتے ہیں، اس کے بعد تقریظ وتنقید اور تلخیص وترجمہ کے ابواب ہوتے ہیں۔

---

(۱) مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی ۱۹۰۳ء میں ہندوستان کی شمالی ریاست اتر پردیش قصبہ ''ردولی''، ضلع بارہ بنکی میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد ''دارالمصنفین'' اعظم گڑھ تشریف لے گئے۔ وہاں علمی وتحریری کاموں میں مشغول رہے۔ ان کی وفات ۱۳ دسمبر ۱۹۷۴ء کو ہوئی۔ تغمدہ اللہ برحمۃ الواسعۃ۔ مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی کی مشہور تالیفات میں سے چند کتابیں یہ ہیں: تاریخ اسلام (چار جلدیں)، المہاجرون (دو جلدیں)، سیر صحابہؓ، التابعون، دین الرحمۃ، حیاتِ سلیمان، اسلام اور مغربی تہذیب وغیرہ ہیں (منت اللہ رحمانی: مکاتیب گیلانی، ص ۳۴۵)۔

(۲) سید صباح الدین عبدالرحمٰن کی ولادت ۱۹۱۳ء کو بہار کے مشہور قصبہ ''دسنہ'' میں ہوئی۔ پٹنہ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۳۵ء میں ''دارالمصنفین'' تشریف لائے۔ یہاں ''دارالمصنفین'' کی نگرانی کے ساتھ مجلہ ''معارف'' کی ذمہ داری بھی سنبھالی۔ ان کی مشہور تصانیف میں سے چند یہ ہیں: بزمِ تیموریہ، بزمِ صوفیہ، بزمِ مملوکیہ، قرونِ وسطٰی کا ہندوستان، ہندوستان میں قرونِ وسطٰی کا عسکری نظام، عہدِ اسلامی کے ہندوستان کی تہذیبی جھلکیاں، عہدِ مغلیہ مسلمان وہندو مورخین کی نظر میں، ہندوستان امیر خسرو کی نظر میں، غالب تعریف وتنقید کے آئینہ میں، ہندوستانی ماضی کے متعلق قصے وغیرہ (خورشید نعمانی: دارالمصنفین اعظم گڑھ کی ادبی خدمات، ص ۶۸)۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

علامہ سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ ''شذرات کے کالم میں عام طور پر اہم علمی واقعات وحوادث پر تبصرہ ہوتا ہے۔ بحوث کے کالم میں علمی وتحقیقی مضامین عموماً مشرقی ومغربی نظریات پر ہوتے ہیں، نظریات ومشکلات کے کالم جدید علم وفلسفہ کے اکتشافات وتحقیقات پر مشتمل ہوتے ہیں، جنہیں یا تو بلند مرتبہ اور مشہور ومعروف مغربی اخبارات سے لیا جاتا ہے، یا بڑے علماء ومفکرین سے لکھوایا جاتا ہے، تقریظ وتنقید کے کالم میں جدید کتابوں اور مجلّات کا کھلے دل ودماغ سے علمی وتحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے، ساتھ ہی اسی کالم میں یورپین کتابوں کی تلخیص اور مشرقی علوم کے اہم موضوعات پر مقالات ہوتے ہیں''۔ (۲۷۹)

مجلۃ ''معارف'' شروع میں ۶۰ صفحات پر مشتمل تھا بعد میں ۲۰ صفحات کا اضافہ ہوگیا۔

مجلہ ''معارف'' کے مقاصد:

مجلہ ''معارف'' نے جن اغراض ومقاصد کو پیشِ نظر رکھا ان کے بارے میں مجلہ ''معارف'' کے ایڈیٹر علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ ''اس مجلہ سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اسلام کو دلائل عقلیہ سے ثابت کیا جائے، علومِ قدیمہ کو جدید طرز پر از سرِ نو ترتیب دیا جائے، علومِ اسلامیہ کی تاریخ لکھی جائے، مذہبی علوم کی تدوین اور اس کی عہد بعہد ترقیوں کی تاریخ، اکابرِ سلف کی سوانح عمریاں جن میں ان کے اجتہادات وایجادات سے بحث ہو اور دیکھا جائے کہ ان خزانوں میں ہمارے اسلاف نے کیسے کیسے زر وجواہر امانت رکھے ہیں اور نادر اور کمیاب مخطوطات وکتابیں شائع کی جائیں، قرآن کریم کے متعلق عقلی، ادبی، تاریخی، تمدنی اور اخلاقی مباحث جو پیدا ہوگئے ہیں ان پر محققانہ مضامین شائع کیے جائیں، ادبی موضوعات، مباحث حاضرہ، مطبوعاتِ جدیدہ، انتقاد وتقریظ کو شامل کرتے ہوئے استفسارات وعلمی سوالات کے جوابات دیئے جائیں''۔ (۲۸۰)

مجلہ ''معارف'' کی خصوصیات:

ہم مجلہ ''معارف'' کی چند خصوصیات کا یہاں ذکر کرتے ہیں:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۱۔ یہ مجلہ اپنے تمام مضامین میں سنجیدگی و پختگی اور باریکی کو ملحوظ رکھتا ہے۔ مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں کہ ''مجلہ ''معارف'' اپنی ضخامت کے باوجود تمام علمی وادبی مضامین میں علمی اور سنجیدہ اسلوب کو اپنانے کی وجہ سے ہر تقدیر و تشجیع کا مستحق ہے''۔(۲۸۱)

۲۔ یہ مجلہ جب سے نکلنا شروع ہوا آج تک بند نہیں ہوا۔

۳۔ اس زمانے کی صحافت کے معروف اور تقلیدی اسلوب سے نکل کر مجلہ ''معارف'' نے خالص علمی و فکری مضامین کو ایک نئے آسان اور عام فہم زبان میں پیش کیا۔

۴۔ اس مجلے نے ہندوستانی صحافت میں علمی و دینی چھاپ کو اس وقت عام کیا جب یہ رنگ ماند پڑنے لگا تھا۔

۵۔ اس مجلّے کے شذرات میں جدید حالات و مشکلات پر تبصرہ ہوتا ہے، ان شذرات کا علمی حلقوں میں کافی چرچا رہتا ہے اور ان کا اسلوب واضح اور سنجیدہ تحریر کا معیار سمجھا جاتا ہے۔

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی شذرات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''وہ شذرات جو علامہ سید سلیمان ندوی کے قلم سے تحریر کیے گئے مختلف موضوعات کے تنوع کے اعتبار سے ایک انسائیکلو پیڈیا کی طرح ہیں۔ ان سے گزشتہ ۳۵ سال کی قومی و ملی تحریکوں، مختلف خیالات ورجحانات اور دوسرے پیش آمدہ حالات وواقعات کی تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے، ان شذرات میں بہترین مثالیں اور ادبی انشاء پردازی کے بلیغانہ نمونے ہیں''۔(۲۸۲)

مولانا عبدالماجد دریابادی شذرات کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ مجلہ ''معارف'' کی شذرات نگاری ایک خصوصی وامتیازی شان رکھتی ہے، بے لاگ لیکن درشت نہ کرخت، عمیق لیکن نہ ادق نہ مغلق، رنگین لیکن نہ پر تکلف نہ ثقیل، سلیس لیکن نہ سطحی نہ عامیانہ، شگفتہ لیکن نہ خطیبانہ نہ جوشیلا، جاندار لیکن نہ گرما گرم نہ پُرخروش، مفید لیکن نہ خشک نہ مولویانہ، سلیمانی نثر وانشاء جو اردو کی تاریخ ادب میں ایک خاص مقام رکھتی ہے، جو شبلیت اور ابوالکلامیت دونوں سے الگ لیکن ایک خوشگوار حد تک دونوں کو سموئے ہوئے ہے، اس کی اصل بنیاد ہی مجلہ ''معارف'' کے ادارتی صفحات سے پڑی اور شذرات نے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بہتوں کے لیے ایک نئی راہ کھول دی‘‘۔(۲۸۳)

۶۔مجلہ ’’معارف‘‘ اپنی صورت وسیرت اور طباعت میں ہمیشہ ایک ہی معیار پر رہا، اس طرح وہ ایک پیش کی جانے والی مثال بن گیا۔

۷۔اس کا سرورق اور خارجی مظہر اول دن سے آج تک تبدیل نہیں ہوا۔

۸۔دو خاص نمبر علامہ سید سلیمان ندوی اور حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے علاوہ کوئی اور خاص نمبر شائع نہیں ہوا۔

تحقیق کے میدان میں مجلہ ’’معارف‘‘ کی خدمات:

مجلہ ’’معارف‘‘ چوں کہ خالص علمی مجلہ ہے، اس اعتبار سے یہ اپنے ان متنوع و وقیع مضامین کی وجہ سے اس کا مستحق ہے کہ اس کو ’’دائرۃ المعارف‘‘ کا نام دیا جائے۔

مجلہ ’’معارف‘‘ میں ہمیشہ بڑے علماء و ادباء کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ ہم یہاں اس میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اور ان کے لکھنے والوں کے نام کی فہرست دیتے ہیں، جن سے ان مضامین کی نوعیت کا اندازہ ہوگا:

انجیل قرآن کریم وسنت شریفہ کی روشنی میں	مولانا محمد اویس نگرامی ندوی
ہندوستانی مسلمان اور ان کا دینی نظام	علامہ سید سلیمان ندوی
فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر	مولانا تقی امینی
قرآن کریم اور فلسفہ	میر ولی الدین
مغربی تہذیب پر اسلام کے اثرات	احمد میاں اختر
اسلام کا نظریۂ سیاسی	حیدر زمان صدیقی
عہد نبوی کا نظامِ تعلیم	ڈاکٹر حمید اللہ
ہندوستان عہدِ اسلامی میں	مولانا ریاست علی ندوی
اسلام اور سلام	مولانا عبدالماجد دریابادی

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

اسلام علماءِ یورپ کی تحریروں میں	مولانا وحید الدین خان
عبادت	مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی
قرآن کریم کے احکام	علامہ سید سلیمان ندوی
قرآن کریم اور تربیت	میر ولی الدین
قرآن کریم اور علم حدیث	عبد الوحید
قرآن کریم کی تدوین	مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی
یہود تورات اور انجیل میں	مولانا حبیب ریحان خان ندوی ازہری
قرآن کریم اور تورات کے خصائص	مولانا عبد السلام ندوی
قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ	مولانا ریاست علی ندوی
قرآن کریم کی جمع و تدوین	سید صدیق حسن خان
بیسویں صدی میں قانون اسلام کی اہمیت	آصف فیضی
خلافت و ہندوستان	علامہ سید سلیمان ندوی
اسلام کا نظامِ معیشت	مظہر الدین صدیقی

مجلہ ''معارف'' سے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء:

ہندوستان کی اسلامی صحافت میں مجلہ ''معارف'' کا مقام بہت بلند و اعلیٰ ہے۔ ہم یہاں بعض مشاہیر شخصیات کی آراء کو نقل کرتے ہیں:

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال مجلہ ''معارف'' کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ''یہ تنہا وہ مجلہ ہے، جو ایمانی قوت کو بڑھا دیتا ہے''۔(۲۸۴)

مولانا مسعود عالم ندوی مجلہ ''الضیاء'' میں لکھتے ہیں کہ ''مجلہ ''معارف'' میں بڑے چوٹی کے علماء اور مشاہیر اہلِ قلم کے مضامین شائع ہوئے، لوگوں نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا، اردو کے دوسرے مجلّات کے مقابلہ اس کو زیادہ عزت و احترام سے دیکھا گیا اور اردو میں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شائع ہونے والے دوسرے مجلات سے یہ مجلہ بہت اعلیٰ وارفع ہے"۔(۲۸۵)

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں کہ "مجلہ "معارف" نے مختلف علمی موضوعات پر اتنا لکھ دیا ہے اور اتنے زیادہ مضامین ومقالات پیش کر دیئے ہیں کہ ان کی مدد سے ایک انسائیکلوپیڈیا مرتب ہو سکتی ہے"۔(۲۸۶)

مولانا عبدالحلیم ندوی لکھتے ہیں کہ "یہ مجلہ انتظام وپابندی سے اپنے معینہ وقت پر شائع ہوتا ہے، اس میں دینی وعلمی مقالات اور مشہور اہلِ قلم علماء وادباء کے ابحاث وتحقیقات شائع ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے اس کا شمار ملک کے ترقی یافتہ اہم مجلات میں ہوتا ہے، تعلیم یافتہ اور باذوق طبقہ بڑے شوق وذوق سے اس کو پڑھتا ہے، چالیس سال سے علم ومعرفت کے میدان میں اس نے جو ترقی کی ہے اور جس طرح جہد وکوشش سے اُسے نکالا گیا ہے، اس لحاظ سے وہ ہر طرح عزت وتوقیر کا مستحق ہے"۔(۲۸۷)

انسائیکلوپیڈیا "تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ ہندوپاکستان" کے مصنف "مجلہ معارف" کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "۱۹۱۶ء میں "دارالمصنفین" سے مجلہ "معارف" شائع ہونا شروع ہوا، یہ مجلہ علمی ابحاث اور دقیق تحقیقات پر مشتمل ہوتا ہے"۔(۲۸۸)

مولانا ابوالکلام آزاد اپنے ایک خط میں علامہ سید سلیمان ندوی کو تحریر کرتے ہیں کہ "مجلہ "معارف" اس وقت اپنی قسم کا منفرد مجلہ ہے، باقی ہر طرف سناٹا ہے، یہ بات انتہائی خوش کن ہے کہ علامہ شبلی نعمانی کی تمنائیں رائیگاں نہ گئیں، بلکہ صرف آپ کی بدولت ایک ایسی جگہ بن گئی، جو صرف خدمتِ علم اور تصنیف وتالیف کے لیے وقف ہے"۔(۲۸۹)

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں کہ "جب مؤرخ مستقبل میں دینی وعلمی صحافت کی تاریخ لکھے گا تو اسے اس سے مفر نہ ہوگا کہ وہ مجلہ "معارف" کو علمی مجلات میں سرِفہرست رکھے اور اسے تاریخِ صحافت میں ایک استاد کا درجہ دے، مجلہ "معارف" کے شذرات اور اس کے دوسرے مقالات سب کو یکجا کیجیے تو صفحات کی میزان سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں تک پہنچے گی اور مجموعہ کو تقسیم کیجیے تو جلدوں پر جلدیں کتابوں کی ڈھلتی اور نکلتی چلی آئیں گی"۔(۲۹۰)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد علی جوہر ایک خط میں مجلہ ''معارف'' کی بابت لکھتے ہیں کہ ''میرے پاس انگریزی مجلات کے ڈھیر لگے ہیں، لیکن ان انگریزی رسالوں کی جلدیں نہیں بنی ہیں، یہ شرف صرف مجلہ ''معارف'' کو حاصل ہوگا کہ اس کی مجلدات تیار کرالی جائیں گی''۔(۲۹۱)

عبدالماجد سالک نے اپنے ایک مقالہ میں ''مجلہ ''معارف'' کے متعلق تحریر کیا کہ ''بحث وتنقیب میں مجلہ ''معارف'' ایک علمی پرچہ ہے، اس نے تاریخ و ریسرچ میں بڑی علمی دولت کا اضافہ کیا ہے''۔(۲۹۲)

(ب) رسالہ ''اسلامک کلچر''

رسالہ ''اسلامک کلچر'' (اسلامی تہذیب) حیدرآباد سے انگریزی میں جنوری ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا۔ یہ سہ ماہی رسالہ انگریزی میں شائع ہونے والے رسائل میں ایک خاص مقام رکھتا ہے، یہ بلند پایہ علمی مجلہ ہمیشہ معروف و مشہور شخصیات کی زیر ادارت شائع ہوا۔ ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۷ء اس کی ادارت مشہور مسلمان انگریز ادیب محمد مارماڈیوک بکتال نے سنبھالی، جن کا قرآن کریم کا مشہور ترجمہ بھی ہے۔ پھر ان کی جگہ محمد اسد اویس اس کے مدیر ہوئے۔ کچھ مدت کے بعد اس کا ایک مستقل ادارتی اسٹاف بنا جو اُسے نکالتا تھا۔ اس میں مشہور و معروف شخصیات تھیں جیسے سر اکبر حیدری، نواب نظامت جنگ خان، نواب امین جنگ خان، ڈاکٹر عبدالمعید خان اور پروفیسر صلاح الدین۔ اس کی ایک مجلس مشاورت تھی، جس میں ڈاکٹر ہاشم امیر علی، پروفیسر عبدالوہاب بخاری، مسٹر بدرالدین طیب جی، و۔ ح۔ ث شیروانی اور مسٹر م۔ اُ۔ عباسی تھے۔

رسالہ ''اسلامک کلچر'' میں تحقیقی مقالات شائع ہوتے تھے، ان میں قدیم وجدید اسلامی موضوعات، اسلامی تمدن، آدابِ اسلامی، تراثِ اسلامی، قانون، معاشیات اور اجتماعیات سے متعلق مضامین ہوتے، اس کے ہر رسالہ میں نئی شائع شدہ علمی کتابوں کا تعارف اور معاصر علمی رسائل میں مطبوعہ موضوعات پر مختصر تبصرہ ہوتا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ISLAMIC CULTURE

PUBLISHED BY
THE ISLAMIC CULTURE BOARD
HYDERABAD-INDIA

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رسالہ ''اسلامک کلچر'' کے مقاصد:

ہندوستان میں بیسویں صدی کے آغاز میں جدید علمی بیداری پیدا ہونا شروع ہوئی، ہندوستانی مسلمانوں نے محسوس کیا کہ تقلید سے چھٹکارا حاصل کر کے جلد سے جلد تحقیق کے میدان میں قدم آگے بڑھایا جائے، انہیں اس کا بھی احساس ہوا کہ جدید رائج زبانوں پر عبور حاصل کرنا، پھر ان زبانوں میں خالص اسلامی فکر کو پیش کرنے کی بھرپور کوشش کرنا، ان پر دینی اعتبار سے یہ ذمہ داری واجب ہوتی ہے۔ اس رسالے کے نکالنے والوں کے دلوں پر یہی احساس چھایا ہوا تھا، چنانچہ اس رسالہ کا مقصد مختصراً یہ تھا کہ اسلامی فکر کو علمی و تحقیقی مقالوں و موضوعات کے ذریعہ پیش کیا جائے۔

اسلامی صحافت میں رسالہ ''اسلامک کلچر'' کا مقام:

انگریزی میں شائع ہونے والے رسائل وجرائد میں رسالہ ''اسلامک کلچر'' کو اپنے بلند معیار اور تعلیم یافتہ طبقے میں حسن قبول کی وجہ سے خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ ہند اور بیرونِ ہند کے علماء ومفکرین اس میں اپنے قیمتی و تحقیقی مقالات ارسال کرتے ہیں اور ہمیشہ اس میں بلند پایہ علمی مقالات کی اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی جلدیں بڑا قیمتی سرمایہ تسلیم کی جاتی ہیں اور ہر اسلامی کتب خانہ میں بیش قیمت اضافہ شمار ہوتی ہیں۔ محققین بطورِ مراجع اس میں شائع شدہ مضامین سے استفادہ کرتے ہیں۔

رسالہ ''اسلامک کلچر'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

رسالہ ''اسلامک کلچر'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین اور ان کے لکھنے والوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

ابن قتیبہ وعیون الاخبار	جوزیف ہارویز (Joseph Horvitz)
مسلمان سیاح	راؤلمسن (Rowlimson)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسلامی بیداری	خدا بخش خان
معانی قرآن کریم کے ترجمہ کا مسئلہ	مارماڈیوک پکتال (Marmaduke)
اسلامی و یونانی مدارس فلسفہ	علامہ سید سلیمان ندوی
سیرت کی ابتدائی کتابیں اور ان کے مصنف	جوزیف ہاروز
فقہ اسلامی اور اصلاحات کی ضرورت	سید امیر علی
قرآن کریم اور تلوار	نواب نظامت جنگ
پرتگال میں نفوذِ عربی کے آثار	روزینتھال (Rosenthal)
ابن جوزی کی ''تلبیس ابلیس''	مارگولیوتھ (Margoliouth)
امام رازی کے مناقشات	پال کراس (Paul Craws)
فکرِ علمی کو مسلمانوں کے عطیات	ڈاکٹر رضی الدین صدیقی
حکومت میں مسلمانوں کا طریقہ	ڈاکٹر حمید اللہ
ادب عربی میں موجودہ افکار	ڈاکٹر عبدالمعید خان
علم و تہذیب کو مسلمانوں کے عطیات	محمد عبدالرحمٰن خان
اسلامی سیاسی فکر کا مزاج	محمد عزیز احمد
قرآن کریم اور عصر حاضر	بدرالدین طیب جی
معاشی تقدم اور اسلامی حکومت	سلیمان۔س۔نیانک
اسلامی آثار عیسائی ہاتھوں میں	سانفورڈ شیفرڈ (Sanford Shefherd)
علم تفسیر میں تاریخی تقدم	م۔ا۔عبدہ

رسالہ ''اسلامک کلچر'' سے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء:

ہم یہاں ''رسالہ ''اسلامک کلچر'' کے متعلق بعض اہم شخصیات کی آراء نقل کرتے ہیں:

ہندوستان کے نائب صدر محمد ہدایت اللہ صاحب اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''میں ۱۹۷۷ء میں اس رسالہ کو نکلتے پچاس سال ہونے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں،

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پابندی سے مسلسل اس رسالہ کا اس طویل مدت تک نکلنا ایک عظیم کارنامہ ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ کی بعض علمی اکیڈمیاں اس کے تمام شماروں کو دوبارہ چھاپنے کا ارادہ کر رہی ہیں"۔ (۲۹۳)

سر آغا خان نے اس کے بارے میں لکھا کہ "رسالہ "اسلامک کلچر" نے آدابِ اسلامی کو آگے بڑھانے میں اہم کارنامہ انجام دیا ہے، مجھے یقین ہے کہ یہ رسالہ اور اس کے ہم مثل دوسرے رسائل اسلام کی بے مثال خدمت انجام دیں گے"۔ (۲۹۴)

پروفیسر نِکالسن (Nicholson) نے رسالہ "اسلامک کلچر" کے بارے میں لکھا کہ "آپ لوگ حقیقتاً ہر ستائش کے مستحق ہیں کہ آپ نے اس رسالہ کو انتہائی اعلیٰ و بلند مقام تک پہنچا دیا ہے"۔ (۲۹۵)

سرارنالڈ (Sir Arnold) لکھتے ہیں کہ "آپ کا رسالہ "اسلامک کلچر" جاذبِ نظر اور اپنی طرف متوجہ کرنے والا ہے"۔ (۲۹۶)

اسد فواد بیگ لکھتے ہیں کہ "میں آپ کو آپ کے رسالہ "اسلامک کلچر" کی زبردست کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، جو صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں اسلام کی زبردست خدمت انجام دے رہا ہے"۔ (۲۹۷)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے لکھا کہ "مجھے یقین ہے کہ رسالہ "اسلامک کلچر" حیدرآباد کو ایشیا اور یورپ کے مثقف حلقہ میں ایک جدید اہمیت عطا کرے گا"۔ (۲۹۸)

پروفیسر مارگالیوتھ (Margaliouth) نے لکھا کہ "میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی کوششیں کامیاب ہوں گی"۔ (۲۹۹)

ہالینڈ سے "کاروولاس وَرہسٹ" (Corvolos Verhilst) نے لکھا کہ "رسالہ "اسلامک کلچر" نے اپنے صفحات کو عالم اسلامی کی افضل ترین تحقیق کے لیے وقف کردیا ہے" (۳۰۰)

مشہور ہندوستانی شاعر و ادیب رابندر ناتھ ٹیگور (R.N.Tegore) نے لکھا کہ "رسالہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اسلامک کلچر'' میں بڑی کشش ہے کہ وہ دوسروں کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کراتا ہے''(۳۰۱)

(ج) مجلہ ''الفرقان''

مجلہ ''الفرقان'' ایک علمی و دعوتی مجلہ ہے۔ ایک مدت سے اسلامی صحافت کے آسمان پر آب و تاب کے ساتھ دمک رہا ہے۔ اُسے مولانا محمد منظور نعمانی (۱) نے محرم ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء میں بریلی سے نکالنا شروع کیا تھا، بعد میں اس کا دفتر لکھنؤ منتقل ہو گیا۔

مجلہ ''الفرقان'' کا اداریہ ''نگاہِ اولین'' کے عنوان سے ہوتا ہے، اس کے بعد مقالات ہوتے ہیں، پھر جدید کتابوں پر تبصرہ ہوتا ہے، اس کا اداریہ اسلامی فکر کی پیشکش کے ساتھ مسلمانوں سے متعلق نئے پیدا شدہ حالات پر بھی تبصرہ کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مجلّے نے دینی بیداری کے فروغ، دعوتِ اسلامی کی نشر و اشاعت، قادیانیت، بریلویت اور شیعیت کے رد میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

مجلہ ''الفرقان'' کے خاص نمبروں میں شاہ ولی اللہ دہلوی، شیخ گیلانی، شیخ احمد سرہندی، مولانا یوسف کاندھلوی اور مولانا نسیم احمد فریدی بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

مجلہ ''الفرقان'' کے مقاصد:

مجلہ ''الفرقان'' کے بانی مولانا منظور نعمانی نے اس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے راقم الحروف سے فرمایا تھا کہ ''یہ مجلہ دین حنیف کی خدمت کی غرض سے نکالا گیا ہے، جس کے ذریعے اسلام کی صحیح تصویر کو اس کے پاک و صاف دائمی سرچشموں سے پیش

(۱) مشہور عالم دین مولانا منظور نعمانی ۱۳۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں کی عظیم شخصیات اور نامور علماءِ کرام سے فیض حاصل کیا۔ تحریکِ خلافت میں شریک رہے۔ جماعتِ اسلامی کے بنیادی ارکان میں تھے، لیکن بعد میں اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ مولانا نعمانی کا خاص میلان تبلیغی جماعت کی طرف تھا۔ مولانا نعمانی نے تمام باطل فرقوں، بدعات اور غلط اعتقادات کے خلاف زبردست خدمات انجام دیں۔ مولانا نعمانی کا خاص کمال یہ ہے کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو سادہ، آسان اور عام فہم اسلوب میں اس طرح پیش کیا کہ ہر شخص ان کو سمجھ سکتا ہے اور ان سے استفادہ کر سکتا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الفرقان لکھنؤ

مدیر

محمد منظور نعمانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے اور گمراہ وبددین باطل فرقوں جیسے قادیانیت ، بریلویت اور شیعیت سے اسلام کی حفاظت کی جائے اور ان فرقوں کے باطل اعتقادات کو عوام پر ظاہر کیا جائے''۔

مجلہ ''الفرقان'' کی خصوصیات:

مجلہ ''الفرقان'' کی اہم خصوصیات یہ ہیں:

۱۔ یہ مجلہ مسلسل شائع ہو رہا ہے۔

۲۔ اسلامی فکر سے متعلق اس نے قیمتی مقالات پیش کیے۔

۳۔ احادیثِ نبویہ پر تحقیقی کام کیا اور سہل و آسان زبان میں ان کی توضیح و تشریح کی۔

۴۔ بہت سے خاص نمبر نکالے، جن میں بعض نمبر اپنے موضوع پر مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں، مثلاً: شاہ ولی اللہ دہلوی نمبر اور شیخ احمد سرہندی نمبر وغیرہ۔

اسلامی صحافت میں مجلہ ''الفرقان'' کا مقام اور اس کی خدمات:

ہندوستان کی اسلامی صحافت میں مجلہ ''الفرقان'' کو بلند مقام حاصل ہے۔ وہ اپنے معیار و خدمات میں مجلہ ''معارف'' اور مجلہ ''برہان'' جیسے بلند پایہ مجلوں کا ہم پلّہ مانا جاتا ہے۔ عوام و خواص میں اس مجلّے کی خاص تاثیر اور دور دراز علاقوں تک اس کی آواز کا اثر ہے۔ اس کی اہم خدمات میں بدعات اور جاہلانہ تقالید کا رد اور ان کی پشت پناہ جماعتوں سے مقابلہ ہے۔

مجلہ ''الفرقان'' کے اداریوں کا نمونہ:

مجلہ ''الفرقان'' میں شائع ہونے والے مقالات و مضامین کے ساتھ اس کے اداریے بھی بڑے قیمتی ہوتے ہیں۔ ان میں عموماً مسلمانوں کے وقتی مشکلات پر بحث ہوتی۔ ہم اس کے بانی مدیر مولانا نعمانی کے ایک اداریے سے یہاں کچھ حصہ نقل کرتے ہیں، جو مراد آباد کے ہندو مسلم فساد کے بعد تحریر کیا گیا تھا۔ مولانا منظور نعمانی تحریر فرماتے ہیں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کہ "خاص عید الفطر کے دن مراد آباد کے مسلمانوں پر اور اس کے ساتھ علی گڑھ اور الٰہ آباد کے مسلمانوں پر جو قیامت ٹوٹی اور خود امن کی محافظ پولس اور پی اے سی والوں نے جس طرح ان کو گولیوں کا نشانہ بنایا اور خاص کر کرفیو کے اوقات میں جس طرح ان کی دوکانیں، کارخانے، مکانات لوٹے اور تباہ کیے گئے، پھر جس طرح ہندی و انگریزی پریس نے (اور ان کے ساتھ حکومت کے بعض ذمہ داروں نے بھی) خود مسلمانوں کو ہی ظالم و مجرم قرار دینے کی کوشش کی اور عجیب وغریب افسانے تراشے، ان سب نے ہندوستان کے مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور ان میں عدمِ تحفظ کا شدید احساس پیدا کر دیا"۔(۳۰۲)

مجلہ "الفرقان" میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

مجلہ "الفرقان" میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اور ان کے لکھنے والوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

فتنۂ دجّال اور سورہ کہف	مولانا مناظر احسن گیلانی
ابن تیمیہ کا دفاع	مولانا محمد اویس نگرامی ندوی
دین وحکومت	حکیم احمد حسین
اصولِ فقہ کی تدوین	محمد عبدالرحمٰن
آیاتِ صوم کی تفسیر	ظفر احمد
رؤیتِ ہلال کا مسئلہ	محمد شفیع
اسلام میں نبوت کی فکر	محمد آصف قدوائی
صرف اسلام کافی ہے	مولانا وحید الدین خان
محدثینِ عظام اور ان کی خدمات	مولانا تقی الدین ندوی
اسلام میں پردہ	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
اسلامی تہذیب سے متعلق غلط اشاعات	عبدالصمد رحمانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی زندگی کے کمزور پہلو	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی
ہندوستان کے اسلامی مدارس پر ایک نظر	مولانا عبدالسلام رامپوری
معارف الحدیث	مولانا منظور نعمانی
ابن خلدون ماہر تعلیم	محمد یونس
نماز اور خشوع وخضوع	محمد اسحاق
قرآن میں معنوی تنظیم	مولانا امین احسن اصلاحی
عورت اور مجالس قانون سازی	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

(د) مجلہ ''برہان''

مجلہ ''برہان'' ان چند رسائل میں سے ایک ہے، جو اپنے فکری معیار، اسلوب تحریر اور عوام میں اپنی مقبولیت کی وجہ سے انگلیوں پر شمار کیا جاتا ہے۔ یہ ''ندوۃ المصنفین'' (۱) دہلی کا علمی و دینی ماہنامہ ہے، جو جولائی ۱۹۳۸ء سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ مجلہ مولانا سعید احمد اکبرآبادی (۲) کی ادارت میں نکلتا رہا ہے۔

مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی ''ندوۃ المصنفین'' اور مجلہ ''برہان'' کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ہیں کہ ''دہلی میں ایک اہم علمی انجمن ''ندوۃ المصنفین'' ہے، جس کا قیام ۱۹۳۸ء میں عمل میں آیا اور جس نے تاریخی اور ثقافتی موضوعات پر کئی درجن

---

(۱) ''ندوۃ المصنفین'' ایک علمی اکیڈمی ہے، اس کی بنیاد ۱۹۳۸ء میں مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اور مولانا سعید احمد اکبرآبادی نے رکھی۔ یہ تمام اکابر علم وصحافت اور فکر وسیاست میں ہندوستان کی اہم شخصیات ہیں۔ یہ اکیڈمی قرآن وسنت، سیرت وفقہ، تاریخ وسیاست اور معیشت وغیرہ مختلف موضوعات پر قیمتی کتابیں شائع کرتی رہتی ہے، اس کی مطبوعات کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔

(۲) مولانا سعید احمد اکبرآبادی ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند سے دینیات کی تعلیم مکمل کرکے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم، اے کیا اور پھر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں علوم دینیہ کے صدر رہے۔ ان کی بہت سی کتابیں ہیں، جن میں، مسلمانوں کا عروج وزوال اور اسلام میں غلامی کی حقیقت خاص شہرت رکھتی ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ندوۃ المصنفین دہلی کا علمی و دینی ماہنامہ

برہان

مرتبہ

سعید احمد اکبر آبادی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتابیں شائع کی ہیں، جو ملک کے علمی و دینی حلقوں میں مقبول ہوئیں۔ اس کے اہم ذمہ داروں میں مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی (ایم ۔ اے) ہیں، جن کی ادارت میں یہاں سے ایک علمی ماہنامہ "مجلہ برہان" بھی نکلتا ہے"۔ (۳۰۳)

مولانا سعید احمد اکبرآبادی مشہور و معروف اسلامی دانشور تھے، مجلہ "برہان" کے ایڈیٹر اور مشرف و نگراں شروع سے وہی رہے۔ ایک سال مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی اس کے ایڈیٹر رہے، لیکن پھر اس کی ادارت و نگرانی مولانا سعید احمد اکبرآبادی ہی کرتے رہے۔

اس کا اداریہ "نظرات" کے عنوان سے شائع ہوتا ہے، اس کے بعد علمی، ادبی، دینی، تحقیقی، اخلاقی اور تنقیدی مضامین ہوتے ہیں۔ یہ مجلہ شروع میں ۶۴ صفحات پر مشتمل تھا، پھر اس کے حجم میں اضافہ کیا گیا اور یہ ۸۰ صفحات پر نکلنے لگا۔

مجلہ "برہان" کے مقاصد:

مندرجہ ذیل مقاصد ہمیشہ مجلہ "برہان" کے پیشِ نظر رہے:

۱۔ عصری مزاج کے موافق قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ پر تحقیقات۔

۲۔ حالاتِ حاضرہ کے مطابق فقہِ اسلامی کی تدوین۔

۳۔ مستشرقین کے اسلام پر اعتراضات کا محققانہ اور منہ توڑ جواب۔

۴۔ عقیدۂ اسلامی کو آسان اور عصری اسلوب میں پیش کرنا۔

۵۔ اسلامی تعلیمات کو پیش کرنا اور مغربی تہذیب کے مفاسد کو آشکارا کرنا، تاکہ لوگ اس کے فریب سے آگاہ رہیں۔

۶۔ سیرت و تاریخ اور دوسرے علومِ اسلامیہ پر علمی و تحقیقی مقالات و ابحاث پیش کرنا۔

۷۔ مغربی تہذیب اور غیر اسلامی تہذیب کو اپنانے کے نقصانات اور اصل دینی تعلیم سے دوری اختیار کرنے کے مضرات سے آگاہ و خبردار کرنا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلامی صحافت میں مجلہ ''برہان'' کا مقام:

مجلہ ''برہان'' نے اردوزبان کی جوخدمت انجام دی، اسلامی تعلیمات کی جس طرح توضیح وتشریح اوراشاعت کی ،اس کا انکارنہیں کیا جاسکتا۔ یہ مجلہ ۱۹۳۸ء سے برابر اسلامی صحافت کا علمبردار ہے۔اسے علمی ودینی حلقوں میں قبولِ عام کے ساتھ اعلیٰ مقام حاصل ہے۔اسلامی ثقافت سے تعلق رکھنے والے تمام لوگ اُسے پسند کرتے ہیں۔

مجلہ ''برہان'' کی خدمات:

مجلہ ''برہان'' کی اہم ترین خدمت یہ ہے کہ اس نے ہمیشہ علمی موضوعات پر نفیس تحقیقات پیش کیں، درپیش مشکلات ومسائل کا زمانے کی نفسیات کوملحوظ رکھتے ہوئے مناسب علاج پیش کیا اور اپنے اس طویل علمی سفر میں اس کا دامن آزادخیالی اور تنقیص ونکتہ چینی سے پاک رہا ہے۔اس نے ہمیشہ اس بات کی تاکید کی کہ اسلامی نظام ایک ایسا ہمہ گیر نظام ہے، جس پر ہمیشہ ہرزمانے اور ہر ماحول میں بآسانی عمل کیا جاسکتا ہے۔اس نے بار بار بتایا کہ اسلام کے نظام کوقبول کرنے میں ہی انسانیت کی فلاح وکامرانی مضمر ہے۔اس نے دلائل وبراہین سے ثابت کیا کہ وہ تمام تحریکیں اورنعرے جووقتاً فوقتاً سراٹھاتے رہتے ہیں، ان کی دعوت ہلاکت، تباہی اور بربادی کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف نہیں ہے۔ اسی طرح مجلہ ''برہان'' نے ہندوستان میں حق کی آواز بلند کی،عقل ودماغ کی تطہیر کی اور فکرسلیم کو پیش کرنے میں اہم کردارادا کیا۔

مجلہ ''برہان'' نے تاریخ، فقہ، ادب اور نقد وغیرہ موضوعات پر قیمتی تحقیقات پیش کیں۔اگران کو جمع کردیا جائے توضخیم اسلامی انسائیکلوپیڈیا تیار ہوسکتی ہے، اس کی یہ خدمت ہرطرح قدرواحترام کی مستحق ہے۔ بلاشبہ یہ اردوزبان وادب کی اہم خدمت اوراس کے ذخیرے میں قیمتی اضافہ ہے۔یہ اوراس طرح کے مجلات ورسائل ہیں، جن کی محنت وکوشش سے لغاتِ اسلامیہ میں اردوکواعلیٰ ترین مقام حاصل ہوااوراس کا شماردنیا کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اہم زبانوں میں ہونے لگا۔

مجلہ ''برہان'' کے اداریے ''نظرات'' کے عنوان سے شائع ہوتے رہے، ان میں ہمیشہ زمانے کی مشکلات، مسائل اور حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ ہوتا رہا۔ یہ اداریے ان لوگوں کے لیے قیمتی سرمایہ ہیں، جو اس زمانے کے ہندوستان کے حالات کو جاننا اور اُن پر تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ خاص طور سے وہ حالات جن کا تعلق مسلمانوں سے ہے۔

مولانا عبدالحلیم ندوی لکھتے ہیں کہ ''ندوۃ المصنفین'' سے اردو میں ایک ماہنامہ مجلہ ''برہان'' کے نام سے نکلتا ہے، جس میں تاریخِ اسلام اور اسلامی مسائل سے متعلق تحقیقی مقالات شائع ہوتے ہیں اور ایسے موضوعات پر بھی بحث وتحقیق کا کام ہوتا ہے، جن کا تعلق ادب عربی، تنقید اور دوسرے عربی مسائل سے ہوتا ہے''۔ (۲۰۴)

مجلہ ''برہان'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

مجلہ ''برہان'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اور ان کے لکھنے والوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

اسلام اور علمِ حدیث	محمد عثمان
اخلاق اور فلسفۂ اخلاق	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی
وحیِ الٰہی	مولانا سعید احمد اکبر آبادی
تدوین فقہ	مولانا مناظر احسن گیلانی
صیہونی تحریک اور اسرائیل کی تاریخ	سید جمال حسن
انسانِ اول اور قرآن کریم	سید حسین
قرآن کریم اور علمِ حیوانات	عبدالقیوم ندوی
امت کے عروج وزوال کے اسباب	مولانا سعید احمد اکبر آبادی
فلسفہ کیا ہے؟	ڈاکٹر میر ولی الدین

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

طبیعی قانون ایک تفصیلی جائزہ	محمد عقیل
امام طحاوی	سید قطب الدین
احکامِ شرعیہ میں حالات و عادات کا لحاظ	مولانا تقی امینی
عربی زبان کی تنقید پر قرآن کریم کے اثرات	احتشام احمد ندوی
اسلامی حکومت کی اقتصادی ذمہ داریاں	نجات اللہ صدیقی
چاند تک پہنچنا قرآن کریم کے آئینہ میں	مولانا شہاب الدین ندوی
نوح علیہ السلام اور طوفانِ نوح	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی
عبداللہ بن مبارک	مولانا سعید احمد اکبر آبادی
مسلمان اور علم طب	خواجہ عبدالوحید
اسلام کا نظامِ امن و سلام	محمد ظہیر الدین
کشمیر میں عربی شاعری	ڈاکٹر سید محمد فاروق
عربی نثر کے موضوعات	ڈاکٹر شریف حسین
علومِ عربیہ پر اسلام کا اثر	مولانا فضیل الرحمٰن عثمانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس عہد میں اسلامی عربی صحافت

(الف) مجلہ ''البیان''

مجلہ ''البیان'' عربی زبان میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔ یہ ہندوستان کی تاریخ کا عربی زبان کا دوسرا مجلہ تھا۔ ''النفع العظیم لأهل هذا الاقلیم'' کے بند ہونے کے بعد ہندوستان میں دوسرا کوئی عربی زبان کا مجلہ نہیں تھا۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ مارچ ۱۹۰۲ء میں مجلہ ''البیان'' نکلنا شروع ہوا، جو علمی، سیاسی، تاریخی اور اخباری مجلہ تھا۔ یہ پہلے ماہنامہ تھا پھر پندرہ روزہ ہو گیا۔ شیخ عبداللہ عمادی (۱) اس کے چیف ایڈیٹر تھے۔ شیخ عبدالعلی مدراسی مجلہ ''البیان'' کے نگراں تھے۔ ایک مدت کے بعد اس کے ادارتی عملے سے مولانا عبداللہ عمادی اور شیخ عبدالعلی مدراسی نے علیحدگی اختیار کر لی اور ان کی جگہ دو دوسرے اشخاص نے لے لی۔

شعبان ۱۳۲۸ھ کے مجلہ ''البیان'' میں یہ عبارت تحریر ملتی ہے کہ ''جرمنی مستشرق اور علی گڑھ اسلامیہ کالج میں مشرقی زبانوں کے استاد ڈاکٹر یوسف ہارون کی زیر سرپرستی اس

---

(۱) مولانا عبداللہ عمادی ۱۲۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ پہلے اپنی والدہ پھر والد سے فقہ، اصولِ فقہ اور علمِ کلام وغیرہ کی تعلیم حاصل کی، پھر اپنے دادا سے تفسیر، حدیث اور لغۃ عربیہ کی تعلیم حاصل کی۔ علامہ ہدایت اللہ بن رفیع اللہ رامپوری کی صحبت میں رہے اور ان سے منطق و فلسفہ کی تعلیم حاصل کی۔ لکھنؤ آ کر رسالہ ''الوکیل'' جاری کیا۔ ایک عرصہ یہاں قیام کے بعد حیدر آباد گئے اور دار الترجمہ میں کام کیا۔ ان کا انتقال ۹ شوال ۱۳۶۶ھ جمعرات کی رات میں ہوا۔ حیدر آباد میں تدفین ہوئی۔ مولانا عبداللہ عمادی کی بہت سی کتابیں ہیں، ان میں سے چند مشہور یہ ہیں: فارسی میں علامہ زمخشری کی شرح المفصل، اردو میں الحکمات، علمِ حدیث، تاریخ العرب القدیم، صناعۃ العرب، فلسفۃ القرآن، کتاب الزکاۃ، ابنِ عربی اور بدعاتِ محرم وغیرہ ہیں۔ (علامہ عبدالحی حسنی: نزهۃ الخواطر جلد ۸، ص ۲۹۷۔ ۲۹۸ ملخص)۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

البيان

صحيفة علمية سياسية اخبارية تاريخية

تصدر مرتين في الشهر

منشئها

عبد الله العمادي

[illegible]

القيمة انما تدفع مقدما على كل حال

ترسل جميع المراسلات وكذا دفع ثمن الاشتراكات خالصة اجرة البريد [illegible]

الى حضرة صاحب امتياز المجلة المولوي عبد [illegible] الفاضل المدراسي [illegible]

عنوان الصحيفة

ادارة البيان بمدينة لكنو . الهند

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجلہ کو سید سلیمان آفندی اور سید علی زین نے نکالا''۔(۳۰۵)

اس مجلہ کا پہلا کالم ''ھذا بیان للناس'' کے عنوان سے ہوتا تھا، جس میں بعض آیاتِ قرآنی کی تفسیر ہوتی تھی، دوسرے کالم میں عرب اور اسلامی ممالک کی خبریں ہوتی تھیں، پھر مقالات ہوتے اور جدید کتابوں پر تقریظ ہوتی، اخیر زمانے میں ہندوستان کی عظیم شخصیات کی سیرت وحالات زندگی کا اضافہ کر دیا گیا تھا۔

مجلہ ''البیان'' کو ہندوستان کے علمی حلقوں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور ممالک عربیہ کے علماء نے اس کا مطالعہ کیا، اسے پسند کیا، اس مجلّے کے ذریعے مسلمانوں کی ایک نسل نے جدید عربی اسلوب سیکھا اور عربی بولنے اور اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کی مشق کی۔ یہ مجلہ ہندوستان اور عربی و اسلامی ممالک کے درمیان ہمزۂ وصل کی حیثیت رکھتا تھا۔ ہندوستانی مسلمانوں کے اپنے دین پر مضبوطی سے جمے رہنے کے باوجود، وسائل نقل کی کمی اور زبان کے اختلاف کی وجہ سے عرب ممالک اپنے بھائیوں سے کٹے ہوئے تھے، ''النفع العظیم لأھل ھذا الاقلیم'' اور ''مجلہ البیان'' نے ہندوستانی مسلمانوں اور عرب ممالک کے درمیان سفارت کا کام کیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ مجلہ ''البیان'' نے ان لوگوں کی زبردست خدمت کی، جو عربی زبان بول تو سکتے تھے لیکن تحریر وکتابت کا ان کو موقع نہیں ملتا تھا اس طرح وہ اپنی استعداد بڑھائیں، مجلہ ''البیان'' نے ان کے لیے یہ میدان کھولا اور عربی مشق وتمرین کے لیے مناسب فضا پیدا کی۔

مجلہ ''البیان'' کے مقاصد:

مجلہ ''البیان'' کے ایڈیٹر مولانا عبداللہ عمادی نے اس کے مقاصد اس طرح بیان کیے ہیں کہ ''اس مجلہ کا مقصد عربی زبان کی خدمت ہے، ہندوستان میں اس زبان کی بنیادوں کو مضبوط کرنا اور عرب وہند کے تعلقات کو مستحکم کرنا ہے۔ ہم نے اسے رنگارنگ علمی مقالات سے آراستہ کیا، لطائف وطرائف سے اس کی مینا کاری کی، یہ مجلہ کند ذہنی سے جلا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بخشتا، مزاجوں کو اکتاہٹ سے نکالتا، عقل وخرد کا درس دیتا اور مکارمِ اخلاق کو بیان کرتا ہے، احسان، نیکی اور تقوی کی تعلیم دیتا، شر، فساد، سرکشی اور نافرمانی سے روکتا ہے"۔(۳۰۶)

ایک دوسرے شمارے میں مولانا عمادی لکھتے ہیں کہ" ہم نے یہ چاہا کہ امت مسلمہ کو اعتدال وبصیرت اور اتحاد واتفاق کی دعوت دیں، عربی فضائل کو زندہ کریں اور پاک وصاف زندگی کی طرف بلانے کی سعی وکوشش کریں، تاکہ نہ فتنہ بھڑکے اور نہ فساد کھڑا ہو، بلکہ انتہائی وقار وسنجیدگی اور امانت ونصیحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کام انجام دیں"۔(۳۰۷)

مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں ہم اس مجلّے کے درج ذیل مقاصد قرار دے سکتے ہیں:

۱۔ ہندوستان میں عربی زبان کی نشر واشاعت کے ساتھ ساتھ جدید نسل میں عربی ذوق پیدا کرنا اور ممالک عربیہ میں جاری وساری جدید عربی اسلوب سے اہل ہند کو واقف کرانا۔

۲۔ ہندوستانی مسلمانوں اور ان کے بھائی عربوں کے درمیان سفیر وترجمان کا کردار ادا کرنا۔

۳۔ ہندوستان کی خبریں عرب ممالک تک اور عربوں کی خبریں ہندوستانیوں تک پہنچانا۔

۴۔ اہلِ ہند کے لیے عربی رسائل ومجلّات سے وقتاً فوقتاً اقتباسات ومنتخبات اپنے مجلّے میں نقل کرنا۔

۵۔ مصر اور ممالکِ عربیہ کی جدید علمی تحقیقات سے اہل ہند کو واقف کرنا۔

مجلہ"البیان" کی خصوصیات:

مجلہ"البیان" کی خصوصیات حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ مجلہ"البیان" عربی زبان میں ہندوستان میں شائع ہوا، جہاں عربی زبان کی خدمت اور اس کی نشر واشاعت کے علاوہ دوسرا اور کوئی مقصد ہو ہی نہیں سکتا۔

۲۔ ہندوستانی خواص وعوام میں عربی زبان کا ذوق پیدا کرنے اور اسے پروان چڑھانے میں اس مجلّے کا بڑا ہاتھ رہا ہے۔

۳۔ مجلہ"البیان" عربی آداب ومعارف کے ساتھ دینی واسلامی مقالات بھی شائع کرتا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ مجلہ عرب وعجم کے سیاسی حالات واخبار سے خاص دلچسپی لیتا تھا۔

۴۔اس مجلّے میں ملک کے نامور اہلِ قلم اپنی علمی کاوشوں اور نظری وفکری مقالات کے ذریعے ہمیشہ حصہ لیتے رہتے تھے۔

مجلہ ''البیان'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم یہاں مجلہ ''البیان'' کے بعض مضامین کے عناوین کا تذکرہ کرتے ہیں:

تہذیب وتمدن اور ہندوستان۔

مذہبِ اسلام۔

خلافتِ عثمانیہ کی ثابت قدمی۔

اسلامی وحدت۔

عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ۔

اسلامی قدیم تعمیرات۔

عربی زبان کی تاریخ۔

ارتقاءِ انسانی اور نظریۂ ڈارون۔

علماءِ اسلام کو علومِ جدیدہ کی ضرورت۔

مسلمانوں کا مستقبل۔

اسلام میں جہاد کی حقیقت۔

امامت اور سیاست۔

مجلہ ''البیان'' میں لکھنے والے اہلِ قلم:

ہم یہاں مجلہ ''البیان'' میں بعض لکھنے والوں کے نام نقل کرتے ہیں:

عبداللہ عمادی، محمد کامل آفندی بجیری طرابلسی، سید جمال الدین افغانی، شیخ محمد عبدہ، علامہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، عبدالرزاق ملیح آبادی ندوی، امینہ لبنانیہ، سید علی زینی، عبدالقوی فانی، محمد سراج حسن وغیرہ تھے۔

ہند اور بیرونِ ہند میں مجلہ ''البیان'' کی گونج:

ہند اور بیرونِ ہند میں مجلہ ''البیان'' کو جلیل القدر شخصیات اور عظیم المرتبہ صحافیوں نے ہمیشہ پسند کیا اور اس کی تعریف وتوصیف کی۔ ہم ان میں سے بعض اہم آراء یہاں پیش کرتے ہیں:

مشہور رسالہ ''البوستہ'' اپنی ۴۴۴ اشاعت میں لکھتا ہے کہ ''پچھلے شمارے میں ہم نے ندوۃ العلماء کے عنوان سے ایک مضمون ہندوستانی اسلامی مجلہ ''البیان'' سے نقل کیا تھا، جسے ہمارے فاضل بھائی عبداللہ عمادی لکھنؤ سے نکالتے ہیں۔ یہ مجلہ مسلمانوں کو اعلیٰ اخلاق وفضائل کی دعوت دیتا اور بداخلاقی وبرائیوں سے روکتا ہے، ہم اس مجلے کی کامیابی اور اس کے نکالنے والوں کے لیے فلاح وتوفیق کی تمنا کرتے ہیں، یہ مجلہ ہندوستان میں دوزبانوں ''عربی اور اردو'' میں شائع ہوتا ہے''۔(۳۰۸)

رسالہ ''طرابلس الشام'' لکھتا ہے کہ ''مجلہ ''البیان'' نے اپنے لیے علمی، سیاسی، تاریخی اور اخباری رسائل کے طریقے کو پسند کیا ہے، ہم اس کے لیے ہر فلاح وکامیابی کے متمنی ہیں''۔(۳۰۹)

مصر کے روزنامہ ''اللواء'' نے اپنے عدد ۸۸۳ کی اشاعت میں لکھا کہ ''ہم نے اس مجلے کے ایڈیٹر کی ایک ایسی چیز دیکھی کہ ہمیں امید ہے کہ عالم اسلامی کے اتحاد میں اس کی بڑی اہمیت ہوگی، یہ مجلہ مصر، شام اور ترکی کے اخبارات ورسائل سے اسلام اور مسلمانوں سے متعلق خبریں اور افکار وخیالات اردو زبان میں بھی پیش کرتا ہے۔ اس مجلے کی سعی وکوشش اسلام اور مسلمانوں کا احیاء اور ہندوستانیوں کی نظر میں علم کی قدر ومنزلت پیدا کرنا اور اخلاص سے علم کی نشرواشاعت کرنا ہے''۔(۳۱۰)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تونس سے شائع ہونے والے جریدے "الحاضرۃ الزاھرۃ" کے عدد ۱۹۷ کی اشاعت میں مجلہ "البیان" پر یہ تبصرہ ہے کہ "ہم نے مجلہ "البیان" کو بنظرِ غائر دیکھا، اس کو نادر و بیش بہا معلومات اور مفید علمی اخبار سے مالا مال پایا"۔(۳۱۱)

علامہ شبلی نعمانی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "مجلہ "البیان" علمی، اخباری اور سیاسی اہم ترین مجلات میں سے ایک ہے، اس نے مصری جرائد کے محاسن کو اپنایا ہے۔ اس میں زبان کی سادگی، بیان کی دلکشی، ترتیب کا حسن، الفاظ کا انتخاب، محکم استدلال، قوتِ احتجاج اور اصل مقصد کا لحاظ پایا جاتا ہے"۔(۳۱۲)

نیویارک، امریکہ سے شائع ہونے والے جریدہ "مرأۃ الغرب" نے تحریر کیا ہے کہ "مجلہ "البیان" کے ایڈیٹر السید عبداللہ عمادی ہندوستان میں عربی ادب کے مشہور و معروف ادیب ہیں۔ اُن کا جریدہ علمی و ادبی اور اخباری و تاریخی معلومات پر مشتمل اور علمی و تاریخی فوائد کا ذخیرہ ہوتا ہے"۔(۳۱۳)

مولانا اشرف علی تھانوی مجلہ "البیان" کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ "مجلہ "البیان" جو فصیح عربی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوتا ہے، وہ علمی لطائف، ادبی نوادر، لغوی تحقیقات، ملک کی سیاست، فلسفیانہ افکار و نظریات اور وطنی و خارجی خبروں پر مشتمل ہوتا ہے"۔(۳۱۴)

مصر کا مجلہ "مجلۃ المجلات" لکھتا ہے کہ "ہمارے ہاتھ میں مجلہ "البیان" کی ساتویں اشاعت ہے، جس میں ایسا مفید عام مواد ہے، جس سے علم و فضل کے بلند و بالا مرتبہ کا احساس ہوتا ہے"۔(۳۱۵)

(ب) مجلہ "الضیاء"

مجلہ "الضیاء" ایک عربی ماہنامہ مجلہ تھا، جو اسلامی صحافت کے افق پر طلوع ہوا اور ہندوستان میں عربی صحافت کے ابتدائی نمائندہ مجلوں میں تھا۔ وہ دار العلوم ندوۃ العلماء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے محرم الحرام ۱۳۵۱ھ مئی ۱۹۳۲ء لکھنؤ سے مولانا مسعود عالم ندوی (۱) کی ادارت میں نکالا۔(۳۱۶) دو جلیل القدر اساتذہ علامہ سید سلیمان ندوی اور شیخ تقی الدین ہلالی (۲) اس کے نگراں تھے۔

مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اور مولانا محمد ناظم ندوی مجلہ ''الضیاء'' کے ادارتی اسٹاف میں تھے اور اس میں لکھتے رہتے تھے۔ یہ مجلہ ایک ادبی، فکری اور قیمتی مجلہ تھا۔ اپنی زبان کی صحت و حسن انشاء اور بیش قیمت مضامین کی وجہ سے ممالکِ عربیہ کے سنجیدہ علمی و ادبی حلقوں میں بہت مقبول ہوا اور وہاں کی عظیم اسلامی شخصیات نے دل کھول

---

(۱) مولانا مسعود عالم ندوی ۲۱ محرم ۱۳۲۸ھ کو پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ علومِ دینیہ اور ادبِ عربی کی تحصیل دار العلوم ندوۃ العلماء سے کی۔ ان کے اساتذہ و مربیان میں علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا تقی الدین ہلالی مراکشی تھے۔ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں مجلہ ''الضیاء'' نکالا اور زبان کی صحت و حسنِ انشاء میں اُسے اسلامی عربی صحافت کے بلند مقام تک پہنچایا۔ وہ بجنور سے نکلنے والے جریدے ''مدینہ'' کے ادارتی اسٹاف میں بھی رہے۔ ۱۹۴۲ء میں جماعتِ اسلامی کے عربی نشر و اشاعت کے شعبے کے انچارج ہو کر جالندھر منتقل ہو گئے۔ وہاں انہوں نے ''دار العروبہ للدعوۃ الاسلامیۃ'' کے نام سے نشر و اشاعت اور دعوت کا مرکز قائم کیا۔ انہوں نے جماعتِ اسلامی میں شرکت کی، اس کے رکن ہوئے اور اس کے ارکان میں ان کی خاص اہمیت تھی۔ ملک کی تقسیم کے بعد پاکستان منتقل ہو گئے اور وہاں جماعتِ اسلامی کے لیے ''دار العروبۃ'' قائم کیا۔ ان کی وفات ۱۶ مارچ ۱۹۵۴ء کو کراچی میں ہوئی۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ۔ ان کی وفات پر مولانا مودودی نے فرمایا کہ ''گویا میرا ایک بازو اکھاڑ لیا گیا۔ مجھے اس حادثے کا اتنا زیادہ روحانی غم ہے جتنا کہ اس شخص کو بھی نہ ہوگا جس کا ایک باز وجدا کر دیا گیا ہو''۔ (اختر راہی: مسعود عالم ندوی، سوانح و مکتوبات، ص ۱)۔ ان کی تصانیف میں: محمد بن عبدالوہاب کی زندگی، ہندوستان میں دعوتِ اسلامی کی تاریخ، ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، دیارِ عرب میں چند سال وغیرہ مشہور ہیں۔ ان کے مضامین مختلف جرائد و مجلات میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ جن میں المسلمون، الدعوۃ، منیر المشرق، الفتح، الفرقان، ترجمان القرآن، معارف، مدینہ اور اس کے علاوہ بہت سے رسائل ہیں۔

(۲) شیخ تقی الدین ہلالی مراکشی ندوہ میں استاد ادب ہو کر تشریف لائے۔ انہوں نے ہندوستان میں عربی ادب کی ترقی اور عربی نصابِ تعلیم کی اصلاح کی دعوت دی، وہ ممتاز محقق، ادیب اور صرف و نحو میں سند کا درجہ رکھتے تھے، ندوہ میں تین سال رہے۔ پھر وہاں سے ۱۳۵۲ء میں زبیر (عراق) چلے گئے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ انہوں نے بہت سے ادباء تیار کیے، جن میں مولانا مسعود عالم ندوی، مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اور محمد ناظم ندوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الضياء

مجلة علمية أدبية تعليمية شهرية

[illegible]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر داد دی۔ ۱۹۳۵ء میں مصارف کی زیادتی اور اشاعت کی کمی کی وجہ سے یہ مجلہ تقریباً چار سال نکلنے کے بعد بند کر دیا گیا۔

مجلہ ''الضیاء'' کی اہمیت:

ہندوستان کی اسلامی صحافت میں مجلہ ''الضیاء'' ایک اعلیٰ درجے کا علمی مجلہ تھا، جو اپنی چمک دمک سے دنیا کو منور کر رہا تھا۔ مجلہ ''الضیاء'' اس وقت نکلنا شروع ہوا جب ہندوستان میں عربی زبان جمود کا شکار تھی اور محاسن لفظیہ و مقفع اور مسجع اسلوب کی تقلید عام تھی، اس وقت ہندوستان میں بڑے علماء اور علومِ شرعیہ پڑھنے والے طلبہ جو دن رات عربی کتابیں پڑھتے تھے لیکن عربی زبان میں گفتگو اور بات چیت کرنے سے معذور تھے۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے مجلہ ''الضیاء'' کے پہلے پرچے میں اس افسوسناک صورت حال کو ان الفاظ میں تحریر کیا ہے کہ ''یہ ہمارا ہندوستان ہے جس میں آٹھ ملین مسلمان رہتے ہیں، ان میں سے تقریباً ایک ملین مسلمان ایسے ہیں جو قرآن کریم کی زبان کو سمجھتے اور جانتے ہیں، لیکن اس زبان میں گفتگو کرنے کی طاقت ان میں نہیں ہے۔ ہندوستان میں چھوٹے بڑے عربی مدارس ایک ہزار کے قریب ہیں، جن میں طلبہ بڑی تعداد میں پڑھتے ہیں۔ اب جو چیز ہم کو سخت تکلیف پہنچاتی اور جس کو نشر کرنا ہمارے لیے اذیت کا باعث ہے، وہ یہ کہ یہ بڑی جماعت عربی زبان میں گفتگو نہیں کر سکتی ہے اور سلیس عربی کتابت سے تو بالکل نا آشنا ہے، چہ جائیکہ فی البدیہہ عربی میں تقریر کر سکے، ان کی تحریریں اور کتابیں معمولی فقہی مسائل اور منطقی ابحاث میں ہوتی ہیں، جن کو کان سننا گوارہ نہ کریں اور نہ ان سے کوئی فائدہ حاصل ہو''۔ (۳۱۷)

ہندوستانی معاشرے میں ندوۃ العلماء نے ہندوستانی مسلمانوں کو یہ دعوت دی کہ وہ عربی زبان سے اپنے رشتے کی تجدید کریں اور عربی اس طرح سیکھیں کہ سمجھنے، بولنے اور لکھنے کی صلاحیت ان میں پیدا ہو۔ اس پروگرام کے ضمن میں ایک عربی مجلہ ''الضیاء'' کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نام سے نکالا گیا، تاکہ وہ عربی مجلات "النفع العظیم لأهل هذا الاقلیم" اور مجلہ "البیان" کے بعد عام رہبری کے فرائض انجام دے، یہ مجلہ بہت ہی بلند معیار سے نکلا، عربی صحافت میں یکتا و تنہا ہونے کی وجہ سے اس کو صحافت میں اہمیت اور اعلیٰ ترین مقام حاصل ہوا اور ہندو بیرون ہند خاص طور پر عرب ممالک میں بڑی گرمجوشی سے اس کا استقبال کیا گیا اور پڑھے لکھے و سنجیدہ لوگوں نے اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔

مجلہ "الضیاء" کی خوش نصیبی تھی کہ اسے مولانا مسعود عالم ندوی جیسا ایڈیٹر ملا، جو ادب عربی، فکر اسلامی اور دینی تحریک میں ہندوستان کی معروف و مشہور شخصیات میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا مسعود عالم ندوی نے اس مجلّے کو اس وقت اسلامی صحافت کی بلندیوں تک پہنچا دیا تھا۔

عربی صحافت پر مجلہ "الضیاء" کے اثرات:

مجلہ "الضیاء" کی یہ سبقت بہت کامیاب رہی۔ تمام لوگوں نے اس کو پسند کیا اور اس کی وجہ سے ہندوستان کے تمام عربی اور اسلامی حلقوں میں اس کی ایک دھوم مچ گئی۔ وہ حلقے جن کا یہ نظریہ تھا کہ فقہ اور فلسفہ کی کتابیں پڑھ لینا کافی ہے اور اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ زندہ عربی زبان کی تحصیل اس طرح کی جائے کہ سمجھنے، لکھنے اور گفتگو کرنے میں کامل مہارت ہو، مجلہ "الضیاء" کے اجرا کے بعد انہیں اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا اور وہ اپنے تنگ فکری دائرہ سے نکلے، اب یہی حلقے جو عربی زبان کی طرف نہ تو خاطر خواہ توجہ دیتے تھے اور نہ ہی ایک زندہ زبان کی طرح اس کے ساتھ برتاؤ کرتے تھے، اس زبان کی طرف متوجہ ہوئے، عربی زبان کی مشق کے لیے انہوں نے تنظیمیں بنائیں، اخبارات و رسائل نکالے اور عربی زبان کی طرف پوری توجہ دینے لگے۔ ہم نے دیکھا کہ مجلہ "الضیاء" کے کامیاب تجربے کے بعد ہندوستانی صحافت کے افق سے بہت سے پرچے نکلنا شروع ہوئے، یہ سب مجلہ "الضیاء" کی دین تھی لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اقتصادی مشکلات کی وجہ سے چار سال نکل کر مجلہ ''الضیاء'' نظروں سے روپوش ہوگیا، پھر بھی اس کی چمک دمک باقی وجاری رہی اور ہندوستان میں صحافتِ عربیہ اس کی روشنی میں قدم بڑھاتی رہی۔

عالمِ عربی اور عالمِ اسلامی میں مجلۂ ''الضیاء'' کی مقبولیت:

مجلہ ''الضیاء'' ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے اپنے عرب بھائیوں کے لیے تنہا ایک ترجمان تھا۔ اس زمانے میں مجلہ ''الضیاء'' کے علاوہ دوسرا کوئی ایسا مجلہ نہ تھا، جو ہندوستان اور اسلامی عرب ممالک کے درمیان ہمزۂ وصل کا کام دے۔ اس کے ذریعے ہی ہندوستان سے باہر مسلمانوں کی نمائندگی کا کام ہوتا اور یہاں کی خبریں سمندر پار سنائی دیتیں۔

ممالکِ عربیہ کے سنجیدہ علمی اور ادبی حلقوں میں مجلہ ''الضیاء'' کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ وہاں کے رسائل ومجلّات نے دل کھول کر اس کی تعریف کی اور موقر ومحترم شخصیات نے اس کی خدمات کو سراہا۔ لبنان کے اخبار ''الصفا'' نے اپنے تبصرے میں لکھا کہ ''لکھنؤ سے مجلہ ''الضیاء'' نامی ایک مجلہ نکلتا ہے، جسے استاد فاضل سید مسعود عالم ندوی نکالتے ہیں۔ یہ مجلہ پتھر پر چھپتا ہے۔ اس میں اسلامی موضوعات پر قیمتی مقالات اور اس کے دامن میں مفید معلومات ہوتی ہیں، ہندوستان میں اس کے علاوہ دوسرا کوئی عربی مجلہ نہیں ہے، یہ اپنی زبان کی فصاحت اور اسلوب کے جمال کی وجہ سے عرب ممالک سے شائع ہونے والے بہت سے رسائل ومجلّات سے بہتر ہے''۔ (۳۱۸)

اسی طرح شام کے مشہور ادبی رسالے ''العرفان'' نے مختصر الفاظ میں بہت اچھا تبصرہ کیا کہ ''ہندوستان سے شائع ہونے والا مجلہ ''الضیاء'' چوتھے سال میں داخل ہوگیا۔ یہ مجلہ ہدایت ونور کا علمبردار اور نفع بخش مضامین ومقالات شائع کرتا ہے۔ اگر یہ مجلہ پتھر پر نہ چھپتا ہوتا، جو عرب قارئین کے مذاقِ طبیعت کے خلاف ہے، تو ہم اس کو ترقی یافتہ عرب مجلّات میں سرِ فہرست رکھتے۔ اس کے باوجود کہ وہ عجمی ملک سے شائع ہوتا ہے''۔ (۳۱۹)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مجلہ "الضیاء" میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

مجلہ "الضیاء" میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اور ان کے لکھنے والوں کے نام مندرجہ ذیل تھے:

رسول الوحدة	علامہ سید سلیمان ندوی
مسلمان نوجوانوں کے لیے علامہ اقبال کے کلمات	شیخ عبدالرحمٰن کاشغری
صلاح الدین ایوبی اور احمد شوقی	محمد اسعاف النشاشیبی
محمد علی جوہر کی سیرت	مولانا رئیس احمد جعفری
کتاب الوارثۃ فی الاسلام پر تنقید	سید علی زینی
ہندوستان کی ذخیرے	علامہ سید عبدالحی حسنی
سندھ اور اس کی اسلامی حکومت	عزالدین ندوی
ہندوستان کی سیاسی بغاوت	علامہ سید عبدالحی حسنی
ہندوستان میں مختلف اسلامی تحریکوں کی مختصر تاریخ	مولانا مسعود عالم ندوی
نہج البلاغۃ کا تعارف	ابوعبداللہ زنجانی
ہندوستان میں علم حدیث	علامہ سید سلیمان ندوی
انگریزی میں قرآن کریم کے مترجمین کی غلطیاں	محمد تقی الدین ہلالی مراکشی
مشرقی ترکستان کا مسئلہ	بدرالدین چینی ندوی
امام حمیدالدین فراہی	شبیر محمد ندوی
مرض اور علاج	سید علی تقی
یالیت شعری هل لها من عودة	محمد تقی الدین ہلالی مراکشی
شبلی نعمانی	مولانا مسعود عالم ندوی
چین کے مسلمانوں کا حاضر	سید بدرالدین چینی ندوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصیح وعامی عربی زبان کے درمیان فرق	محمد تقی الدین ہلالی
علومِ عربیہ کی ترقی	محمد علی سالمین
ندوۃ العلماء اور اس کی تاریخ	سید محمد یاسین
چینی زبان میں اسلامی تالیفات	سید بدرالدین چینی ندوی
اموی خلافت کی تاریخ	عبدالسلام قدوائی ندوی
ترقی پذیر جدید مصر	سید بدرالدین چینی ندوی
عربوں کی کشتی بانی	علامہ سید سلیمان ندوی
مسلمانوں کے اقتصادی انحطاط کے اسباب	مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی
شاہ ولی اللہ دہلوی	مولانا ابواللیث ندوی
ہندوستانی مسلمان اور عالم اسلامی	مولانا مسعود عالم ندوی
قرآن کریم کے نظام کے دلائل	مولانا امین احسن اصلاحی
ہندوستان میں اشاعت اسلام	مولانا مسعود عالم ندوی
سید رشید رضا	مولانا مسعود عالم ندوی
اسلامی انسائیکلوپیڈیا	امیر شکیب ارسلان
ہندوستان سامراج سے پہلے اور اس کے بعد	مولانا محمد شبلی

مجلہ ''الضیاء'' کے بارے میں بعض اہم شخصیات کی آراء:

مجلہ ''الضیاء'' کو اپنے اجرا کے بعد سے ہی ہندوستان اور ممالکِ عربیہ میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ علماء ومفکرین اور بلند پایہ صحافیوں نے اس کی تعریف وتوصیف میں اچھے کلمات کے ساتھ تبصرہ کیا۔ ہم ان میں سے بعض کا تذکرہ کرتے ہیں:

شام کے مشہور رسالہ ''العرفان'' نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ''مجلہ ''الضیاء'' ایک ادبی، علمی، اجتماعی اور دینی ماہنامہ مجلہ ہے، جو ہر عربی مہینہ کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے، اسے مولانا مسعود عالم ندوی نکالتے ہیں جو ہندوستان کے روشن دماغ بڑے عالم ہیں۔ یہ مجلہ اپنے مضامین کی بلندی اور انشاء کے حسن و جمال کی وجہ سے عرب ممالک کے بلند پایہ مجلات میں شمار ہوتا ہے۔ ہم اس کے لیے ترقی و کامیابی کی تمنا کرتے ہیں''۔(۳۲۰)

بغداد کے عیسائی محقق ''انستاس کرملی'' نے مولانا مسعود عالم ندوی کو اپنے ایک خط میں ''علامہ'' کے لفظ سے خطاب کیا اور لکھا کہ ''ابھی آپ کم عمر ہیں، لیکن آپ کے علم و فضل کی وجہ سے میں مجبور ہوں کہ آپ کو ''علامہ'' کے لفظ سے خطاب کروں، اصل اعتبار عمر کا نہیں بلکہ علم کا ہے۔ آپ کا مجلہ ادب کے بڑے خلا کو پُر کرنے کا کام کر رہا ہے۔ ہم امید کرتے ہے کہ آپ کو اپنی سعی و کوشش میں کامیابی ہوگی''۔(۳۲۱)

مجلہ ''العرب المقدسیہ'' لکھتا ہے کہ ''مجلہ ''الضیاء'' ایک ادبی، علمی اور اجتماعی مجلہ ہے، جو ہر عربی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر مسعود عالم ندوی ہیں۔ یہ مجلہ دو جلیل القدر علماء علامہ سید سلیمان ندوی اور شیخ تقی الدین ہلالی کی نگرانی میں ہندوستان کے شہر لکھنؤ سے شائع ہوتا ہے۔ اس مجلّے کے کئی نسخے ہم کو ملے۔ ہم نے اس میں شائع ہونے والے ابحاث و مقالات کا جب مطالعہ کیا تو ہم کو اندازہ ہوا کہ یہ ہندوستان میں ترقی یافتہ عربی اور بیدار اسلامی طرز کے عکاس ہیں۔ تمام مقالات زبان کی فصاحت وصحت، معلومات کی وسعت و وضاحت اور حسنِ انشاء میں اپنی مثال آپ ہیں۔ مجلہ ''الضیاء'' کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس کی نگرانی دو بڑے علماء علامہ سید سلیمان ندوی اور شیخ تقی الدین ہلالی کے ذمے ہے۔ مجلہ ''الضیاء'' ہندوستان میں اسلامی صحافت کی شمع روشن کرنے والا مذہبی، ادبی، تعلیمی، تنقیدی، تاریخی اور اجتماعی ابحاث پیش کرنے والا اور ایجاز و اختصار کے ساتھ حسین و جمیل اسلوب و دلنشیں انداز میں سیاسی خبروں کو پہنچانے کا کام کرنے والا مجلہ ہے، اگر یہ مجلہ لیتھو پریس پر نہ چھپتا ہوتا بلکہ عرب ممالک میں رائج طریقہ پر اس کی طباعت ہوتی تو آپ کبھی بھی اس کے اور عرب ممالک سے دوسرے شائع ہونے والے مجلات میں فرق نہیں کر سکتے تھے''۔(۳۲۲)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات ورسائل

ہم نے اس سے قبل اس زمانے میں شائع ہونے والے اہم اخبارات ورسائل کا تذکرہ کیا۔اب ہم ان اخبارات ورسائل کا ذکر کرتے ہیں جو سابقہ اخبارات ورسائل کے معیار کے نہیں ہیں۔ البتہ ان میں بعض وہ اخبارات ورسائل ہیں، جو مقبولیت کا ایک مقام رکھتے تھے، ان پر کسی قدر روشنی ڈالیں گے:

مجلہ''الوطن'':

ہفت روزہ ''الوطن'' انشاء اللہ خان (۱) نے ۴ جنوری ۱۹۰۱ء میں لاہور سے نکالا ۱۹۳۵ء تک یہ نکلتا رہا۔ ۱۹۱۱ء میں یہ روزنامہ ہوگیا،لیکن ۱۹۱۵ء میں یہ بند ہوگیا۔ ابتداء میں ''الوطن'' نے مسلمانوں کی طرف سے دفاع اوران کے مفادات کو پیش نظر رکھا اوران کے مسائل ومشکلات کو وقیع وقیمتی مقالات کے ذریعے ظاہر کیا۔اس وقت کے اہم موضوع خلافتِ عثمانیہ پر مضامین لکھے۔لیکن ۱۹۰۷ء سے اس میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہوئی۔وہ یہ کہ پہلے تو یہ مسلمانوں کو ایک مستقل شخصیت ظاہر کرتا تھااور ہندوستانی مسلمانوں کا ایک الگ وجود تسلیم کرتا تھا۔لیکن ۱۹۰۷ء کے بعد ہندو مسلم ملی جلی قومیت کے نظریے کا داعی بن گیااور اسلام کو قوم پرستی کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش شروع کردی۔اس تبدیلی کے بعد اس مجلّے کی معنویت ختم ہوگئی اور اس کے دفاعی اسلوب میں کوئی قوت وطاقت باقی نہیں رہی۔

---

(۱) انشاء اللہ خان گوجرانوالہ میں ۲۰ اپریل ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئے۔وہ شاعروادیب تھے۔انہوں نے ایک زمانے تک مجلہ ''وکیل'' میں کام کیااوراس کے ادارتی اسٹاف میں رہے۔ان کی وفات ۱۹۲۸ء میں ہوئی۔تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ۔ان کی متعدد کتابیں موجود ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجلہ ''مخزن'':

مجلہ ''مخزن'' لاہور سے اپریل ۱۹۰۱ء میں عبدالقادر (۱) نے شائع کیا۔ تین سال کے بعد جب عبدالقادر انگلینڈ چلے گئے تو ان کی غیر موجودگی میں شیخ محمد اکرام نے اس کی ادارت سنبھالی۔ کچھ مدت تک یہ مجلہ دہلی سے نکلا، لیکن پھر لاہور سے نکلنے لگا۔ اس کے ادارتی اسٹاف میں غلام رسول مہر، راشد الخیری، تاجور نجیب آبادی اور شیخ محمد اکرام تھے۔
عبدالقادر نے مجلہ ''مخزن'' کے اغراض و مقاصد اس کی پہلی اشاعت میں بیان کرتے ہوئے تحریر کیا کہ:

ا۔ ''اردو ادب اور خاص طور سے اردو نثر کو ترقی دینا، تاکہ اس کے ذریعہ علمی و ادبی انداز میں اظہار خیال کیا جا سکے۔

۲۔ فن خطابت کے حصول پر ابھارنا۔

۳۔ مشرقی تمدن کو زندہ کرنا''۔ (۳۲۳)

جریدہ ''اہلِ حدیث'':

ہفت روزہ جریدہ ''اہلِ حدیث'' امرتسر سے نومبر ۱۹۰۳ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری (۲) نے نکالنا شروع کیا۔ ۱۹۴۷ء تک یہ جریدہ نکلتا رہا پھر بند ہو گیا، اس جریدے نے اسلامی صحافت کو آگے بڑھانے میں اہم کردار انجام دیا۔
جن مقاصد کی تکمیل جریدہ ''اہلِ حدیث'' چاہتا تھا، ہم اختصار کے ساتھ انہیں

(۱) عبدالقادر کی ولادت لدھیانہ میں ۱۸۷۴ء میں ہوئی۔ ۱۹۵۰ء میں لاہور میں وفات پائی۔ تغمدہ اللہ برحمۃ الواسعہ۔

(۲) مولانا ثناء اللہ امرتسری ۱۸۶۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ فیض عام کانپور میں علومِ دینیہ سے فراغت حاصل کی۔ انہوں نے عیسائیت، ہندوئیت اور قادیانیت سے بہت مناظرے کیے اور اسی طرح کے موضوعات پر متعدد کتابیں بھی لکھیں۔ ۱۹۴۸ء میں سرگودھا میں آپ کی وفات ہوئی۔ تغمدہ اللہ برحمۃ الواسعۃ۔ ان کی تالیفات دو سو سے زیادہ ہیں، جن میں تفسیر ثنائی، تفسیر بالرائی، خصائل نبویہ، اصلاح التقالید الشریعۃ والطریقۃ، عصمۃ الانبیاء، مرزا قادیانی کے الہامات، اسلام اور مسیحیت وغیرہ مشہور ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتے ہیں:

۱۔ اسلامی فکر کی نشر و اشاعت اور خاص طور پر سنتِ نبویہ کا دفاع۔

۲۔ بدعات، عقائد باطلہ اور گمراہ جماعتوں کا رد۔

۳۔ مسلمانوں کے مفادات کا دفاع۔

۴۔ مسلمانوں کے مشکلات و مسائل کو اپنے جریدے کے صفحات پر پیش کرنا۔

جریدہ ''اہلِ حدیث'' کی اہم ترین خدمات میں قادیانیت، شیعیت، تبشیر، ہندو نظریہ اور الحاد پر رد و تنقید ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جریدے کی بڑی خدمات ان عقائد باطلہ اور مذاہب منحرفہ پر رد کرنا تھا، جو اس زمانے میں اسلام کے خلاف سرگرم تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ان باطل عقائد و مذاہب پر گہرا مطالعہ تھا اور انہوں نے مناظروں کے ذریعے ان کا زبردست رد کیا۔ ان موضوعات پر ان کی مطبوعہ کتابیں بڑی قیمتی اور اسلام کی طرف سے دفاع کرنے میں بہت کامیاب ہیں۔

جریدہ ''اہلِ حدیث'' نے ان باطل فرقوں کے اخبارات و رسائل کا زبردست مقابلہ کیا اور جو خبریں یا مقالات ان میں شائع ہوتے ان کا منہ توڑ جواب دیا۔ ان میں خاص طور سے مشنری آرگن صحیفہ نور افشاں، قادیانی صحیفہ الحکم، ہندوؤں کا صحیفہ پرکاش اور شیعوں کا صحیفہ اصلاح قابلِ ذکر ہیں۔ جریدہ ''اہلِ حدیث'' نے چوطرفہ مقابلہ کر کے ان سب کو سرنگوں کیا۔

مجلہ ''البرھان'':

مجلہ ''البرھان'' مفتی کفایت اللہ (۱) نے شاہجہاں پور سے ۱۹۰۳ء میں شائع کیا۔ یہ ایک ماہانہ مجلہ تھا۔ اس کے اہم مقاصد میں قادیانی فکر کا رد تھا، جو اس زمانے میں

(۱) مفتی کفایت اللہ ۱۳۱۵ھ کو شاہجہاں پور میں پیدا ہوئے۔ دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ عیسائیوں اور قادیانیوں سے خوب مناظرے کیے۔ ۱۹۱۸ء میں مسلم لیگ سے رابطہ کیا، پھر کانگریس سے جڑ گئے اور جب جمعیتِ علماءِ ہند بنی تو اس میں شامل ہو گئے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پھیل رہی تھی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس مجلّے نے مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل دعوؤں کا زبردست رد کیا اور اس کی ضلالت وگمراہی کا پردہ فاش کیا۔ لاہور سے شائع ہونے والے صحیفہ ''تالیف واشاعت'' نے اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ ''اس مجلّے کا مقصد یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی کے پھیلائی ہوئی انحرافات وبدعات سے مسلمانوں کو آگاہ کرے اور انہیں اس میں گرنے سے بچائے۔ ہمارا پرچہ اس سلسلے میں مجلہ ''برہان'' کی کوششوں پر اس کا شکریہ ادا کرتا ہے''۔ (۳۲۴)

مجلہ ''خاتون'':

ماہنامہ مجلہ ''خاتون'' محمد عبداللہ نے علی گڑھ سے جون ۱۹۰۴ء میں نکالا۔ یہ اسلامی صحافت میں خواتین کے ادب کا ترجمان تھا۔ خواتین سے متعلق اس مجلّے نے اردو ادب کی اس صنف کو ترقی دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ محمد عبداللہ نے اس کی پہلی اشاعت میں اس کی دعوت اور اس کے نکالنے کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ ''ہم آج مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ ان کی تمام کوششیں صرف مردوں کو آگے بڑھانے پر مرکوز ہیں۔ جب کہ معاشرے کا دوسرا جز بھی خاص عنایت کا مستحق ہے۔ اس کی اہمیت سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ہم نے یہ مجلہ نکالا ہے اور ہم اس میں اس کا خاص لحاظ وخیال رکھیں گے کہ تعلیم وثقافت عورتوں میں عام ہو اور اس میں پاک وصاف اور دلچسپ مواد پیش کریں گے''۔ (۳۲۵)

اس مجلہ میں لکھنے والے ادیبوں میں محمد انعام الحق، لطافت حسین، شاہ محمد، نذیر ہاشمی، سید نصیر الدین حیدر، فاطمہ بیگم، کرامت حسین اور محمد احتشام الدین تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مجلّے نے ہندوستان میں اسلامی صحافت کے اندر خواتین کے ادب کی خدمت میں بہترین حصہ لیا۔

جریدہ ''النجم'':

جریدہ ''النجم'' مولانا عبدالشکور فاروقی نے لکھنؤ سے ۱۹۰۵ء میں نکالا۔ یہ جریدہ مہینے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں دومرتبہ شائع ہوتا تھا۔ گیارہ سال تک نکلنے کے بعد بند ہوگیا۔ پھر ایک مدت کے بعد دوبارہ نکلا لیکن تھوڑی ہی مدت میں پھر بند ہوگیا۔ مولانا عبدالشکور فاروقی ہندوستان کے ان بڑے علماء میں سے تھے، جنھوں نے بدعات و خرافات اور شیعہ جماعت کے خلاف سخت موقف اختیار کیا۔ اس میدان میں ان کی خدمات قابل تعریف ہیں۔ انہوں نے یہ جریدہ بھی اپنی دعوت کو تقویت دینے کے لیے نکالا تھا۔ اس جریدے نے شیعہ فکر، قادیانی مذہب اور بدعات وخرافات اور جاہلی تقالید کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

مجلہ ''عصمت'':

مجلہ ''عصمت''، شیخ محمد اکرام نے دہلی سے جون ۱۹۰۸ء میں شائع کیا۔ اس کے ادارتی عملے میں راشد الخیری اور شیخ محمد اکرام کی اہلیہ تھیں ۔ ۱۹۲۵ء تک یہ مجلہ نکلا پھر بند ہوگیا۔ یہ مجلہ ہندوستان کی اسلامی صحافت میں خواتین کے ادب کو پیش کرتا تھا اور مندرجہ ذیل مقاصد کی تکمیل وتحقیق اس کے پیشِ نظر تھی:

۱۔ خواتین کے لیے ایسی تعلیم کا انتظام کرنا، جس میں ان کی دنیوی واخروی خیر اور بھلائی ہو۔

۲۔ ایسے اجتماعی آداب کو عام کرنا، جن کو اختیار کر کے خاندانی سکون وراحت حاصل کیا جاسکے۔ خاص طور سے والدین اور خاندان کے افراد کے ساتھ حسن سلوک۔

۳۔ افضل وبہتر طریقے سے بچوں کی تربیت کی اہمیت بتانا اور اس کی تاکید کرنا۔

۴۔ خواتین میں ادبی ذوق پیدا کرنا اور لکھنے پڑھنے اور علمی مجالس میں ان کو شرکت کرنے پر آمادہ کرنا اور ابھارنا۔

مجلہ ''عصمت'' میں ہندوستان کی اہم شخصیات نے مضامین ومقالات لکھے، جیسے ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، اکبرالہ آبادی، منشی ذکاء اللہ، مولانا عبدالماجد دریابادی، حکیم اجمل خان اور راشد الخیری۔ اس مجلّے میں اسلامی معاشرے میں مغربی تہذیب کی ترویج وتوسیع کے خلاف قیمتی مقالات شائع ہوتے تھے، جن میں بتایا جاتا تھا کہ یہ تہذیب ہمارے اخلاق، آداب

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اوراسلامی تقالید کے لیے سم قاتل ہے۔یہ مجلہ دواہم مقاصد کے حصول میں کامیاب ہوا،ایک تو ذمے داری کے احساس وشعور میں اضافہ ہوا۔دوسرے خواتین میں ادبی ذوق اور رجحان پیدا ہوا۔اس میں جو مقالات شائع ہوتے تھے ان میں سے بعض خصوصیت سے عصمت و پاکدامنی،تعلیم وتربیت،تعلیمی نصاب ومنہج،گھر کی صفائی،بچوں کی تربیت کی طرف دعوت اور مشہور خواتین کی سیرت واحوال پیش کیے جاتے تھے۔

روزنامہ''خلافت'':

روزنامہ''خلافت''مولانا شوکت علی کی ادارت میں بمبئی سے ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا۔اس اخبار میں خلافت کے موضوع کو اس وقت اختیار کیا گیا،جب کہ ہندوستانی مسلمانوں کے کان اس طرف لگے ہوئے تھے اور ترکی کی خلافت عثمانیہ میں جو کچھ ہو رہا تھا،وہ مسلمانوں کے دلوں کی حرکت کو تیز کر دیتا تھا۔اس وقت معاشرے میں ایک ایسا انتشار تھا،جس کا اس وقت تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ان حالات میں روزنامہ خلافت ظاہر ہوا اور عوام میں اُسے منقطع النظیر مقبولیت حاصل ہوئی۔

اس روزنامہ کو مولانا شوکت علی نے نکالا۔لیکن جب تحریکِ خلافت قائم ہوئی تو یہ اخبار اس تحریک کا آرگن بن گیا۔اس کے ادارتی اسٹاف میں مولانا شوکت علی،عبدالغنی چودھری،علی بہادر خان،مولانا رئیس احمد جعفری ندوی اور مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی جیسی اہم شخصیات تھیں۔روزنامہ''خلافت''کا یہ امتیاز خاص اہمیت رکھتا ہے کہ اس نے سیاسی حالات سے متعلق ہمیشہ قیمتی مقالات شائع کیے،مسلمانوں کی مشکلات کا حل پیش کیا اور آزادانہ رائے کا اظہار انتہائی شجاعت وبہادری سے کیا۔اسی وجہ سے یہ روزنامہ عوام میں انتہائی مقبول تھا اور اُسے عوام کا پرچہ سمجھا جاتا تھا۔

مجلہ''دین ودنیا'':

مجلہ''دین ودنیا''ہندوستان کے اسلامی مجلات میں بہت قدیم اور بڑی تعداد میں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شائع ہونے والا مجلہ تھا۔پہلی مرتبہ مفتی شوکت علی فہمی کی ادارت میں دہلی سے ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔اس کے موضوعات میں قرآن کریم اور حدیث شریف کی تعلیم،اسلامی فکر،تاریخِ اسلامی،صحابہؓ ومشاہیر کے حالات،وقتی مسائل کا علاج وتنقید،ساتھ ہی ادبی نفیس ابحاث شائع ہوتے۔یہ ایک عوامی مجلہ تھا اور لوگوں میں اسے بڑی مقبولیت حاصل تھی۔اب بھی علی فہمی کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔

روز نامہ ''انقلاب'':

روز نامہ ''انقلاب'' مولانا عبدالمجید سالک اور مولانا غلام رسول مہر نے لاہور سے اپریل ۱۹۲۷ء کو شائع کیا۔ان دونوں کو صحافت کا کافی تجربہ تھا،کیونکہ یہ دونوں اس سے پہلے زمیندار سے بطور ایڈیٹر وابستہ رہ چکے تھے،زمیندار سے علیحدگی اختیار کر کے دونوں نے باہمی اشتراک سے اپنا اخبار جاری کیا،یہ اخبار اپنے آغاز سے ۱۹۴۷ء تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا،اس میں اداریہ،افکار وحوادث،مقالات وابحاث،ادب اور مسلمانوں سے متعلق محلی وعالمی خبریں ہوتی تھیں،مرتضیٰ احمد خان میکش جو صحافت کے میدان میں اہم شخصیت مانے جاتے تھے خبروں کے نگران تھے،یہ روز نامہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔

روز نامہ ''انقلاب'' زمیندار کے بعد ان اہم پرچوں میں تھا،جو مسلمانوں کے ترجمان سمجھے جاتے،یہ مسلمانوں سے متعلق خبریں پیش کرنے کے ساتھ ان کے مفادات کی طرف سے دفاع اور ان پر ظلم وجور کے خلاف آواز بلند کرتا تھا۔

عبدالسلام خورشید اس کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ ''یہ روز نامہ اپنے زمانے کے روز ناموں میں خاص مقام اور مرتبہ رکھتا تھا،اس کے اداریے انتہائی طاقتور اور معلومات سے پُر ہوتے تھے،وہ سنجیدگی اور تحقیق وعمق سے متصف ہوتے۔اس کا ادبی گوشہ مقصدیت اور لطف وچاشنی لیے ہوتا تھا۔اس میں نامور ادباء،علماء اور محققین کی نگارشیں شائع ہوتی تھیں۔اس میں بیرونی مجلات سے اقتباسات بھی پیش کیے جاتے۔بین الاقوامی خبر رساں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ایجنسیوں کی خدمات سے استفادہ کیا جاتا تھا اور ملک کے مختلف مقامات میں اس کے مراسلین بھیجے جاتے تھے۔ ان صفات کے ساتھ وہ اپنے مظہر کے حسن و جمال، ترتیب کی جودت اور مواد کی ترتیب میں بھی بلند مقام رکھتا تھا''۔(۳۲۶)

روزنامہ ''انقلاب'' کے خاص نمبر وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے تھے۔ یہ خاص نمبر اس کے مستحق ہیں کہ ان کو سیاست اور ادبی مستقل ابحاث میں تاریخی وثائق کا درجہ دیا جائے۔ اس زمانے کی اہم شخصیات نے جدید، حساس اور وقتی اہم مسائل پر اس میں قیمتی مقالات و ابحاث تحریر کیں۔

روزنامہ ''انقلاب''، مسلم لیگ کا مؤید اور اس کے سیاسی افکار میں اس کا مددگار تھا۔ مسلمانوں کی مستقل حکومت کی تشکیل اور تاسیس پاکستان تحریک کے خلاف ہندو میڈیا جو کچھ بھی لکھتا تھا اس کا یہ رد کرتا تھا، اس میں وہ بہت کامیاب تھا۔ اس کی ان اہم خدمات کے ساتھ اس کا ایک ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس پر تاریخ ہمیشہ ممنون رہے گی، وہ یہ کہ اس نے مسلم لیگ کی منقسم دو جماعتوں کے درمیان دوری و اختلافات کو ختم کیا اور دونوں جماعتیں پھر سے متحد و متفق ہو گئیں۔ اس وقت مسلم لیگ دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئی تھی، ایک جماعت محمد علی جناح اور سیف الدین کچلو کے ساتھ تھی اور دوسری جماعت سر محمد شفیع اور ڈاکٹر علامہ اقبال کے ساتھ تھی، روزنامہ ''انقلاب'' نے اس اختلاف کو ختم کیا اور اس کی کوششوں سے مسلم لیگ پھر دوبارہ متحد ہو گئی۔

روزنامہ ''انقلاب'' مسلم لیگ کے ساتھ مختلف دوسری تحریکوں کی مساعدت و معاونت بھی کرتا رہتا تھا، جو اس زمانہ میں ظاہر ہوئیں۔ وہ مسلمانوں کی مستقل حکومت کی زور و شور سے دعوت دیتا رہتا تھا۔ چاہے یہ حکومت پنجاب میں یا سرحد میں یا کشمیر میں قائم ہو، ان ہی خصوصیات کی وجہ سے روزنامہ ''انقلاب'' اسلامی صحافت میں بڑی اہمیت کا حامل تھا۔

ہم روزنامہ ''انقلاب'' کی بعض خصوصیات ذیل میں نقل کرتے ہیں:

۱۔ یہ روزنامہ خصوصیت سے مسلمانوں کے مسائل کو پیش کرتا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۔اس نے مسلمانوں کی مستقل حکومت کی تاسیس کی پرزور تائید کی۔

۳۔وہ حسنِ مظہر کے ساتھ مواد کی تدوین و ترتیب میں جدید اسلوب کا خاص اہتمام کرتا تھا۔

۴۔وہ اپنے اسلوبِ نگارش میں ایک امتیازی شان رکھتا تھا، کیونکہ غلام رسول مہر اور عبدالمجید سالک جیسے ادیب اس کے نگراں تھے۔

۵۔اس میں سلاست اور شگفتگی کے ساتھ اسلوب کی پختگی بھی پائی جاتی تھی۔ کیونکہ ''غلام رسول مہر اپنی تحریروں میں دقت و باریکی، حسن تحلیل اور باہمی ربط کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ عبدالمجید سالک کے اسلوبِ نگارش میں با مقصد طنز و مزاح کی آمیزش ہوتی تھی''۔(۳۲۷)

عبدالمجید سالک روزنامہ ''انقلاب'' کے سیاسی موقف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''ہمارا میلان کانگریس کی طرف ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سامراج سے آزادی اسی وقت مل سکتی ہے، جب تمام اہل وطن متحد ہوں اور یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے کہ جب مسلمانوں کو یہ یقین ہوجائے کہ جب وہ ہندو اکثریت کے مقابلے میں ایک اقلیت ہوں گے تو ان کو ان کے کامل حقوق ملنے کی ضمانت ہو۔ ہم اپنی طرف سے یہ کوشش کررہے ہیں کہ کانگریس ہمارے اس مطالبے کو تسلیم کرے۔ روزنامہ ''انقلاب'' بھی اسی کوشش میں لگا ہوا ہے''۔(۳۲۸)

عبدالمجید سالک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ''لیکن کانگریس کے موقف میں تدریجی طور پر تغیر واقع ہونا شروع ہوا اور یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ کانگریس نہرو رپورٹ مسلمانوں پر لاگو کرنا چاہتی ہے، جس میں مسلمانوں کے حقوق سے چشم پوشی کی گئی ہے اور اس میں مسلمانوں کے مسائل کو نظر انداز کیا گیا، اس وقت روزنامہ ''انقلاب'' کا موقف کانگریس کے ساتھ تبدیل ہوگیا، اس نے صراحت سے کانگریس کی مخالفت شروع کردی اور مسلمانوں کے اس طبقہ کی تائید شروع کردی جو کانگریس کا مخالف اور اس کے سیاسی موقف سے متفق نہیں ہے، روزنامہ ''انقلاب'' نے مسلمانوں کو کانگریس کی مخالفت پر آمادہ کیا اور اس سلسلے میں زبردست کام کیا''۔(۳۲۹)

اس کے بعد روزنامہ ''انقلاب'' پاکستان کی تاسیس اور مسلم لیگ کی تائید میں لگ گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجلہ ”فاران“:

ماہنامہ مجلہ ” فاران“ بجنور سے اپریل ۱۹۳۵ء میں نکلنا شروع ہوا۔ اس کے بانی محمد مجید حسن تھے اور اس کی ادارت مولانا ابواللیث ندوی کے ذمے تھی۔ مولانا ابواللیث ندوی (۱) اس کے مدیر اس وقت تک رہے جب وہ ۱۹۳۷ء میں بند ہوگیا۔ یہ مجلہ اگرچہ بہت کم مدت نکلا۔ لیکن ہندوستان میں اسلامی صحافت پر اس کے گہرے اثرات رہے۔ ۶۴ صفحات کے ساتھ یہ مجلہ نکلتا تھا۔ اس میں مولانا محمد عثمان فارقلیط اور سعید انصاری بھی تحریر فرماتے تھے۔

اس کے کالموں میں شذرات کے نام سے اداریہ، تفسیر، ابحاث، معاصر حالات، عرض ونقد، سوالات وجوابات وغیرہ مستقل کالم تھے۔ تفسیر المنار کے بھی حلقات شائع ہوتے، جس کا ترجمہ مولانا ابواللیث ندوی اردو میں کرتے تھے۔ مولانا ابواللیث ندوی اپنے مقالات میں فکری، تحریکی نقوش کو خاص طور پر اجاگر کرتے تھے۔

---

(۱) مولانا ابواللیث ندوی ۱۹۱۳ء میں اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ اعظم گڑھ کے مدرسہ ”الاصلاح“ میں عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی، پھر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا اور ۱۹۳۵ء میں وہاں سے فراغت حاصل کی۔ ندوہ سے فراغت کے بعد ۱۹۳۷ء میں مجلہ ”فاران“ کے مدیر ہوگئے۔ مجلہ ”فاران“ کے ساتھ ”مدینہ“ جوکہ بجنور سے شائع ہوتا تھا اس کی مجلس ادارت میں ۱۹۴۱ء تک شریک رہے۔ اس دوران میں مدرسہ ”الاصلاح“ میں تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد جب جماعتِ اسلامی کے امیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی پاکستان منتقل ہوگئے تو ہندستان کی جماعتِ اسلامی کے امیر مولانا ابواللیث ندوی بنے۔ ۱۹۷۲ء تک بہت ہی بہتر طریقے سے امارت کے فرائض انجام دیئے۔ مولانا ابواللیث ندوی ہندوستان کے بڑے علماء میں تھے۔ جماعتِ اسلامی کی اہم شخصیت تھے، وہ ایک تجربہ کار عالم وداعی تھے، انہوں نے جماعتِ اسلامی اور دوسری دینی تحریکات کے لیے بڑی قربانیاں دیں، ان کی مختلف ذمہ داریاں اور متنوع کام ان کی اسلامی صحافت پر غالب آگئے تھے، جبکہ وہ ایک منجھے ہوئے صحافی تھے، میں اپنے اس مقالے کے سلسلے میں ۱۴۰۰ھ میں جب اعظم گڑھ گیا تو وہاں مولانا ابواللیث ندوی سے اُن کے گاؤں ”چاند بڑھ“ میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور مجلہ ”فاران“ کے سلسلے میں ان سے معلومات حاصل کیں۔ ان کی ایک اہم بات جو انہوں نے انٹرویو کے دوران صحافت کے متعلق فرمائی کہ ”صحافت ایک دعوت وتحریک ہے اور ایک خدمت وذمہ داری ہے“۔ ان کی تصانیف میں: مستقبل میں اسلامی تحریک کا نقشہ، سیاسی انتخابات کا مسئلہ اور ہندوستان کی تعمیر نو قابل ذکر ہیں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مجلہ "فاران" کا بنیادی مقصد جیسا کہ مولانا ابواللیث ندوی نے ایک شمارہ میں واضح فرمایا کہ "مجلہ "فاران" صرف اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لیے نکالا گیا ہے اور جب سے یہ مجلہ نکلا ہے اس وقت سے آج تک اسی نہج پر اپنی خدمات انجام دے رہا ہے" (۳۳۰)

مجلہ "فاران" ایک عرصہ تک نکلتا رہا، لیکن اس کے بانی محمد مجید حسن اور اس کے ایڈیٹر مولانا ابواللیث ندوی کے درمیان فکری اختلاف کی وجہ سے مولانا ابواللیث ندوی اس سے الگ ہو گئے۔ اس کے بعد یہ مجلہ بھی بند ہو گیا۔

ہم یہاں مجلہ "فاران" کے مقاصد کو چند نقاط میں بیان کرتے ہیں:

۱۔ "دینی و علمی مقالات و ابحاث کی اشاعت۔

۲۔ صحیح تاریخی واقعات جو فکری اصلاح کا کام کریں ان کی اشاعت۔

۳۔ خواتین کے لیے اصلاحی مقالات تحریر کرنا۔

۴۔ منحرف اتجاہات اور ملحدانہ افکار و خیالات پر تنقید۔

۵۔ جدید علوم اور علمی و سائنسی ایجادات پر تحقیق کرنا۔

۶۔ عالمی مذاہب پر تحقیق۔

۷۔ دینی تربیت اور ادبی مضامین تحریر کرنا۔

۸۔ اقتصادی معلومات اور ابحاث کو شائع کرنا"۔ (۳۳۱)

مجلہ "فاران" اسلامی صحافت کی بہترین نمائندگی کرتا تھا۔ وہ اپنے مضامین کے اعتبار سے اپنے ہم مثل دوسرے مجلات سے مختلف اور خاصی امتیازی شان رکھتا تھا۔ ہم ذیل میں اس میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اور لکھنے والوں کے نام کا ذکر کرتے ہیں، تا کہ اسلامی صحافت میں اس کے معیار کا اندازہ ہو سکے:

اسلام اور قنوطیت	محمد عثمان فارقلیط
سوئزرلینڈ میں عرب حکومت (عربی سے ترجمہ)	امیر شکیب ارسلان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قادیانیت پر رد	مسعود الرحمٰن
مغربی تہذیب پر مشرقی رنگ	مولانا ابواللیث ندوی
توحید کا اثر	مولانا ابواللیث ندوی
تربیت میں کمزور پہلو اور ان کا علاج	قمر الزماں اصلاحی
فرقہ بابیہ میں مغربی رجحانات	عبد الرحمٰن ناصر اصلاحی
قرآن کریم اور سجع	مولانا ابواللیث ندوی
ادب اور زندگی	عبد الحکیم
جدید تہذیبِ انسانی کا نشوونما اور اسلام	قاضی عبد المجید
علم اور دین	صدر الدین اصلاحی
قدماء کے نزدیک علم طب	نبی احمد
قرآن کریم کے تاویل کے مبادی	داؤد اکبر
علم طب اور عرب	نبی احمد
علماءِ غرب کے نزدیک بحث و تحقیق کا معیار	مولانا ابواللیث ندوی

یہ بات قابلِ افسوس ہے کہ اس مجلّے کی کاپیاں عام کتب خانوں میں موجود نہیں ہیں، میں نے اس کی چند کاپیاں مجلہ "فاران" کے مدیر مولانا ابواللیث ندوی سے حاصل کی تھیں۔

صحیفہ "اسٹار آف انڈیا":

صحیفہ "اسٹار آف انڈیا" (Star of India) کو اس کے بانی شہاب الدین نے کلکتہ سے انگریزی میں ۱۹۳۶ء میں نکالنا شروع کیا۔ یہ روزنامہ مسلم لیگ کے نظریے کا ترجمان تھا اور مسلمانوں کے مفادات کا دفاع کرتا تھا۔ اس میں دو انگریز مسٹر یوتھین جوزیف (Youthen Joseph) اور لارینس بی ایٹسنس (Laurence B Etcince) بھی لکھتے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس صحیفہ کا خاص امتیاز تھا کہ یہ ہندوستان میں مسلمانوں کا زبردست دفاع کرتا تھا۔ اگر مسلمانوں کے مفادات پر زد آتی یا ہندوستان میں کہیں بھی ان پر کوئی ظلم ہوتا تو وہ ہمیشہ مخالفت میں آواز بلند کرتا تھا۔ بین الاقوامی سطح پر اس نے ہمیشہ مسلم لیگ کے موقف کی ترجمانی کی۔ لیکن یہ اخبار زیادہ دنوں تک نہ چل سکا، صرف چند ماہ نکل کر بند ہو گیا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات ورسائل کی فہرست

ہم یہاں ان بعض اخبارات ورسائل کی فہرست دے رہے ہیں، جو اس مدت میں شائع ہوئے۔ ہم نے اس فہرست میں اخبار کا نام، سال اشاعت، مدت اشاعت، مقام اشاعت، وہ زبان جس میں وہ نکلا اور ایڈیٹر کے نام کا ذکر کیا ہے۔

ہم نے فہرست میں مدتِ اشاعت اور زبان کے لیے درج ذیل اشارے استعمال کیے ہیں:

روزنامہ	ی
ہفت روزہ	اُ
ماہنامہ	ش
مہینہ میں دو مرتبہ (پندرہ روزہ)	م
سہ ماہی	ک
دس روزہ (مہینہ میں تین بار)	ث
اردو	ر
ہندی	ھ
عربی	ع
فارسی	ف
انگریزی	ن
بنگالی	غ

www.KitaboSunnat.com

نام اخبار	سال	کیفیت	مقامِ اشاعت	زبان	ایڈیٹر کا نام
ایڈوٹ گزٹ	۱۹۰۱ء	اً	بنگلور	ر	غلام محمد شوکت
دارالعلوم	۱۹۰۱ء	اً	دہلی	ر	محمد دین
جامِ جمشید	۱۹۰۱ء	اً	حیدر آباد	ر	عبدالکریم
نغمۂ آرزو	۱۹۰۱ء	ش	بہار	ر	فواد حسین
قوم	۱۹۰۲ء	ش	جے پور	ر	اساس الدین احمد
ضیاء السنۃ	۱۹۰۲ء	ش	کلکتہ	ر	ضیاء الدین عمر پوری
دہلی گزٹ	۱۹۰۲ء	ی	دہلی	ر	محمد نثار علی شہرت
تالیف واشاعت	۱۹۰۲ء	م	لاہور	ر	سید ممتاز علی
تاج	۱۹۰۲ء	اً	پٹنہ	ر	فضل حق آزاد
عزیز الاخبار	۱۹۰۲ء	اً	حیدر آباد	ر	احمد عبدالعزیز
نسیمِ دکن	۱۹۰۲ء	ش	حیدر آباد	ر	محمد نادر علی
دکنی	۱۹۰۲ء	اً	حیدر آباد	ر	عبدالرحیم
معلومات	۱۹۰۲ء	ش	جے پور	ر	ولایت علی
دیہاتی گزٹ	۱۹۰۲ء	ش	لاہور	ر	عبدالغنی
بچوں کا اخبار (۱)	۱۹۰۲ء	ش	لاہور	ر	محبوب عالم
شمشیرِ قلم	۱۹۰۲ء	اً	لاہور	ر	نور احمد
کلیدِ امتحان (۲)	۱۹۰۲ء	اً	لاہور	ر	منشی محبوب عالم
شریف بی بی (۳)	۱۹۰۲ء	اً	لاہور	ر	منشی محبوب عالم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انتخاب لاجواب	۱۹۰۲ء	اَ	لاہور	ر	منشی محبوب عالم
باغباں (۴)	۱۹۰۲ء	اَ	لاہور	ر	منشی محبوب عالم
ادیب (۵)	۱۹۰۲ء	ش	فیروزآباد	ر	اکبر علی
نسیم	۱۹۰۲ء	ش	حیدرآباد	ر	محمد نادر علی
عصرِ جدید (۶)	۱۹۰۳ء	ش	میرٹھ	ر	خواجہ غلام الثقلین
علی گڑھ منتھلی (۷)	۱۹۰۳ء	ش	علی گڑھ	ر-ن	شبلی نعمانی وارنالڈ
الندیر	۱۹۰۳ء	ش	میرٹھ	ر	نذیر حسین
کاشف العلوم	۱۹۰۳ء	ش	دہلی	ر	محمد یعقوب بیگ
ذوالقرنین	۱۹۰۳ء	اَ	بدایوں	ر	نظام الدین نظامی
مخبرِ عالم	۱۹۰۳ء	اَ	مرادآباد	ر	عبدالعلی عابد
مرزا	۱۹۰۳ء	ش	امرتسر	ر	غلام قادر فرخ
شیعہ (۸)	۱۹۰۳ء	ش	سارن	ر	سید حیدر حسین
آصف الاخبار	۱۹۰۳ء	اَ	دہلی	ر	آغا شاعر قزلباش
عروج	۱۹۰۳ء	اَ	گوجرنوالہ	ر	شجاع اللہ
شریف	۱۹۰۳ء	اَ	لاہور	ر	سید جالب
فسانہ	۱۹۰۳ء	ش	حیدرآباد	ر	ظفر علی خان
بہار	۱۹۰۳ء	ی	پٹنہ	ر	ابوالخیر
ہمدرد	۱۹۰۴ء	اَ	آگرہ	ر	محمد قادر علی
احسن	۱۹۰۴ء	اَ	کاکوری	ر	احمد علی
رفیق پنچ	۱۹۰۴ء	اَ	مرادآباد	ر	محمود الحسن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

العزیز	۱۹۰۴ء	ش	آگرہ	ر	عبدالرؤف خان
کامل	۱۹۰۴ء	ش	لاہور	ر	عبدالعزیز کامل
ہمدرد	۱۹۰۴ء	ش	الہ آباد	ر	مولوی جمال احمد
حبیب	۱۹۰۴ء	اَ	بنگلور	ر	غلام محمد شوکت
علم وعمل	۱۹۰۴ء	ی	حیدرآباد	ر	محب حسین محب
الہادی	۱۹۰۴ء	ش	سیالکوٹ	ر	منشی فیض علی
صحیفہ (۹)	۱۹۰۴ء	اَ	حیدرآباد	ر	اکبر علی
دکن ریویو (۱۰)	۱۹۰۴ء	ش	حیدرآباد	ر	ظفر علی خان
الاخلاق (۱۱)	۱۹۰۵ء	ش	جے پور	ر	
الہدیٰ	۱۹۰۵ء	ش	لاہور	ر	اصغر علی روحی
گوہر شہوار (۱۲)	۱۹۰۵ء	ش	لکھنؤ	ر	سید زردار حسین طرار
تعلیم الاسلام	۱۹۰۵ء	ش	بنارس	ر	شیخ حفظ الدین
البلاغ	۱۹۰۵ء	ش	جے پور	ر	محمد عبدالسلام
معین الطلبہ	۱۹۰۵ء	ش	لاہور	ر	منشی طالب علی
میونسپل گزٹ	۱۹۰۵ء	ش	لاہور	ر	منشی محمد دین
المصباح	۱۹۰۵ء	ش	جے پور	ر	محمد قاسم
تہذیب	۱۹۰۵ء	ش	رامپور	ر	سعیداللہ خان
اسلام	۱۹۰۵ء	ش	جالندھر	ر	عبدالقیوم
زبان	۱۹۰۵ء	ش	دہلی	ر	فہمی حسن نازک
نظامی	۱۹۰۵ء	اَ	حیدرآباد	ر	امیر حمزہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ضیاءالاسلام	۱۹۰۵ء	اُ	امرتسر	ر	مولابخش کشتہ
صحیفہ	۱۹۰۵ء	ش	حیدرآباد	ر	رضی الدین حسن
الفیض	۱۹۰۵ء	ش	فیض آباد	ر	محمد یوسف شمس
شیر مادر (۱۳)	۱۹۰۵ء	ش	لاہور	ر	سید ممتاز علی
کشمیر میگزین (۱۴)	۱۹۰۶ء	ش	لاہور	ر	منشی محمد دین
یونین گزٹ	۱۹۰۶ء	اُ	بریلی	ر	منشی کرم الٰہی
یدِ بیضاء	۱۹۰۶ء	ش	سکندر آباد	ر	سید محمد سعید
المشرق	۱۹۰۶ء	ش	ڈھاکہ	ر	حبیب الرحمٰن احسن
عالمگیر	۱۹۰۶ء	ش	ہردوئی	ر	مقبول حسین وصل
نشتر	۱۹۰۶ء	ش	لاہور	ر	محمد افضل خان
ضیاءالاسلام	۱۹۰۶ء	ش	مرادآباد	ر	محمد فضل حسین
رفیق الطلبہ	۱۹۰۶ء	ش	حیدرآباد	ر	عبدالعلیم
اہلِ فقہ	۱۹۰۶ء	اُ	امرتسر	ر	غلام احمد
المحبوب	۱۹۰۶ء	اُ	حیدرآباد	ر	محمد قاسم
پنجاب جرنل	۱۹۰۷ء	ش	سیالکوٹ	ر	غلام قادر فصیح
پردہ نشیں (۱۵)	۱۹۰۷ء	ش	آگرہ	ر	مسز خاموش
شمس	۱۹۰۷ء	ش	بمبئی	ر	حبیب النبی خان
مشرق	۱۹۰۷ء	اُ	گورکھپور	ر	غلام الکریم برہم
مرقع قادیان	۱۹۰۷ء	ش	امرتسر	ر	ثناءاللہ امرتسری
شمس بنگالہ	۱۹۰۷ء	ش	کلکتہ	ر	بدرالزماں بدر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آفتاب	۱۹۰۷ء	اَ	دہلی	ر	سید حیدر رضا
مسلم گزٹ (۱۶)	۱۹۰۷ء	ی	لکھنؤ	ر	وحید الدین سلیم
تنویر الشرق	۱۹۰۸ء	ش	کلکتہ	ر	قاضی ابو مظفر
المجدد	۱۹۰۸ء	ش	لاہور	ر	تاج الدین تاج
صدائے عام	۱۹۰۸ء	ش	دہلی	ر	میر ناصر علی
مسلمان	۱۹۰۸ء	ش	امرتسر	ر	ثناء اللہ امرتسری
شمس النہار	۱۹۰۸ء	ش	مراد آباد	ر	محمد اسماعیل
سیاحِ اسلام	۱۹۰۸ء	ش	کانپور	ر	عبدالقادر آزاد سبحانی
لطیف	۱۹۰۸ء	ش	لکھنؤ	ر	محمد علی
اورینٹل گزٹ	۱۹۰۸ء	ش	لاہور	ر-ف-ن	معراج الدین
صوفی	۱۹۰۸ء	ش	گجرات	ر	محمد دین
الفصیح	۱۹۰۹ء	اَ	بریلی	ر	فصیح الدین
ہمدرد	۱۹۰۹ء	ش	لاہور	ر	منشی طالب علی
نظام المشائخ (۱۷)	۱۹۰۹ء	ش	دہلی	ر	خواجہ حسن نظامی ملا واحدی
الناظر (۱۸)	۱۹۰۹ء	ش	لکھنؤ	ر	ظفر ملک علوی
خلاصہ	۱۹۰۹ء	ش	علی گڑھ	ر	عبدالسلام
الہدایت	۱۹۰۹ء	ش	دہلی	ر	محمد رفعت
ادب الاطفال (۱۹)	۱۹۰۹ء	ش	حیدر آباد	ر	مرزا احمد بیگ
اولڈ بوائے	۱۹۰۹ء	ش	بنارس	ر	ابو حامد عشرت حسین
الحجاب (۲۰)	۱۹۰۹ء	ش	بھوپال	ر	سید محمد یوسف قیصر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیدار گزٹ	۱۹۰۹ء	اُ	حیدرآباد	ر	غلام محمد انصاری
الوعظ	۱۹۰۹ء	ش	دہلی	ر	محمد اسحاق
تفسیر القرآن	۱۹۰۹ء	ش	لاہور	ر	انشاء اللہ خان
پھول (۲۱)	۱۹۰۹ء	اُ	لاہور	ر	سید ممتاز علی
بہار گزٹ	۱۹۰۹ء	اُ	پٹنہ	ر	مراد علی خان
استبصار	۱۹۱۰ء	ش	بریلی	ر	سید محمد ضامن
نظام سلف	۱۹۱۰ء	ش	دہلی	ر	رحیم الدین
زبان اردو	۱۹۱۰ء	ش	شاہجہاں پور	ر	ناظم علی خان
ملت	۱۹۱۰ء	اُ	لاہور	ر	محمد شجاع اللہ
پنجاب ریویو	۱۹۱۰ء	ش	گوجرانولہ	ر	ظفر علی خان
البرہان	۱۹۱۰ء	ش	لاہور	ر	سید محمد بسطین
مومن گزٹ	۱۹۱۰ء	اُ	کانپور	ر	ایم، ای، زکریا
آل انڈیا شیعہ گزٹ (۲۲)	۱۹۱۰ء	م	لکھنؤ	ر	جمعیت شیعہ
چودھویں صدی	۱۹۱۰ء	ش	راولپنڈی	ر	سراج الدین
قیصر ہند	۱۹۱۰ء	اُ	فیض آباد	ر	محمد حامد حسرت
اتحادِ اسلام	۱۹۱۰ء	ش	مرادآباد	ر	جوہر امروہوی
لسان العصر	۱۹۱۰ء	ش	لکھنؤ	ر	تلمذ حسین
معارف	۱۹۱۱ء	ی	حیدرآباد	ر	
عثمان گزٹ	۱۹۱۱ء	ی	حیدرآباد	ر	
پٹنہ اخبار	۱۹۱۳ء	اُ	پٹنہ	ر	ساجد احمد خان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اتحاد	۱۹۱۳ء	اَ	پٹنہ	ر	محمد واجد
ظلِ سبحانی	۱۹۱۴ء	ش	بھوپال	ر	محمد امین زبیری
معلومات	۱۹۱۴ء	ش	لکھنؤ	ر	عبدالوالی
دبدبۂ آصفی	۱۹۱۴ء	ش	حیدرآباد	ر	محبوب الکلام
فانوسِ خیال (۲۳)	۱۹۱۴ء	ش	لاہور	ر	عبدالمجید سالک
النظامیہ	۱۹۱۵ء	ش	لکھنؤ	ر	محمد صنعت اللہ
ذخیرہ	۱۹۱۵ء	اَ	حیدرآباد	ر	ناظرالحسن ہوش
نظارہ	۱۹۱۵ء	ش	میرٹھ	ر	محمد عبدالحمید
نقاد	۱۹۱۶ء	اَ	آگرہ	ر	دلگیر اکبرآبادی
ستارۂ صبح	۱۹۱۶ء	ش	کرم آباد	ر	ظفر علی خان
لمحات	۱۹۱۶ء	ش	لاہور	ر	چودھری غلام حیدر
ترجمان	۱۹۱۶ء	ش	کلکتہ	ر	غلام محمد خان
العصر	۱۹۱۶ء	ی	لاہور	ر	عبداللہ عمادی
نقاش	۱۹۱۶ء	ش	کلکتہ	ر	سید محمد حبیب
ہمدم	۱۹۱۶ء	ی	لکھنؤ	ر	عبدالباری
کہکشاں	۱۹۱۸ء	ی	لاہور	ر	سید ممتاز علی
حقیقت	۱۹۱۹ء	اَ	لکھنؤ	ر	انیس احمد عباس
نقیب	۱۹۱۹ء	اَ	بدایوں	ر	وحید احمد
سیاست (۲۴)	۱۹۱۹ء	ی	لاہور	ر	مولانا سید جالب
مدینہ (۲۵)	۱۹۲۰ء	م	بجنور	ر	حامد انصاری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زمانہ	۱۹۲۰ء	ی	کلکتہ	ر	محمد اکرام خان
اردو	۱۹۲۱ء	ک	حیدرآباد	ر	عبدالحق
پیغام	۱۹۲۱ء	اَ	کلکتہ	ر	ابوالکلام آزاد
نئی روش	۱۹۲۱ء	ی	الٰہ آباد	ر	واجد یار خان
جمہور	۱۹۲۱ء	اَ	کلکتہ	ر	قاضی عبدالغفار
ہمایوں	۱۹۲۲ء	ش	کلکتہ	ر	میاں بشیر احمد
مسلم آرٹ	۱۹۲۲ء	ی	لاہور	ر	داؤد ورسین عبدالمجید راؤ
عالمگیر	۱۹۲۳ء	ش	لاہور	ر	محمد عالم
نیرنگِ خیال	۱۹۲۳ء	ش	لاہور	ر	محمد یوسف حسن
حور (۲۶)	۱۹۲۳ء	ش	کلکتہ	ر	زوجہ صدیق انصاری
تاج	۱۹۲۴ء	ش	حیدرآباد	ر	غلام محمد انصاری
وحدت (۲۷)	۱۹۲۵ء	ی	دہلی	ر	مظہر الدین
ملت (۲۸)	۱۹۲۵ء	ی	دہلی	ر	محمد جعفری
الامان	۱۹۲۵ء	م	دہلی	ر	مظہر الدین
الجمعیۃ (۲۹)	۱۹۲۵ء	اَ	دہلی	ر	سید ابوالاعلیٰ مودودی
غریبوں کا اخبار	۱۹۲۵ء	ی	دہلی	ر	خواجہ حسن نظامی
منادی	۱۹۲۵ء	ی	دہلی	ر	خواجہ حسن نظامی
حق	۱۹۲۵ء	اَ	لکھنؤ	ر	عبدالرؤوف عباسی
سرفراز	۱۹۲۵ء	اَ	لکھنؤ	ر	
شمع	۱۹۲۵ء	ش	آگرہ	ر	محمد حبیب الحسن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورینٹل کالج میگزین	۱۹۲۵ء	ش	لاہور	ر-ع-ن	محمد شفیع وشاعر محمد اقبال
روحانیت	۱۹۲۵ء	ش	گورکھپور	ر	آزاد سبحانی
اکبر	۱۹۲۵ء	ک	الٰہ آباد	ر	تسلیم الدین شرقی
بہارستان	۱۹۲۶ء	ش	لاہور	ر	اختر شیرانی
سہیل	۱۹۲۶ء	ک	علی گڑھ	ر	رشید احمد صدیقی
مخزن جدید	۱۹۲۷ء	ش	لاہور	ر	حفیظ جالندھری
مجلہ مکتبہ	۱۹۲۸ء	ش	حیدر آباد	ر	عبدالقادر سروری
تعلیم وتربیت	۱۹۲۸ء	ک	علی گڑھ	ر	سید ظفر الحسن
ہماری زبان	۱۹۲۸ء	ش	علی گڑھ	ر	قاضی عبدالغفار
ہماری دنیا	۱۹۲۹ء	ش	لاہور	ر	حنیف ہاشمی
افغان	۱۹۳۰ء	اُ	بمبئی	ن	
جن	۱۹۳۰ء	ش	لکھنؤ	ر	نیاز فتحپوری
خیالستان	۱۹۳۰ء	ش	لاہور	ر	اختر شیرانی
ندیم	۱۹۳۱ء	ی	گیا	ر	انجم مانپوری، ریاست
ہمجولی (۳۰)	۱۹۳۱ء	ش	حیدر آباد	ر	سیدہ بیگم
الرضوان (۳۱)	۱۹۳۲ء	ش	لکھنؤ	ع	
قوس وقزاح	۱۹۳۲ء	ش	لاہور	ر	محمد وحید گیلانی
الادیب (۳۲)	۱۹۳۳ء	ش	لکھنؤ	ع	محسن نواب رضوی
اُحرار (۳۳)	۱۹۳۳ء	ی	کشمیر	ر	چراغ حسن حسرت
مجاہد (۳۴)	۱۹۳۳ء	ی	کشمیر	ر	چراغ حسن حسرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پاسباں	۱۹۳۴ء	ی	لاہور	ر	نصر اللہ خان عزیز
تریاق	۱۹۳۴ء	ی	لاہور	ر	محمد عالم
احسان (۳۵)	۱۹۳۴ء	ی	لاہور	ر	مرتضیٰ احمد خان
جامعہ (۳۶)	۱۹۳۴ء	ش	دہلی	ر	اسلم جیراجپوری
ساقی	۱۹۳۴ء	ش	دہلی	ر	شاہد احمد دہلوی
کارواں	۱۹۳۴ء	ش	لاہور	ر	عبدالمجید سالک
اردو (۳۷)	۱۹۳۴ء	ش	لاہور	ر	
سائنس (۳۸)	۱۹۳۴ء	ش	لاہور	ر	
شیرازہ	۱۹۳۵ء	أ	لاہور	ر	چراغ حسن حسرت
زمزم	۱۹۳۵ء	أ	لاہور	ر	نصر اللہ خان عزیز
بشریٰ	۱۹۳۵ء	ش	مدراس	ر	عبدالرزاق ابوالہلال ندوی
دی قرآنک ورلڈ (۳۹)	۱۹۳۵ء	ک	حیدرآباد	ن	
اصلاح (۴۰)	۱۹۳۵ء	ش	لکھنؤ	ر	مطلوب الرحمٰن ندوی
بھوپال پنچ	۱۹۳۵ء	أ	بھوپال	ر	محمد عمران انصاری
رہبر ہند	۱۹۳۵ء	أ	بھوپال	ر	دوست محمد خان
اخبار النساء (۴۱)	۱۹۳۵ء	أ	دہلی	ر	سید محمد
پریم (۴۲)	۱۹۳۵ء	ش	لاہور	ر	تاجور نجیب
ہزارستاں	۱۹۳۵ء	ش	لاہور	ر	حکیم احمد شجاع
جنگ	۱۹۳۵ء	أ	لاہور	ر	چراغ حسن حسرت
ہمارا پنجاب	۱۹۳۵ء	أ	لاہور	ر	علی باری علیگ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ملت	۱۹۳۵ء	ی	پشاور	ر	رشید اختر ندوی
سرحد	۱۹۳۵ء	ی	پشاور	ر	رحیم بخش غزنوی
آزادی	۱۹۳۵ء	ی	پشاور	ر	دوست محمد اثر
شہاب	۱۹۳۵ء	اُ	پشاور	ر	رضا ہمدانی
انصاف	۱۹۳۵ء	اُ	پشاور	ر	قاضی عبدالحلیم
دوسرا سرحد	۱۹۳۵ء	اُ	پشاور	ر	میر عبدالصمد
تعمیر نو	۱۹۳۵ء	اُ	پشاور	ر	ضیاء جعفری
کلیم	۱۹۳۶ء	ش	دہلی	ر	جوش ملیح آبادی
شمیم	۱۹۳۶ء	اُ	پٹنہ	ر	علی اطہر یحیٰی
بانو (۴۳)	۱۹۳۶ء	ش	بھوپال	ر	خاتون رشید
ناخدا	۱۹۳۶ء	اُ	بھوپال	ر	محمد عمران انصاری
امہات (۴۴)	۱۹۳۶ء	ش	بھوپال	ر	قمر النساء
ظریف	۱۹۳۶ء	ش	بھوپال	ر	ایم، اے، نادر
پیام	۱۹۳۶ء	اُ	حیدرآباد	ر	
مسلم ریویو	۱۹۳۶ء	ش	لکھنؤ	ن	
جاوید	۱۹۳۶ء	ش	دہلی	ر	عبدالوحید صدیقی
کونین	۱۹۳۶ء	ش	گورکھپور	ر	عزیز الرحمٰن اصلاحی
شہاب	۱۹۳۶ء	ش	جوناگڑھ	ر	سید ابوظفر ندوی
قاسم العلوم	۱۹۳۶ء	ش	دیوبند	ر	عتیق احمد صدیقی
استقلال	۱۹۳۶ء	اُ	بلوچستان	ر	اللہ بخش سلیم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الاسلام	۱۹۳۶ء	اَ	بلوچستان	ر	عبدالکریم
تنظیم	۱۹۳۶ء	اَ	کوئٹہ	ر	نسیم حجازی
ہندوستان ڈیلی	۱۹۳۶ء	ی	بمبئی	ن	رضا سعید
انقلاب جدید	۱۹۳۶ء	ی	بمبئی	ر	عبدالحمید انصاری
قومی جنگ	۱۹۳۶ء	ی	بمبئی	ر	سجاد ظہیر
نیازمند	۱۹۳۶ء	ی	بمبئی	ر	سجاد ظہیر
صدائے عام	۱۹۳۶ء	ی	پٹنہ	ر	نذیر حسین
ساتھی	۱۹۳۶ء	ی	پٹنہ	ر	سہیل عظیم آبادی
جنگ	۱۹۳۶ء	ی	دہلی	ر	خلیل الرحمٰن
اُجالا	۱۹۳۶ء	اَ	کلکتہ	ر	عبدالرزاق ملیح آبادی
ہلال	۱۹۳۶ء	ی	بمبئی	ر	علی بہادر خان
معاصر	۱۹۳۷ء	اَ	پٹنہ	ر	علیم الدین احمد
ایسٹرن ٹائمز	۱۹۳۷ء	ی	لاہور	ر	عبداللہ یوسف علی
شہباز	۱۹۳۷ء	ی	لاہور	ر	مرتضیٰ احمد خان
آزاد	۱۹۳۷ء	اَ	بھوپال	ر	لطف اللہ خان
کائنات	۱۹۳۷ء	اَ	بھوپال	ر	ظہیر احمد ہاشمی
کسان	۱۹۳۷ء	ش	بھوپال	ر	احمد مکی
ساحل	۱۹۳۷ء	اَ	بھوپال	ر	محمد اقبال خان
بھوپال ٹائمز	۱۹۳۷ء	ش	بھوپال	ز	محمد باسط خان
اتحاد	۱۹۳۷ء	اَ	بھوپال	ر	محمود الحسن صدیقی

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اجمل	۱۹۳۷ء	ی	بمبئی	ر	محمد اجمل
انتخاب لاجواب	۱۹۳۷ء	اَ	لاہور	ر	منشی محبوب عالم
خیام	۱۹۳۷ء	اَ	لاہور	ر	شبلی (بی کام)
مرشد	۱۹۳۷ء	ش	دہلی	ر	
القاسم	۱۹۳۷ء	ش	علی گڑھ	ر	حبیب الرحمٰن
عصرِ جدید	۱۹۳۷ء	اَ	کلکتہ	ر	سائق احمد عثمانی
ہند	۱۹۳۷ء	ی	کلکتہ	ر	عبدالرزاق ملیح آبادی
ہندِ جدید	۱۹۳۷ء	ی	کلکتہ	ر	عبدالرزاق ملیح آبادی
روزانہ	۱۹۳۷ء	ی	کلکتہ	ر	عبدالرزاق ملیح آبادی
نیوز ٹائمز	۱۹۳۷ء	اَ	لاہور	ن	محمد شفیع
مسلمان	۱۹۳۷ء	اَ	کلکتہ	ن	شہاب الدین
ستار	۱۹۳۷ء	اَ	بمبئی	ن	عزیز بیگ
ستار	۱۹۳۷ء	اَ	الہ آباد	ن	شفاعت احمد خان
مسلم وائس	۱۹۳۷ء	اَ	کراچی	ن	علی احمد راشدی
شیرازہ	۱۹۳۸ء	اَ	لاہور	ر	محی الدین قادری
عرفان	۱۹۳۸ء	اَ	بھوپال	ر	ایم، عرفان
اصلاح	۱۹۳۸ء	اَ	بھوپال	ر	فضل سرور
حسرت	۱۹۳۸ء	اَ	بھوپال	ر	عبدالغفار
القاسم	۱۹۳۸ء	ش	دیوبند	ر	مناظر احسن گیلانی
الرشید		ش	دیوبند	ر	محمود الحسن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوائف دارالعلوم		ک	دیوبند	ر	حافظ محمد احمد
نورجہاں	۱۹۳۸ء	ش	امرتسر	ر	عزیز الرحمٰن
سہیلی	۱۹۳۸ء	ش	امرتسر	ر	عزیز الرحمٰن
چنگاری	۱۹۳۹ء	ش	سہارنپور	ر	
نوائے وقت	۱۹۳۹ء	م	لاہور	ر	حمید نظامی
ایشیاء	۱۹۳۹ء	ش	بمبئی	ر	ساغر نظامی
تاجر	۱۹۳۹ء	ش	بھوپال	ر	احسان رسول
نمائندہ	۱۹۳۹ء	اَ	بھوپال	ر	عظمت بھوپالی
احتجاج	۱۹۳۹ء	اَ	بھوپال	ر	طرزی مشرقی
زور	۱۹۳۹ء	اَ	بھوپال	ر	یحییٰ علی خان
مجبور	۱۹۳۹ء	اَ	بھوپال	ر	سلمان کاتب
المفتی	۱۹۴۰ء	ش	دیوبند	ر	سید اصغر حسین
طلوع الاسلام	۱۹۴۰ء	ش	لاہور	ر	سید نذیر نیازی
دی اسلام	۱۹۴۰ء	ک	لاہور	ن	احمد علی
انصاف	۱۹۴۰ء	اَ	بھوپال	ر	محمد عامر انصاری
معاصر	۱۹۴۰ء	اَ	پٹنہ	ر	عظیم الدین احمد
تعمیر	۱۹۴۰ء	ش	بھوپال	ر	محمود صدیقی
زمیندار	۱۹۴۱ء	ش	بھوپال	ر	عبدالقادر اختر
جمہور	۱۹۴۱ء	اَ	بھوپال	ر	الطاف یزدانی
وکیل	۱۹۴۱ء	اَ	بھوپال	ر	عظمت بھوپالی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوستانی آداب	۱۹۴۱ء	ش	حیدرآباد	ر	
مصنف	۱۹۴۲ء	ک	علی گڑھ	ر	سید الطاف علی
افکار بھوپال	۱۹۴۲ء	ی	بھوپال	ر	
آج کل	۱۹۴۲ء	ش	دہلی	ر	جوش ملیح آبادی
ڈان (۴۵)	۱۹۴۲ء	ی	دہلی	ر	محمد علی جناح
افشاں	۱۹۴۴ء	اُ	بھوپال	ر	پروین رشدی
قومی آواز (۴۶)	۱۹۴۵ء	ی	لکھنؤ	ر	حیات اللہ انصاری
تنویر (۴۷)	۱۹۴۵ء	ی	لکھنؤ	ر	چودھری خلیق الزماں
کمال	۱۹۴۵ء	اُ	بھوپال	ر	احمد خان
ترجمان	۱۹۴۵ء	اُ	بھوپال	ر	احسن علی خان
شاہکار	۱۹۴۵ء	ش	بھوپال	ر	کھیرو میاں
جمہور	۱۹۴۶ء	اُ	بلوچستان	ر	غازی فضل احمد
منشور (۴۸)	۱۹۴۶ء	ی	دہلی	ر	حسن ریاض
مہاجر	۱۹۴۶ء	ش	دیوبند	ر	حفظ الرحمٰن سیوہاروی
پاکستان ٹائمز (۴۹)	۱۹۴۷ء	ی	دہلی	ر	محمد علی جناح افتخار الدین

حواشی:

۱۔ بچوں کے ادب کا نمائندہ تھا۔

۲۔ بچوں کے ادب کا ترجمان تھا۔

۳۔ خواتین کے لیے مفید ادب پیش کرتا تھا۔

۴۔ بچوں کے ادب کا ترجمان تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۔ اردو ادب میں اس کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔

۶۔ اردو ادب کی قابلِ قدر خدمت انجام دی۔

۷۔ سن ۱۹۲۰ء میں اس کا نام علی گڑھ میگزین ہوگیا تھا۔

۸۔ شیعہ فرقہ کا ترجمان تھا۔

۹۔ سن ۱۹۱۱ء میں روزنامہ ہوگیا اور چالیس سال تک نکلتا رہا۔

۱۰۔ علمی وادبی پرچہ تھا۔

۱۱۔ تہذیب الاخلاق کمیٹی کا ترجمان تھا اور اس کے سیکریٹری ہی اس کے ایڈیٹر بھی تھے۔

۱۲۔ شیعہ فرقہ کا ترجمان تھا اور عورتوں سے متعلق ادب کے لیے مخصوص تھا۔

۱۳۔ خواتین کے ادب کا نمائندہ تھا۔

۱۴۔ سن ۱۹۱۳ء میں ہفت روزہ ہوگیا اور علم وادب کی خدمت انجام دی۔

۱۵۔ عورتوں کے لیے ادبی سرگرمیاں پیش کرتا۔

۱۶۔ صحافت میں بلند معیار تھا۔

۱۷۔ ملا واحدی بعد میں اس کے کرتا دھرتا ہوگئے۔

۱۸۔ اس کی مجلسِ ادارت میں مولانا عبدالماجد دریابادی بھی شریک تھے، کلاسیکی ادب کا نمائندہ تھا۔

۱۹۔ بچوں کے ادب کا نمائندہ تھا۔

۲۰۔ خواتین کے لیے مفید ادب پیش کرتا تھا۔

۲۱۔ بچوں کے لیے تفریحی ادب پیش کرتا تھا۔

۲۲۔ انجمن شیعہ کا ترجمان تھا اور انجمن کے سیکریٹری ہی اس کے ایڈیٹر بھی تھے۔

۲۳۔ علمی وادبی پرچہ تھا۔

۲۴۔ تحریکِ خلافت کا ترجمان تھا۔

۲۵۔ بعد میں روزنامہ ہوگیا تھا۔

۲۶۔ خواتین کے لیے ادبی معلومات پیش کرتا تھا۔

۲۷۔ مسلم لیگ کا ترجمان تھا۔

۲۸۔ مسلم لیگ کا ترجمان تھا۔

۲۹۔ جمعیت علماء ہند کا ترجمان تھا، بعد میں روزنامہ ہوگیا تھا۔

۳۰۔ خواتین کے لیے اعلیٰ ادب پیش کرتا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۱۔ شیعہ فرقہ کا ترجمان تھا۔
۳۲۔ شیعہ فرقہ کی ترجمانی کرتا اور انجمن ادباء کی طرف سے شائع ہوتا۔
۳۳۔ انجمن احرار کا ترجمان تھا۔
۳۴۔ انجمن احرار کا ترجمان تھا۔
۳۵۔ مسلم لیگ کا ترجمان تھا۔
۳۶۔ اس میں فلسفیانہ ادبی و تاریخی مواد چھپتا تھا۔
۳۷۔ انجمن ترقی اردو ادب کی طرف سے شائع ہوتا تھا۔
۳۸۔ انجمن ترقی اردو ادب کی طرف سے شائع ہوتا تھا۔
۳۹۔ انجمن تحریکِ قرآن کریم کی طرف سے شائع ہوتا تھا۔
۴۰۔ دینی و اصلاحی پرچہ تھا۔
۴۱۔ خواتین کے لیے معلوماتی ادب پیش کرتا تھا۔
۴۲۔ بچوں کے لیے تفریحی و دلچسپ ادب پیش کرتا تھا۔
۴۳۔ خواتین کے لیے مناسب ادب پیش کرتا تھا۔
۴۴۔ خواتین کا ادبی نمائندہ تھا۔
۴۵۔ مسلم لیگ کا نمائندہ تھا، تقسیم کے بعد اس کا دفتر کراچی منتقل ہو گیا تھا۔
۴۶۔ انڈین نیشنل کانگریس کا مؤید و ترجمان تھا۔
۴۷۔ مسلم لیگ کا حامی و مؤید تھا۔
۴۸۔ مسلم لیگ کا ترجمان تھا۔
۴۹۔ مسلم لیگ کا ترجمان و حامی تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلامی صحافت آزادیِ ہند سنہ ۱۹۴۷ء کے بعد

تاریخی پس منظر:

پچھلے باب میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ سنہ ۱۹۴۷ء میں ملک دو حصوں میں تقسیم ہوگیا اور جمہوریہ ہندوستان اور جمہوریہ پاکستان کے نام سے دو مستقل حکومتیں قائم ہوگئیں۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد پاکستان چلی گئی اور جو ہندو پاکستان علاقے میں تھے وہ منتقل ہو کر ہندوستان آگئے۔ یہ تاریخی سیاسی واقعہ کشت وخون کے دردناک واقعات وحوادث کے بعد انجام کو پہنچا۔ اس ہلاکت خیزی، سفاکی اور تباہی کا زیادہ شکار مسلمان ہوئے، ایسی ہولناک تباہی کی مثال تاریخ میں کم ہی ملے گی۔ اس حادثے نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت وعداوت کی آگ کو مزید بھڑکایا اور نہ مندمل ہونے والے زخم کر دیئے۔ یہ ایک ایسی خلیج تھی جس کا پر ہونا سخت دشوار تھا۔

مسلمانوں کی ایک تعداد پاکستان منتقل ہونے کے بعد بھی ہندوستان میں ایک بڑی تعداد ایسے مسلمانوں کی تھی جنھوں نے ہندوستان میں رہنے کو ترجیح دی۔ یہ بات منطقی بھی نہیں تھی کہ ایک قوم جو ملک کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہو، اس کے احوال بھی مختلف ہوں اور نظریۂ پاکستان سے جن کا نظریاتی اختلاف بھی ہو، وہ سب بیک وقت پاکستان منتقل ہو جائیں۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے ہندوستان میں رہنے کو اس لیے بھی ترجیح دی کہ یہاں ان کی تابناک تہذیب، تاریخی مقامات وآثار اور مساجد ومکاتب ہونے کے ساتھ ان کو یہاں کے باشندوں میں دعوت وتبلیغ کی ذمے داری کو بھی انجام دینا تھا۔ اگر وہ سب کے سب یہاں سے ہجرت کر کے پاکستان چلے جاتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ انہوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

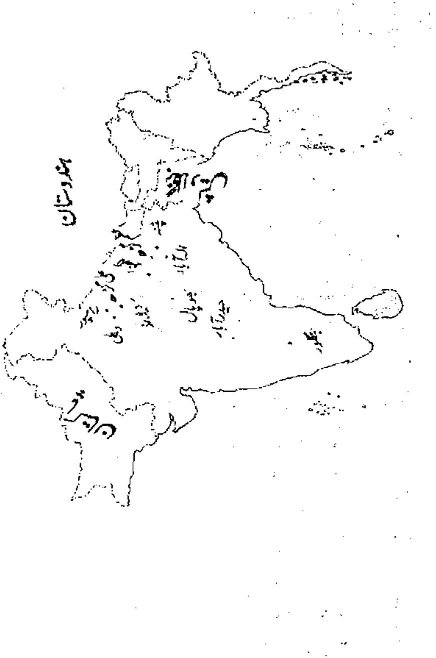

اسلامی صحافت آزادی ہند ۱۹۴۷ء کے بعد کے مراکز

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ہمیشہ کے لیے اس ملک کو کفر و شرک کے علمبرداروں کے لیے سونپ دیا ہے۔

جب انگریز ہندوستان سے چلے گئے اور ہندوستان دو ملکوں میں تقسیم ہو گیا تو ہندوستان نے ایک جمہوری حکومت ہونے کا سرکاری اعلان کیا اور یہ بتایا کہ ملک میں موجودہ تمام مذاہب کو اپنے مذہبی شعائر پر عمل پیرا ہونے، انہیں اپنانے اور اپنے پیغام و دعوت کو عام کرنے کی اجازت ہوگی۔ اسی طرح یہاں رہنے والی اقلیات کو ان کے حقوق دینے کے عہد کیے گئے۔

مسلمانوں نے اس زمانے میں جو مشکلات اور پریشانیاں برداشت کیں اور جس کی گونج مسلمانوں کے اخبارات و رسائل میں عرصے تک سنائی دیتی رہی، اس کا تذکرہ ہم یہاں اختصار کے ساتھ کرتے ہیں:

۱۔ مسلمانوں نے انتہائی جوش و خروش کے ساتھ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے میں حصہ لیا، جب آزادی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا تو ان کے دل مسرت و شادمانی سے لبریز تھے، لیکن اس وقت ان کی یہ خوشی و مسرت رنج و غم میں تبدیل ہوگئی، جب انہوں نے دیکھا کہ حالات ان کے تصور و خیال کے برخلاف دوسرے رخ پر گامزن ہیں۔ یہاں جس جمہوری نظام کی تشکیل ہوئی ہے، اس میں اکثریت کو اقلیت کے مقابلے میں ہمیشہ ہر میدان میں غلبہ رہے گا۔ یہ خدشہ بھی دل میں پیدا ہوتا تھا کہ غیر شعوری طور پر حکومت کا میلان ہندو قوم کے ان عناصر کی طرف ہو سکتا ہے، جو ایک زمانے سے مذہبی و دینی اور فوجی و جنگی بنیادوں پر ہندوؤں کو منظم کرنا چاہتے تھے اور وہ فوجی طاقت کے ذریعے مسلمانوں کا وجود ختم کرنے کے منصوبے بناتے رہتے تھے۔

۲۔ تمام اسلامی ریاستیں سرکاری طور پر ختم ہو کر جمہوری ہندوستان میں ضم ہو گئیں۔ حالانکہ یہ ریاستیں انگریز حکومت کے دوران خود مختار تھیں۔ ان میں مشہور ریاستیں حیدرآباد، بھوپال، ٹونک اور رامپور وغیرہ تھیں۔ ان میں ہر ریاست نے اسلام اور مسلمانوں کی زبردست خدمات انجام دیں تھیں۔ اس سے بھی مسلمانوں میں ایک قسم کی ناراضگی پائی جاتی تھی۔

۳۔ اس زمانے میں مسلمانوں نے سب سے بڑی جس پریشانی کا سامنا کیا وہ مسلمانوں کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قتلِ عام اور ان کے مال ومتاع اور دولت وثروت کو لوٹنا تھا۔ جسے دونوں فرقوں "ہندو اور مسلمان" کے درمیان فسادات کا نام دیا جاتا تھا۔ ان میں زیادہ خطرناک فسادات احمد آباد، جبل پور، جمشید پور، الہ آباد، راوڑکیلا، اندور، علی گڑھ، مرادآباد، بھوپال، بمبئی، دہلی اور کلکتہ میں ہوئے۔ ان فسادات کا مقصد مسلمانوں کی تعداد کو کم کرنا اور انہیں تکلیف میں مبتلا کرنا تھا۔ بعد میں اس میں یہ نظریہ بھی شامل ہوگیا کہ ان کے اقتصادی وتجارتی مراکز پر حملے کرکے انہیں بالکل تباہ وبرباد کردیا جائے، تاکہ پوری امتِ مسلمہ فقر اور فاقے میں زندگی گزارے۔ اس کا معنوی شعور واحساس ختم ہوجائے اور وہ اپنے مذہب ودین، تہذیب وثقافت اور عادات ورسوم کے بارے میں سوچنے کے قابل بھی نہ رہے۔ اس طرح باقاعدہ منصوبہ بند طریقے سے مسلمانوں کی اجتماعی وملی نسل کشی کی گئی، جس سے مسلمان کمزور ہوئے اور ان کی ہمتیں پست پڑگئیں۔

۴۔ اس بات کی کوشش کی گئی کہ تعلیمی میدان میں مسلمان پچھڑے رہیں۔ تعلیمی مسئلہ ہندوستان میں مسلمانوں کے مستقبل کے لیے ایک بڑے خطرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے مدارس، معاہد اور یونیورسٹیاں ہیں لیکن ان میں سے اکثر اپنا ذاتی تشخص کھوچکے ہیں اور جو باقی بچے ہیں انہیں بھی اس کا خطرہ لاحق ہے۔ یہ تعلیمی مسئلہ مسلمانوں کے لیے شدید پریشانی کا باعث ہے۔

۵۔ "اس زمانے میں مسلمانوں کو ملازمت سے متعلق ایک اور بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ یہ کہ ان کی تعداد گورنمنٹ ملازمتوں میں کم سے کم رکھنے کی کوشش کی گئی اور انہیں اہم عہدوں اور حساس قسم کی ذمے داریوں سے دور رکھا گیا"۔ (۳۳۲) یہ ایسا خسارہ ہے کہ کسی اور طرح اس کا تدارک نہیں ہوسکتا۔ مسلمانوں کے ساتھ اس قسم کا معاملہ کیا گیا، جس کی وجہ سے ان کی معنویات میں انحطاط اور کمزوری واقع ہوئی۔ اس زمانے کی اسلامی صحافت میں اس موضوع کو بھی خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔

۶۔ اردو زبان کا مسئلہ بھی دوسرے حساس اور خطرناک مسائل سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اردو ہندوستان میں مسلمانوں کی زبان، ان کی تہذیب اور علمی ذخائر کی امین ہے۔ ہندوؤں نے بھی اس کی ادبی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، لیکن مسلمانوں نے اس کو اس طرح اپنایا کہ وہ انہی کے ساتھ خاص ہوگئی۔ اردو زبان کے وسیع دائرے اور اس کی عظیم علمی دولت کے باوجود حکومت نے اُسے ہندوستان کی ریاستوں میں سے کسی بھی ریاست کی سرکاری زبان تسلیم نہیں کیا، حالانکہ بہت سی دوسری زبانیں جو اپنے ادبی سرمایہ میں اردو سے بہت کم درجہ رکھتی ہیں، ان کو حکومت نے سرکاری طور پر تسلیم کیا اور ان کے ترقی وفروغ کے لیے وسائل اختیار کیے، لیکن اردو زبان کو سرکاری زبان تسلیم نہیں کیا گیا اور یہ سرکاری زبان تسلیم نہ کرنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ وہ دوسری زبانوں کو پھلنے پھولنے سے مانع ہو رہی تھی، بلکہ اس کا اصل سبب یہ تھا کہ یہ زبان ہندوستان میں تہذیبِ اسلامی کی امین ومحافظ تھی۔ سرکاری طور پر اس کا اعتراف اس لیے نہیں کیا گیا کہ تدریجی طور پر آنے والی نسل کا رابطہ اس زبان سے ختم ہو جائے۔ اس طرح یہ نسل اپنے ماضی اور ملک میں اپنی تہذیب وتمدن سے بے خبر ہو جائے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بلا کسی خوف وتردد کے اور مسلمانوں کی طرف سے بلا کسی مقابلہ آرائی کے اسلامی تشخص کو ہندوانہ قومی دھارے میں ڈھال لیا جائے گا۔ اردو زبان کے ساتھ اس برتاؤ نے اسلامی حلقوں میں تشویش اور بے چینی کی فضا پیدا کر دی جس کے نمایاں آثار اخبارات ورسائل میں ظاہر ہوئے۔

۷۔ مسلمانوں کے مسائل اور پریشانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ہمارے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مسئلے سے چشم پوشی اختیار کریں۔ مسلمانوں نے اس یونیورسٹی کی بنیاد اس لیے رکھی تھی کہ اس کی الگ ایک اسلامی شان اور مسلمان بچے اس میں تعلیم حاصل کریں۔ لیکن اس یونیورسٹی کے اسلامی تشخص اور اس کے کردار کی ادائیگی میں ایسی بنیادی تبدیلیاں قوانین کی شکل میں ظاہر ہوئیں اور مسلمانوں کے احتجاج اور مخالفتوں کا کوئی پرواہ نہیں کی گئی۔ مسلمان آج تک اس یونیورسٹی کے اسلامی تشخص کی واپسی کے لیے سعی وکوشش کر رہے ہیں اور ان کی اس جدوجہد کو اخبارات ورسائل میں دیکھا جا سکتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس مدت میں اسلامی صحافت کی خصوصیات:

اس سے قبل کہ ہم تفصیل سے اسلامی صحافت کا تذکرہ کریں، ہم مختصر طور پر اس زمانے کی اسلامی صحافت کی خصوصیات بیان کرتے ہیں:

۱۔اسلامی صحافت نے عصری مسائل وحالات کے نتیجے میں مسلمانوں کے جذبات واحساسات کی بالکل سچی تصویر پیش کی۔

۲۔گزشتہ زمانے میں جو جوش وجذبہ اور شدت وسختی محسوس طریقہ پر اسلامی صحافت میں پائی جاتی تھی وہ اس موجودہ زمانے کے اخبارات ورسائل میں سنجیدگی ومتانت اور تحلیل وتشریح میں تبدیل ہوگئی۔

۳۔علمی صحافت نے اپنے معیار کو قائم رکھا اور علمی وقیمتی تحقیقات عام کیں۔

۴۔مسافات میں تقارب اور مواصلات کی دشواریوں میں کمی آجانے کی وجہ سے سمندر پار تک اخبارات ورسائل آسانی سے ارسال کیے جانے لگے اور ہندوستانی اسلامی جرائد ومجلات عالم اسلامی اور عالم عربی میں پڑھے جانے لگے۔

۵۔عربی صحافت کے میدان میں اہتمام اور توجہ بہت بڑھی اور اتنی ترقی ہوئی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوسکی تھی، دائرۂ اشاعت میں وسعت آئی اور عالم اسلامی وعالم عربی ہر جگہ مثقف طبقے نے اس کی بلندی کا اعتراف کیا اور تعریف وحوصلہ افزائی فرمائی۔

۶۔"اپنی رائے کے اظہار میں صحافت کو بہت آزادی حاصل ہوئی، ہندوستانی دستور کی دفع ۱۹۱ کے تحت ہر ہندوستان کے باشندہ کو اپنی رائے کے اظہار کرنے میں مکمل صحافتی آزادی حاصل ہے، لیکن مارشل لاء اور ہنگامی حالات کے وقت صحافت پر پابندیاں عائد ہوئی تھیں"(۳۳۳)

اخبارات ورسائل پر گفتگو سے پہلے اتنا اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اس زمانے میں بہت سے اہم اخبارات ورسائل ۱۹۴۷ء سے قبل شائع ہوئے، جن کو ہم نے ان کے شائع ہونے کی زمنی تقسیم کا لحاظ رکھتے ہوئے گزشتہ باب میں ذکر کردیا ہے۔اس لیے اب دوبارہ اس باب میں ان کا تذکرہ نہیں آئے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس مدت کے جدید اخبارات و رسائل

(الف) مجلہ ''زندگی''

ہندوستان کی آزادی کے بعد ماہنامہ مجلہ ''زندگی'' اسلامی صحافت میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ آزادی ہند کے بعد اس مجلّے نے ہندوستان میں وہی درجہ ومقام حاصل کیا، جو مولانا مودودی کے مجلہ ''ترجمان القرآن'' کو حاصل تھا۔ کیونکہ یہ مجلہ اپنے مقصد اور اسلوبِ تحریر میں مجلہ ''ترجمان القرآن'' کے مشابہ تھا۔ مجلہ ''زندگی'' جماعتِ اسلامی کے ترجمان اور اس کی دعوت کی خدمت کے لیے نکلنا شروع ہوا۔

مئی ۱۹۴۷ء میں مجلہ ''زندگی'' رامپور سے نکلنا شروع ہوا، ابھی اس کو نکلے تین ماہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ آزادی ہند کا سرکاری اعلان ہوگیا، انگریزی سامراج کے ختم ہونے کے بعد اس کا دوسرا دور شروع ہوا، اسی لیے ہم نے آزادی ہند کے بعد کے مجلات میں اس کا تذکرہ کیا۔

مولانا ابواللیث ندوی (سابق امیر جماعتِ اسلامی ہند) نے ہم سے انٹرویو میں بیان فرمایا کہ ''مجلہ ''زندگی'' مولانا سید حامد علی نے نکالا تھا۔ پھر جماعتِ اسلامی نے اُسے لے کر اپنا ترجمان بنالیا۔ اس کے پہلے مولانا ابواللیث ندوی اس کے ایڈیٹر تھے، لیکن جب جماعتِ اسلامی کی ذمہ داریاں ان پر زیادہ ہوگئیں اور مصروفیات بہت بڑھ گئیں تو سید مولانا حامد علی ہی اس کے ایڈیٹر ہوگئے۔ پھر ۱۹۵۴ء میں مولانا سید احمد عروج قادری (۱) کو ذمہ داری تفویض ہوئی''۔ ۱۹۸۶ء میں ان کی وفات کے بعد مولانا سید جلال الدین عمری

---

(۱) سید احمد عروج قادری عالم دین وصحافی ۱۹۱۳ء میں بہار میں پیدا ہوئے۔ پٹنہ کے مدرسہ شمس الہدیٰ میں تعلیم حاصل کی۔ پھر اسی مدرسے میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد جماعتِ اسلامی ثانوی درس گاہ رام پور میں استاد ہوئے۔ ۱۹۵۴ء میں مجلہ ''زندگی'' کے ایڈیٹر ہوئے۔ ان کی تصانیف میں: اقامتِ دین ایک فریضہ، اقامتِ دین قرآن کی روشنی میں، زکوۃ عشر اور ربا وغیرہ ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس کے مدیر مقرر ہوئے۔ جنوری ۱۹۹۱ء سے جولائی ۲۰۰۹ء تک ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اس کے مدیر رہے۔ اگست ۲۰۰۹ء سے تادمِ تحریر ڈاکٹر محمد رفعت اس کے مدیر اور ڈاکٹر تابش مہدی مدیر معاون ہیں۔

مجلہ ''زندگی'' میں مستقل کالم اداریہ ''اشارات'' کے نام سے، پھر مقالات وابحاث، تراجم، رسائل ومسائل، قارئین کے خطوط آپ کی رائے، یادرفتگاں اور نقد وتبصرہ کے مستقل کالم ہیں، فکرو اخبار اور پھر ڈاک نشر ہوتے ہیں۔ یہ مجلہ پابندی سے نکل رہا ہے، ایک مرتبہ ایمرجنسی کے زمانے ۱۹۷۵ء میں چار ماہ بند رہا، پھر دوبارہ نکلنے لگا۔ یہ مجلہ ۹۸ صفحات پر مشتمل شائع ہوتا ہے۔ ۱۹۸۵ء تک یہ رام پور سے شائع ہوا، اس کے بعد اس کا دفتر دہلی آ گیا اور بعض قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے اس کے نام میں لفظ ''نو'' کا اضافہ کر دیا گیا۔ اب یہ دعوت نگر جامعہ نگر دہلی سے ''زندگی نو'' کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔

مجلہ ''زندگی'' کے مقاصد:

مجلہ ''زندگی'' جماعتِ اسلامی کا ترجمان ہے، جماعت کی فکری نشرواشاعت اس کے مقاصد میں ہے، جماعتِ اسلامی جن اغراض ومقاصد کی تحقیق چاہتی ہے یہ مجلہ اسی کے لیے سعی وکوشش کرتا ہے۔ مجلہ کے مقاصد میں بلندترین اسلامی تعلیمات کی اشاعت، کامل اسلامی فکر کی اشاعت اور ایسے صالح معاشرے کے قیام کی کوشش، جو پختہ اسلامی بنیادوں پر قائم اور بلند اسلامی اقدار کا حامل ہو۔

مجلہ ''زندگی'' کے ایڈیٹر نے اس کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ''قرآن کریم کی دعوت کو عام کرنا، مثالی اسلامی زندگی کی ترویج واشاعت کرنا اور اصل اسلامی سرچشموں سے اسلامی تعلیمات کو اخذ کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ہے''۔ (۳۳۴)

مجلہ ''زندگی'' کی خصوصیات:

ہم ذیل میں مجلہ ''زندگی'' کی اہم خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہیں:

۱۔ یہ مجلہ جماعتِ اسلامی کا ترجمان ہے۔ اس لیے اس تحریک سے تعلق رکھنے والی اہم

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شخصیات اس میں کام کرتی رہیں۔

۲۔اس مجلّے نے قدیم وجدید متنوع اسلامی موضوعات پر قیمتی مقالات پیش کیے۔

۳۔ اس مجلّے میں مسلسل جماعتِ اسلامی کی اہم شخصیات کا قلمی تعاون رہا، جیسے مولانا ابواللیث ندوی، مولانا سید احمد عروج قادری، مولانا سید جلال الدین عمری، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، مولانا یوسف اصلاحی اور ڈاکٹر تابش مہدی وغیرہ۔

۴۔اس مجلّے نے ہمیشہ جماعتِ اسلامی کی فکر کو پیش کیا، اس کا دفاع کیا اور اس پر جو تنقیدیں کی گئیں ان کا جواب دیا۔

۵۔یہ رسالہ طباعت اور اشاعت کے لحاظ سے ہمیشہ ممتاز رہا ہے۔

اسلامی صحافت میں مجلہ ''زندگی'' کا مقام:

مجلہ ''زندگی'' نے ہندوستان میں اسلامی صحافت میں اہم کردار ادا کیا۔ اسلامی دعوت کے عام کرنے اور قرآن کریم وسنت رسول اللہ ﷺ سے ماخوذ اسلامی تعلیمات کی تشریح وتوضیح میں اس نے جو اہم خدمات انجام دیں وہ ہر طرح عزت واحترام کی مستحق ہیں۔ وہ ہمیشہ سنجیدہ اور صاف ستھرے اسلوب پر گامزن رہا اور کبھی ذاتی امور میں نہیں الجھا۔ اس میں کبھی ایسی کوئی تحریر شائع نہیں ہوئی، جس میں کسی پر ذاتی حملہ ہو یا شخصیت کو مجروح کرنا مقصود ہو۔ لیکن عقیدہ اور فکر سے متعلق جب اساسی وبنیادی امور پر بحث ومباحثہ ہوتا تو مکمل صراحت وضاحت کے ساتھ اس کو بیان کیا جاتا تھا۔ اس مجلّے نے کبھی صحافت کو مال کمانے کا وسیلہ نہیں بنایا۔ بلکہ اس کا مقصد دین اسلام اور امتِ مسلمہ کی خدمت، قرآن کریم وحدیث شریف کی تعلیمات کی نشر واشاعت رہا، دینی بیداری پیدا کرنے اور صحیح اسلامی سمجھ کو عام کرنے میں اس کا زبردست ہے۔ یہ مجلہ بہت سے لوگوں کو صالح عملی زندگی کی طرف لانے میں کامیاب رہا۔ حقیقت یہ ''زندگی'' نے جو کردار ادا کیا وہ مجلہ ''ترجمان القرآن'' کی خدمت کے مشابہ ہے اور اس ہر طرح کی کامیابی حاصل ہوئی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تحریک اسلامی کے دفاع میں مجلہ ''زندگی'' کا کردار:

جب مجلہ ''زندگی'' نے جماعتِ اسلامی کی نمائندگی کا بیڑا اٹھایا تو یہ بات فطری تھی کہ وہ ہنداور بیرون ہند میں اس کے دفاع کی ذمہ داری بھی اٹھائے۔ چنانچہ یہ خدمت اس نے بخوبی ادا کی اور جماعت اسلامی سے متعلق جو اعتراضات، مخالفین اور الزامات معاصر صحافت کے ذریعے لگتے رہے ان کا معقول جواب دیا۔ اس نے جماعت پر اعتراضات کے جواب میں سنجیدہ اسلوب اور موضوعی طریقہ استعمال کیا۔ وہ ہمیشہ ذاتیات پر حملے اور پروپیگنڈہ کے اسلوب سے دور رہا، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جماعتِ اسلامی کے دفاع میں اس کا دور تابناک ودرشن ہے۔ اس کی دعوت کو عام کرنے اور اس کے پیغام کو پھیلانے میں اس کی سعی وکوشش قابل تعریف ہے۔ مجلہ ''زندگی'' کی جلدیں اس پوری مدت میں جماعتِ اسلامی کے متعلق جو کچھ بھی کہا گیا یا لکھا گیا اس کی ایک محفوظ تاریخ ہے اور جو بھی جماعتِ اسلامی کی گزشتہ تاریخ پر تحقیق کرے گا اس کے لیے بہترین مرجع ہے۔

مجلہ ''زندگی'' کا اداریہ:

مجلہ ''زندگی'' کی جلدیں جماعتِ اسلامی کی سرگرمیوں کے تاریخی وثائق اور دستاویز ہیں اور خاص طور سے اس کے اداریے مسلمانوں کی مسائل کے ترجمان ہیں، جن سے مسلمان عالمی پیمانہ پر نبرد آزما ہوتے رہتے ہیں۔ اس مجلّے نے ہمیشہ موجودہ مسائل پر اپنی توجہ مرکوز رکھی، ان کے حل پیش کیے اور صحیح اسلامی نقطۂ نظر سے ان کی تحلیل کی۔ ہم یہاں پر بعض مضامین کے عناوین کا ذکر کرتے ہیں:

بنگلہ دیش۔

مسٹر بھٹو۔

دعوتِ اسلامی کا عصری منہج کیا ہو؟

بیت المقدس اور اسرائیل۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جماعتِ اسلامی کی پانچویں کانفرنس۔

ترکی حکومت کی ''قبرص'' میں مداخلت۔

جماعتِ اسلامی کے مرکز میں تربیتی محاضرہ۔

مجلہ ''زندگی'' کے اداریے ہمیشہ اپنے اسلوب کے جمال، کلمات کی ترتیب اور سلاست و شگفتگی کے اعتبار سے ایک امتیازی شان رکھتے رہے ہیں۔ ہم یہاں مراد آباد میں ہندو مسلم فساد سے متعلق ایک اقتباس نقل کرتے ہیں: ''عید الفطر کے دن اور عید گاہ میں مسلمانوں پر گولیوں کی بارش اس طرح مجنونانہ طریقہ سے کی گئی کہ مرورِ زمانے کے باوجود اسے تاریخ سے بھلایا نہیں جاسکتا، اس کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی جیسا کہ ''جلیان والا باغ'' کے حادثہ کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، مراد آباد کا یہ حادثہ تو اپنی وحشیت و بربریت اور مسلمانوں پر ظلم وجور میں پہلے حادثے سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے، کیونکہ ''جلیان والا باغ'' میں ایک انگریز حاکم نے احتجاج کرنے والوں پر گولی چلانے کا حکم دیا تھا، لیکن یہاں مسلمان نمازِ عید کی ادائیگی کے لیے اپنے بچوں کے ساتھ عید گاہ میں جمع ہوئے تھے جن پر گولیاں چلائی گئیں، بہت سے مسلمانوں نے ادائیگی نماز میں ہی داعیِ اجل کو لبیک کہا، جبکہ ایک بڑی تعداد زخمی ہوئی، بعد میں گولی چلنے کا واقعہ یا تو حکومت کے اشارہ پر ہوا، یا یہ کام آزادانہ طریقہ پر پولس نے ازخود انجام دیا، بہرحال حقیقت یہ ہے کہ یہ کام انفرادی طور پر کوئی بھی انجام نہیں دے سکتا، جب تک کہ اُسے اپنے انجام اور مستقبل کے بارے میں پہلے ہی سے ضمانت نہ مل گئی ہو۔ یہ تو بالکل جنگل کا قانون ہے، ہم کو اب تک یہ بھی نہیں معلوم کہ مسلمانوں کی لاشوں کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ ان کو کہاں منتقل کیا گیا؟ معلوم نہیں کہ ان پر نماز جنازہ بھی پڑھی گئی یا نہیں، انہیں دفن بھی کیا گیا یا نہیں؟'' (۳۳۵)

مجلہ ''زندگی'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم ذیل میں مجلہ ''زندگی'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اور اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے لکھنے والوں کے نام تحریر کر رہے ہیں:

تفہیم القرآن	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
آراضیِ ہند او رعشر	مولانا ابواللیث ندوی
روح الاسلام	مولانا سید جلال الدین عمری
غیظ و غضب	مولانا سید احمد عروج قادری
اسلامی عبادت کا تصور	مولانا صدرالدین اصلاحی
اسلام کے مبادی اور افکار عالمیہ	مولانا مجیب اللہ ندوی
دین کی بنیاد	مولانا صدرالدین اصلاحی
اسلامی نظام کیا ہے؟	مولانا اصغر علی عابدی
شرک اور اس کے اثرات	مولانا سید حامد علی
اسلامی اخلاقیات کی دینی بنیادیں	ڈاکٹر عبدالحق انصاری
بنک کا غیر سودی نظام	ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی
زکوۃ کے مبادی واحکام	مولانا سید احمد عروج قادری
ادب کی ترقی	احسان اللہ خان
خیر و شر کا اسلامی تصور	فرحت قمر
اللہ کے لیے میرا کون مددگار ہے؟	مولانا امین احسن اصلاحی
مسلمانوں کے تعلیمی مسائل	انعام الرحمٰن خان
قرآن کریم کے انسانی تاریخ پر اثرات	اے، کے، بروہی
شرعی نظامِ قضاء کی ضرورت	مولانا سید احمد عروج قادری
ادب اسلامی کیا ہے؟	مولانا سید احمد عروج قادری
شریعتِ اسلامیہ اور ظروف وملابسات	مولانا قاضی اطہر مبارکپوری
میں اپنا مذہب کیوں پسند کرتا ہوں؟	مولانا ثناء اللہ امرتسری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلامی دعوت کے مطالب	مولانا سعید احمد اکبر آبادی
مسلم پرسنل لا میں حکومت کی دخل اندازی جائز نہیں	مولانا محمد یوسف
حسد	ڈاکٹر تابش مہدی
دعوت اور داعی	ڈاکٹر تابش مہدی

(ب) مجلہ ''تجلّی''

ہندوستان کی آزادی کے بعد جن مجلّات و رسائل نے اسلامی صحافت میں خاص امتیاز حاصل کیا، ان میں ماہنامہ ''تجلّی'' بھی ہے۔ نومبر ۱۹۴۹ء میں دیوبند سے مولانا عامر عثمانی (۱) نے اُسے شائع کیا۔ اس زمانے کی اسلامی صحافت میں اس نے اہم کردار ادا کیا۔ اس کی ادارت شروع سے ہی مولانا عامر عثمانی کے پاس رہی، لیکن اس کے ابتدائی دور میں ٹائٹل پر مدیر کی حیثیت سے عامر عثمانی اور زبیر افضل عثمانی لکھا ہوا ہوتا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں مولانا عامر عثمانی کے انتقال کے بعد حسن احمد صدیقی اس کے مدیر ہوئے۔

مجلہ ''تجلّی'' ایک علمی مجلہ تھا۔ اداریہ کے علاوہ اس میں علمی مقالات و ابحاث شائع ہوتے رہے ہیں۔ ۷۶ صفحات پر مشتمل یہ مجلہ اپنی طباعت اور مظہر میں امتیازی شان کا مالک رہا ہے۔

مجلہ ''تجلّی'' کے مقاصد:

جن مقاصد کی تکمیل کے لیے مجلہ ''تجلّی'' نے ہمیشہ کوشش کی، وہ اختصار کے ساتھ حسبِ ذیل ہیں:

(۱) مولانا عامر عثمانی نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ پھر ۱۹۴۹ء میں دیوبند سے ہی مجلہ ''تجلّی'' نکالا۔ وہ ہندوستان میں اپنے زمانے کے بڑے ادباء میں شمار ہوتے تھے۔ وہ اپنے اسلوبِ نگارش کے نکھار اور جدت میں ان لوگوں میں شمار ہونے کے لائق ہیں، جو اردو ادب میں اپنی ایک مستقل شخصیت و شان رکھتے ہیں۔ ان کی وفات ۱۲/اپریل ۱۹۷۵ء کی درمیانی شب میں پونا (مہاراشٹر) میں ہوئی اور بمبئی کے ناہل باڑی کے قبرستان میں انہیں دفن کیا گیا۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعتہ۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

FEBRUARY

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۔اسلامی دعوت کی نشر و اشاعت۔

۲۔فکرِ اسلامی کے مخالف افکار و نظریات کا جواب۔

۳۔بدعات اور جاہلانہ رسوم سے اجتناب کی دعوت۔

۴۔اردو زبان و ادب کی خدمت۔

اسلامی صحافت میں مجلہ ''تجلّی'' کا مقام:

ہندوستان کی آزادی کے بعد صحافت میں مسلمانوں کی عملی شرکت کمزور پڑ گئی، جبکہ آزادی سے پہلے صحافت میں مسلمانوں کا خاص اثر تھا اور ان کے روزنامے، ہفت روزے اور ماہنامے رسائل و مجلّات بہت تھے۔مجلہ ''تجلّی'' نے اسلامی صحافت کو خصوصی تقویت دی اور اس زمانہ کی صحافت کا وہ ایک خاص عنصر ہو گیا۔

مولانا عامر عثمانی کی شخصیت مجلہ ''تجلّی'' کو یہ اعلیٰ مقام دلانے میں اہم سبب رہی، مولانا عامر عثمانی کا اردو ادب و انشاء میں ایک اعلیٰ مقام تھا۔ان کا شمار ان اسلامی ادیبوں میں ہوتا ہے، جو طنز و مزاح، بیباکانہ تنقید اور معیاری تبصروں کی وجہ سے مشہور و مقبول تھے۔ان کے مقالات اس کی بہترین مثال ہیں، ''مسجد سے مے خانے تک'' عنوان کے تحت جو کچھ انہوں نے لکھا وہ قلم و صحافت کی آبرو میں ایک اضافہ ہے۔اسی طرح مطبوعات جدیدہ پر ان کے تبصرے ایک خاص ادبی شان رکھتے تھے۔

مجلہ ''تجلّی'' کی خدمات:

ہم یہاں مجلہ ''تجلّی'' کی خدمات مختصراً مندرجہ ذیل نقاط میں بیان کرتے ہیں:

۱۔اس مجلّے نے جماعتِ اسلامی کے دفاع میں اہم خدمات انجام دیں۔اس نے جماعت اسلامی کے خلاف پروپیگنڈوں اور الزامات کا جواب دیا۔اس سلسلے میں مولانا عامر عثمانی کی تحریریں دلائل و براہین کی قوت اور علمی و ادبی رنگ کی وجہ سے ایک خاص شان رکھتی ہیں۔انہوں نے جماعتِ اسلامی کی حمایت، اس کی تاثیر اور اس کی خدمت کے لیے اپنے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قلم کو وقف کر دیا تھا۔ انہوں نے جماعتِ اسلامی کے خلاف ہر شبہ کا جواب دیا۔ کبھی کبھی مولانا عامر عثمانی کے اسلوب میں شدت و سختی بھی آ جاتی تھی۔

۲۔ اس مجلّے نے بدعات و خرافات اور جاہلانہ رسم و رواج کے خلاف مورچہ کھولا، جو مسلمانوں میں دینی تعلیم سے ناواقفیت یا ایسی قوم کے ساتھ رہنے کی وجہ سے جس کی تہذیب کفر و شرک اور خرافات پر مشتمل ہے پیدا ہو گئی تھیں، مسلمانوں میں منتشر ان عقائدی انحرافات پر زبردست تنقید کی اور ناقابلِ فراموش خدمت انجام دی۔

۳۔ اس مجلّے کی خدمات اردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے لائقِ تحسین ہیں۔ اس نے اردو کی خدمت کا بیڑا اس وقت اٹھایا جب حکومت ہند کی طرف سے یہ زبان بے رخی کا شکار اور اس کی توجہ و اہتمام سے بالکل محروم تھی، بلکہ اس کے جائز حقوق پر ڈاکہ ڈالا جا رہا تھا، اس مجلّے نے قوت و عزم کا نادر مظاہرہ کیا تاکہ اردو زبان ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔

۴۔ اس مجلّے نے فکری بیداری پیدا کرنے، مبادی اور اصول کو سختی سے پکڑنے اور بلاخوف پڑھنے والوں میں تنقیدی صلاحیت کی تربیت کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے صفحات پر جو تنقیدیں و ملاحظات شائع ہوتے ان میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت و تنقید پر کبھی توجہ نہیں دی جاتی تھی۔

۵۔ اس مجلّے میں "مسجد سے مے خانے تک" مستقل کالم تھا۔ اس کے طنز و مزاح میں ایک عجب لطف اور مزا تھا۔ لیکن اس مزاحیہ انداز میں بھی ایسی فکر انگیز رہنمائی ہوتی تھی، جسے قاری محسوس بھی نہیں کرتا، مجلہ "تجلّی" کا یہ کالم بامقصد ادب کی ایک کامیاب مثال تھا۔

(ج) صحیفہ "دعوت" اور اس کے ملحقات

۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم کے ساتھ جماعتِ اسلامی بھی تقسیم ہو گئی۔ جماعت اسلامی کے ذمے داروں نے ہندوستان میں ایک روزنامہ کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا، جو جماعتِ اسلامی کی ترجمانی کا کام انجام دے سکے۔ ۱۹۴۸ء میں اللہ آباد سے اخبار "الانصاف"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا اجرا ہوا، لیکن یہ اخبار زیادہ دنوں تک نہ چل سکا اور اُسے بند کرنا پڑا۔

اگست ۱۹۵۳ء میں جماعتِ اسلامی کا دفتر دہلی منتقل ہوگیا، دہلی سے روزنامہ ''دعوت'' کا اجرا ہوا۔ اس کے ایڈیٹر اصغر علی عابدی تھے، جو ۱۹۵۶ء میں اس سے علیحدہ ہوگئے۔ ان کی جگہ محمد مسلم نے ذمے داری سنبھالی، جو جماعت کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن تھے۔ انہوں نے اس ذمے داری کو بہت ہی بہتر طریقے سے ادا کیا۔

روزنامہ ''دعوت'' بڑی تختی کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے، جس میں ہندو بیرونِ ہند کی خبروں کے ساتھ ہر اشاعت میں اداریہ، رہنمایانہ اصلاحی کلمات اور ڈاک سے متعلق صفحہ ہوتا ہے۔ یہ روزنامہ صحت و دقت کے ساتھ خبروں کو شائع کرنے اور ان پر تعلیقات پیش کرنے کا خاص اہتمام رکھتا ہے۔

ہفتہ میں دو بار روزنامہ ''دعوت'' سے ملحقہ مستقل دو اشاعتیں نکلتی ہیں، جن میں قیمتی موضوعات، رہنمایانہ تعلیقات، فکری کلمات اور جماعتِ اسلامی کی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی جاتی ہے، اس کے پہلے صفحہ پر ہمیشہ یہ آیتِ کریمہ مکتوب ہوتی ہے: "وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۳۳" (سورۃ فصلت) (اور اس شخص کی بات سے اچھا کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں)۔

اس کے اہم کالموں میں ''خبر و نظر'' کا کالم خاص اہمیت رکھتا ہے، جس میں موجودہ حالات کا جائزہ نفیس انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ عالمِ اسلام سے متعلق بھی ایک کالم ہوتا ہے، جس میں وہاں کی اہم خبریں پیش کی جاتی ہیں، یہ ملحقہ سہ روزہ اخبار بڑی تختی کے چھ صفحات پر مشتمل ہوتا۔

روزنامہ ''دعوت'' نے بعد میں ایک ہفت روزہ جریدہ ''دعوت'' کے نام سے نکالا، اس میں بھی علمی و تحقیقی مقالات شائع ہوتے تھے۔ یہ درمیانی تختی کے ۱۶ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا، لیکن بعد میں روزنامہ کی طرح وہ بھی بند ہوگیا۔ یہ تینوں اخبارات جماعت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلامی کے آرگن رہے ہیں۔ اب صرف سہ روزہ بڑی پابندی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ یہ اخبار پورے طور پر اپنے مقصد کی تکمیل میں مصروف ہے۔

صحیفہ ''دعوت'' کے مقاصد:

وہ مقاصد جن کی تکمیل کے لیے روزنامہ ''دعوت'' کوشاں رہا، اس کا خلاصہ اس کے ابتدائی صفحے پر مکتوب اس عبارت سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ''ہندستان میں اقامت دین کا داعی''۔ اس کے دوسرے مقاصد بھی اسی کے تحت مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اقامتِ دین کے لیے کوشش اور اس کے لیے لائحہ عمل پیش کرنا۔

۲۔ صدق وسچائی اور دقت و باریکی کو ملحوظ رکھتے ہوئے خبروں کی اشاعت کرنا۔

۳۔ مسلمانوں کے مسائل کو پیش کرنا۔

۴۔ جماعتِ اسلامی کا تعارف لوگوں میں کرانا۔

۵۔ حالاتِ حاضرہ پر تحقیق کرنا۔

۶۔ نوجوانوں کو فکر اسلامی کی معلومات سے آشنا کرانا۔

۷۔ اسلامی تہذیب کی نشر و اشاعت اور اس کے معارف کو عام کرنا۔

۸۔ دینی وسیاسی، علمی وادبی اور تاریخی موضوعات پر مقالات پیش کرنا۔

اسلامی صحافت میں صحیفہ ''دعوت'' کی اہمیت:

آزادی ہند ۱۹۴۷ء کے بعد قریب تھا کہ مسلمان میدانِ صحافت میں اپنا وجود کھودیتے، کیونکہ ''الجمعیۃ'' روزنامہ کے علاوہ ان کا کوئی روزنامہ نہ تھا، البتہ ہفت روزے اور ماہنامے بہت تھے، ''الجمعیۃ'' سے مسلمانوں کی ضرورت پوری نہیں ہوسکتی تھی، جب ''دعوت'' نکلنا شروع ہوا تو اس نے اس کمی کو بڑی حد تک پورا کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ''دعوت'' نے ملک میں اسلامی تشخص کو صحافت کے میدان میں ظاہر کرنے میں بڑی کامیابی حاصل کی۔ ساتھ ہی اس نے ایک اچھا اسلوب اپنے اخبار کے صفحات میں اختیار کیا۔ اس نے ہمیشہ ملک میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی حالات کا خاص خیال رکھا اور ہر قسم کے حوادث وواقعات پر مکمل رپورٹیں پیش کیں۔ اس طرح اس کی جلدیں اس زمانے کی ایک مستند تاریخ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

صحیفہ ''دعوت'' کی خصوصیات:

ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ اخبار ''دعوت'' کی خصوصیات بیان کرتے ہیں:

۱۔ ''دعوت'' طباعت اور اشاعت کے اعتبار سے دوسرے اخباروں سے ممتاز رہا ہے۔

۲۔ ''دعوت'' مسلمانوں کے مسائل ومشکلات کو پیش کرنے کی وجہ سے اسلامی صحافت میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

۳۔ ''دعوت'' کو اپنے مطبوعہ مواد میں صحت ودقت کو ملحوظ رکھنے کی وجہ سے ایک خاص امتیاز حاصل ہے اور اس میں وہ ماضی کے ''ہمدرد'' سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔

۴۔ ''دعوت'' ہمیشہ اختلافی موضوعات اور معاملات سے اجتناب کرتا رہا ہے، جو مسلمانوں کے درمیان اختلافات کے موجب ہوں۔

۵۔ ''دعوت'' کے دوسرے ملحقہ جرائد بھی خبروں کے شائع کرنے، حالات پر تحقیق کرنے کی وجہ سے ہر قسم کی تعریف وتوصیف کے مستحق ہیں۔

(د) جریدہ ''ریڈینس'' (انگریزی)

انگریزی زبان ہندوستان میں تقریباً سرکاری زبان ہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ زیادہ تر انگریزی زبان میں بولتا و گفتگو کرتا اور لکھتا و پڑھتا ہے۔ ملک کی آبادی کا دو تہائی طبقہ انگریزی میں گفتگو اور مافی الضمیر کو ادا کر سکتا ہے اور اس میں کتابت کر سکتا ہے۔ انگریزی کے بہت سے اخبارات ورسائل نکلتے ہیں، جو فکری رہنمائی اور عوام کی آراء پر اثر انداز ہوتے ہیں، اس لیے مسلمان ایک انگریزی اخبار کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہے تھے، ایسے اخبار کی جو بلند مرتبہ اور نفع بخش مواد پیش کرنے والا ہو، اس کمی کو پورا کرنے، ملکی مسائل میں مسلمانوں کی نمائندگی کرنے، ان کے مسائل کو پیش کرنے اور مشکلات کو حل کرنے کی غرض سے جماعت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

Radiance Viewsweekly

Vol. XV No. 26 DELHI SUNDAY SEPTEMBER 30, 1979 60 Paise/Overseas Re. 1

HISTORIC MEET

MUSHAWARAT GIVES A LINE TO COUNTRY

● S. AUSAF SAIED VASFI ●

Opportunism, unprincipled political behaviour, use of questionable means to retain or grab power, precedence of personality over ideology and other vices of the ilk are bad. But worse is the lack of genuine concern over the malaise, which has, over the years, assumed national dimensions. And worse would be the plight of Muslims here and in the hereafter if they too continue to sit on the fences and behave like disinterested, passive observers.

This, in brief, is the message given by the 2-day session of the Muslim brain trust, the All-India Muslim Majlis-e-Mushawarat, a confederation of Muslim organisations of the country, in Delhi on September 22-23.

The meeting, chaired by Maulana Mufti Atiqur Rehman Saheb, was representative, attended by about 150 personalities, from various walks of life, including religious luminaries like Maulana Abul Hassan Ali Nadvi, who held lack of sincerity and moral crisis responsible for the present rot, and several political leaders, intellectuals, lawyers, professors, journalists and social workers.

Achievement

an ex-IAS officer and former Ambassador, now member of the Rajya Sabha, belonging to the Janata Party remained in the meetings throughout the proceedings. Mr. Piloo Mody also came from the Janata, while the CPI was represented by Mr. Moquceemuddin Farooqui. The Congress-I, by not sending any leader from its side, created the impression it had little interest in the problems of its own creation.

Another sidelight was that despite Jamshedpur, Hyderabad, Sasaram, Maliana, Virubazar and Palacode, there was no debate on communalism as such, which gave the impression that (1) Muslims have now started living with the communal riots and that (2) they are seriously concerned about and interested in the national issues.

Muslim issues like the AMU, Urdu, Personal Law etc, but looked at things in wider, national perspective.

All the leading lights of Muslims were present, including Maulana Muhammad Yusuf, whose speech set the tone of the proceedings, Mr. Ebrahim Sulaiman Sait, Mr. G.M. Banatwala, Mr. Abdus Samad, Khwaja Mohiuddin, Mr. Mohammad Muslim, Mr. Badruddin Tyabji, Maulana Afzal Hussain, Mr. Hamid Hussain, Maulana Akhlaq Hussain Qasmi, Maulana Minnatur Rehman Khan, Prof. Abdul Mustafa, Mr. Ghous Khamosh, Mr. Salahuddin Owaisi, Maulana Saeeduddin, Dr. Maqbool Ahmed, Mr. Niaz Ahmed Khan and Mr. Waiz Farooq of Kashmir.

Shedding the past

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نے ایک ہفت روزہ اخبار ''ریڈینس ویکلی'' (Rdiance Weekly) شائع کیا۔

جولائی ۱۹۶۳ء میں ''ریڈینس'' دہلی سے نکلنا شروع ہوا۔ اس کے ایڈیٹر سید۔ اُ۔ عبدالرؤف ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں ان کی صحت اتنی بگڑ گئی کہ وہ ادارت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے اہل نہ رہے تو جناب یوسف صدیقی ان کے جانشین ہوئے، جو جماعت اسلامی کے ایک سرگرم رکن تھے۔ اس ذمہ داری کو اٹھانے میں ان کے مددگار سید امین الحسن رضوی تھے، جو یوسف صدیقی کی وفات کے بعد ''ریڈینس'' کے چیف ایڈیٹر ہوئے۔ پھر سید یوسف اس کے مدیر ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اس وقت اس کے ایڈیٹر جناب اعجاز احمد اسلم صاحب ہیں۔

اس کی ضخامت ۱۲ صفحات ہوتی ہے، متوسط تقطیع پر شائع ہوتا ہے۔ اس کے مستقل موضوعات میں اداریہ، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر کا ترجمہ، مقالات و ابحاث، استفسارات، مخالفانہ آراء، سیاسی تعلیقات اور خبریں ہیں۔ اس کے مقاصد وہی ہیں جو روزنامہ ''دعوت'' کے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ وہ اردو میں اور ''ریڈینس'' انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔

جریدہ ''ریڈینس'' کی اہمیت:

جب انگریزی زبان میں اسلامی صحافت ہندوستان میں تقریباً ختم تھی اس وقت ''ریڈینس'' نے اپنی اشاعت کے ذریعے اس خلا کو پُر کیا اور اپنے ذمہ داری کو بخوبی ادا کیا۔ اس کو انگریزی زبان کے اہم جرائد میں شمار کیا جاتا ہے اور ہندوستان کی عام صحافت میں اس کا ایک وزن ہے، اس کی آواز کی خاص اہمیت ہے، ہندو بیرونِ ہند میں اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، اس میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ جو چیز بھی شائع ہو وہ اہم اور قیمتی ہو، بلند پایہ تحقیقی مقالات شائع ہوں، مسلمانوں کے مسائل و مشکلات کے ساتھ اسلامی فکر کو پیش کیا جائے، اس کے لکھنے والوں میں ہندو بیرونِ ہند کے مشاہیر اہلِ علم و قلم کا اشتراک ہمیشہ رہتا ہے، سنجیدہ و تعلیم یافتہ طبقہ اُسے تحسین کی نظر سے دیکھتا اور اس کی آراء کو قبول کرتا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے،اس سب کے ساتھ ساتھ زبان کی صحت، سلامتِ فکر، حسنِ انشاء، ادبی وفکری اور سنجیدہ ومعتدل اسلوب اس کا خاص امتیاز رہا ہے، جو ادباء ونامور علماء اور محققین اس میں لکھتے ہیں، وہ سب قلزمِ صحافت کے شناور اور اپنی وسیع معلومات ومطالعے کی وجہ سے مشہور ومعروف ہیں۔

جریدۂ ''ریڈینس'' کی خصوصیات:

ہم ذیل میں جریدہ ''ریڈینس'' کی چند خصوصیات تحریر کرتے ہیں:

۱۔''ریڈینس'' نے انگریزی زبان میں اسلامی صحافت کو بلند معیار سے پیش کیا اور اس وقت پیش کیا جبکہ انگریزی صحافت کے اعتبار سے مسلمانوں کا وجود تقریباً ناپید تھا۔

۲۔یہ جریدہ سلامتِ فکر اور علمی گہرائی کا لحاظ رکھنے میں معروف رہا ہے۔

۳۔اس کی زیادہ تر تحریریں بلند معیار اور اپنے تحلیلی اسلوب کی وجہ سے خاص شان رکھتی ہیں۔

۴۔یہ جریدہ خاص طور پر مسلمانوں کے مسائل اور جدید پیدا شدہ حالات کا ہمیشہ لحاظ رکھتا ہے۔

۵۔ہندو بیرونِ ہند کے ادباء ومحققین ہمیشہ اس میں اپنی نگارشات شائع کراتے رہتے ہیں۔

۶۔اس جریدہ نے ہمیشہ سیاسی واقتصادی اور اجتہادی وتعلیمی ہر لحاظ سے مسلمانوں کے مسائل کو پیش کیا ہے۔

(ھ) جریدہ ''تعمیرِ حیات''

جریدہ ''تعمیرِ حیات'' ندوۃ العلماء کا ترجمان ہے۔اس سے پہلے دارالعلوم ندوۃ العلماء سے ''الندوہ'' شائع ہوا کرتا تھا، جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔مادی اسباب کی وجہ سے ''الندوہ'' بند ہو گیا تھا۔اس طرح ندوۃ العلماء کا کوئی ترجمان نہ رہا، جو اس کی آراء کو پیش کر سکے۔نومبر ۱۹۶۳ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں نے اپنا ایک ترجمان نکالنے کا عزم کیا اور ''تعمیرِ حیات'' کے نام سے یہ جریدہ نکلنا شروع ہوا۔شعبۂ تعمیر وترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء سے پندرہ روزہ یہ جریدہ نکلا، جس کے ایڈیٹر مولانا سید محمد حسنی ندوی اور ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی تھے۔اس کے سرپرست ونگراں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، مولانا معین

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

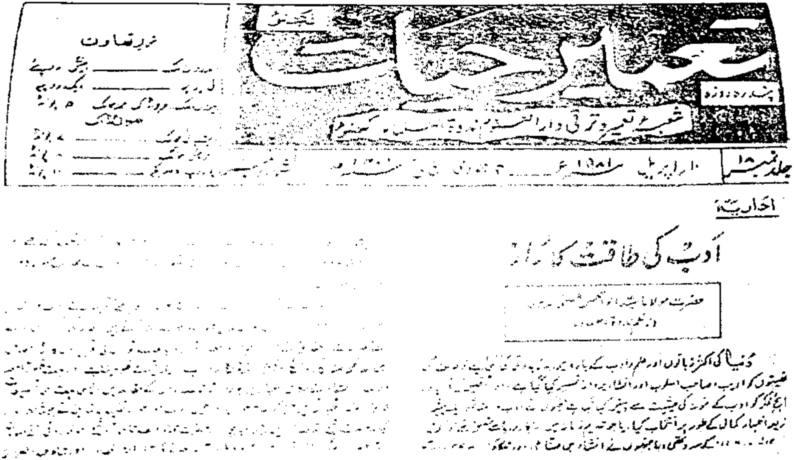

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

زرِ تعاون

جلد نمبر ۱۸ — ۱۰ اپریل ۱۹۸۱ء

اداریہ

ادب کی طاقت کا راز

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

www.KitaboSunnat.com

اللہ ندوی، مولانا محمد اویس نگرامی ندوی، مولانا ابو العرفان ندوی اور مولانا محمد اسحاق سندیلوی ندوی تھے۔ مولانا سید محمد حسنی ندوی کے بعد اس کی ادارت مولانا اسحاق جلیس ندوی (۱) نے سنبھالی اور اسے بلند معیار تک پہنچایا۔ لیکن مولانا سید محمد حسنی ندوی اور مولانا اسحاق جلیس ندوی دونوں کی وفات حسرت آیات بالکل جوانی میں ہوگئی، اس لیے "تعمیرِ حیات" کی ایک مجلسِ ادارت قائم ہوئی، جس میں مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی، مولانا شمس الحق صاحب ندوی اور مولانا محمود الازہار ندوی تھے اور یہ مجلسِ ادارت مولانا ابو العرفان ندوی کی زیرِ نگرانی کام کرتی تھی۔

جریدہ "تعمیرِ حیات" کے مقاصد:

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ "تعمیرِ حیات" کے ذریعے اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی گئی جو "الندوہ" کے بند ہونے سے پیدا ہوا تھا، گویا دار العلوم ندوۃ العلماء سے اس کا نکلنا "الندوہ" کے سفر کو پورا کرنا تھا۔ مولانا سید محمد حسنی ندوی نے اس کے مقاصد کو "تعمیرِ حیات" کی ایک اشاعت میں اس طرح بیان کیا کہ "یہ جریدہ اس لیے نکالا گیا ہے کہ علمی و فکری موضوعات کو پیش کیا جائے، معاشرے کی مکمل اصلاح کی سعی و کوشش کی جائے، ندوۃ العلماء کی فکر کو واضح کیا جائے اور بتایا جائے کہ اس زمانے میں اس فکر کی کتنی ضرورت ہے، یہ بھی بتایا جائے کہ اس تحریک نے نصابِ تعلیم میں کس طرح اصلاح کا کام اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو ختم کرنے میں کتنا اہم کردار ادا کیا ہے اور اس تحریک کے ذریعے قرآن کریم و سنت شریفہ کی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کی جائے"۔ (۳۳۶)

---

(۱) مولانا اسحاق جلیس ندوی ۷ جولائی ۱۹۳۴ء کو احمد نگر، مہاراشٹر میں پیدا ہوئے۔ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۱ء میں ندوہ سے فراغت کے بعد مجلسِ تحقیقات و نشریات میں ملازمت اختیار کرلی۔ پھر اپنے وطن احمد نگر چلے گئے اور ۱۹۷۰ء میں پونا میں استاد ہوگئے ۱۹۷۱ء میں ندوہ واپس آئے اور "تعمیرِ حیات" کی ادارت سنبھالی۔ انہوں نے ندوۃ العلماء کے کتب خانہ کو جدید طرز پر ترتیب دیا۔ مفکرِ اسلام علامہ ابو الحسن علی حسنی ندوی کی تحریک "پیامِ انسانیت" میں اہم کردار ادا کیا۔ مختلف عالمی کانفرنسوں میں شرکت کی اور کئی عرب ممالک کا دورہ کیا۔ انہوں نے بیشتر مضامین تحریر کیے، "تاریخِ ندوۃ العلماء" لکھی اور کچھ کتابیں انگریزی میں بھی تصنیف کیں۔ ۱۱ جولائی ۱۹۷۹ء کو لکھنؤ میں وفات پائی۔ تغمدہ اللہ برحمۃ الواسعۃ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"تعمیرِ حیات" میں ایک مضمون "دارالعلوم ندوۃ العلماء پر ایک نظر" شائع ہوا، جس میں بتایا گیا کہ ۱۹۶۳ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء نے ایک جریدہ "تعمیرِ حیات" کا اجرا کیا، تاکہ دینی، علمی اور اصلاحی کوششوں کو فروغ دیا جا سکے اور ندوۃ العلماء کی فکر و مقاصد کو پیش کیا جا سکے"۔ (۳۴۷)

اسلامی صحافت میں جریدہ "تعمیرِ حیات" کی خدمات:

اس جریدہ کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے شروع سے ہی طاقتور قلم مولانا سید محمد حسنی ندوی اور مولانا اسحاق جلیس ندوی کی شکل میں عطا فرمایا تھا۔ یہ جریدہ ایک مشہور و معروف اسلامی ادارے کا ترجمان تھا، اس لیے اس نے لوگوں کی ذہنی آبیاری کا کام بخوبی انجام دیا، قلم وصحافت کی آبرو میں اضافہ کیا اور اپنی ذمے داری کو بہتر طریقے سے اس طرح پورا کیا کہ ہر تعریف و توصیف کا مستحق قرار پایا، یہ جریدہ اہم موضوعات، معلوماتی مقالات، عصرِ حاضر کے مسائل، اصلاحی، سماجی اور مذہبی موضوعات کے علاوہ اسلام پر اعتراضات کا تشفی بخش جواب سے ہمیشہ مزین رہتا ہے، علاقائی خبروں کے علاوہ ملکی و غیر ملکی خبریں، عالم اسلام اور اس کے مسائل، عالمی اسلامی تحریکات کا تعارف اور اسلامی دعوتی کام کی پشت پناہی ہوتی ہے، چاہے دنیا میں کہیں بھی دینِ اسلام کی دعوت ہو رہی ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ "تعمیرِ حیات" نے ہندوستان میں اسلامی صحافت میں اسلامی، علمی، ادبی اور ثقافتی اعتبار سے خاص ترقی کی منازل کو طے کیا اور اسلامی اقدار کی ترویج و اشاعت کی بہترین خدمات انجام دیں اور انجام دے رہا ہے۔

(و) مجلہ "اسلام وعصرِ جدید" (اردو و انگریزی)

انجمن اسلام وعصرِ جدید مجلہ "اسلام وعصرِ جدید" اردو اور انگیرزی میں سہ ماہی دہلی سے نکالتی ہے۔ یہ دونوں الگ الگ دو پرچے ہیں۔ انگریزی میں شائع ہونے والے مجلّے کا نام "Islam and the Modern Age" ہے۔ دونوں مجلّات ۱۹۶۹ء میں نکلنا شروع

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ISLAM AND THE MODERN AGE

ISLAM AND THE MODERN AGE SOCIETY

اسلام اور عصر جدید

ڈاکٹر سید عابد حسین   عبدالحلیم ندوی

فہرست مضامین

ایک دینی تعلیمی تحریک (۳) — ڈاکٹر محمد اقبال انصاری

میر ولایت علی — ۵۱

دہلی ۱۱۰۰۲۵

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ایڈیٹر سید عابد حسین تھے اور اس کے ادارتی اسٹاف میں ہندوستان کی اہم شخصیات جیسے مولانا سعید احمد اکبر آبادی، پروفیسر سید عبدالوہاب بخاری، ڈاکٹر مشیر الحق ندوی، ڈاکٹر مقبول احمد، ڈاکٹر ضیاء الحسن فاروقی، مالک رام اور امتیاز علی عرشی تھے۔ مجلّے کے اجراء کے بعد امتیاز علی عرشی کی وفات جلد ہی ہوگئی، اسی طرح ڈاکٹر سید عابد حسین کی وفات بھی قلیل مدت میں ہی ہوگئی، جس کی وجہ سے ڈاکٹر ضیاء الحسن فاروقی نے ان کی جگہ ایڈیٹر کی ذمہ داری سنبھالی۔ یہ مجلہ درمیانی تختی کے ۱۰۸ صفحات پر مشتمل نکلتا ہے۔

مجلہ "اسلام وعصرِ جدید" کے مقاصد:

مجلہ "اسلام وعصرِ جدید" کے مقاصد حسبِ ذیل ہیں:

۱۔فقہی وقانونی، اجتماعی ومعاشیاتی اور جدید وعصری مسائل پر محققانہ مضامین ومقالات دلنشیں انداز میں پیش کرنا۔

۲۔مغربی تہذیب پر ناقدانہ تحقیق۔

۳۔اسلامی تعلیمات کو پیش کرنا۔

۴۔جدید علوم ومعارف سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا۔

۵۔دنیا میں جاری وساری اسلامی تحریکات کا تعارف اور ان پر تحقیق کرنا۔

۶۔جدید شائع کتابوں پر تبصرہ کرنا۔

۷۔اسلامی معاشرہ میں تجدید کے داعی رجحانات پر تحقیق کرنا۔

۸۔بین الاقوامی عالمی مذاہب میں فکری اتحاد اور ملاپ کے نقاط پر تحقیق کرنا، تاکہ ان کی روشنی میں الحاد وتشکیک کا مقابلہ کیا جاسکے۔

۹۔اسلامی تہذیب کی جہتوں کو ظاہر کرنا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجلہ ''اسلام وعصرِ جدید'' کی اہمیت:

یہ دونوں مجلّات دینی ومذہبی مقالے علمی نقطۂ نظر سے اور دقیق وعمیق تحقیقات کو تعلیم یافتہ مثقف طبقے تک اردو وانگریزی دونوں زبانوں میں پہنچانے کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ان دونوں مجلّوں میں ہمیشہ مختلف علمی وفکری موضوعات اور حساس عصری مسائل پر بلند واعلیٰ اسلوب میں مقالات اور بحثیں شائع ہوتی رہیں، جنھیں ہند و بیرونِ ہند دونوں جگہ سے دادِ تحسین ملی، جو چیز ان دونوں مجلّات کو مزید اہمیت دیتی ہیں، وہ یہ کہ اس کے اداراتی عملہ میں اہم شخصیات اور ملک کے اہلِ فکر ونظر اکابر کی شرکت رہی اور مشاہیر اہلِ قلم ہمیشہ اپنے قیمتی مقالات وتحقیقات کے ذریعے اس کی خدمت کرتے رہے۔ان دونوں مجلّات کا ایک پہلو قابلِ تنقید یہ ہے کہ ان میں کبھی کبھی مغربی تہذیب سے متاثر مسلمانوں اور تجدید کے حامی اشخاص کی طرف سے بعض حساس موضوعات پر ایسی چیزیں شائع ہوجاتی ہیں، جو قابلِ گرفت ہوتی ہیں۔

مولانا سعید احمد اکبر آبادی ان دونوں مجلات کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ ''ان دونوں مجلوں کا مقصد دینی فکر میں معاصر رجحانات پر تحقیق، عالمی مذاہب میں متحدہ ومشترکہ نظریات وعقائد میں اتحاد وملاپ کی کوشش، آراء وجہاتِ نظر میں حریت وآزادی کا اثبات، تعلیم یافتہ ومثقف طبقے میں یہ دونوں مجلے بڑے مقبول ومحبوب ہیں''۔(۳۳۸)

(ز) مجلہ ''الرسالہ''

ماہنامہ مجلہ ''الرسالہ'' نومبر ۱۹۷۶ء میں مولانا وحید الدین خان (۱) نے مرکز

(۱) مولانا وحید الدین خان ۱۹۲۵ء ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔اعظم گڑھ کے مدرسہ ''الاصلاح'' میں تعلیم حاصل کی اور مولانا اختر حسین اصلاحی اور مولانا امین احسن اصلاحی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ہفت روزہ ''الجمعیۃ'' کے مدیر رہے اور اُسے مثالی اسلامی صحافت کی بلندی تک پہنچایا۔لیکن کئی سال اس کے ایڈیٹر رہ کر اس سے الگ ہوگئے۔پھر دہلی میں ۱۹۷۶ء میں ''مرکز اسلامی'' قائم کیا۔اس کا ترجمان ''الرسالہ'' نکالا۔ان کی مشہور تصانیف میں: مذہب اور جدید چیلنج، مذہب اور سائنس، اسلامی دعوت، اسلام اور عصرِ جدید، اسلامی دعوت کی ذمہ داریاں، عصری اسلوب میں اسلامی لٹریچر، اسلامی دعوت کے جدید امکانات، اسلامی شریعت اور عصری چیلنج، مسلمان ماضی وحال اور مستقبل، اور تجدیدِ دین وغیرہ ہیں (مجلہ ''الفیصل'' ریاض، محرم الحرام ۱۴۰۱ھ)۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الرسالہ

سرپرست
مولانا وحید الدین خاں

اگر آپ نے دانہ ڈالنے کے وقت دانہ نہیں ڈالا
تو فصل کاٹنے کے وقت ———
آپ اپنے کھیت سے فصل نہیں کاٹ سکتے

شمارہ ۴۹
دسمبر ۱۹۸۰
زرتعاون سالانہ ۲۴ روپے
خصوصی تعاون سالانہ ایک سو روپے
بیرونی ممالک سے ۱۵ ڈالر امریکی
قیمت فی پرچہ
۲ دو روپے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی (ا) کے ترجمان کی حیثیت سے نکالا۔ یہ مرکز بھی مولانا وحید الدین خان نے ۱۹۷۶ء میں قائم کیا۔ یہ مجلہ خالص علمی ہے، جس میں قدیم وجدید دونوں رنگوں کی آمیزش بیک وقت ہوتی ہے۔ جو تعمیرِ ملت اور احیاءِ اسلام کے لیے مستقل کام کر رہا ہے۔ اسلام کو ایک تہذیب یافتہ عصری اسلوب میں پیش کرتا ہے اور جدید علمی موضوعات کو شائع کرتا ہے۔ اس میں سنت نبوی اور سیرت وتاریخ پر قیمتی تحقیقات پیش کی جاتی ہیں۔ اس مجلہ کو ہندو بیرونِ ہند میں قبولِ عام حاصل ہے اور مصر ولبنان اور لیبیا کے اخبارات نے اس کی تعریف وتوصیف کی ہے۔ ''الاسبوع الثقافی'' لیبیا، ''المختار الاسلامی'' قاہرہ وبیروت وغیرہ کے جرائد ومجلات میں اس کے نشریات شائع ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحلیم عویس لکھتے ہیں کہ ''مرکز اسلامی'' کا پہلا کام ماہنامہ ''الرسالہ'' اردو میں نکالنا ہے، جس میں اسلام کے متعلق صحیح تحقیقات اور عصرِ حاضر کے مسائل کو سنجیدہ اور حقیقی پیرایہ میں پیش کرنا ہے، مجلہ ''الرسالہ'' کے بعض چنیدہ مقالات کو قسط وار بیروت سے ''الاسلام والعصر الجدید'' اور قاہرہ سے ''نحو وعی اسلامی'' میں شائع کیا جاتا ہے''۔ (۳۳۹)

مجلہ ''الرسالہ'' کے مقاصد:

ہم ذیل میں مجلہ ''الرسالہ'' کے اغراض ومقاصد مختصراً بیان کرتے ہیں:

۱۔ عصری اور خوشنما اسلوب میں اسلامی تعلیمات کو پیش کرنا۔

۲۔ اسلامی موضوعات پر قیمتی وعلمی مقالات اور بحثیں پیش کرنا۔

(ا) مولانا وحید الدین خان کے دل میں ایک عرصہ سے یہ فکر تھی کہ تحقیق اور عصری اسلوب میں اسلامی لٹریچر واسلامی تعلیمات کو مسلمانوں اور غیر مسلموں تک پہنچایا جائے، جس کی وجہ سے انہوں نے ''مرکز اسلامی'' کو قائم کیا۔ اس کے مقاصد میں اسلام کا تعارف کرانا، اسلامی دعوت کو پھیلانا، اسلامی مشن اور طریق عمل کی وضاحت کرنا، قیمتی وعلمی مقالات شائع کرنا اور وقیع مجلات ورسائل نکالنا، علومِ قرآن کی تعلیم کے لیے ایک یونیورسٹی قائم کرنا، عصری اسلوب میں جدید علمی واسلامی لٹریچر شائع کرنا، دنیا کی مختلف زندہ زبانوں میں اسلامی دعوت کو پیش کرنا اور اسلام کا تعارف کرانا ہے۔ (مجلہ ''الفیصل'' محرم الحرام ۱۴۰۱ھ)۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ہندو بیرون ہند میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لیے اسلام کو اس کی اصل شکل میں پیش کرنا۔

مجلہ ''الرسالہ'' کی خصوصیات:

مجلہ ''الرسالہ'' کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ اس مجلّے کا معیار ہندوستان سے شائع ہونے والے رسائل و مجلّات میں طباعت اور کتابت و کاغذ ہر لحاظ سے معیاری ہوتا ہے۔

۲۔ اس مجلّے میں شائع ہونے والے مضامین اپنے اختصار و ایجاز کے باوجود معلومات کا خزانہ ہوتے ہیں۔

۳۔ اس مجلّے میں تمام مضامین مولانا وحید الدین خان کے قلم سے ہوتے ہیں، جو عام طور پر فکری و علمی ہوتے ہیں۔

۴۔ بعض شماروں میں مولانا وحید الدین خان ایسی تاریخی تحقیقات پیش کرتے ہیں، جن میں فکری تحلیل بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔

مجلہ ''الرسالہ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

علماء کے فکری و کلامی مباحث۔

قرآن کریم ایک لسانی معجزہ۔

اسلامی دعوت کے جدید امکانات۔

اسلام ایک عظیم جدوجہد۔

دینی تعلیم کی علمی تصدیق۔

مذہب اور جدید چیلنج۔

سوویت یونین (روس) میں اسلامی تحریک۔

قرآن میں عبادت و خلافت سے متعلق آیات۔

اسلام کے نام سے اسلام کی بیخ کنی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسلام دین فطرت۔

اسلامی دعوت۔

فطرت سے انحراف۔

اختلافات کے نقصانات۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع۔

اسلام اور کفر۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مدت میں اسلامی عربی صحافت

(الف) مجلہ ''البعث الاسلامی''

دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، ہندوستان میں عربی ادب وزبان کا نخلستان تصور کیا جاتا ہے، کیونکہ اس کی تاسیس کے بعد سے ہی یہاں کے علماء وطلبہ نے عربی زبان کو دل سے لگایا اور اس سے حقیقی محبت کی۔ اس دارالعلوم نے عربی واسلامی گہوارے سے بہت دور علاقے میں خالص عربی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی اور اس میں اس کو اس طرح کامیابی ہوئی کہ اگر کوئی عرب زائر یہاں آجائے تو یہ محسوس نہیں کرے گا کہ وہ کسی غیر مانوس جگہ آیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ماحول کی بہت گہری تاثیر رہی کہ اس دارالعلوم سے عربی زبان وادب میں اعلیٰ ترین قابل اور باصلاحیت علماء کرام فارغ التحصیل ہوئے، جیسے علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا مسعود عالم ندوی، مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی وغیرہ۔ عربی زبان کا یہی اہتمام تھا کہ اس نے دارالعلوم سے عربی مجلہ ''الضیاء'' نکالا، جس کی زبردست کامیابی پر عرب علماء وفضلاء نے اس کی تعریف وتوصیف کی اور ہر طرح اس کو سراہا۔ اسی نخلستان سے ایک مبارک مجلہ شائع ہوا، جسے مجلہ ''البعث الاسلامی'' کے نام سے یاد کیا گیا۔ اس مجلے نے ترقی وکامرانی کے وہ منازل طے کیے کہ عرب ممالک سے شائع ہونے والے بہت سے مجلات سے مسابقت لینے لگا۔ اس مجلّے کو ایسے اہل قلم دستیاب ہوئے کہ مادی وسائل کی قلت اور پریشانیوں کے باوجود اسلامی صحافت میں اُسے بلند مقام حاصل ہوا۔ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ ہندوستان کی عربی صحافت کی تاریخ میں پہلا پرچہ ''النفع العظیم لأهل هذا الاقليم'' لاہور سے شائع ہوا تھا، پھر ایسا دور آیا کہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عربی میں عرصے تک کوئی جریدہ یا مجلہ نہ نکل سکا۔ لیکن بعض اہل ہمت کھڑے ہوئے اور انہوں نے ''البیان'' اور ''الضیاء'' مجلات نکالے۔ پھر ایسا وقت دوبارہ آیا کہ ہندوستان میں عربی صحافت کا چراغ بجھا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۹۵۵ء میں مولانا سید محمد حسنی ندوی نے ایک ادبی کمیٹی قائم کی اور اس سے مجلہ ''البعث الاسلامی'' شائع کیا۔ اس مجلّے نے خاص مقبولیت حاصل کی، یہاں تک کہ عربی ممالک سے شائع ہونے والے بہت سے مجلّات سے سبقت لے گیا۔

مجلہ ''البعث الاسلامی'' کے ایڈیٹر مولانا سید محمد حسنی ندوی (۱) تھے، ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی (۲) اور ڈاکٹر مولانا محمد اجتباء ندوی (۳) کی شرکت و معاونت اس مجلّے کو شروع سے حاصل رہی۔ عظیم الشان مجلہ ''البعث الاسلامی'' اکتوبر ۱۹۵۵ء میں منظر

---

(۱) مولانا سید محمد حسنی ندوی عظیم ادیب اور ماہر صحافی ۱۷ رجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو پیدا ہوئے۔ تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ ۱۹۵۵ء میں ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی اور ڈاکٹر مولانا محمد اجتباء ندوی کی شرکت میں مجلہ ''البعث الاسلامی'' نکالا، ۱۹۶۳ء میں ''جریدہ تعمیر حیات'' کے ایڈیٹر رہے۔ مختلف عالمی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کی اور متعدد عرب ممالک کی زیارت کی۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک قیمتی علمی سرمایہ چھوڑا، جس میں ''البعث الاسلامی'' اور دیگر رسائل میں مطبوعہ مقالات اور بعض کتابوں کے تراجم وغیرہ ہیں۔ ان کی وفات نوجوانی ہی میں ۱۳ جون ۱۹۷۹ء کو لکھنؤ میں ہوئی، تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ۔ ان کی مشہور کتابوں میں: الاسلام الممتحن، مصر آخری سانسیں لے رہا ہے، عالمی قیادت کی طرف، رودادِ چمن، سیرتِ محمد علی مونگیری وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

(۲) ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن بن محمد ایوب اعظمی ندوی مشہور ادیب و صحافی ۱۴ رجب ۱۳۵۳ھ کو مئوناتھ بھنجن میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد مدرسہ مفتاح العلوم میں داخلہ لیا اور وہاں سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد دار العلوم ندوۃ العلماء میں دو سال تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۴ء میں بغداد میں شیخ تقی الدین ہلالی کے ساتھ ایک سال رہے۔ اس وقت وہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم بھی ہیں۔ وہ مجلہ ''البعث الاسلامی'' میں اس کے آغاز ہی سے شریکِ کار رہے ہیں اور مولانا سید محمد حسنی ندوی کی وفات کے بعد اس کی ادارت بھی انہوں نے سنبھالی۔ ان کی بہت سی کتابیں ہیں اور بعض اردو کتابوں کا انہوں نے عربی میں ترجمہ بھی کیا ہے۔

(۳) ڈاکٹر مولانا سید اجتباء ندوی ۲۹ ستمبر ۱۹۳۳ء کو ضلع و تحصیل ''بستی'' میں پیدا ہوئے۔ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے عالمیت و فضیلت کی ڈگری حاصل کی۔ پھر دمشق یونیورسٹی سے کلیہ شریعۃ میں بی، اے کیا اور پھر علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم، اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ایک مدت تک دار العلوم ندوۃ العلماء میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر جامعہ ملیہ اسلامیہ میں دراسات عربیہ، اسلامیہ، ایرانیہ میں استاذِ مساعد ہو گئے، پھر اس شعبے کے صدر منتخب ہوئے۔ وہ مولانا سید محمد حسنی ندوی کے ساتھ ''البعث الاسلامی'' کے اجرا میں حصہ لیا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عام پر آیا۔ اس مجلے کو مارچ ۱۹۶۰ء میں اسے ندوۃ العلماء نے لے لیا، اس وقت سے اب تک یہ مجلہ ندوۃ العلماء کے ترجمان کی حیثیت سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کے موجودہ ایڈیٹر ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی اور مولانا سید محمد واضح رشید ندوی (ا) ہیں۔

مجلہ ''البعث الاسلامی'' ۴۲ صفحات پر نکلتا تھا اور اب سو (۱۰۰) صفحات پر نکلتا ہے۔

مجلہ ''البعث الاسلامی'' سے متعلق تمام شخصیات نے صحافت کو ایک دینی خدمت سمجھا اور کبھی اسے مال کے جمع کرنے کا وسیلہ نہیں بنایا۔ انہوں نے ہمیشہ حق بات بلا خوف و تردد کہی، اور اس میں کبھی کسی کی رو رعایت نہیں کی۔ اسی وجہ سے اُسے بار بار حکومت کے عتاب کا شکار ہونا پڑا اور جب فسادات وغیرہ سے متعلق تیز و تند خبریں شائع ہوئیں یا عربی و اسلامی اور دینی تحریکات کے ساتھ ظالمانہ و جابرانہ رویّے پر سخت تنقید کی گئی تو اس کی پاداش میں قید و بند کے مصائب بھی برداشت کیے۔

مجلہ ''البعث الاسلامی'' کے مقاصد:

مجلہ ''البعث الاسلامی'' کے مقاصد کا اندازہ اس امتیازی علامت سے لگایا جا سکتا ہے، جو مجلہ کے غلاف پر ہمیشہ نشر ہوتی ہے ''شعارنا الوحید الی الاسلام من جدید'' (ہمارا شعار نئے سرے سے اسلام کی طرف دوبارہ رجوع کرنا ہے)۔

ہم ذیل میں مجلہ ''البعث الاسلامی'' کے مقاصد مختصراً بیان کرتے ہیں:

ا۔ نوخیز و جدید نسل میں دینی بیداری پیدا کرنا اور اس مقصد کے حصول کے لیے اپنی تمام کوششیں صرف کرنا۔ مجلّے کا یہ مقصد اس کے نام ''البعث الاسلامی'' سے بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

(ا) مولانا سید محمد واضح رشید ندوی مفکر اسلام علامہ ابوالحسن علی حسنی ندوی کے خواہرزادے ہیں۔ دار العلوم ندوۃ العلماء اور پھر لکھنؤ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ایک مدت تک آل انڈیا ریڈیو کے ایکسٹرنل سروس میں عربی نشریات کے نگراں رہے۔ وہ دار العلوم ندوۃ العلماء میں تدریسی فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ اس کے اہم عہدے معتمد تعلیمات کی بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہ عربی جریدہ ''الرائد'' کے چیف ایڈیٹر اور مجلہ ''البعث الاسلامی'' کی مجلسِ ادارت میں ہیں۔ ان کی بہت سی تصنیفات و تالیفات ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۲۔ امتِ مسلمہ کو صحیح و کامل دین کی طرف لوٹنے کی دعوت دینا۔ مجلّے کے زیادہ تر مضامین اسی موضوع سے متعلق ہوتے ہیں۔ مجلّے پر مکتوب خاص عبارت ''شعارنا التوحید الی الاسلام من جدید'' بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۳۔ اسلام کے بارے میں قیمتی اور مفید معلومات پیش کرنا اور صحیح اسلامی فکر کو عام کرنا۔

۴۔ اسلام کے ہر مسئلے میں دفاع کرنا، چاہے تنقید مغربیت سے مرعوب مسلم گروہ کی طرف سے یا دوسروں کی طرف سے ہو۔ مجلّے نے اس کام کو بہت ہی بہتر طریقہ سے انجام دیا ہے۔

۵ ۔ یہ مجلہ ہمیشہ گمراہ افکار و خیالات، تباہ کن نظریات، باطل تحریکوں اور جاہلی نعروں پر زبردست تنقید کرتا رہا اور اپنی تنقید میں صراحت و وضاحت کے ساتھ تعمیری پہلو کو ملحوظ رکھتا رہا۔ ہمیشہ بیباکانہ تنقید کرتا ہے اور کسی کی ملامت و مخالفت، کسی بڑی شخصیت کا خوف یا شخصی تعلقات و دوستی، یا حکومتی دباؤ وغیرہ چیزوں سے متاثر ہوئے بغیر اسلام اور مسلمانوں کی اصلاح و فلاح اس کا مقصد رہتا ہے۔

۶۔ مغربی تہذیب کے سیلاب کو روکنا، اس کی جعلسازی اور غلط بیانی کا پردہ فاش کرنا، فکری حملوں کا مقابلہ کرنا، مسلمانوں کو مغربی تہذیب اختیار کرنے سے ڈرانا اور اس کی برائیوں اور کمزور پہلوؤں کی نشاندہی کرنا۔

۷۔ عالمِ اسلام کی اہم خبریں اختصار سے مناسب تجزیوں کے ساتھ پیش کرنا۔

۸۔ ہندوستان میں ادبِ عربی کی ترویج و اشاعت کی کوشش، اس کا تعارف، عربی زبان کا ذوق پیدا کرنا اور اس کے لیے ذہنوں کو تیار کرنا۔ مجلّے میں اس کے لیے خاص صفحات ہوتے ہیں۔

۹۔ اکابرِ سلف اور اسلامی شخصیات کا تعارف اور ان کے مجتہدات و ایجادات سے بحث کرنا۔

۱۰۔ ندوۃ العلماء کی دعوت کی تعریف و توضیح اور اس کی نشر و اشاعت۔

۱۱۔ اردو و انگریزی سے اہم مضامین کا عربی پڑھنے والوں کے لیے ترجمہ کرنا۔

مولانا سید محمد حسنی ندوی اور مجلہ ''البعث الاسلامی'':

مولانا سید محمد حسنی ندوی اور مجلہ ''البعث الاسلامی'' دو ایسے نام ہیں جو ایک دوسرے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ اگر ایک کا تذکرہ کیا جائے تو دوسرا خود بخود ذہن میں آجاتا ہے۔ مولانا سید محمد حسنی ندوی نے صرف یہ مجلہ ہی نہیں نکالا بلکہ اپنے قلم اور اپنی شخصیت کو اس کے لیے وقف کر دیا تھا۔ انہوں نے ایک قلیل مدت میں اُسے حقیقی اسلامی صحافت کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ مولانا سید محمد حسنی ندوی کی تحریر کے بارے میں مفکرِ اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی فرماتے ہیں کہ ''یہ مقالات انتہائی قوی اور آتشیں اسلوب میں شائع ہوتے، جو لکھنے والے کی نفسیات اور اندرونی جنگ کا نتیجہ تھے۔ اس اسلوب میں بیان کی قوت، قلم کی روانی وسلاست اور لغوی دولت پائی جاتی تھی۔ اس کا اسلوبِ نگارش شعور کو بیدار کرنے، عقل ونفس کو حرکت دینے، احساسِ کمتری سے جنگ کرنے اور اسلامی پیغام کی عظمت اور امتِ مسلمہ کی صلاحیت کا یقین دلانے والا تھا۔ یہ اسلوب اعلیٰ اسلامی اقدار اور اسلامی مفاہیم پر فخر کرنا سکھاتا، خاص کر اس وقت یہ احساسِ فخر بہت قوی ہو جاتا تھا، جب دلائل ووثائق اور شواہد وتجارب سے ان اقدار ومفاہیم کو مزید مسلح کر دیا جاتا تھا۔ یہی اسلوب ہر اصلاح وانقلاب کا پیش خیمہ اور ہر بیداری وترقی وعروج کا علمبردار ہوتا ہے''۔(۳۴۰)

مفکرِ اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مزید تحریر فرماتے ہیں کہ ''عرب ممالک اور خاص کر مصر وشام میں بہت سے ایسے ادیب وانشاء پرداز اور اصحابِ فکر ونظر ہیں، جن کی مادری زبان عربی ہے اور عربی میں لکھنا پڑھنا ہی ان کا دن ورات کا مشغلہ ہے، لیکن ان کی تحریریں اس حلاوت وحرارت اور اس قوت وطاقت سے محروم ہوتی ہیں، جس سے اس ہندوستانی ادیب اور نوجوان داعی مولانا سید محمد حسنی ندوی کی عبارتیں مزین ہوتی ہیں۔ یہ اس تپش وراہِ حق سے اس عشق کا ثمرہ وپھل ہے، جو اس نوجوان ادیب کے دل میں جوش مارتا رہتا تھا۔ وہ اس کا حقدار ہے کہ اس کی اس نفسیاتی حالت کی ترجمانی ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے اس شعر سے کی جائے:

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر'' (۳۴۱)

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی تحریر فرتے ہیں کہ ''سید محمد حسنی نے دعوتِ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسلامی کو اپنے مجلے ''البعث الاسلامی'' میں ایک سلیس، شگفتہ اور جری اسلوب میں پیش کیا اور اس کو اپنے مؤثر، قوی اور جاندار اداریوں کا زیور پہنا کر آراستہ کیا۔ انہوں نے ۲۳ سال تک مسلسل اداریے اور مضامین لکھے۔ ان کا آخری اداریہ مجلہ ''البعث الاسلامی'' کے ۲۳ ویں برس پر لکھا گیا تھا۔ وہ ان کے اسلامی نصب العین سے عشق اور ایسے گہرے اسلامی جذبہ کا غماز تھا جو روح وقلب میں اتر جائے''۔ (۳۴۲)

ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی ان کی تحریروں پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ''وہ اپنے جری و دلیر قلم کے ذریعے اس راستے میں جہاد کرتے رہے، جسے انہوں نے اپنے لیے اختیار کیا تھا، وہ اجتماعی وفکری انحرافات کے خلاف ہمیشہ لڑائی میں مصروف رہے۔ انہوں نے مغربی افکار اور مادی فلسفوں کو توڑنے کے لیے اپنی قوی و جاندار تحریروں اور بامقصد موضوعی مقالات کو وقف کر دیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنی تحریروں میں ان انسانی رہنماؤں اور قائدین پر انتہائی جرأت و بہادری سے زبردست تنقید کی، جو عوام کو ہلاکت و بربادی کے گہری و عمیق خندق میں دھکیل رہے تھے، انہیں بتایا کہ اگر وہ رشد و ہدایت کی طرف نہیں لوٹے، نصیحت کو قبول نہیں کیا اور سرکشی و گمراہی اور نافرمانی میں پڑے رہے تو دردناک انجام ان کا منتظر ہوگا۔ وہ اپنے مقالات میں تہذیبی و اجتماعی مسائل و مشکلات پر تنقید کرتے اور پھر اسلام کی روشنی میں ان کے کامیاب حل پیش کرتے تھے''۔ (۳۴۳)

مجلہ ''البعث الاسلامی'' کی خصوصیات:

ہر مجلہ کی کچھ نہ کچھ خصوصیات ہوتی ہیں، جن سے وہ متصف ہوتا ہے اور اس کے مقالات و مضامین میں ان کا اظہار بھی ہوتا ہے، مجلہ ''البعث الاسلامی'' کی بہت سی خصوصیات ہیں، جن میں سے بعض کا ہم یہاں تذکرہ کرتے ہیں:

۱۔ مجلہ ''البعث الاسلامی'' دعوتِ اسلامی کی زبان اور ایک جری مسلمان قلم کا ماحصل تھا، جس نے بلا کسی مصالحت کے پوری قوت و طاقت کے ساتھ اسلامی فکر کو پیش کیا اور اس وقت پیش

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کیا جب اسلامی و عربی ممالک میں زبانیں گونگی ہوگئی تھیں اور ان کی قوتِ گویائی ختم ہو چکی تھی۔ اس طرح اس مجلّے نے عربی اسلامی صحافت کی ایک بڑی کمی کو پورا کیا۔ اس نے داعیانِ دین کی ایک نسل تیار کی اور صحیح اسلامی فکر سے ان کے ذہنوں کی تعمیر کی۔

۲۔ اس مجلّے نے ہمیشہ سلامتِ فکر کو ملحوظ رکھا اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کی۔

۳۔ اس مجلّے کی تحریروں میں اسلوب کی قوت، منطق توانائی اور لطف و اثر کے ساتھ معاصر صحافت کے آداب کا پورا پورا لحاظ بھی رکھا گیا۔

۴۔ اس مجلّے کے ایڈیٹر کے قلم سے نکلے اداریوں میں عصری مسائل، حالاتِ حاضرہ پر فکر انگیز تجزیئے اور مناسب توجیہات بھی ہمیشہ پیش کی گئیں۔

۵۔ ممالکِ عربیہ میں موجودہ اسلامی تحریکات جیسے ''اخوان المسلمین'' وغیرہ کا دفاع اور ان کے افکار و نظریات کی نشر و اشاعت، اسی طرح ان تحریکوں کے مخالف حکامِ وقت اور ان کے مؤید مغربی تہذیب کے پروردہ لوگوں پر جرأتمندانہ تنقید کی۔

۶۔ عرب ممالک کی خبروں اور حالات کا خاص اہتمام اور ان پر مناسب تعلیقات پیش کیں۔

۷۔ کسی کی طرف جھکاؤ اور میلان کے بغیر اس مجلّے میں ہمیشہ اخوان المسلمین، تبلیغی جماعت، جماعتِ اسلامی، دارالعلوم دیوبند، مدرسہ اہلِ حدیث وغیرہ پر قیمتی و معلوماتی مضامین و مقالات شائع ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں۔

۸۔ خاص مناسبات پر مجلہ ''البعث الاسلامی'' خصوصی اشاعتیں بھی شائع کرتا رہا ہے۔

۹۔ اردو و انگریزی میں شائع ہونے والے قیمتی و تحقیقی مقالات اور بحثوں کا عربی میں ترجمہ بھی ہمیشہ شائع کرتا رہا ہے، تاکہ عربی پڑھنے والے بھی اس سے استفادہ کرسکیں۔

اسلامی صحافت میں مجلہ ''البعث الاسلامی'' کا مقام:

مجلہ ''البعث الاسلامی'' کو ہندوستان کی اسلامی عربی صحافت میں اپنے بلند معیار اور ہند و عرب کے مثقف طبقے میں مقبولیت کے اعتبار سے ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ یہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مجلہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی طرف سے نکلتا ہے، جو ہندوستان میں عربی زبان وادب کا گہوارہ ہے، یا جیسا کہ اس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ہندوستان میں عربی زبان وادب کانخلستان ہے۔ اس کے ایڈیٹر اور مقالہ نگار ہمیشہ چوٹی کے ادباء رہے ہیں، تمام عالم اسلامی کی اہم شخصیات اور اصحابِ فکر ونظر اس میں اپنی ابحاث اور علمی مقالات کے ذریعے شرکت کرتے رہے ہیں۔ اس نے ہمیشہ فکر سلیم کے ساتھ تحقیقاتی مواد پیش کیا اور عالم اسلامی کی تمام اسلامی تحریکات کا ساتھ دیا، ان لوگوں کے خلاف سخت موقف اختیار کیا، جو ان تحریکات کے مخالف یا ان کو ختم کرنے کے درپے تھے۔ جب بھی ضرورت محسوس کی اس نے تعمیری تنقید کا راستہ اختیار کیا اور باطل تحریکوں اور تباہ کن نظریات کا زبردست مقابلہ کیا۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اہلِ ہند کی عربی زبان کی طرف سے بے توجہی و بے پروائی یا کوتاہی وغفلت کی وجہ سے یہاں عربی زبان وادب کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ بعض بڑے علماء جنہوں نے اپنی عمریں عربی کتابوں کی تدریس میں گزاریں، وہ نہ تو بغیر توقف کے عربی زبان لکھ سکتے تھے اور نہ برجستہ اس میں گفتگو کر سکتے تھے۔ ایسے معاشرے میں عربی مجلّے کا اجراء ہر طرح قابلِ تعریف وتوصیف تھا۔ اس کے فضل اور مرتبے کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ اس مجلّے کو نکالنے والے اُسے اس بلندی تک لے گئے کہ وہ عرب ممالک سے شائع ہونے والے بہت سے رسائل ومجلّات پر سبقت لے گیا۔

مجلہ ’’البعث الاسلامی‘‘ کی خدمات:

ہم ذیل میں مجلہ ’’البعث الاسلامی‘‘ کی بعض اہم خدمات کا تذکرہ کرتے ہیں:

۱۔ افقِ صحافت پر مجلہ ’’البعث الاسلامی‘‘ طلوع ہوا اور امتِ مسلمہ کے لیے ایک دردمند دل اور بہادر قلم کے ساتھ ایک دعوت وپیغام لے کر آیا۔ اس نے مکمل صراحت ووضاحت کے ساتھ متعدد حساس مواقف میں دینی حلقوں کی ترجمانی کی، اس کی صحافت ایک پیغام اور ایک مقصد کے گرد گردش کرتی رہی۔ اس پیغام کی تلخیص وہ عبارت ہے، جو مجلہ کے غلاف پر ہمیشہ نشر ہوتی ہے ’’شعارنا التوحید الی الاسلام من جدید‘‘ (ہمارا شعار نئے سرے سے اسلام کی

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

طرف دوبارہ رجوع کرنا ہے)۔

۲۔اس کی دعوت کا رخ خاص طور سے مسلم نوجوانوں کی طرف رہا۔اس نے ان کو تشکیک کے خطرات اور چوطرفہ فکری یلغار سے آگاہ کیا۔اس کے پرجوش اور مسلمانوں کی حالت پر بیتاب ہوجانے والے اسلوب کی وجہ سے نوجوانوں میں اُسے عام مقبولیت حاصل ہوئی۔

۳۔اس مجلّے نے ان حکمرانوں اور قائدین کا چہرہ بے نقاب کیا، جو اسلامی تحریکات کا صفایا کرنے اور امتِ مسلمہ میں دینی بیداری پیدا کرنے کی کوششوں کو ناکام بنانے کے لیے کوشاں تھے، جو عرب قوم پرستی واشتراکی فلسفہ اور امت کا انتساب عہدِ فرعونی کی طرف کرنے کی دعوت دیتے تھے، مجلہ ''البعث الاسلامی'' نے ان غلط حکام ورؤساء کے خلاف زبردست معرکہ برپا کیا اور اس میں کامیابی حاصل کی، جو خود عرب ممالک کے بہت سے رسائل ومجلات بھی حاصل نہ کرسکے۔

۴۔سارے عالم میں دین ومذہب کی وجہ سے جو مظلوم عناصر وتحریکات تھیں ان کا دفاع کیا اور اس طرح کیا گویا یہ مجلہ ان کا ترجمان ہے۔

۵۔اس مجلّے نے بلند پایہ تحقیقی مضامین ایسے حساس اور زندہ موضوعات پر شائع کیے، جن کی امتِ مسلمہ محتاج تھی ،جیسا کہ سیرتِ نبوی، اسلامی جہاد، دین کا کامل تصور، اسلامی اقتصادیات، فقہِ اسلامی کی تدوین وغیرہ۔

۶۔ہندوستان کی سنگلاخ اور بنجر سرزمین میں عربی زبان وادب کا پاک وصاف اور ستھرا ذوق پیدا کرنے میں اس مجلّے نے رہنمایانہ کردار ادا کیا اور یہاں سے بہت سے عربی اخبارات ورسائل نکلنا شروع ہوئے۔

مجلہ ''البعث الاسلامی'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم ذیل میں مجلہ ''البعث الاسلامی'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اوران کے لکھنے والوں کے نام تحریر کرتے ہیں:

احکام وتعلیماتِ اسلام کے معتبر اصول — شیخ عبدالعزیز بن باز

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسلامی پیغام کا اثر انسانی تہذیب پر	محمد معروف دوالبی
عرب نوجوانوں کی قربانی سعادتِ بشریت کے لیے ایک پُل	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی
عظیم دینی تحریک	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
اسلامی بیداری ہم کو غیر اللہ کی عبادت سے بچائے گی	مریم جمیلہ
افغانستان میں میرے مشاہدات	صالح مہدی سامرائی
ہم ترکوں کو گالی دیتے ہیں اور ہم ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں	نعمان سامرائی
تہذیبِ اسلامی کی واپسی اور یورپین چیلنج	عبدالحلیم عویس
عیسائیت ایک قومی مذہب نہ کہ عالمی مذہب	عبدالماجد دریابادی
مراہقت سے جوانی تک	محمد قطب
ضیاء الحق کا نہیں بلکہ حق کا دفاع	محمد المجذوب
عصرِ حاضر کی تعمیر میں اپنا کردار کیسے ادا کریں؟	محمد حسنی
عبادات واعمال پر مومنانہ نظر	یوسف القرضاوی
عمر بن عبدالعزیزؒ کی زندگی میں نفسیاتی تبدیلی	عمادالدین خلیل
ہمارے معاشرہ کے تہذیبی مسائل	محمد سعید رمضان
تعلیماتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور عصرِ حاضر	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
اسلامی تہذیب سامراجی ہجوم کے بالمقابل	مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
شاہ ولی اللہ دہلوی کی سیرت، تربیت اور تحقیقات	محمد اجتباء ندوی
ہندوستان میں اسلامی تعلیمی تحریک اور تعلیمی مناہج میں ترقی	مولانا سید محمد واضح رشید ندوی
یہود کی بدبختی اور آزمائش کے اسباب	عبدالرحمٰن محمد دوسری
فتحِ مبین پر تمھیں مبارکباد	محمد ناظم ندوی
مصنوعی وحقیقی انسان کے درمیان	محمد تقی امینی
دعوتِ حق کے مراحل	مولانا امین احسن اصلاحی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجلہ ''البعث الاسلامی'' اور عالم عربی:

مجلہ ''البعث الاسلامی'' نے اپنے اجرا کے بعد بہت جلد عرب ممالک میں عام مقبولیت حاصل کی اور اس کی تقسیم کا دائرہ سعودی عرب، خلیجی ممالک، شام وعراق اور عربی بولنے والے افریقی ممالک تک وسیع ہوگیا۔ اس میں شائع ہونے والے مقالات کو عرب ممالک کے بہت سے اخبارات ورسائل نقل کرتے ہیں۔ عرب ممالک کے اسلامی فکر کے علمبردار اپنی قلمی نگارشوں کو اس مجلّے میں چھپواتے اور مشہور ومعروف ادباء وعلماء اپنے قلمی شہ پاروں کو اس میں طباعت کے لیے ارسال کرتے ہیں۔

اس مجلّے نے عرب ممالک کے سنجیدہ علمی حلقوں میں امید سے زائد مقبولیت حاصل کی۔ ہم اس مجلّے سے متعلق دو فقرے یہاں نقل کرتے ہیں، مجلہ ''الرابطۃ الاسلامیۃ''، مکہ المکرمہ کے مدیر مجلہ ''البعث الاسلامی'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''ہندوستان سے شائع ہونے والے عربی اسلامی ماہنامہ ''البعث الاسلامی'' مسلمانوں کے مسائل اور ان کے مقدسات کی طرف سے ہمیشہ دفاع کرتا رہا ہے، ایک عرصے سے یہ مجلہ اپنا عظیم الشان اسلامی کردار بخوبی ادا کرتا چلا آرہا ہے۔ یہ مجلہ فکر کی سنجیدگی، مضمون کی اصالت، کلمے کی صداقت اور حروف کی پاکیزگی وطہارت کا ہمیشہ خاص خیال رکھتا رہا ہے۔ اس نے ہمیشہ مخالفِ اسلام رجحانات سے مقابلہ کیا اور اسلام ومبادیِ اسلام کی طرف سے مدافعت کا فریضہ انجام دیا ہے''۔ (۳۴۴)

مسجد حرام مکی کے خطیب شیخ عبداللہ خیاط مجلہ ''البعث الاسلامی'' میں مطبوعہ ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ''مجھے اس مجلّے میں حصہ لینے کا حق ہے، کیونکہ یہ مجلہ متانت وسنجیدگی کا حامل، اسلامی مبادی واصول پر قائم اور اس راستے پر گامزن ہے، جس میں اپنے مذہب اور طریقہ سے انحراف نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ مجلہ سخت وتند آندھیوں کے درمیان ایک ایسے ملک سے شائع ہوتا ہے، جس میں اکثریت کا راستہ اس کے راستے سے جدا اور الگ ہے'' (۳۴۵)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(ب) جریدہ ''الرائد''

جریدہ ''الرائد'' ایک پندرہ روزہ جریدہ ہے، جو جولائی ۱۹۵۹ء سے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع ہو رہا ہے۔ مجلہ ''البعث الاسلامی'' نکالنے والے ذمہ داروں نے ہی ''الرائد'' کا بھی اجرا کیا۔ اس کے مقاصد بھی وہی تھے، جو مجلہ ''البعث الاسلامی'' کے تھے۔ دونوں ایک ہی جھنڈے کو بلند کرنے کا کام کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جریدہ ''الرائد'' نے عربی اسلامی صحافت کو ہندوستان میں ترقی دینے اور آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ جریدہ اپنے اجرا کے وقت اپنی نوع کا منفرد جریدہ تھا، پھر مختلف اسلامی حلقوں کی طرف سے اس کے مثل بہت سے جرائد شائع ہونے لگے۔

اصلاً یہ جریدہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے طلبہ کی انجمن ''النادی العربی'' کے ترجمان کی حیثیت سے نکلا۔ اس کے اجرا کے وقت اس کی ادارت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (۱) اور ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کے ذمہ رہی۔ بعد میں اس کے ادارتی اسٹاف میں مولانا سید محمد واضح رشید ندوی اور مولانا سید عبداللہ محمد حسنی ندوی صاحب بھی شامل کر لیے گئے۔ یہ جریدہ درمیانی سائز کے آٹھ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ جریدہ

---

(۱) حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ۶ جمادی الاولی ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو رائے بریلی، ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۸ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، ہندوستان میں تعلیم مکمل فرمائی۔ اس کے بعد ایک سال دارالعلوم دیوبند میں گزارا۔ ۱۹۴۹ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ادب عربی اور دعوۃ اسلامیہ کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۰ء کے اخیر سے ۱۹۵۱ء کے اخیر تک حجاز میں علماء کرام سے علمی استفادہ کیا۔ ۱۹۵۵ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ادب عربی کے شعبے کے رئیس کی حیثیت سے، اس کے بعد ۱۹۷۰ء میں کلیۃ اللغۃ العربیۃ کے عمید کے اعتبار سے، پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مدیر اور نائب ناظم کی حیثیت ۱۹۹۸ء تک خدمات انجام دیتے رہے۔ ۲۰۰۰ء میں مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی وفات کے بعد ناظم ندوۃ العلماء کے عہدہ پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حضرت مولانا آل انڈیا مسلم پرسنل لاء کے صدر اور عالمی رابطہ ادب اسلامی برصغیر کے صدر اور دوسرے بہت سے عہدوں پر فائز ہیں۔ انہوں نے بہت سی دینی و ادبی کانفرسوں میں ایشیا، یورپ، امریکہ، جاپان، اور افریقہ میں شرکت فرمائی اور قیمتی مقالات سے جلسوں کو مزین فرمایا۔ ان کی بہت سی تصنیفات و تالیفات ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الأدب
سلاح
من صميم
الحياة

الأدب سلاح من صميم الحياة، إنه يصور ما في هذه الحياة من أفراح وأتراح وآلام وأحلام، إنه يهز أوتار القلوب ويوقظ العواطف النائمة ويلهب الغيرة الكامنة، إنه يبني ويهدم ... ويفسد ويصدق ويكذب. ولكن هذا السلاح في أيدي المؤمنين الأبرار الأطهار أولي الأيدي والأبصار يضعونه في خدمة الدعوة يلعب دوره العظيم ضد الأدب الجاهلية الجنسية الفاجرة التي طغت على البلاد وأكثرت فيها الفساد.

السنة ٢٢ | العددان ١٩ - ٢٠ | ٢٥ جمادى الأولى - ١٠ جمادى الثانية ١٤١٠هـ / ١-٢٦

الافتتاحية:

تجربة رابطة العالم الإسلامي

في الدعوة الإسلامية ...

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے پریس میں چھپتا ہے۔اس کے مستقل کالموں میں افتتاحیہ، اداریہ، حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ، بین الاقوامی مسائل وحالات ،نوجوانوں کی ذہنی آبیاری، اخبار وتعلیقات وغیرہ ہیں،ان کالموں کے علاوہ عالم اسلامی کے بلند مرتبہ علماء کرام ومحققین کے مضامین اس میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔جریدہ ''الرائد'' نے عربی ذوق کو پروان چڑھانے ،نوجوانوں میں اس ذوق کو عام کرنے اور عربی زبان میں لکھنے کا شوق پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طلبہ اور دوسرے مدارس کے نوجوان ہمیشہ اس میں اپنے مضامین کے ذریعے حصہ لیتے رہتے ہیں۔

جریدہ ''الرائد'' کے مقاصد:

ہم ذیل میں ایجاز واختصار کے ساتھ ان مقاصد کا ذکر کرتے ہیں، جن کو پورا کرنے کی جریدہ ''الرائد'' نے ہمیشہ کوشش کی ،وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔اسلام کی خدمت اور اس کی دعوت کو عام کرنے کے لیے جدو جہد۔

۲۔عربی زبان کی ترویج واشاعت۔

۳۔طلبہ اور نوجوان نسل کے لیے ایسے مواقع فراہم کرنا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو جلا دے سکیں۔

۴۔گمراہ کن ومنحرف افکار کی تردید اور نوجوان نسل کو ان کے فریب سے آگاہ وخبردار کرنا۔

۵۔ندوہ تحریک اور اس کے اغراض ومقاصد کو عام کرنا۔

۶۔عالمی دینی تحریکات وبین الاقوامی اسلامی حلقات اور اہم اسلامی شخصیات کا تعارف پیش کرنا۔

۷۔نوجوانوں میں عربی انشاء پردازی کا ملکہ پیدا کرنا اور اس ملک میں انہیں اسلامی صحافت میں عملی حصہ لینے پر آمادہ وتیار کرنا۔

جریدہ ''الرائد'' کی اہمیت:

ایک اعلیٰ وارفع پیغام لے کر جریدہ ''الرائد'' میدانِ صحافت میں داخل ہوا اور اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نے ہمیشہ مثالی صحافتی آداب کا لحاظ کیا۔عربی میں اس جریدے کا اجرا کرنے والوں نے ایک ایسے علاقے میں اُسے نکالا، جو عربی بولنے والے ممالک سے بہت دور واقع ہے۔ان کا مقصد مال کا کمانا نہیں، بلکہ یہ قدم اٹھانے پر انہیں جس چیز نے آمادہ وتیار کیا وہ اسلام اور عربی زبان کی خدمت تھا اور اس کی اس ملک میں نشر و اشاعت اور عربی بولنے والے ممالکِ اسلامیہ سے اتصال تھا۔وہ اس میں شائع ہونے والے مضامین کے معیار کو بلند کرنے اور بہترین طباعت وکتابت کے ساتھ اس کو نکالنے میں اس طرح کامیاب ہوئے کہ یہ جریدہ عالم عربی سے شائع ہونے والے جرائد کے شانہ بہ شانہ ہوگیا۔

جریدہ ''الرائد'' کی خدمات:

جریدہ ''الرائد'' نے اپنے نصب العین کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا اور اپنی پالیسی کے اعتبار سے غیر جانبدار رہا۔اس کا تعلق کسی بلاک، گروپ یا کسی بھی جماعت سے نہیں رہا۔اس کے آزادانہ وجرأتمندانہ اخباری تبصرے، اس کی تعمیری تنقید اور اپنے مقاصد کی توضیح وتشریح سے اُسے شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی۔جس وقت عالم عربی انتہائی سخت حالات سے گزر رہا تھا تو اس جریدہ نے عالمِ عربی کے خلاف سازشوں اور گمراہ کن کوششوں کا پردہ فاش کیا، حقیقی اسلام کی مدافعت کی اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا مطلق خیال نہ کیا۔

جریدہ ''الرائد'' نے کلمۂ حق کی بلندی کے لیے اپنی جدوجہد کو جاری رکھا اور عرب واسلامی ممالک کے ان لوگوں تک اپنی آواز پہنچائی، جو قومیت، اشتراکیت، اباحیت اور اخلاقی بگاڑ کے بھنور میں پھنسے ہوئے عیسائی مشنریوں کی سازشوں کا شکار تھے۔اس جریدے کے ذرائع کمزور اور امکانات محدود تھے، اس کے باوجود وہ اپنے لائحۂ عمل اور معین اہداف کے لیے آگے بڑھتا رہا، اپنا پیغام پہنچاتا رہا، اپنے مقاصد کے حصول کے لیے سعی وکوشش کرتا رہا اور مفکرِ اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی توجیہات پر عمل پیرا رہ کر اسلامی صحافت کی امانت کو بخوبی ادا کرتا رہا۔ہم یہاں اختصار کے ساتھ اس کی خدمات کو

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتے ہیں:

۱۔ ہندو بیرونِ ہند میں اسلام یا دعوتِ اسلام اور مسلمان داعیوں پر جب بھی حملے ہوئے اس نے ان کا دفاع کیا۔

۲۔ اس نے عالم اسلام میں موجودہ دینی تحریکات کا تعارف کرایا۔

۳۔ اس نے بغیر کسی مسلکی تعصب یا فکری میلان کے محققین و مفکرین کی تحقیقات کو اپنے صفحات میں پیش کیا۔

۴۔ اس نے نوجوان نسل میں اسلامی عربی صحافت کا ذوق پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

۵۔ اس میں عصری زندہ موضوعات اور مسائل و مشکلات پر تبصرہ اور ان کا حل پیش کیا جاتا رہا ہے۔

جریدہ ''الرائد'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم یہاں جریدہ ''الرائد'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اور ان کے لکھنے والوں کے نام پیش کرتے ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

تم حکومت کے طالب نہیں بلکہ اصلاح کے طالب بنو	امام حسن بناء
مسلم معاشرہ کا نشوونما اور اس کے خصائص	سید قطب شہید
علماء ودعاۃ کے لیے اصلاح کا افضل طریقہ	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی روشنی میں	محمد طیب قاسمی
کچھ دیر تحریک اسلامی کے ساتھ	جمال الدین عطیہ
اسلام کو حصولِ دنیا کا ذریعہ نہ بناؤ	مولانا سید محمد حسنی
اسلامی اعلیٰ اقدار ہی عالم اسلامی کے لیے خوشحالی کی ضامن ہیں	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
یہ جدید سامراج	ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
پاکستان میں اسلامی تحریکات کے لیے عوام کی تربیت اور اسلامی نظامِ حکومت کے لیے تیار کرنے کا مناسب موقع	مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسلامی عربی صحافت میں جریدہ ''الرائد'' کا مقام:

ہم یہاں جریدہ ''الرائد'' سے متعلق بعض آراء کا تذکرہ کرتے ہیں، تاکہ اس کا مقام معلوم ہو سکے۔

ڈاکٹر اسحاق احمد فرحان ''اردن'' سے اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ'' آپ کے لیے ہر طرح کامیابی وتوفیق کی دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے مؤقر جریدہ کی وجہ سے بہترین بدلہ عطا فرمائے، جو اسلام اور مسلمانوں کی زبردست خدمت انجام دے رہا ہے۔ میں آپ کے لیے ہر طرح کامیابی کا متمنی ہوں''۔

مشہور ادیب جناب عبدالحمید حمودہ جو قاہرہ کے نوجوان ادیبوں کی انجمن کے ممبر ہیں، اپنے خط میں تحریر کرتے ہیں کہ'' آپ کو یہ خط تحریر کرنے والے نے سعودی عرب سے شائع ہونے والے جریدہ ''المنہل'' میں آپ کے جریدہ ''الرائد'' کے بارے میں پڑھا۔ مجھے اس اسلامی پرچے کے ایک دو نسخے مطلوب ہیں، میں نے آپ کو جلدی سے خط لکھا اور اس مجلّے کے نسخے طلب کیے، تاکہ آپ کے اس مؤقر جریدہ کا مطالعہ کر سکوں''۔

جزائر سے سید عفیف محمد بن علی لکھتے ہیں کہ'' مجھے اس کی خوشی ہے کہ میں آپ کو اور جریدہ ''الرائد'' میں کام کرنے والے پورے عملہ کی سعی وکوشش پر خراجِ عقیدت پیش کروں اور آپ کا مشکور ہوں کہ آپ اس مجلہ کے ذریعے معرفتِ حق کے طالبین کے لیے حقائقِ اسلامیہ کو پیش کرتے ہیں اور اسلام پر اعتراضات وشبہات کا تسلی بخش جواب دیتے ہیں''۔

کوالالمپور، ملیشیا سے رابطہ عالم اسلامی کے مدیر عبدالجلیل حسن تحریر کرتے ہیں کہ'' میں دو سال سے جریدہ ''الرائد'' کا مطالعہ کر رہا ہوں، مجھے اس سے بہت فائدہ پہنچا، خاص طور سے وہ مضامین جو علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے انڈونیشیا میں عیسائی مشنریوں کی ریشہ دوانیوں سے متعلق تحریر کیے ہیں''۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(ج) مجلہ ”دعوۃ الحق“

آزادیِ ہند کے بعد عربی زبان پر خاص توجہ دی گئی۔ بہت سے اخبارات ورسائل نکلے۔ عربی صحافت کو کافی فروغ حاصل ہوا، عربی لکھنے اور بولنے والوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ ہندوستان میں عربی زبان کی طرف کافی بے توجہی تھی۔ بڑے بڑے علماء اور ارباب درس وتدریس اس کی طرف سے غافل تھے۔ یہ امتیاز دارالعلوم ندوۃ العلماء کو حاصل ہے کہ اس نے عربی زبان کو ایک زندہ زبان کی طرح پڑھنے کی دعوت دی اور بولنے کی قدرت وطاقت حاصل کرنے پر آمادہ کیا۔ وہاں سے ”الضیاء“، ”البعث الاسلامی“ اور ”الرائد“ جیسے رسائل ومجلّات جاری ہوئے۔ فروری ۱۹۶۵ء میں مجلہ ”دعوۃ الحق“ عربی کی اسلامی صحافت کو آگے بڑھانے اور ترقی دینے میں شامل ہوگیا۔ اُسے مولانا وحید الزماں کیرانوی (۱) نے دارالعلوم دیوبند (۲) سے نکالا۔ یہ مجلہ سال میں چار بار شائع ہوتا تھا۔ دس سال تک نکلنے کے بعد فروری ۱۹۷۵ء میں یہ مجلہ بند ہوگیا۔ ابتدا میں اس مجلّے کی ضخامت ۶۴ صفحات تھی، پھر ۸۰ صفحات پر شائع ہونے لگا۔ اس کا اداریہ ”افکار وخواطر“ کے عنوان سے شائع ہوتا تھا، اداریے کے بعد مقالات، ثقافتی وتعلیمی خبریں پھر مجلہ کی ڈاک ہوتی تھی۔

مولانا وحید الزماں کیرانوی نے اس مجلّے کو نکال کر ہندوستان میں عربی صحافت کی

---

(۱) مولانا وحید الزماں کیرانوی نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ ہندوستان میں عربی زبان کی ترویج واشاعت کے لیے بڑی خدمات انجام دیں۔ وہ پہلے شخص تھے، جنھوں نے عربی زبان کو دارالعلوم دیوبند میں ایک زندہ زبان کا درجہ دیا۔ ان کی کوششوں سے ایک پوری نسل پروان چڑھی، جو قرآن کریم کی عربی زبان میں مہارت رکھتی تھی۔ مولانا وحید الزماں جریدہ ”الکفاح“ کے بھی ذمہ دار رہے۔

(۲) دارالعلوم دیوبند کی بنیاد حاجی سید محمد عابد نے ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء میں رکھی، پھر مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اس کی ذمہ داری سنبھالی۔ دارالعلوم دیوبند ہندوستان کا ایک عظیم دینی ادارہ ہے اور یہاں کے فارغ علماء کا برصغیر ہند کے مسلمانوں کی دینی زندگی پر گہرا اثر ہے۔ دارالعلوم دیوبند نے برصغیر ہند کے مسلمانوں میں عقیدہ کی اصلاح، دعوتِ دین کی تبلیغ، علم نافع کی اشاعت اور ان کی زندگی سے بدعات وخرافات کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور کر رہا ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تحت إشراف صاحب الفضيلة الشيخ مولانا محمد طيب رئيس الجامعة

مجلة

دعوة الحق

مجلة عربية إسلامية تصدر عن جامعة دار العلوم بديوبند كل ثلاثة أشهر

رئيس التحرير المسؤل :

وحيد الزمان الكيرانوي

المدرس بدار العلوم ـ بديوبند

الاشتراك السنوي :

في الهند : خمس عشرة روبية

في الخارج : ما يعادلها، عدا أجرة البريد

لطلبة المدارس العربية : عشر ربيات

العدد الرابع / المجلد العاشر

صفر سنة ١٣٩٥ هـ

فبراير سنة ١٩٧٥ م

طبعت بمطبعة

دائرة المعارف العثمانية بحيدر آباد الدكن الهند

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبردست خدمت انجام دی۔ اس مجلّے کا عربی اسلوب انتہائی پاکیزہ تھا، اس میں قیمتی علمی بحثیں اور مقالات شائع ہوتے تھے۔ اس مجلّے نے ہندستان میں عربی صحافت کو آگے بڑھانے میں بڑا حصہ لیا۔

مجلہ ''دعوۃ الحق'' کے مقاصد:

مجلہ ''دعوۃ الحق'' کے دو اہم مقاصد تھے:

(۱) عربی بولنے والے ممالک میں دارالعلوم دیوبند کا تعارف۔

(۲) دارالعلوم دیوبند کے علمی سرمایے کو عربی میں منتقل کرنا۔

برصغیر میں دارالعلوم دیوبند نے علم و معرفت، دعوت و تبلیغ، مصالحِ دینیہ کی حفاظت اور دینی بیداری پیدا کرنے میں گرانقدر خدمات انجام دیں، اس لیے ضروری تھا کہ یہ مجلہ اس ذمّے داری کی ادائیگی کا بھی اہتمام کرے۔ اس مجلّے نے اپنے اغراض و مقاصد کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ''ہم مجلہ ''دعوۃ الحق'' کے ذریعے علماءِ دین کی سیرت اور ان کے کارناموں کو پیش کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ان کی دینی و علمی خدمات کا اعتراف کیا جاسکے اور عالمِ عربی واسلامی ان سے واقف ہوسکے، اسی طرح ہماری یہ بھی کوشش ہوگی کہ ہم اس کے ذریعے اہم دینی و علمی مضامین و مقالات اپنے ہندوستانی بھائیوں کے لیے پیش کریں''۔ (۳۴۶)

مجلہ ''دعوۃ الحق'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم یہاں مجلہ ''دعوۃ الحق'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین کی ایک مختصر فہرست پیش کرتے ہیں:

دنیوی زندگی کے بعد کیا ہے؟	محمد غزالی
انسانی تکوینی عناصر	بہی الخولی
سنن رواتب	حبیب الرحمٰن اعظمی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا	محمد طیب
اسلام میں فقر کا علاج زکوٰۃ ہے	یوسف القرضاوی
ہندوستان اسلام کی روشنی میں	قاضی اطہر مبارکپوری
یہودیوں کی اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی	وحید الزماں کیرانوی
العلم والعلماء	احتشام الحسن کاندھلوی
مولانا محمد قاسم کے ساتھ تھوڑی دیر	سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

مجلہ ''دعوۃ الحق'' کے بارے میں بعض علماء کی آراء:

ہم یہاں مجلہ ''دعوۃ الحق'' کے متعلق بعض علماء کی آراء پیش کرتے ہیں:

سعودی عرب کے مؤقر مجلہ ''المنہل'' کے بانی اورایڈیٹر اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ ''آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا اور ساتھ ہی اسلامی عربی مجلہ ''دعوۃ الحق'' کے پرچے بھی ملے، میں اپنے مجلّے کے ہم جنس اس مجلّے کے لیے کامیابی وتوفیق کی دعا کرتا ہوں''۔(۳۴۷)

مولانا محمد اسماعیل ندوی لکھتے ہیں کہ ''انتہائی مسرت وشادمانی کے ساتھ آپ کا مجلہ ''دعوۃ الحق'' موصول ہوا۔ میں اپنے ملک میں اس قسم کی ہر فکری وثقافتی جدید کوشش کوخوش آمدید کہتا ہوں۔ مجھے آپ کو یہ اطلاع دیتے ہوئے مسرت ہورہی ہے کہ اس مؤقر مجلّے کے زیادہ تر مضامین اپنے موضوع اور مواد کے اعتبار سے بڑے قیمتی اوراہم ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ مجلہ ہندوستان میں ثقافتِ اسلامیہ کو منتقل کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا''۔(۳۴۸)

مولانا عبدالحلیم ندوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''مجلہ ''دعوۃ الحق'' عربی میں کچھ عرصہ قبل ہی شائع ہونا شروع ہوا ہے۔اس مجلّے میں اپنے فن کے ماہر علماء کرام کے علمی مقالات اور قیمتی ودینی ابحاث ہوتی ہیں، تاکہ ان کی تحقیق، تدقیق اور آراء وافکار سے عرب ممالک بھی مستفید ہوں''۔(۳۴۹)

''انجمنِ ابحاثِ علمیہ''، حلب، شام کے مدیر ڈاکٹر محمد یحییٰ ہاشمی رقمطراز ہیں کہ ''انتہائی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مسرت ہے کہ آپ کے مؤقر پرچے کا پہلا شمارہ موصول ہوا۔ یہ مجلہ اسلامی و دینی، عمیق و دقیق اور محقق و مدلل مقالات پر مشتمل ہے"۔(۳۵۰)

(د) مجلہ "الجامعہ السلفیہ"

بنارس سے عربی میں شائع ہونے والا مجلہ "الجامعہ السلفیہ" ہندوستان کے مجلات میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس مجلّے کو مجلہ "الجامعہ السلفیہ" (۱) نے "صوت الجامعہ" کے نام سے شعبان ۱۳۸۹ھ موافق نومبر ۱۹۶۹ء بنارس سے نکالا لیکن جب اس کو نکالنے والے المدرسہ المرکزیہ کا نام تبدیل ہو کر مجلہ "الجامعہ السلفیہ" ہو گیا تو اس کا نام بھی تبدیل ہو کر "صوت الجامعہ" سے "الجامعہ السلفیہ" ہو گیا۔ یہ مجلہ پہلے سہ ماہی تھا پھر ماہنامہ ہو گیا۔ پہلے اس کی مجلسِ ادارت کی جو تشکیل ہوئی اس میں عبدالصمد شرف الدین، مقتدیٰ حسن ازہری اور عبدالرحمٰن رحمانی تھے، لیکن بعد میں یہ مجلس ختم کردی گئی اور اس کے ایڈیٹر مقتدیٰ حسن ازہری اور مساعد ایڈیٹر انیس الرحمٰن اعظمی ہو گئے۔ یہ دونوں جامعہ سلفیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے تھے۔ مجلہ کی ضخامت ۸۰ صفحات ہے۔ اس کے مستقل کالم ہدایتِ قرآن، فقہ السنۃ، اداریہ، مقالات اور عرض و نقد ہیں۔

مجلہ "الجامعہ السلفیہ" کے مقاصد:

ہم یہاں مجلہ "الجامعہ السلفیہ" کے پہلے صفحے پر مذکور مقاصد کو نقل کرتے ہیں:

۱۔ "اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی بلندی، اللہ تعالیٰ کے راستے پر گامزن ہونا، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑنا، فکری جانبداری اور مذہبی تعصب سے دوری، اسلام کے پیغام

(۱) "الجامعہ السلفیہ" کی تاسیس بنارس میں جماعتِ اہلِ حدیث کی زیر نگرانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء میں ہوئی۔ اس جامعہ کا قیام اس مقصد سے ہوا کہ شریعتِ اسلامیہ کے دونوں اساسی مصادر "قرآن و حدیث" کی تعلیم اسی نظریے سے دی جائے کہ یہ دونوں اسلام کی اساسی مصادر ہیں۔ اسی کے ساتھ دوسرے اسلامی، ادبی، اجتماعی اور علوم کی تعلیم کے ساتھ نیک و صالح داعیانِ اسلام کو تیار کرنا، بدعات اور غیر اسلامی عادات و تقالید سے مقابلہ بھی اس کے مقاصد میں داخل رہا۔ اس جامعہ کو ہندو بیرونِ ہند اور علمی و دینی حلقوں میں خاصی شہرت حاصل ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المجلد الحادي عشر
العدد الثاني
مايو ١٩٧٩م
جمادى الأخرى ١٣٩٩هـ

مجلة الجامعة السلفية

شهرية إسلامية أدبية

ملخص دعوة المجلة : عودة بالأمة إلى الكتاب والسنة

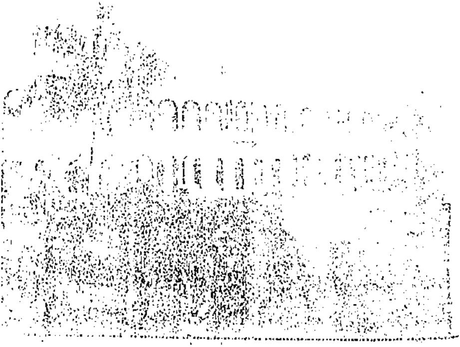

الجناح الشرقي المعروف بـ «كويت منزل» في الجامعة وفيه «منزل الزوار»

إدارة البحوث الإسلامية والدعوة والإفتاء
بالجامعة السلفية، بنارس (الهند)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تبلیغ واشاعت، رائے عامہ کو مبادی اسلام اور صحیح اسلامی تعلیمات کے لیے ہموار کرنا، شبہات کو ختم کرنا، اسلامی تعلیمات کے معیار کو بلند کرنا اور دینی ثقافت کو عام کرنا۔

۲۔ غیر اسلامی افکار ونظریات، گمراہ خیالات ومیلانات، الحاد وزندقہ اور تمام منکرات وشبہات کا مقابلہ کرنا اور علمی مضبوط و پختہ لیکن ایسے مناسب اسلوب میں ان کا جواب دینا جو زمانے کے مزاج کے موافق ہو، اسی طرح لغو وبے بنیاد اور سطحی وعامیانہ باتوں سے اجتناب کرتے ہوئے کسی ایسی چیز کی اشاعت سے گریز کرنا، جس میں مسلمانوں کو نقصان یا ان کی وحدت وتضامن کو خطرہ ہو۔

۳۔ اسلامی ادباء اور انشاء پردازوں کو تقویت دینا، ان کی نصرت ومدد کرنا اور انہیں آمادہ وتیار کرنا کہ وہ عصری موضوعات کو اختیار کریں، اسلامی اعلیٰ تعلیمات کی تشریح وتوضیح کریں، جرأت وبہادری اور ایمان واخلاص سے اسلام اور اسلامی اقدار کا دفاع کریں۔

۴۔ مسلم نوجوانوں میں دینی روح کو بیدار کرنا اور اسلامی سمجھ بوجھ پیدا کرنا، وسیع اسلامی ثقافت سے ان کو آراستہ کرنا اور انہیں قلم وزبان کے معرکے میں حصہ لینے کے لیے تیار کرنا، عام مسلمانوں کو شریعت اسلامیہ کے امتیازات بتانا اور اس کے دونوں مصادر کتاب اللہ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹنے کی دعوت دینا۔

۵۔ ہندوستانی مسلمانوں میں دینی، اسلامی اور عربی علوم ومعارف کی اشاعت وترویج، مثقف وتعلیم یافتہ طبقے میں عربی زبان کو عام کرنا اور خطابت وکتابت میں ان کا معیار بلند کرنا۔

۶۔ موجودہ مسائل اور درپیش مشکلات میں مسلمانوں کی صحیح دینی رہنمائی کرنا، تاکہ وہ ہدایت یافتہ ہو کر دینی بصیرت کے ساتھ صحیح راستے پر گامزن ہو سکیں''۔ (۳۵۱)

مجلہ ''الجامعۃ السلفیہ'' کی اہمیت:

ہندوستان کی عربی اسلامی صحافت میں اس مجلّے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اُسے علمی حلقوں اور خاص طور سے عالم اسلامی کے سلفی حلقے میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ مجلہ سلفی فکر کے ترجمان کی حیثیت رکھتا ہے اور ہمیشہ اس فکر سے متعلق قیمتی وعلمی مقالات

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مضامین شائع کرتا ہے۔ جدید عربی صحافت کو ہندوستان کی موجودہ نسل میں نشر کرنے پر یہ مجلہ دادو تحسین کا مستحق ہے۔

مجلہ ''الجامعہ السلفیہ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم ذیل میں مجلہ ''الجامعہ السّلفیہ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین اور ان کے لکھنے والوں کے نام کی ایک مختصر فہرست دے رہے ہیں:

اسلامی اتحاد	شیخ عبدالعزیز بن باز
مرکزی جامعہ کے نوجوان	عبداللہ العقیل
ایک پیغام پردہ اور بے پردگی کے مسئلہ میں	محمد تقی الدین ہلالی
نوجوان اور جماعت	عبدالبدیع صقر
اسلام اور مادی نظریات میں اختلاف کی بنیادیں	عبدالحلیم عویس

(ھ) جریدہ ''الکفاح''

عرب ممالک سے تعلقات کی خوشگواری کی نیت سے اہل ہند کا عربی زبان کی طرف میلان اور جھکاؤ بہت بڑھ گیا اور عربی صحافت کی کامیابی کے بعض تجربوں نے بھی اس میلان کو مزید تقویت دی۔ جمعیتِ علماء ہند کے ذمہ داروں کے ذہن میں ایک پندرہ روزہ عربی جریدہ نکالنے کا خیال پیدا ہوا، تاکہ ممالکِ عربیہ میں جمعیتِ علماء ہند کے اغراض ومقاصد کا تعارف ہو۔ اس مقصد سے جمعیتِ علماء ہند کے ذمہ داروں نے جریدہ ''الکفاح'' کے نام سے پندرہ روزہ اخبار جنوری ۱۹۷۳ء میں نکالا۔ دہلی سے یہ پرچہ نکلنا شروع ہوا، اس کے نگراں ورئیس مولانا وحید الزماں کیرانوی اور ایڈیٹر الطاف الرحمٰن اعظمی ہوئے۔

جریدہ کے پہلے صفحے پر جمعیتِ علماءِ ہند سے متعلق خبریں اور اس کی سرگرمیاں ہوتی تھیں، اس کے بعد عالم عربی کی خبریں، پھر مقالات ومضامین اور اخیر میں بچوں کے لیے ایک صفحہ عربی ڈکشنری کا ہوتا تھا۔ یہ جریدہ درمیانی سائز کے ۸ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

VOL NO.2 ISSUE NO 9

المشرف على التحرير
وحيد الزمان الكيرانوي
عنوان المراسلة
الكفاح - دار العلوم - ديوبند

العدد التاسع - السنة ٢

الكفاح
جريدة نصف شهرية

الاشتراكات
في الهند ١٥ روبية
في الخارج : ما يعادلها
الثمن ٧٥ بيسة

٥٥ الشيخ أسعد المدني

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جریدہ ''الکفاح'' کے مقاصد:

ہم ذیل میں اس جریدہ کے مقاصد کو اختصار سے بیان کرتے ہیں:

۱۔ جمعیتِ علماءِ ہند کی سرگرمیوں سے عرب ممالک کو روشناس کرانا۔

۲۔ جمعیت کے نقطۂ نظر سے ملک کے حالات اور یہاں رونما واقعات کو بیان کرنا اور ان پر تبصرہ و تحقیق۔

۳۔ اسلامی مضامین کی اشاعت۔

۴۔ اس ملک میں عربی زبان کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشش۔

جریدہ ''الکفاح'' کی اہمیت:

جریدہ ''الکفاح'' کی اس ملک میں اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، مولانا وحید الزماں کیرانوی جیسا ماہر شخص اس جریدہ میں لکھنے اور اس کی نگرانی کرنے کے لیے مل جانے کی وجہ سے یہ جریدہ اپنے تمام نشریات، مقالات اور طباعت و کتابت میں بلند مقام تک پہنچ گیا۔ جب یہ جریدہ جمعیتِ علماءِ ہند کی طرف سے شائع ہوتا تھا تو اس کی الگ ہی ایک شان تھی، بعد میں یہ شان باقی نہ رہ سکی البتہ اس جریدہ نے ہندوستانی مسلمانوں میں عربی کا ذوق اور بولنے لکھنے کی صلاحیت پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

جریدہ ''الکفاح'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم ذیل میں جریدہ ''الکفاح'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین کی ایک مختصر فہرست دے رہے ہیں:

جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، الریاض، میں منعقد فقہِ اسلامی کانفرنس کی منظور شدہ تجاویز اور فیصلے۔

اسلام کا خاندانی نظام۔

اسلام کا اقتصادی نظام۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ دہلوی کے افادات۔

اسلام اور زوجین کے مسائل۔

ہندوستان میں اسلامی وعربی علوم کی تعلیم۔

ہندوستان میں دعوۃ اسلامیہ پر ایک نظر۔

اسلام مذہب اور تہذیب بھی ہے۔

عہدِ مملوکی میں علم حدیث کا ارتقاء۔

اسپین میں مسلمان۔

بیت المقدس کی تاریخ۔

اسلام اور عصر حاضر کے چیلنج۔

اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈہ۔

ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کے عوامل۔

جمعیتِ علماءِ ہند اور عربی مسائل۔

موجودہ ہندوستان میں اسلام۔

(و) جریدہ ''الدعوۃ''

جریدہ ''الدعوۃ'' عربی میں جماعتِ اسلامی، ہند کا ترجمان رہا ہے۔ اپریل ۱۹۷۵ء میں یہ جریدہ دہلی سے شائع ہونا شروع ہوا، اس کے ایڈیٹر مولانا سلمان ندوی تھے۔ جماعت اسلامی کے ترجمان ہونے کی وجہ سے اس میں جماعتِ اسلامی کے مسائل اور اس کی سرگرمیوں کو پیش کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اس میں علمی وفکری موضوعات بھی ہوتے تھے۔ ایڈیٹر کے اداریے بہت اچھے اور واضح ہوتے تھے، ان میں شیرینی ولطافت اور توازن وسنجیدگی ہوتی تھی۔ عرب ممالک میں اس جریدے کو ایک مخصوص حلقے میں خاص مقبولیت حاصل تھی۔ یہ جریدہ پندرہ روزہ تھا اور متوسط تقطیع کے ۸ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

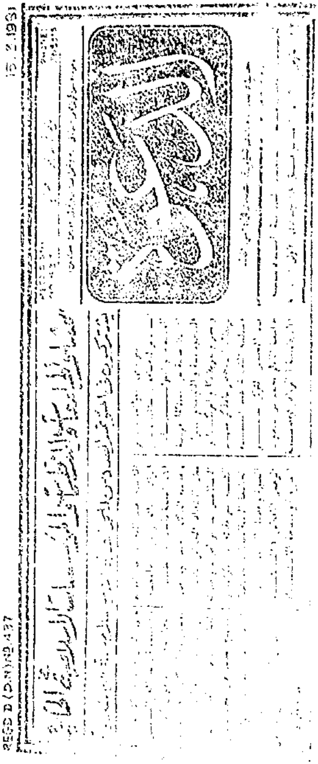

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جریدہ ''الدعوۃ'' کے مقاصد:

جماعتِ اسلامی کا ترجمان ہونے کی وجہ سے یہ جریدہ جماعت کی فکر و دعوت کو عام کرتا تھا۔ ہم حسبِ ذیل نقاط میں اس کے مقاصد کو بیان کرتے ہیں:

۱۔ اسلام سے متعلق فکرِ اسلامی کو پیش کرنا۔

۲۔ اسلامی نظامِ فکر کی وضاحت کرنا۔

۳۔ مسلمانوں کو اسلام کی طرف لوٹنے کی دعوت دینا۔

۴۔ نوجوانوں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانا۔

۵۔ جماعتِ اسلامی کی خدمات و مقاصد کا بیان کرنا۔

۶۔ عربی اسلامی ممالک سے فکری و ثقافتی تعلقات مضبوط کرنا۔

۷۔ عالمِ اسلامی کی خبریں اہلِ ہند تک اور ہندوستانیوں کی خبریں عالمِ اسلام تک پہنچانا۔

۸۔ مسلمانوں کے مسائل کا علاج اور اس کا مناسب حل پیش کرنا۔

۹۔ ہندوستان میں عربی زبان کی نشر و اشاعت کے لیے کوشش کرنا۔

اسلامی عربی صحافت میں جریدہ ''الدعوۃ'' کا مقام:

عربی زبان میں ہندوستان سے نکلنے والے جرائد و مجلات میں جریدہ ''الدعوۃ'' کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے، اپنے معیار، اسلوب اور فکر کے لحاظ سے وہ اس زمانے کے بہت سے جرائد پر فوقیت رکھتا تھا۔ بہت سے جرائد ایسی جماعتوں کے افکار و خیالات کو پیش کرتے رہتے ہیں، جن کا دور ختم ہو چکا ہے، اب ان کا ذکر عظمتِ ماضی کو یاد دلانے کے علاوہ اور کچھ نہیں، اس قسم کے جرائد کسی بھی دعوت یا تحریک کے علمبردار نہیں ہوتے، لیکن جریدہ ''الدعوۃ'' کے پیشِ نظر ہمیشہ اہم مقاصد رہے۔ اس نے ہمیشہ بہترین اندازِ بیان میں جماعتِ اسلامی کے مقاصد کو بیان کیا اور جدید موضوعات پر تحقیقی کام کیا۔

جریدہ ''الدعوۃ'' جماعتِ اسلامی کا ترجمان، احیاءِ اسلام کا علمبردار، اعلیٰ ترین

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسلوب میں عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق عصری زندہ موضوعات پر لکھنے والا اور ہند وبیرونِ ہند اسلامی تحریکوں کی سرگرمیوں کو پیش کرنے والا اور ان کا دفاع کرنے والا جریدہ تھا۔ اس نے واضح اور جرأتمندانہ مضامین کے ذریعے ہندو مسلم فسادات پر لکھا، مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے ،ان کا وجود ختم کرنے اور بزورِ طاقت وقوت ان کا صفایا کرنے اور حکومت کی طرف سے ان شرپسند و مفسد عناصر کی پشت پناہی اور بیجا طرفداری کا پردہ فاش کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ جریدہ ''الدعوۃ'' کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے عربی زبان میں وضاحت وتفصیل سے اس مسئلے کو بیان کیا۔

اس جریدے نے ایسے مقالات وابحاث پیش کیے، جن میں تباہ کن نظریات وتصورات کا جواب دیا اور وہ ممالک جو ایسے غلط ومہلک نظامِ سیاست وتمدن پر ایمان رکھتے اور بین الاقوامی مسلمہ انسانی حقوق کی نہ تو خود پاسداری کرتے اور نہ ان کی تنفیذ وترویج ہونے دیتے، اس جریدے نے انہیں اپنی شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ جریدے نے اپنے بلند معیار، اعلیٰ اسلوب اور مسائل ومشکلات کے حل کے اعتبار سے بلند مقام حاصل کیا۔ لیکن کتابت وطباعت کے اعتبار سے یہ جریدہ بلند معیار قائم نہ کرسکا، ہوسکتا ہے کہ اُسے ایسے لوگ نہ مل سکے ہوں جو اعلیٰ معیار سے اُسے شائع ہونے میں مدد دے سکتے ہوں۔

جریدہ ''الدعوۃ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم ذیل میں جریدہ ''الدعوۃ'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین کی ایک مختصر فہرست پیش کرتے ہیں:

روس کا افغانستان پر حملہ بین الاقوامی سازش کا جز ہے۔

انشاء اللہ پندرہویں صدی اسلامی صدی ہوگی۔

جدید چیلنج کا مقابلہ صرف اسلام ہی کرسکتا ہے۔

قرآن کریم کے وسیع دامن میں (تفہیم القرآن سے ترجمہ)۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افغانستان میں روسی مداخلت پر راجدھانی دہلی میں احتجاجی جلسہ۔

جماعتِ اسلامی کے خلاف پروپیگنڈہ جھوٹ وفریب پر مبنی ہے۔

امیر جماعتِ اسلامی نے کہا ''جماعت کی سرگرمیاں پوری دنیا میں ہیں''۔

مہاراشٹر میں جماعتِ اسلامی کی مجلسِ شوریٰ کی قرارات۔

امیر جماعت کا دورۂ جنوبی ہند۔

مولانا مودودی کی فکری خدمات۔

بھائیو! تم ان مساکین کے ذمہ دار ہو جو نجات وخلاصی کا راستہ نہیں جانتے۔

شرک کی حقیقت (قسطوں میں)۔

(ز) جریدہ ''الداعی''

دارالعلوم دیوبند مجلہ ''دعوۃ الحق'' کے ذریعے عربی صحافت میں داخل ہوا۔ ۱۹۷۵ء میں دس سال نکل کر یہ مجلہ بند ہوگیا۔ لیکن دارالعلوم نے اس خسارے کو جلد پورا کرلیا اور پندرہ روزہ ''الداعی'' جون ۱۹۷۶ء سے نکالنا شروع کیا، جس کے ایڈیٹر پہلے وحید الزماں کیرانوی تھے۔ ان کے بعد بدرالحسن قاسمی اس کے ایڈیٹر ہوئے۔ اس وقت اس کے ایڈیٹر مولانا نور عالم خلیل امینی ہیں۔ اس کے مستقل کالم عالم عربی کی خبریں، اخبار وتعلیق، مقالات اور ڈکشنری کا ایک صفحہ ہیں۔ یہ جریدہ ۸ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔

جریدہ ''الداعی'' کے مقاصد:

جریدہ ''الداعی'' کے حسبِ ذیل مقاصد تھے:

۱۔ عرب ممالک میں دارالعلوم کا تعارف۔

۲۔ اسلامی موضوعات پر تحقیقی مقالات۔

۳۔ ہندوستان میں عربی زبان کی نشر واشاعت۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جریدہ ''الداعی'' کی اہمیت:

جریدہ ''الداعی'' نے ملک میں عربی زبان کی نشر واشاعت میں سرگرم حصہ لیا، مجلہ ''دعوۃ الحق'' کے بند ہونے سے جو جگہ خالی ہوئی تھی، اُسے پُر کیا، اسلامی موضوعات پر علمی وتحقیقی مقالات پیش کیے۔

جریدہ ''الداعی'' میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے عناوین:

ہم ذیل میں جریدہ ''الداعی'' میں شائع ہونے والے بعض مقالات کے عناوین اوران کے لکھنے والوں کے نام تحریر کررہے ہیں:

مقاماتِ مقدسہ اوراسلامی تضامن	قاری محمد
اقتصادی مشکلات میں اسلام کا موقف	محمد الشیخ
ہندوستان میں علومِ عربیہ اسلامیہ کی تعلیم	محی الدین الوائی
قرآن کریم میں ایک حرف زائد نہیں ہے	محمد یوسف بنوری
مسجد کا پیغام	منت اللہ رحمانی
امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری	بدر الحسن قاسمی
ہندوستان میں مغرب ومشرق کی کشمکش	تفضیل احمد قاسمی
دین اسلام کی ذمہ داری	عتیق الرحمٰن
اسلامی دعوت بیسویں صدی میں	ابوالعاص وحیدی
یہودی تاریخ کا ایک ورق	سعید احمد اکبرآبادی
چاروں اناجیل اورقرآن کریم	محمد منظور نعمانی
دین میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ	حبیب الرحمٰن اعظمی
اسلام اوراشتراکیت کے درمیان بنیادی فرق	حامد انصاری

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں عورت کا مقام — کلیم الدین خان

دار العلوم دیوبند کا پیغام اور مقاصد — وحید الزماں کیرانوی

جریدہ ''الداعی'' کے متعلق بعض علماء کی آراء:

ڈاکٹر احمد عبد القادر جو عبد العزیز یونیورسٹی، جدہ میں امورِ طلبہ کے ذمہ دار ہیں، جریدہ ''الداعی'' کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ ''مجھے جریدہ ''الداعی'' کے دوسرے سال کا اکیسواں شمارہ موصول ہوا، جب میں نے اس میں روشن افکار وخیالات اور بلند ترین اسلامی مبادی ونظریات دیکھے تو مجھے بہت مسرت ہوئی۔ عالمِ اسلام کی خبروں کا اہتمام، مسائل ومشکلات کی تحلیل اور اس کے جاذبِ قلب ونظر اسلوبِ نگارش کو دیکھ کر بھی انتہائی مسرت ہوئی''۔(۳۵۲)

جناب قاسم یوسف الشیخ (نادی الاصلاح البحرینی العربی) نے تحریر فرمایا کہ ''آپ کے موقر جریدے کے بعض شمارے دیکھنے کو ملے، ان میں اعلیٰ وارفع اسلامی روح اور تابناک اسلامی فکر کا مطالعہ کیا۔ ہمیں اس وقت اور بھی خوشی ہوئی جب ہم نے اس جریدے میں حضرت مولانا قاری محمد طیب اور دوسرے علماء وفضلاءِ ہند کے قیمتی اور بیش بہا مضامین دیکھے''۔(۳۵۳)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات ورسائل

ہم نے اس سے قبل اس زمانے میں شائع ہونے والے اہم اخبارات ورسائل کا تذکرہ کیا۔اب ہم ان اخبارات ورسائل کا ذکر کرتے ہیں، جو سابقہ اخبارات ورسائل کے معیار کے نہیں ہیں ۔ البتہ ان میں بعض وہ اخبارات ورسائل ہیں، جو مقبولیت کا ایک مقام رکھتے تھے۔ان پر کسی قدر روشنی ڈالیں گے:

مجلہ ''الحسنات'':

مجلہ''الحسنات'' رامپور سے جنوری ۱۹۴۷ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔اس کے ایڈیٹر ابو سلیم محمد عبدالحی تھے۔اس مجلہ میں دینی، علمی، فکری اور تاریخی مقالات شائع ہوئے۔ مجلہ کے پہلے صفحے پر یہ عبارت لکھی ہوتی: إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ (ھود:۱۱۴) (بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں)۔

ہم اس مجلے میں بعض مقالات کے عناوین اوران کے لکھنے والوں کے نام نقل کرتے ہیں:

اقامتِ دین ایک ذمہ داری ہے	محمد اشفاق عادل
ہندوستان میں عربی مدارس	ڈاکٹر سالم قدوائی
اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامات	صدر الدین اصلاحی
خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اشخاص	طلحہ ابو سلمٰی ندوی

جریدہ ''تعمیر'':

مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی نے'' تعلیماتِ اسلام'' کے نام سے ایک ادارہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لکھنؤ میں قائم کیا۔ کچھ ہی عرصے میں یہ ادارہ اسلامی سرگرمیوں کا ایک اہم مرکز بن گیا۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اس ادارے نے ایک پندرہ روزہ جریدہ ''تعمیر'' کے نام سے مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی اور مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی ادارت میں شائع کیا۔ ''اس جریدے کا مقصد ملکی حالات کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں جو دہشت و خوف پیدا ہو گیا تھا اُسے ختم کرنا تھا۔ اس جریدے نے مسلمانوں کو ملک چھوڑ کر جانے سے روکا اور ثابت قدمی و دلیری سے حالات کا مقابلہ کرنے کی دعوت دی،، (۳۵۴)۔ یہ جریدہ زیادہ مدت تک نہ نکل سکا۔

جریدہ ''نشانِ منزل'':

پندرہ روزہ ''نشانِ منزل'' دارالعلوم تاج المساجد، بھوپال کے ترجمان کی حیثیت سے اردو میں محرم ۱۳۶۸ھ موافق نومبر ۱۹۴۸ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے اہم مقاصد میں اسلامی دعوت کو عام کرنا اور صحیح اسلامی فکر کی نشر و اشاعت تھا۔ یہ جریدہ مولانا محمد عمران خان ندوی ازہری (۱) کی نگرانی میں شائع ہوتا تھا۔ اس کے ایڈیٹر محمد غضنفر علی خان تھے، پھر بعد میں اس کے ایڈیٹر تبدیل ہوتے رہے اور غضنفر علی خان اس کے مدیرِ مسؤل

---

(۱) مولانا محمد عمران خان ندوی ازہری ہندوستان اور ممالکِ اسلامیہ کی ایک مشہور و معروف شخصیت تھے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ اور مصر کی ازہر یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ایک عرصے تک ندوہ کے مہتمم رہے۔ پھر اپنے احباب کے ساتھ بھوپال میں دارالعلوم تاج المساجد کی بنیاد رکھی۔ نامکمل و شکستہ حال تاج المساجد کو تکمیل تک پہنچایا اور علم دین کی خدمت میں اپنی ساری زندگی صرف کر دی۔ ان کی وفات ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں ہوئی۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ۔ مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ ''برصغیر ہند میں علم اور امتِ اسلامیہ کی خدمت کے اعتبار سے مولانا محمد عمران خان ندوی کی شخصیت مشہور و معروف ہے۔ مولانا صفاتِ حسنہ اور اخلاقِ عالیہ سے متصف تھے۔ انہوں نے بھوپال میں دارالعلوم تاج المساجد کی بنیاد رکھی اور بھوپال میں تبلیغی جماعت کے ذمہ دار رہے،،۔ (کلیم الرحمٰن خان ندوی: مولانا سلمان خان، نقوش و تاثرات: مقدمہ د)۔ ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن ندوی اعظمی نے تحریر فرمایا کہ ''مولانا محمد عمران خان ندوی نے دارالعلوم تاج المساجد کی امارت کی ذمہ داریاں ایک عرصہ تک انجام دیں، اس دارالعلوم کی خدمت اور مسجد کی تعمیر و توسیع میں زبردست کام کیا، اپنی زندگی کو ان ہی کاموں کے لیے وقف کر دیا تھا۔ شاہجہاں بیگم کی غیر مکمل مسجد تاج المساجد کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا، مسجد کے گنبد، تشنہ نامکمل مینارے، شکستہ چھت اور دوسرے تعمیری کام انتہائی لگن، جوش، محنت، اعلیٰ ہمت اور بلند ارادہ کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ وسائل و اسباب کی کمی کے باوجود اس مردِ کامل نے وہ کام کر دکھایا جو دوسرا شخص اسباب و وسائل کی فراہمی کے باوجود مشکل ہی سے کر سکتا تھا،،۔ (کلیم الرحمٰن خان ندوی: مولانا سلمان خان، نقوش و تاثرات: ص ۱۴۷ تا ۱۴۸)۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دار العلوم تاج المساجد بھوپال کا دینی، علمی، اصلاحی ترجمان

پندرہ روزہ

نشانِ منزل

بھوپال

خاص نمبر

بہ یاد

اجلاس ششم آل انڈیا اسلامک اسٹڈیز کانفرنس

منعقدہ دار العلوم تاج المساجد بھوپال

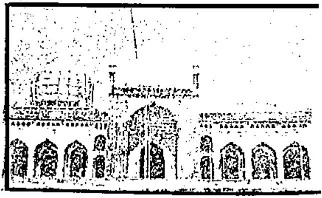

تاج المساجد بھوپال کے نو تعمیر گنبد

ترتیب خصوصی شمارہ

ڈاکٹر مسعود الرحمٰن خان ندوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ جریدہ بڑے سائز کے دس صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ ہر سال ایک خاص نمبر کسی خاص موضوع پر شائع ہوتا تھا، جو تقریباً ایک سو پچاس صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس کے بعض خاص نمبروں کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، مثلاً دراساتِ اسلامیہ کانفرنس نمبر، شیخ طریقت محمد یعقوب مجددی نمبر، اور تاج المساجد نمبر وغیرہ۔

جن حضرات کی ادارت میں یہ جریدہ نکلتا رہا ان میں بالترتیب مولانا اشفاق صاحب، ڈاکٹر ظہیر زیدی، مولانا محمد سلمان خان ندوی (۱) مولانا محمد یعقوب ندوی، مولانا حبیب ریحان خان ندوی ازہری، مولانا احسن علی خان ندوی، مولانا محمد منصور نعمانی ندوی اور مولانا سید شرافت علی ندوی وغیرہ تھے۔

---

(۱) مولانا محمد سلمان خان ندوی (مصنف کتاب کے والد محترم اور مولانا عمران خان ندوی ازہری کے چھوٹے بھائی) ۹ جنوری ۱۹۲۸ء کو بھوپال میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم تاج المساجد بھوپال میں تدریسی خدمات انجام دیں اور یہاں کے مہتمم بھی رہے۔ انہوں نے اپنے بڑے بھائی مولانا عمران خان ندوی ازہری کے ساتھ مل کر دارالعلوم کی تعلیمی سرگرمیوں اور دوسری ذمہ داریوں کو برابری سے اٹھایا اور مسجد کی تعمیر و تکمیل میں ہمیشہ اپنے بھائی کے دستِ راست رہے، بڑے عالی ہمت اور پختہ ارادہ والے تھے، انہوں نے اپنی ساری زندگی علم و دین کی خدمت اور تاج المساجد کی تکمیل میں گزاردی جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ ۱۷ مئی ۱۹۹۱ء کو وفات پائی۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ۔ مفکرِ اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ "مولانا محمد سلمان خان ندوی اپنی ان خاندانی خصوصیات کے ساتھ جو خاندان کے افراد میں تقریباً مشترک ہیں، جن میں دینداری، صحتِ اعتقاد، حفظِ قرآن کی سعادت، علومِ دینیہ سے واقفیت، دین کی خدمت کا جذبہ، باہمی ربط و تعاون اور دارالعلوم ندوۃ العلماء سے انتساب خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، مرحوم کی سب سے بڑی خصوصیت ان کی قوتِ عمل، احساسِ ذمہ داری، فرض شناسی اور انتھک کوشش ہے، جس کا سب سے بڑا مظہر اور شاہد عدل "تاج المساجد کی تعمیر نو" کا کارنامہ ہے، جس میں وہ اپنے برادر بزرگ کے دستِ راست اور قوت و بازو تھے"۔ (ڈاکٹر کلیم الرحمٰن خان ندوی : مولانا سلمان خان، نقوش و تاثرات، ص ھ)۔ ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ "مولانا محمد سلمان خان ندوی دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فارغ اور اس کے ابناء قدیم میں سے تھے۔ انہوں نے دارالعلوم تاج المساجد کی خدمت کے لیے اپنی زندگی وقف کردی تھی۔ وہ دارالعلوم کے ان مخلص ذمہ داروں میں سرِ فہرست تھے، جو دارالعلوم کے ہر ذمہ داری اٹھانے کی اہلیت بھی رکھتے تھے اور اُسے بحسن خوبی انجام بھی دیتے تھے، جب وہ دارالعلوم کے نائب مہتمم ہوئے تو انہوں نے اپنی ساری طاقت و قوت اور اپنی تمام صلاحیتوں کو تعلیم کے معیار کو بلند کرنے، طلبہ و اساتذہ کی ہر طرح خدمت کرنے اور ان کے لیے ہر سہولت و آسانی مہیا (باقی اگلے صفحے پر)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس جریدے کے اہم کالم یہ تھے،قرآن کریم کی تفسیر،حدیث نبویؐ کی تشریح وتوضیح، تاریخِ اسلام کے سبق آموز وعبرت آمیز واقعات اور عالم اسلامی سے متعلق اہم خبریں۔

مجلہ ''ثقافۃ الھند'' (عربی):

مجلہ ''ثقافۃ الھند'' حکومتِ ہند نے عرب ممالک سے ثقافتی تعلقات کی استواری کی غرض سے عربی زبان میں نکالنا شروع کیا۔اس مجلّے میں اکثر اہم اسلامی موضوعات بھی شائع ہوتے تھے۔

یہ مجلہ جنوری ۱۹۵۰ء میں مولانا ابوالکلام آزاد کی زیرِ نگرانی نکلنا شروع ہوا۔اس کے ایڈیٹر عبدالرزاق ملیح آبادی ندوی تھے، بعد میں اس کے ایڈیٹر تبدیل ہوتے رہے۔یہ مجلہ سال میں چار بار شائع ہوتا تھا۔اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ''ترجمان القرآن''

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ) کرتے میں تمام کوششیں صرف کردیں''۔(ڈاکٹر کلیم الرحمٰن خان ندوی: مولانا سلمان خان، نقوش وتاثرات، ص ۱۴۸)۔ایک دوسری جگہ ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ ''مولانا محمد عمران خان ندوی نے بھوپال کی تاج المساجد کی تکمیل اور اپنے ساتھ پہلو بہ پہلو کام کرنے کے لیے اپنے چھوٹے بھائی مولانا محمد سلمان خان ندوی کو جو اپنے عزم وارادہ اور علمی صلاحیتوں کے اعتبار سے مشہور ومعروف تھے منتخب فرمایا،مولانا محمد سلمان خان ندوی اپنے بھائی کی توقع سے بھی زیادہ کارآمد ثابت ہوئے اور انہوں نے دارالعلوم تاج المساجد کے تمام کاموں میں انتہائی اخلاص اور طلبِ رضائے الٰہی کی غرض سے پوری پوری مدد کی۔مولانا محمد سلمان خان ندوی بیک وقت ان کے بھائی،مددگار،معاون اور انتہائی قابلِ ثقہ رہے''۔(ڈاکٹر کلیم الرحمٰن خان ندوی: مولانا سلمان خان،نقوش وتاثرات،ص ۱۴۸)۔جناب حفیظ اللہ خان عرف نواب میاں جو دارالعلوم تاج المساجد کی مجلسِ شوریٰ کے ممبر اور دارالعلوم سے بڑا تعلق رکھنے والے تھے،مولانا محمد سلمان خان ندوی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ''ایک خاص بات ان کے اندر یہ تھی کہ جس کام میں لگ جاتے تھے اس میں دل وجان سے محنت کرتے اور اپنا سب کچھ اس میں لگا دیتے تھے،تعمیر تاج المساجد میں انہوں نے جس طرح اپنے جوہر دکھائے ہیں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی،میں نے خود کئی باران کو تعمیری کاموں میں اس طرح مصروف دیکھا کہ ان کو اپنے جسم وجان کی پرواہ نہیں رہتی تھی،کبھی تاج المساجد کے صحن میں،کبھی چھت پر،کبھی مینارے پر،بار بار اس طرح آتے جاتے اور چڑھتے اترتے رہتے تھے کہ حیرت ہوتی تھی۔مولانا محمد عمران خان تو ان کی کارکردگی کو دیکھ کر فرماتے تھے کہ سلمان میاں 'جنات' ہیں''۔(ڈاکٹر کلیم الرحمٰن خان ندوی: مولانا سلمان خان نقوش وتاثرات،ص ۲۲۔۲۳)۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے عنوان سے عربی میں ترجمہ ہو کر شائع ہوتی تھی۔ عبدالحمید نعمانی اردو سے عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ تفسیر کے علاوہ ان کی دوسری کتابوں کے بھی تراجم اس میں شائع ہوتے رہتے تھے۔

مجلہ "دارالعلوم":

ماہنامہ "دارالعلوم" دارالعلوم دیوبند کا ترجمان اپریل ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا۔ اس کے ایڈیٹر علامہ انور شاہ کشمیری کے صاحبزادے سید از ہر شاہ قیصر تھے اور نگراں مولانا قاری محمد طیب تھے۔ یہ اب بھی مولانا حبیب الرحمن قاسمی کی ادارت میں پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔

مجلہ "دارالعلوم" کے مقاصد میں علم ودین کی خدمت انجام دینا، سنت نبویہ کو رائج کرنا، بدعات ودینی انحرافات کو ختم کرنا اور دارالعلوم دیوبند سے متعلق خبریں نشر کرنا ہے۔ عوام میں اس کو مقبولیت حاصل رہی ہے۔

مجلہ "نور":

مولانا ابو سلیم محمد عبدالحی نے ماہنامہ "نور" رامپور سے ۱۹۵۳ء میں نکالا۔ یہ مجلہ بڑے اور سمجھدار بچوں کے لیے نکالا گیا۔ اس کی ضخامت کتابی سائز میں ۱۱۵ صفحات ہوتی۔ اس کے مستقل کالموں میں اداریہ، سیرت، اسلاف کے قصے، معارف عامہ، مقابلے اور نور کلب ہوتے ہیں۔

مولانا محمد منظور نعمانی نے اس کی بابت تحریر فرمایا کہ "یہ مجلہ بچوں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے لیے ایسا تربیتی مواد پیش کرتا ہے، جسے بچوں کے ذہن بغیر کسی دقت ودشواری کے قبول کر لیتے ہیں۔ یہ کام آسان نہیں ہے، اس میدان میں جن لوگوں کو خاص مہارت حاصل ہے، ان میں مولانا محمد عبدالحی ہیں، جنھوں نے پہلے رام پور سے "الحسنات" نکالا، لیکن جب اس کا معیار بلند ہو گیا تو انھوں نے ماہنامہ "نور" نکالنا شروع کیا"۔ (۳۵۵)

مجلہ "البلاغ":

"انجمن خدام النبی صلی اللہ علیہ وسلم" نے ایک دینی وعلمی اور اصلاحی ودعوتی ماہ نامہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''البلاغ'' بمبئی سے جون ۱۹۵۴ء میں نکلنا شروع کیا۔ اس کے ایڈیٹر شروع میں حامد الانصاری غازی تھے، پھر ان کی جگہ اس کے ایڈیٹر مشہور مؤرخ قاضی اطہر مبارکپوری ہو گئے۔ یہ مجلہ حج سے متعلق احکام و مسائل بیان کرتا تھا، حجاج کی رہبری و رہنمائی کرتا تھا اور دینی و اسلامی موضوعات نشر کرتا تھا۔

مجلہ ''رضوان'':

ماہنامہ ''رضوان'' لکھنؤ سے دسمبر ۱۹۵٦ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے مدیر مولانا محمد ثانی حسنی اور معاون مدیر امۃ اللہ تسنیم تھیں۔ آج کل اس کے ایڈیٹر محمد حمزہ حسنی ندوی اور معاون ایڈیٹر میمونہ دختر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ہیں۔ یہ ماہنامہ مسلم خواتین کا ترجمان اور عورتوں کی اصلاح کا داعی ہے۔ اس میں ایسے مقالات شائع ہوتے ہیں، جن کا تعلق خواتین کی معاشرتی اصلاح سے ہوتا ہے، جیسے صحابیات اور مشہور مسلم خواتین کے قصے، ادبی لطائف وغیرہ، اس کا اسلوب عام خواتین کے لیے انتہائی مناسب ہوتا ہے، نہ تو اس میں دشواری ہوتی ہے اور نہ ہی عام معیار سے زیادہ بلندی۔ یہ ماہنامہ کتابی سائز کے ۴۰ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔

مجلہ ''الاسلام'':

ماہنامہ مجلہ ''الاسلام'' مولانا عبدالسلام بستوی کی ادارت میں دہلی سے ۱۹۵٦ء میں نکلنا شروع ہوا۔ اس میں مستقل کالم معارف القرآن، معارف الحدیث، فقہی فتاویٰ کے ساتھ دینی موضوعات اور عصری مسائل پر بھی مقالات و مضامین ہوتے ہیں۔ مولانا عبدالسلام بستوی کی وفات کے بعد اس کے ایڈیٹر عبدالرشید ازہری ہوئے۔

جریدہ ''نشیمن'':

ہفت روزہ ''نشیمن'' جنوری ۱۹٦۲ء سے بنگلور سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کے بانی اور ایڈیٹر عثمان اسد تھے۔ اسے پورے ہندوستان میں مقبولیت حاصل ہے اور دوسرے جرائد کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مقابلے میں اس کی اشاعت بہت ہے،اس کے ہر ہفتہ ایک لاکھ پچاس ہزار نسخے شائع ہوتے ہیں۔ یہ اپنی بیباکانہ تنقید اور دینی وسیاسی ملے جلے انداز کی وجہ سے پسند کیا جاتا ہے۔

جناب عثمان اسد نے اپنے ایک خط میں اس جریدے کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ''اس جریدے کا مقصد مسلمانوں کو منظم کرنا، حالاتِ حاضرہ سے ان کو باخبر کرنا اور مسلم معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کو ختم کرنا ہے''۔

مجلہ ''ہادی'' (ہندی):

مجلہ ''ہادی'' فروری ۱۹۶۲ء سے ہندی میں رامپور سے شائع ہورہا ہے۔ اسے ابوسلیم محمد عبدالحی نے اپنی ادارت میں شروع کیا تھا، اس وقت اس کے مدیر عبدالملک سلیم ہیں۔ رسالے کا مقصد دینی اسلامی تعلیمات کو ان لوگوں تک پہنچانا ہے، جو ہندی سے تو واقف ہیں لیکن اردو نہیں جانتے۔ یہ ایک قیمتی مجلہ ہے، جو عقیدہ، اسلامی فکر، تاریخ، اسلاف کے قصے وغیرہ کے ذریعے اپنی ذمہ داری کو بخوبی ادا کررہا ہے۔

جریدہ ''ندائے ملت'':

ہفت روزہ ''ندائے ملت'' جون ۱۹۶۲ء سے لکھنؤ سے نکلنا شروع ہوا۔ مسلمان تعلیم یافتہ طبقے میں اُسے خاص مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کا اہم مقصد مسلمانوں میں اتحاد واتفاق، ظلم وجور کے خلاف جدوجہد اور موجودہ ناانصافیوں کے خلاف احتجاج کرنا ہے۔ اس کے ایڈیٹر وقتاً فوقتاً بدلتے رہے، پہلے عتیق الرحمٰن سنبھلی، پھر ڈاکٹر آصف قدوائی، حفیظ الرحمٰن قدوائی، ڈاکٹر عین الحق قریشی، عثمان صدیقی اور عبدالقدوس اس کے ایڈیٹر رہے۔ یہ جریدہ مجلسِ مشاورت کا ترجمان ہے، جس کا قیام ۱۹۶۴ء میں ہوا۔ اس کے مستقل کالموں میں عالم اسلامی سے متعلق خبریں، ہر ہفتہ کی خبروں پر تبصرہ، مشعل الہدایہ اور جدید کتابوں پر تبصرہ وتعارف ہیں۔

''ندائے ملت'' کے خاص نمبر مختلف اوقات میں شائع ہوتے رہے ہیں اور ان کی بڑی اہمیت رہی ہے، جیسے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نمبر، بنگلہ دیش نمبر، سیرت نمبر، اتحادِ اسلامی نمبر

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

16 — 1980

البلاغ

مدیر مسئول

شوال ۱۳۷۹ھ مطابق اپریل ۱۹۶۰ء

فہرست مضامین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

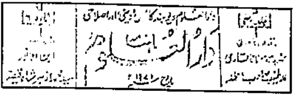

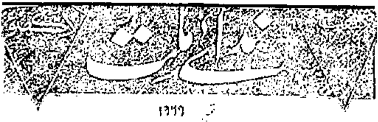

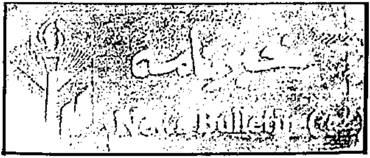

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور عیدالاضحیٰ نمبر، ان میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نمبر خاص اہمیت کا حامل تھا لیکن حکومت نے اُسے ضبط کرلیا اور وہ لوگوں کے ہاتھوں تک نہ پہنچ سکا۔ اس میں لکھنے والے ادباء وعلماء میں مفکرِ اسلام علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی، ڈاکٹر محمود الحسن، ظفر احمد ایڈوکیٹ، ڈاکٹر اشتیاق حسین خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مجلہ ''المجیب'':

ماہنامہ ''المجیب'' علمی و دینی مجلہ پھلواری شریف ضلع پٹنہ (بہار) سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا۔ اس کے ایڈیٹر سید احمد حسین سہسرامی تھے۔ اب شاہ فتح اللہ قادری ہیں۔ اس میں قرآن کریم، حدیث شریف، فقہِ اسلامی اور تاریخ سے متعلق مقالات و مضامین شائع ہوتے، ساتھ میں تصوف پر بھی مقالات ہوتے، خاص طور پر اس میں ان اسلامی شخصیات پر لکھا جاتا جن کا ریاستِ بہار سے تعلق تھا۔ دو سال تک بند رہنے کے بعد دوبارہ یہ ماہنامہ محمد عاصم قادری ندوی کی ادارت میں نکلنا شروع ہوا۔

مجلہ ''معرفتِ حق'':

ماہنامہ ''معرفتِ حق'' الٰہ آباد سے دسمبر ۱۹۶۳ء میں ڈاکٹر صلاح الدین احمد کی نگرانی میں نکلنا شروع ہوا۔ اس میں خاص طور سے حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتح پوری ثم الٰہ آبادی کے خطبات ومحاضرات اور ملفوظات کی اشاعت ہوتی تھی۔ عام طور پر تصوف وسلوک سے متعلق مضامین ہی اس میں شائع ہوتے تھے، تصوف کے محبّین میں اُسے خاص مقبولیت حاصل تھی۔

ماہنامہ ''اسٹڈیز اِن اسلام'' Studies in Islam (انگریزی):

انگریزی ماہنامہ ''اسٹڈیز اِن اسلام'' ''ہمدرد'' دہلی کی طرف سے جنوری ۱۹۶۴ء میں جاری ہوا۔ اس کے چیف ایڈیٹر حکیم عبدالمجید اور ایڈیٹر سید اوصاف علی رہے ہیں، اس کی مجلسِ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ادارت میں س۔اُ۔علی، ڈاکٹر تاراچند، پروفیسر محمد مجیب، ڈاکٹر یوسف حسین خان، پروفیسر خلیق احمد نظامی، ڈاکٹر خورشید احمد، ڈاکٹر میر ولی الدین اور مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی تھے۔ اس سہ ماہی علمی مجلے کا مقصد اسلامی تہذیب اور تاریخ اسلامی سے متعلق علمی و تحقیقی مقالات پیش کرنا تھا۔ اس میں دنیا کے ادباء وعلماء اور مثقف و تعلیم یافتہ طبقے کے لیے اسلام سے متعلق قیمتی تحقیقات پیش کی جاتی ہیں۔

مجلہ ''الفاروق'':

ماہنامہ ''الفاروق'' اردو میں مئی ۱۹۶۸ء رامپور سے سید مشیر آزاد کی زیرِ نگرانی نکلنا شروع ہوا۔ اس کا مقصد سیرتِ نبویؐ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنا اور فقہی موضوعات کی تفسیر و تشریح کرنا تھا۔ چار سال جاری رہ کر یہ مجلہ بند ہوگیا۔ کم مدت تک شائع ہونے کے باوجود یہ مجلہ اس کا مستحق ہے کہ اُسے بلند پایہ مجلات میں شمار کیا جائے، اس نے اپنے معیار کو برقرار رکھتے ہوئے ہمیشہ قیمتی مواد پیش کیا۔

مجلہ ''نظام'':

ماہنامہ ''نظام'' کانپور سے ستمبر ۱۹۶۹ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے مدیر قمرالدین جامعی ہیں۔ یہ ایک دینی واخلاقی رسالہ ہے، اس میں متوسط معیار کے مقالات شائع ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ بدعات وخرافات اور باطل رسم ورواج کے خلاف لکھتا اور وقتی مسائل کو بیان کرتا ہے، اس میں کبھی کبھی فقہی موضوعات پر بھی مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں۔

مجلہ ''حجاب'':

ماہنامہ ''حجاب'' مائل خیرآبادی کی ادارت میں رامپور سے ۱۹۷۱ء میں عورتوں اور تعلیم حاصل کرنے والی مسلمان لڑکیوں کے لیے شائع ہوا۔ یہ ماہنامہ جماعتِ اسلامی کی فکر سے متاثر رہا۔ اس کا خاص مقصد عورتوں اور پڑھنے والی لڑکیوں کی اصلاح اور رہنمائی کرنا رہا ہے۔ اس میں لکھنے والی زیادہ تر خواتین رہی ہیں اور موضوعات بھی وہ اختیار کیے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جاتے رہے ہیں، جن کا تعلق عورتوں سے ہوتا ہے۔اس میں زبان اور اسلوب کی سہولت وآسانی کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جاتا ہے۔اس کے مندرجات میں قرآن کریم، حدیثِ نبویؐ، مسلمان مشہور خواتین کی سیرت، اجتماعی مسائل اور ادبی اصلاحی قصے ودیگر مضامین ہوتے ہیں، یہ مجلہ ۶۶ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔

مجلہ ''صحیفہ'':

ماہنامہ ''صحیفہ'' جامعہ رحمانیہ مونگیر، بہار سے ۱۹۷۱ء میں محمد رحمان احمد رحمانی کی ادارت میں شائع ہوا۔تین سال نکلنے کے بعد یہ مجلہ بند ہوگیا۔اس میں دینی وعلمی مضامین شائع ہوتے تھے، خاص طور سے یہ مجلہ مسلمانوں کے قومی وملی معاملات اور معاشرتی امور سے بحث کرتا تھا۔

مجلہ ''حسنِ اخلاق'':

مجلہ ''حسنِ اخلاق'' دہلی سے جنوری ۱۹۷۲ء میں انیس احمد کی نگرانی میں شائع ہوا۔یہ خالص دینی واصلاحی مجلہ ہے، جو جماعتِ تبلیغ کے ترجمان کی حیثیت رکھتا ہے۔ادارہ اشاعتِ دینیات نے اس ماہنامہ کو نکالنا شروع کیا، جو تبلیغی جماعت کی کتابیں بھی شائع کرتا ہے۔اس میں دینی واصلاحی موضوعات کے علاوہ اکابرِ تبلیغ کی تقریریں اور جماعت کی سرگرمیوں سے متعلق خبریں ہوتی ہیں۔اس کی ضخامت ۸۰ صفحات ہوتی ہے۔

یہاں یہ بات واضح کردینا ضروری ہے کہ یہ ماہنامہ باقاعدہ طور پر جماعتِ تبلیغ کا ترجمان نہیں ہے، بلکہ یہ ایک ذاتی مجلہ ہے، لیکن چوں کہ اس کے نگراں ومالک کا رجحان تبلیغی جماعت کی طرف ہے اس لیے اس پر تبلیغی رنگ غالب ہے۔

مجلہ ''ذکریٰ'':

ماہنامہ مجلہ ''ذکریٰ'' رامپور سے ستمبر ۱۹۷۲ء میں مولانا محمد یوسف اصلاحی کی ادارت میں شائع ہورہا ہے۔اس کا رجحان جماعتِ اسلامی کی طرف ہے اور مقصد دین کا قیام

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی تبلیغ ہے۔ اس کے مندرجات میں قرآن کریم وحدیث شریف کی تذکیر، سلفِ صالح کے قصے، تاریخِ اسلام اور ادبیاتِ دینیہ سے متعلق مضامین شائع ہوتے ہیں۔ یہ خواتین اور بچوں کا مجلہ ہے۔

مجلہ "ہلال":

ماہنامہ "ہلال" رامپور سے جون ۱۹۷۲ء میں ابوسلیم محمد عبدالحی کی ادارت میں شائع ہونا شروع ہوا۔ ضخامت ۲۶ صفحات کی ہے۔ یہ مجلہ بچوں کا ہے، بچوں کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس میں ہلکے پھلکے معلوماتی مضامین اور قصے آسان زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ اس کے مندرجات دلچسپ ومتنوع اور سبق آموز ہوتے ہیں، جن سے بچوں کی ذہنی تربیت مقصود ہوتی ہے، ہندوستان میں ادبِ اطفال کو پیش کر کے اس ماہنامہ نے بڑے خلا کو پُر کیا ہے، مسلمان بچوں کی اسلامی تربیت میں اس کا اہم کردار رہا ہے، یہ ماہنامہ نئی نسل کے لیے روشنی کا پیغام ہے۔

مجلہ "محکمات":

"مرکزی ادارہ تبلیغ اسلام" مجلہ "محکمات" کانپور سے جنوری ۱۹۷۴ء میں شائع کر رہا ہے۔ اس کے مدیر عبدالسمیع ندوی ہیں۔ یہ ایک خالص دینی پرچہ ہے۔ اس کے مندرجات میں اسلامی تعلیمات، صحابہ کرامؓ اور نامور نیک وصالح بزرگوں کے قصے، تفسیر وحدیث شریف سے ماخوذ معلومات وتعلیمات کو بہت سادہ اور عام فہم اسلوب میں پیش کرنا ہے، اس ماہنامہ کا مقصد غیر مسلموں تک اسلامی تعلیمات کو پہنچانا ہے۔

مجلہ "بتول":

ماہنامہ مجلہ "بتول" رامپور سے جون ۱۹۷۴ء میں محمد عبدالحی کی نگرانی اور ریحانہ فہیم کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔ یہ خواتین کا مجلہ ہے، اس میں جو مضامین پیش کیے جاتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان کا تعلق خواتین سے ہوتا ہے۔ اس میں مسلم خواتین کے ساتھ غیر مسلم خواتین بھی اپنے مقالات تحریر کرتی ہیں۔ اس کے کالموں میں اداریہ، درسِ قرآن کریم، سیرتِ نبویہ، تاریخی معلومات، اصلاحی قصے، اجتماعی مسائل، بچوں کی تربیت، نامور خواتین کے کارنامے، خواتین کو صحتمند ادب اور مفید معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

مجلة "المجمع العلمي الهندي" (عربی):

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے ۱۹۷۶ء میں عربی اکیڈمی سے مجلہ "المجمع العلمي الهندي" نکالا۔ یہ مجلہ سال میں دوبار چھپتا تھا۔ اس کے ایڈیٹر شعبۂ عربی کے ڈین مختار الدین احمد تھے۔ یہ مجلہ ۲۰۰-۲۴۰ صفحات پر مشتمل تھا۔

مجلہ "المجمع العلمي الهندي" کے اغراض ومقاصد مندرجہ ذیل تھے:

۱۔ ہندوستان میں عربی زبان وادب کی نشرواشاعت کرنا۔

۲۔ عرب تہذیب وتاریخ کو عام کرنا۔

۳۔ نادر علمی مخطوطات کا تعارف اور اسلامی میراث کے احیاء کی کوشش کرنا۔

۴۔ علماءِ ہند کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرنا۔

۵۔ ہندوستان میں علمی ذوق کو پروان چڑھانا۔

مجلہ "المجمع العلمي الهندي" سال میں صرف دوبار شائع ہونے کے باوجود ہندوستانی عربی صحافت میں ایک خاص امتیاز واہمیت رکھتا ہے۔ یہ مجلہ صحافتِ اسلامیہ کے علمی پہلو میں قائدانہ کردار ادا کرتا ہے، اس میں قیمتی علمی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس مجلہ نے ملک میں علمی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں خاص حصہ لیا ہے، علمی بیداری پیدا کی اور قابلیتوں کو اجاگر کیا۔

جریدہ "الداعی":

پندرہ روزہ جریدہ "داعی" بمبئی سے دسمبر ۱۹۷۶ء میں جاری ہوا۔ یہ پرچہ جماعت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجزء الأول — العدد الأول

مجلة

المجمع العلمي الهندي

رئيس التحرير

الدكتور مختار الدين احمد

استاذ ورئيس قسم اللغة العربية وعميد كلية الآداب

جامعة عليكره الاسلامية بالهند

جمادى الأخرى ١٣٩٦ هـ

يونيو ١٩٧٦ م

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلامی کا ترجمان تھا۔ اس کے ایڈیٹر ڈاکٹر حسن باپا تھے۔ اس کا مقصد امتِ مسلمہ کو بیدار کرنا اور ترقی کی راہ پر گامزن کرنا تھا۔ اس میں عصری مسائل ومشکلات پیش کرنے کے ساتھ جماعت اسلامی کی فکر، اس کے جلسوں اور اجتماعات، تقاریر اور جماعتی سرگرمیوں کو پیش کیا جاتا تھا۔ جرأتمندانہ اسلوبِ نگارش اس کا خاص امتیاز رہا ہے۔ یہ پرچہ بڑے سائز کے آٹھ صفحات پر شائع ہوتا تھا۔

مجلہ "البدر":

مجلہ "البدر" دار العلوم فاروقیہ، کاکوری، لکھنؤ سے ۱۹۷۷ء میں اہلِ سنت والجماعت کے عقیدے کے ترجمان کی حیثیت سے عبد العلی فاروقی کی ادارت میں شائع کیا گیا، ان کے دادا کے برادر بزرگ مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنوی نے ۸۰ سال قبل ایک مجلہ "النجم" شیعہ مسلک اور اس کے عقائد کی تردید میں نکالا تھا۔ انہی مقاصد اور طریقہ کار پر یہ بھی گامزن ہوا۔ یہ مجلہ شیعہ مسلک اور اس کے خط وخال پر سخت تنقید کرتا ہے اور بدعات وجاہلانہ رسوم ورواج کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔ اپنے مقاصد اور اپنی ذمہ داریاں بحسن خوبی انجام دینے کی وجہ سے اچھا مجلہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ تقریباً ۴۶ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔

مجلہ "وصیۃ العرفان":

ماہنامہ مجلہ "وصیۃ العرفان" الٰہ آباد سے جنوری ۱۹۷۸ء میں مولوی عبد المجید کی ادارت میں شائع ہوا۔ یہ ایک اصلاحی مجلہ ہے۔ اس میں حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتح پوری کی اصلاحی تقاریر ومضامین شائع ہوتے ہیں، ساتھ میں دوسرے صوفیاء کے ملفوظات بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس مجلّے کے پہلے صفحہ کے اوپر یہ عبارت مکتوب ہوتی ہے "تصوف واحسان کا حامل، مولانا شاہ وصی اللہ کے ملفوظات کا ترجمان"۔

جریدہ "خبرنامہ":

پندرہ روزہ جریدہ "خبرنامہ" علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مسلمان طلبہ تنظیم نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

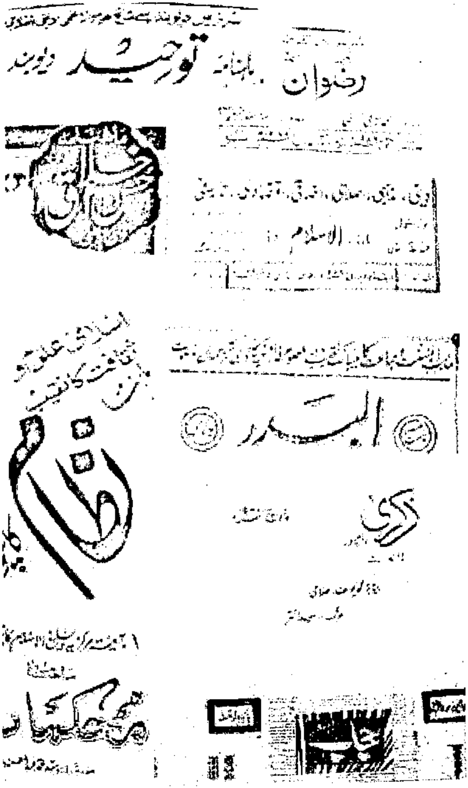

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنوری ۱۹۷۹ء اپنے دفتر سے جاری کیا۔ اس کے پہلے ایڈیٹر احمد اللہ صدیقی تھے، پھر ہر سال دوسرے طلبہ اس کے ایڈیٹر ہوتے رہے۔ یہ تنظیم ہندوستان کے مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے مسلم طلبہ پر مشتمل ہے، اس کا مقصد مسلم طلبہ کی تعمیری لیاقتوں وصلاحیتوں کو پروان چڑھانا، ایمان وفکر اور علم وعمل کی دولت سے انہیں مالا مال کرنا ہے۔ یہ پرچہ اپنے مقاصد کو نوجوانوں میں سلیقے سے پیش کرنے میں اہم خدمت انجام دے رہا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس مدت میں شائع ہونے والے بعض اخبارات ورسائل کی فہرست

ہم یہاں ان بعض اخبارات ورسائل کی فہرست دے رہے ہیں، جو اس مدت میں شائع ہوئے۔ ہم نے اس فہرست میں اخبار کا نام، سال اشاعت، مدت اشاعت، مقام اشاعت، وہ زبان جس میں وہ نکلا اور ایڈیٹر کے نام کا ذکر کیا ہے۔

ہم نے فہرست میں مدتِ اشاعت اور زبان کے لیے درج ذیل اشارے استعمال کیے ہیں:

روزنامہ	ی
ہفت روزہ	اَ
ماہنامہ	ش
مہینہ میں دو مرتبہ (پندرہ روزہ)	م
سہ ماہی	ک
دس روزہ (مہینہ میں تین بار)	ٹ
اردو	ر
ہندی	ھ
عربی	ع
فارسی	ف
انگریزی	ن
بنگالی	غ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نام اخبار	سال اشاعت	نوعیتِ اخبار	مقامِ اشاعت	زبان	ایڈیٹر کا نام
سیاست	۱۹۴۷ء	ی	حیدر آباد	ر	عابد علی خان
کارواں	۱۹۴۹ء	ش	بمبئی	ر	عبد القوی دسنوی
مجلہ اہلِ حدیث	۱۹۵۱ء	م	دہلی	ر	حکیم اجمل خان
صبحِ صادق	۱۹۵۳ء	ش	لکھنؤ	ر	محمد اویس ندوی
نوائے ادب	۱۹۵۵ء	ش	بمبئی	ر	نجیب اشرف
تذکرہ	۱۹۵۹ء	ش	دیوبند	ر	نجم الدین اصلاحی
مولوی	۱۹۶۰ء	ش	دہلی	ر	عبد الحمید خان
مجلہ علوم اسلامیہ	۱۹۶۰ء	ف	علی گڑھ	ر	مختار الدین
انوارِ اسلام	۱۹۶۰ء	ش	بنارس	ر	محمد قمر الدین
المنار	۱۹۶۱ء	ش	بھوپال	ر	شاہد محمد خان
قومی محاذ	۱۹۶۶ء	اَ	اورنگ آباد	ر	اثر فاروقی
جلیس	۱۹۶۶ء	ش	مالیگاؤں	ر	حبیب الرحمٰن
نادی	۱۹۶۶ء	ش	دربھنگہ	ر	نسیم اختر سلفی
امروز اسلام	۱۹۶۶ء	ش	بنارس	ر	امام الدین
افکارِ نور	۱۹۶۶ء	ش	گورکھپور	ر	محمود الٰہی
تاج	۱۹۶۶ء	اَ	ناگپور	ر	ظہیر احمد افروز
اشرف العرفان	۱۹۶۸ء	ش	دربھنگہ	ر	حکیم عبد المنان
فکر و نظر	۱۹۷۰ء	ش	علی گڑھ	ر	محمد احمد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احتساب	۱۹۷۱ء	م	علی گڑھ	ر	محمد تقی امینی
القاسم	۱۹۷۱ء	ش	دیوبند	ر	وحیدالزماں
رک سنک	۱۹۷۱ء	ش	کانپور	ر	فیروز بوجہ
ندائے فرقان	۱۹۷۲ء	ک	بنگلور	ر	محمد شہاب الدین
صوت الجامعۃ	۱۹۷۳ء	ک	بنارس	ر	عبدالوحید جمانی
قرطاس وقلم	۱۹۷۴ء	م	حیدرآباد	ر	محمد غیاث الدین
اشاعتِ حق	۱۹۷۴ء	ش	رینگر	ر	محمد محبوب عالم
منہاج	۱۹۷۴ء	م	علی گڑھ	ر	محمد اللہ خان
مرکز	۱۹۷۵ء	م	دیوبند	ر	عبداللہ جاوید
الاولیاء	۱۹۷۵ء	ش	کشمیر	ر	میر حبیب اللہ
الحرم	۱۹۷۶ء	ش	میرٹھ	ر	قاضی زین العابدین
حیاتِ نو	۱۹۷۷ء	ش	بلریا گنج	ر	نور محمد فاروقی
منصف	۱۹۷۷ء	ی	حیدرآباد	ر	محمود الانصاری
ندائے سنت	۱۹۷۸ء	م	لکھنؤ	ر	عبدالقدوس قاسمی
نیوز باؤنٹن	۱۹۷۸ء	أ	علی گڑھ	ن	محمد رفعت خان
سرفراز	۱۹۷۸ء	أ	لکھنؤ	ر	انصار حسین
ولولہ	۱۹۷۹ء	م	لکھنؤ	ر	عبرت حسین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سراپا شکر وسپاس ہوں کہ اس نے اپنے ایک حقیر بندے سے ''ہندوستان میں اسلامی صحافت کی تاریخ اور ارتقا'' کی تصنیف کا کام لیا۔ میں نے اسلامی صحافت کے ہر پہلو کا احاطہ کرنے اور اس کی ترقی وعروج کو بیان کرنے میں اس کا خاص لحاظ رکھا ہے کہ ہر موضوع کو اس کا پورا حق ملے۔ جو موضوعات تفصیل کے طالب تھے، ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے، جو ان سے کم اہمیت رکھتے تھے، ان کے حق کی ادائی میں بھی اپنی دانست میں کوئی تقصیر نہیں کی ہے۔ اخبارات ورسائل کو میں نے ہر باب میں تین درجات میں تقسیم کیا ہے، جیسا کہ مقدمہ میں اس کا تذکرہ بھی کر دیا ہے۔ میں نے ہر موضوع کے آغاز سے پہلے اس زمانے کی صحافت کو درپیش حالات ومسائل کی وضاحت کے لیے تاریخی پس منظر بھی پیش کیا ہے، تاکہ صحافت کو اس مدت کے رنگ میں دیکھا جا سکے۔

میں نے یہ کوشش کی ہے کہ کسی موضوع کی بلاوجہ ضرورت سے زیادہ تعریف وتوصیف نہ ہو اور نہ تعریف وتوصیف کے مستحق موضوع میں کمی کی جائے۔ میں نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اہم نقاط کو پیش کرتے ہوئے اہم شخصیات تحریکات اور اداروں کا بھی تعارف پیش کیا ہے۔ جس طرح یہ کتاب ''ہندوستان میں اسلامی صحافت کی تاریخ اور ارتقا'' کی ایک واضح تصویر پیش کرتی ہے، اسی طرح اس ملک میں امتِ مسلمہ کی فعالیت، توانائی وطاقت، روشن وتابناک مستقبل کی امید وشوق، صحافت اور زندگی کے تمام گوشوں میں اپنے اسلامی طرزِ عمل کی حفاظت کے لیے جدوجہد کی استعداد پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔ اسلامی صحافت کا معیار آخری زمانے میں کتنا ہی گرا ہوا کیوں نہ رہا ہو، لیکن اس میں اسلامی اقدار کو زندہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کرنے، صحافت کے ذریعے انہیں پیش کرنے اور اپنے روشن وتابناک مستقبل کی امید وشوق کا جذبہ بھی پایا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی صحافت صرف حوادث عامہ کا اندراج و بیان نہیں ہے، بلکہ یہ امت مسلمہ کی فعالیت اور سرگرمی ونشاط کی تاریخ بھی ہے، جو اپنے وجود کے لیے کوشاں نظر آتی ہے۔ یہ ایک مدت سے ایسی کشمکش اور ٹکراؤ سے گزر رہی ہے اور بعض اوقات اس پر ایسے حالات آئے کہ اس کا وجود ہی خطرہ میں نظر آنے لگا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب ’’ہندوستان میں اسلامی صحافت کی؛ تاریخ اور ارتقاء‘‘ کی جدوجہد کی ایک معلوماتی اور تاریخی دستاویز بن گئی ہے۔

’’ہندوستان میں اسلامی صحافت کی تاریخ اور ارتقا‘‘ کی تفصیلی تصویر پیش کرنے میں مجھے کتنی کامیابی ملی ہے، اس کا فیصلہ اہلِ علم ونظر فرمائیں گے۔

والحمد لله أولا وآخرا وصلى الله علىٰ سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه أجمعين.

ڈاکٹر سلیم الرحمٰن خان ندوی

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

کتاب کے مراجع

۱۔	گوستاف لوبون	حضارۃ الھند ص ۲۵
۲۔	عبدالمنعم نمر	تاریخ الاسلام ص ۲
۳۔	احمد محمود الساداتی	تاریخ المسلمین فی شبہ القارۃ الھندیۃ جلد ۱ ص ۳
۴۔	محمد یوسف نگرامی	العلاقۃ السیاسیۃ والثقافیۃ بین الھند والخلافۃ العباسیۃ ص ۱۶
۵۔	رجاء سلیم	الھند معلومات اساسیۃ، ملفات خاصۃ ۲۰۰۲ء ہند
۶۔	ابوظفر ندوی	تاریخ سندھ ص ۱
۷۔	عبداللہ حسین	المسالۃ الھندیۃ ص ۲۱۱
۸۔	سید عبدالحی حسنی	الھند فی العھد الاسلامی ص ۵۵
۹۔	اتول تشاترجی	الھند الجدیدۃ ص ۳۷۔۴۰ ملخص
۱۰۔	احمد محمود الساداتی	تاریخ المسلمین فی شبہ القارۃ الھندیۃ جلد ۱ ص ۳
۱۱۔		Wikipedia, March 01, 2011
۱۲۔	ہمایوں کبیر	التراث الھندی مقدمہ ص یاء
۱۳۔	قاضی اطہر مبارکپوری	العرب والھند فی عھد الرسالۃ ص ۱۲۷
۱۴۔	البلاذری	فتوح البلدان ص ۴۲۰
۱۵۔	الحموی	معجم البلدان جلد ۳ ص ۳۸۱
۱۶۔	البلاذری	فتوح البلدان ص ۶۰۷
۱۷۔	ریاست علی ندوی	عہد اسلامی کا ہندوستان ص ۴۴
۱۸۔	البلاذری	فتوح البلدان ص ۴۳۲
۱۹۔	جمال الدین شیال	تاریخ دولۃ اباطرۃ المغول ص ۹
۲۰۔	جمال الدین شیال	تاریخ دولۃ اباطرۃ المغول ص ۱۷
۲۱۔	علامہ عبدالحی حسنی	الھند فی العھد الاسلامی ص ۲۔۳
۲۲۔	گوستاف لوبون	حضارۃ الھند ص ۴۱۶۔۴۱۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۳۔ ابن منظور ابوالفضل جمال الدین — لسان العرب جلد ۹ ص ۱۸۷

۲۴۔ الزمخشری جاراللہ محمود عمر — اساس البلاغۃ جلد ۲ ص ۶

۲۵۔ احمد رضا — معجم متن اللغۃ جلد ۳ ص ۴۲۴

۲۶۔ محمد خیر الدرع — معلم الصحافۃ ص ۲۲

۲۷۔ عبدالسلام خورشید — داستان صحافت ص ۱۱

۲۸۔ محمد خیر الدرع — معلم الصحافۃ ص ۲۱

۲۹۔ عبدالسلام خورشید — داستان صحافت ص ۹

۳۰۔ عبدالسلام خورشید — صحافت پاکستان و ہند میں ص ۹

۳۱۔ احمد حسین الصاوی — فجر الصحافۃ فی مصر، دراسۃ فی اعلام الحملۃ الفرنسیۃ ص ۹

۳۲۔ اتول تتاتر جی — الھند الجدیدۃ ص ۳۸

۳۳۔ ابوسلمان شاہجہاں پوری — ارمغان آزاد ص ۱۹۳

۳۴۔ عتیق احمد صدیقی — ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں ص ۱۹

۳۵۔ جریدہ البلاغ، عدد ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء

۳۶۔ عبدالسلام خورشید — داستانِ صحافت ص ۱۲

۳۷۔ عتیق احمد صدیقی — ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں ص ۲۰

۳۸۔ عتیق احمد صدیقی — ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں ص ۲۰

۳۹۔ ابوسلمان شاہجہاں پوری — ارمغانِ آزاد ص ۱۸۲

۴۰۔ احمد حسین الصاوی — فجر الصحافۃ فی مصر دراسۃ فی اعلام الحملۃ الفرنسیۃ ص ۷

۴۱۔ محمد ناصر بن عباس — موجز تاریخ الصحافۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ص ۲۴۔۲۵

۴۲۔ محمد ناصر بن عباس — موجز تاریخ الصحافۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ص ۲۶

۴۳۔ Abdullah Yousuf Ali : Cultural History of India British Period.P86.

۴۴۔ عبدالمجید سالک — مسلم ثقافت ہندوستان میں ص ۳۲۹

۴۵۔ امداد صابری — تاریخ صحافت اردو جلد ۱ ص ۱۵ منقول عن ملفوظات خواجگانِ چشتیہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۶۔ امداد صابری — تاریخ صحافت اردو جلد ا ص ۹۵ منقول عن ملفوظات خواجگان چشتیہ

۴۷۔ نصرت علی — تاریخ التواریخ ص ۸۱

۴۸۔ ضیاء الدین برنی — تاریخ فیروز شاہی ص ۱۵۲

۴۹۔ ابن بطوطہ — تحفۃ النظار فی غرائب الامصار جلد ۲ ص ۴۴۸۔۴۴۹

۵۰۔ ابن بطوطہ — تحفۃ النظار فی غرائب الامصار جلد ۲ ص ۴۴۹

۵۱۔ ذکاء اللہ — تاریخ ہند ص ۵۲

۵۲۔ Qaanungo: Sher Shah Soori, P. 392

۵۳۔ ریاست علی ندوی — اسلامی عہد کا ہندوستان ص ۲۳۳

۵۴۔ سید عبدالحی حسنی — الھند فی العھد الاسلامی ص ۳۳۸

۵۵۔ گوستاف لوبون — حضارۃ الھند ص ۴۲۸

۵۶۔ احمد محمود الساداتی — تاریخ المسلمین فی شبہ القارۃ الہندیۃ جلد ۲ ص ۱۴۹

۵۷۔ ابوالفضل — آئین اکبری ص ۳

۵۸۔ امداد صابری — تاریخ صحافت اردو جلد ا ص ۴۱

۵۹۔ شہنشاہِ جہانگیر — تزک جہانگیری ص ۱۹۱

۶۰۔ Margerita Bans : Indian Press, Landon.P: 5

۶۱۔ ایس، سی، سائیال — Islamic Culture: V1,P.122 / 123

۶۲۔ ہمایوں کبیر — التراث الھندی ص ۴۴

۶۳۔ عبدالمنعم النمر — تاریخ الاسلام فی الھند ص ۴۶۳

۶۴۔ عبدالسلام خورشید — داستان صحافت سے معلومات ماخوذ ہیں ص ۶۶

۶۵۔ عتیق احمد صدیقی — ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں ص ۹۲۔۱۲۰ ملخص

۶۶۔ عتیق احمد صدیقی — ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں ص ۲۶۲۔۲۶۴ ملخص

۶۷۔ عبدالسلام خورشید — داستان صحافت ص ۶۷

۶۸۔ عتیق احمد صدیقی — ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں ص ۳۲۰۔۳۲۵ ملخص

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۶۹۔ ہمایوں کبیر — التراث الھندی ص ۶۲۔۶۳
۷۰۔ عتیق احمد صدیقی — ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں ص ۳۲۵
۷۱۔ عتیق احمد صدیقی — ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں ص ۳۲۵
۷۲۔ عبدالسلام خورشید — صحافت پاکستان و ہند میں ص ۳۰۔۳۷ ملخص
۷۳۔ عبدالسلام خورشید — صحافت پاکستان و ہند میں ص ۱۰۔۱۱
۷۴۔ عتیق احمد صدیقی — ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں ص ۳۵۹
۷۵۔ احسان حقی — تاریخِ شبہ الجزیرۃ الھندیۃ الباکستانیۃ ص ۳۶۱
۷۶۔ عتیق احمد صدیقی — ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں ص ۱۷۵۔۱۷۷
۷۷۔ سرسید احمد خان — التماس بخدمت ساکنان ہند در باب تعلیم اہل ہند ص ۱
۷۸۔ عبدالحق — سرسید احمد خان حالات و افکار ص ۴۰
۷۹۔ الطاف حسین حالی — حیات جاوید ص ۱۲۸۔۱۳۲ ملخص
۸۰۔ جریدہ سائنٹفک سوسائٹی عدد ۲۲ ستمبر ۱۸۷۶ء
۸۱۔ مجلہ تہذیب الاخلاق جلد ۱ عدد ۱ شوال ۱۲۸۷ھ
۸۲۔ مجلہ تہذیب الاخلاق جلد ۱ عدد ۶ ربیع الاول ۱۲۸۸ھ
۸۳۔ مجلہ تہذیب الاخلاق جلد ۱ عدد ۱ شوال ۱۲۸۷ھ
۸۴۔ مجلہ تہذیب الاخلاق جلد ۱ عدد ۵ صفر ۱۲۸۸ھ
۸۵۔ مجلہ تہذیب الاخلاق جلد ۱ عدد ۱ شوال ۱۲۸۷ھ
۸۶۔ محمد اسماعیل ندوی — تاریخ الصلات بین الھند والبلاد العربیۃ ص ۲۶
۸۷۔ عبدالحلیم ندوی — مراکز المسلمین التعلیمیۃ والثقافیۃ والدینیۃ فی الھند ص ۷۷
۸۸۔ مجلہ تہذیب الاخلاق یکم رمضان ۱۲۹۳ھ
۸۹۔ الطاف حسین حالی — حیاتِ جاوید ص ۱۶۸۔۱۷۱ ملخص
۹۰۔ امداد صابری — روحِ صحافت ص ۹۵
۹۱۔ عبدالسلام خورشید — صحافت پاکستان و ہند میں ص ۱۲۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۹۲۔ شرف الدین پیرزادہ	نشأۃ پاکستان ص ۷۳۔۷۴ ملخص
۹۳۔ عبیداللہ خان	مقالاتِ یومِ شبلی ص ۷۷
۹۴۔ احمد امین	زعماء الاصلاح ص ۱۴۵
۹۵۔ سید انصار ناصری	مقالاتِ ناصری ص ۶۵۹
۹۶۔ آل احمد سرور	سرسید اور مغرب کے تہذیبی و ادبی اثرات ص ۲۱۱
۹۷۔ جریدہ سائنٹفک سوسائٹی عدد ۱۰ ستمبر ۱۸۷۵ء	
۹۸۔ سید سلیمان ندوی	مقالاتِ شبلی جلد ۲ ص ۵۷
۹۹۔ انور عارف	آزاد کی تقریریں ص ۲۰۴
۱۰۰۔ الطاف حسین حالی	حیات جاوید ص ۲۲۱
۱۰۱۔ احمد امین	زعماء الاصلاح ص ۱۴۰۔۱۴۱
۱۰۲۔ رام بابو سکسینہ	ہسٹری آف اردو لٹریچر ص ۶۲
۱۰۳۔ سید عبداللہ	مباحث ص ۲۴
۱۰۴۔ سید فیاض محمود و عبادت بریلوی	تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند میں جلد ۹ ص ۵۲۹
۱۰۵۔ اصغر علی عباسی	سرسید کی صحافت ص ۲۲۸۔۲۲۹
۱۰۶۔ احمد محمود ساداتی	تاریخ المسلمین فی شبہ القارۃ الھندیۃ جلد ۲ ص ۲۹۲۔۳۰۰
۱۰۷۔ مسعود عالم ندوی	تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ فی الھند ص ۱۸۸
۱۰۸۔ جریدہ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ، عدد ۱۷ جنوری ۱۸۸۸ء	
۱۰۹۔ محمد موسیٰ ابواللیل	الھند تاریخھا وتقالیدھا وجغرافیتھا ص ۱۸۶
۱۱۰۔ مسعود عالم ندوی	تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ فی الھند ص ۱۸۸
۱۱۱۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی	الصراع بین الفکرۃ الغربیۃ والاسلامیۃ ص ۸۰
۱۱۲۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی	الصراع بین الفکرۃ الغربیۃ والاسلامیۃ ص ۸۱
۱۱۳۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی	الصراع بین الفکرۃ الغربیۃ والاسلامیۃ ص ۱۹۷ منقول ضرب کلیم
۱۱۴۔ محمد البہی	الفکر الاسلامی الحدیث وصلتہ بالاستعمار الغربی ص ۴۰۔۴۲

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۱۱۵۔ محمد البہی	الفکر الاسلامی الحدیث وصلتہ بالاستعمار الغربی ص ۴۴۔۴۵
۱۱۶۔ محمد شاکر	پاکستان ص ۲۶۔۲۷
۱۱۷۔ مجلہ علوم اسلامیہ، جون ۱۹۶۲ء	
۱۱۸۔ خلیل عبدالحمید عبدالعالی	جوانب من التراث الهندی الاسلامی الحدیث ص ۳۶۔۳۷
۱۱۹۔ امداد صابری	تاریخ صحافت اردو جلد ۲ ص ۲۰۶
۱۲۰۔ امداد صابری	تاریخ صحافت اردو جلد ۲ ص ۲۰۶ منقول اکمل الاخبار نومبر ۱۸۷۱ء
۱۲۱۔ امداد صابری	تاریخ صحافت اردو جلد ۲ ص ۹۹
۱۲۲۔ امداد صابری	تاریخ صحافت اردو جلد ۲ ص ۴۳۶
	منقول کشف الاخبار مارچ ۱۸۸۸ء
۱۲۳۔ عبدالسلام خورشید	صحافت پاکستان و ہند میں ص ۱۴۶
۱۲۴۔ عبدالسلام خورشید	صحافت پاکستان و ہند میں ص ۷۳
۱۲۵۔ محمد علی جوہر	رسالہ کامریڈ ۱۷ فروری ۱۹۱۲ء
۱۲۶۔ حسرت موہانی	رسالہ اردوئے معلی، مئی ۱۹۱۱ء
۱۲۷۔ عبدالسلام خورشید	صحافت پاکستان و ہند میں ص ۱۷۳
۱۲۸۔ سید فیاض محمود و عبادت بریلوی	تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند میں جلد ۹ ص ۵۴۲
۱۲۹۔ احسان حقی	تاریخ شبہ الجزیرۃ الهندیۃ والباکستانیۃ ص ۳۲۹
۱۳۰۔ جریدہ علی گڑھ گزٹ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۱ء	
۱۳۱۔ سید عبداللہ	جدید اردو نثر ص ۱۳۹
۱۳۲۔ احسان حقی	پاکستان ماضیها وحاضرها ص ۱۶۹
۱۳۳۔ قاضی عبدالغفار	حیات اجمل ص ۳۰۶
۱۳۴۔ عبدالمجید سالک	سرگزشت ص ۲۰۴
۱۳۵۔ قاضی عبدالغفار	حیات اجمل ص ۲۲۵
۱۳۶۔ مارگریتا بینس	انڈین پریس The Indian Press ص ۳۴۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۳۷۔ امداد صابری — تاریخِ صحافت اردو جلد ۴ ص ۳۵۷

۱۳۸۔ رسالہ اردوئے معلٰی عدد جولائی ۱۹۰۳ء

۱۳۹۔ رسالہ اردوئے معلٰی عدد نومبر ۱۹۰۹ء

۱۴۰۔ رسالہ اردوئے معلٰی عدد جنوری ۱۹۱۲ء

۱۴۱۔ رسالہ اردوئے معلٰی عدد فروری ۱۹۱۲ء

۱۴۲۔ رسالہ اردوئے معلٰی عدد مئی ۱۹۰۷ء

۱۴۳۔ امداد صابری — تاریخِ صحافت اردو جلد ۴ ص ۳۹۴

۱۴۴۔ مجلہ اردو ادب، حسرت موہانی نمبر، جنوری ۱۹۶۵ء ص ۱۶۸

۱۴۵۔ سید فیاض محمود و عبادت بریلوی — تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند میں جلد ۹ ص ۵۴۵

۱۴۶۔ احمد لاری — حسرت موہانی ص ۲۸۴

۱۴۷۔ عبدالسلام خورشید — داستانِ صحافت ص ۸۶

۱۴۸۔ رسالہ کامریڈ، عدد ۲۰ مارچ ۱۹۱۲ء

۱۴۹۔ عبدالمجید سالک — سرگزشت ص ۱۸۴۔۱۸۵

۱۵۰۔ عبدالسلام خورشید — داستانِ صحافت ص ۹۲

۱۵۱۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی — المسلمون فی الھند ص ۱۸۲ ملخص

۱۵۲۔ رسالہ کامریڈ، عدد ۲۲ مارچ ۱۹۱۳ء

۱۵۳۔ عبدالسلام خورشید — کاروانِ صحافت ص ۱۳۸

۱۵۴۔ عبدالسلام خورشید — صحافت پاکستان و ہند میں ص ۱۸۹

۱۵۵۔ وزیر آغا — اردو ادب میں طنز و مزاح ص ۳۵۱۔۳۷۶ ملخص

۱۵۶۔ مجلہ الندوہ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ

۱۵۷۔ سید سلیمان ندوی — حیاتِ شبلی ص ۴۴۰

۱۵۸۔ شیخ اکرام — یادگارِ شبلی ص ۳۰۲

۱۵۹۔ سید سلیمان ندوی — حیاتِ شبلی ص ۴۴۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۶۰۔ امداد صابری — تاریخِ صحافتِ اردو جلد ۴ ص ۴۷۷

۱۶۱۔ عبدالماجد دریابادی — آپ بیتی ص ۲۱۱

۱۶۲۔ مجلہ الضیاء، لکھنؤ، جنوری ۱۹۳۴ء

۱۶۳۔ احسان حقی — تاریخِ شبہ الجزیرۃ الھندیہ الباکستانیۃ ص ۳۷۰۔۳۷۱

۱۶۴۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی — الصراع بین الفکرۃ الاسلامیۃ والفکرۃ الغربیۃ فی الاقطار الاسلامیۃ ص ۱۱۳

۱۶۵۔ عبدالماجد دریابادی — محمد علی ذاتی ڈائری کے چند اوراق، جلد ا ص ۲۳۔۲۵

۱۶۶۔ رسالہ کامریڈ ۶ جنوری ۱۹۱۲ء

۱۶۷۔ مجلہ الجامعۃ، دہلی، محمد علی جوہر خاص نمبر اپریل ۱۹۷۹ء

۱۶۸۔ محمد علی جوہر — کتابات وکلمات محمد علی جوہر ص ۴۶۰۔۴۶۱

۱۶۹۔ عبدالسلام خورشید — داستانِ صحافت ص ۸۸

۱۷۰۔ صحیفہ ہمدرد عدد ۳ جون ۱۹۲۵ء

۱۷۱۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی — المسلمون فی الھند ص ۱۸۲

۱۷۲۔ عبدالماجد دریابادی — محمد علی ذاتی ڈائری کے چند اوراق جلد ا ص ۳۲۶

۱۷۳۔ امداد صابری — تاریخِ صحافتِ اردو، جلد ۴ ص ۱۲

۱۷۴۔ جواہر لعل نہرو — من السجن الی الرئاسۃ ص ۲۴۴۔۲۴۵ ملخص

۱۷۵۔ شرف الدین پیرزادہ — نشاۃ پاکستان ص ۱۳۰

۱۷۶۔ رسالہ کامریڈ، عدد ۲۷ اپریل ۱۹۱۲ء

۱۷۷۔ رئیس احمد جعفری ندوی — سیرتِ محمد علی ص ۲۳۲۔۲۳۵ ملخص

۱۷۸۔ رئیس احمد جعفری ندوی — علی برادران ص ۱۰ ملخص

۱۷۹۔ عبدالماجد دریابادی — محمد علی ذاتی ڈائری کے چند اوراق جلد ا ص ۱۶۹

۱۸۰۔ عبدالماجد دریابادی — محمد علی ذاتی ڈائری کے چند اوراق جلد ا ص ۲۱۶

۱۸۱۔ عبدالماجد دریابادی — محمد علی ذاتی ڈائری کے چند اوراق جلد ا ص ۲۱۷

۱۸۲۔ عبدالماجد دریابادی — محمد علی ذاتی ڈائری کے چند اوراق جلد ا ص ۱۸

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۱۸۳۔ رئیس احمد جعفری ندوی	علی برادران ص ۱۸۵
۱۸۴۔ سید فیاض محمود و عبادت بریلوی	تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند میں جلد ۹ ص ۵۵۰
۱۸۵۔ عبدالسلام خورشید	صحافتِ پاکستان و ہند میں ص ۱۹۵
۱۸۶۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی	الصراع بین الفکرۃ الاسلامیۃ والفکرۃ الغربیۃ فی الاقطار الاسلامیۃ ص ۱۱۳
۱۸۷۔ امداد صابری	تاریخ صحافت اردو جلد ۴ ص ۴۴۴۔۴۴۵
۱۸۸۔ ابوالکلام آزاد	ترجمان القرآن جلد ۱ ص ۴
۱۸۹۔ جریدہ الہلال، عدد ۲۲ ستمبر ۱۹۱۲ء	
۱۹۰۔ مسعود عالم ندوی	تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ فی الھند ص ۲۱۳
۱۹۱۔ جریدہ الہلال، عدد ۲۲ ستمبر ۱۹۱۲ء	
۱۹۲۔ جریدہ الہلال، عدد ۲۴ جنوری ۱۹۲۷ء	
۱۹۳۔ جریدہ الہلال، عدد ۱۰ جون ۱۹۲۷ء	
۱۹۴۔ ابوالکلام آزاد	ثورۃ الھند السیاسیۃ ص ۱۱۔۱۲
۱۹۵۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی	المسلمون فی الھند ص ۱۸۱
۱۹۶۔ جریدہ الہلال، عدد ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء	
۱۹۷۔ جریدہ الہلال، عدد ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۲ء	
۱۹۸۔ جریدہ الہلال، عدد ۶ نومبر ۱۹۱۲ء	
۱۹۹۔ جریدہ الہلال، عدد ۲ نومبر ۱۹۱۲ء	
۲۰۰۔ جریدہ الہلال، عدد ۱۸ دسمبر ۱۹۱۲ء	
۲۰۱۔ جریدہ البلاغ، عدد ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء	
۲۰۲۔ جریدہ الہلال، عدد ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء	
۲۰۳۔ جریدہ الہلال، عدد ۱ ستمبر ۱۹۱۲ء	
۲۰۴۔ جریدہ البلاغ، عدد ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء	
۲۰۵۔ عبدالسلام خورشید	داستانِ صحافت ص ۹۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۰۶۔ مسعود عالم ندوی — تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ فی الھند ص ۲۱۳
۲۰۷۔ جریدہ البلاغ، عدد ۲۸ جنوری ۱۹۱۶ء
۲۰۸۔ مسعود عالم ندوی — تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ فی الھند ص ۲۱۳
۲۰۹۔ جریدہ الہلال، عدد ستمبر ۱۹۱۲ء
۲۱۰۔ مجلہ معارف، عدد اکتوبر ۱۹۳۲ء
۲۱۱۔ عبداللہ بٹ — ابوالکلام آزاد ص ۶۸۔۶۹
۲۱۲۔ Abul Kalam Aazad. Indian wins freedom.P. 68-69
۲۱۳۔ عبداللہ بٹ — ابوالکلام آزاد ص ۶۰
۲۱۴۔ ابوالکلام آزاد — ثورۃ الھند السیاسیۃ ص ۴۷
۲۱۵۔ جریدہ الہلال، عدد ۱ ستمبر ۱۹۱۲ء
۲۱۶۔ جریدہ الہلال، عدد ۱ ستمبر ۱۹۱۲ء
۲۱۷۔ جریدہ البلاغ، عدد ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء
۲۱۸۔ مجلہ معارف، عدد اکتوبر ۱۹۳۲ء
۲۱۹۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی — المسلمون فی الھند ص ۱۸۱۔۱۸۲
۲۲۰۔ مسعود عالم ندوی — تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ فی الھند ص ۲۱۲
۲۲۱۔ عبداللہ بٹ — ابوالکلام آزاد ص ۱۰۸
۲۲۲۔ جواہر لعل نہرو — من السجن الی الرئاسۃ ص ۲۴۲
۲۲۳۔ مجلہ معارف، عدد نومبر ۱۹۵۸ء
۲۲۴۔ کلیم الدین احمد — سخنہائے گفتنی ص ۱۲۰
۲۲۵۔ عبداللہ بٹ — ابوالکلام آزاد ص ۱۰۹
۲۲۶۔ ملک زادہ منظور — مولانا آزاد آزاد فکر و فن ص ۲۰۴
۲۲۷۔ عبدالسلام خورشید — صحافتِ پاکستان و ہند میں ص ۲۱۳
۲۲۸۔ عبدالماجد دریابادی — آپ بیتی ص ۲۲۷

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۲۲۹۔ جریدہ صدقِ جدید، عدد ۱۰ امارچ ۱۹۶۷ء

۲۳۰۔ جریدہ صدقِ جدید، عدد ۱۰ امارچ ۱۹۶۷ء

۲۳۱۔ مجلہ ''الضیاء'' لکھنو جلد ۴ عدد ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء

۲۳۲۔ Ram Babu Saxena: History of Urdu Literature.P. 77

۲۳۳۔ مجلہ ''نیا دور'' لکھنو، خاص نمبر مولانا عبدالماجد دریابادی، مئی ۱۹۷۸ء

۲۳۴۔ مجلہ ''فروغِ اردو، لکھنو، خاص نمبر مولانا عبدالماجد دریابادی، اگست ۱۹۷۱ء

۲۳۵۔ عبدالسلام خورشید — صحافتِ پاکستان و ہند میں ص ۲۵۱

۲۳۶۔ محمد یوسف — مولانا مودودی اپنی اور دوسروں کی نظر میں ص ۴۵

۲۳۷۔ ابوالآفاق (ایم۔اے) — سید مودودی سوانح، افکار، تحریک ص ۷۸۔۷۹

۲۳۸۔ محمد یوسف — مولانا مودودی اپنی اور دوسروں کی نظر میں ص ۴۶

۲۳۹۔ رئیس احمد جعفری ندوی — دید و شنید ص ۱۲۱

۲۴۰۔ مجلہ ترجمان القرآن، جلد ۲ عدد محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

۲۴۱۔ مجلہ ترجمان القرآن، جلد ۲ عدد محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

۲۴۲۔ مجلہ ترجمان القرآن، جلد ۲ عدد محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

۲۴۳۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی — جماعتِ اسلامی کا مقصد اور لائحۂ عمل ص ۲۴

۲۴۴۔ ظفر احمد انصاری — تحریکِ پاکستان اور علماء ص ۱۹۵

۲۴۵۔ محمد سرور — مولانا مودودی کی تحریکِ اسلامی ص ۱۰۸

۲۴۶۔ ترجمان القرآن، عدد دسمبر ۱۹۳۷ء

۲۴۷۔ ترجمان القرآن، عدد مارچ ۱۹۳۹ء

۲۴۸۔ ترجمان القرآن، عدد اپریل ۱۹۴۱ء

۲۴۹۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی — تحریکِ آزادی ہند اور مسلمان جلد ۲ ص ۱۱

۲۵۰۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی — الصراع بین الفکرۃ الاسلامیۃ والفکرۃ الغربیۃ فی الاقطار الاسلامیۃ ص ۱۰۴

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۲۵۱۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی — الصراع بین الفکرۃ الاسلامیۃ والفکرۃ الغربیۃ فی الاقطار الاسلامیۃ ص ۱۰۴۔۱۰۵
۲۵۲۔ سید نقی علی — مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا عہد میری نظر میں ص ۷
۲۵۳۔ عبدالرحمٰن چودھری — سید ابوالاعلیٰ مودودی ص ۹۶
۲۵۴۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی — مسئلۂ قومیت ص ۸۵
۲۵۵۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی — مسئلۂ قومیت ص ۳۱
۲۵۶۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی — مسئلۂ قومیت ص ۱۴
۲۵۷۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی — مسئلۂ قومیت ص ۱۸
۲۵۸۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی — تحریکِ آزادیِ ہند اور مسلمان جلد ۱ ص ۱۵۸
۲۵۹۔ عبدالرحمٰن چودھری — سید ابوالاعلیٰ مودودی ص ۱۱۳
۲۶۰۔ سید نقی علی — مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا عہد میری نظر میں ص ۵۱
۲۶۱۔ محمد سرور — مولانا مودودی کی تحریکِ اسلامی ص ۱۰۸
۲۶۲۔ مجلہ ترجمان القرآن، عدد محرم ۱۳۵۶ھ
۲۶۳۔ مجلہ مجلہ الفرقان، جلد ۴۷، عدد ۹ شوال ۱۳۹۹ھ
۲۶۴۔ مجلہ ترجمان القرآن، عدد نومبر ۱۹۳۹ء
۲۶۵۔ مجلہ ترجمان القرآن، عدد جولائی ۱۹۳۹ء
۲۶۶۔ مجلہ ترجمان القرآن، عدد جولائی ۱۹۳۹ء
۲۶۷۔ عبدالرحمٰن چودھری — سید ابوالاعلیٰ مودودی ص ۳۰۴
۲۶۸۔ عبدالرحمٰن چودھری — سید ابوالاعلیٰ مودودی ص ۳۰۳
۲۶۹۔ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی التفسیر السیاسی للاسلام ص ۱۵۔۱۶
۲۷۰۔ مجلہ الضیاء، جلد ۲ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ
۲۷۱۔ جریدہ ایشیاء، ہفت روزہ، اپریل ۱۹۶۹ء
۲۷۲۔ مجلہ چراغ راہ، خاص نمبر تحریکِ اسلامی ص ۹۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۷۳۔ مجلہ چراغِ راہ، خاص نمبر تحریکِ اسلامی ص ۹۸
۲۷۴۔ مسعود عالم ندوی ہندوستان میں دعوتِ اسلامی کی تاریخ ص ۲۸۰۔۲۸۱
۲۷۵۔ محمد شاکر پاکستان ص ۳۷
۲۷۶۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی قضیۂ کشمیر ص ۷۱
۲۷۷۔ رئیس احمد جعفری ندوی دید و شنید ص ۶۳
۲۷۸۔ انور علی ردِ فتنۂ مودودیت ص ۱۱۱
۲۷۹۔ مجلہ معارف، عدد جون ۱۹۱۹ء
۲۸۰۔ مجلہ معارف، عدد جولائی ۱۹۲۶ء
۲۸۱۔ جریدہ صدقِ جدید، عدد مارچ ۱۹۵۱ء
۲۸۲۔ مجلہ معارف، خاص نمبر سید سلیمان ندوی، مئی ۱۹۵۵ء ص ۲۰۸
۲۸۳۔ مجلہ معارف، خاص نمبر سید سلیمان ندوی، مئی ۱۹۵۵ء ص ۳۰۴
۲۸۴۔ شیخ عطاء اللہ اقبال نامہ ص ۱۲۰
۲۸۵۔ مجلہ الضیاء، ج ۲، عدد ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ
۲۸۶۔ مولانا شاہ معین الدین ندوی حیاتِ سلیمان ص ۱۱۱
۲۸۷۔ عبدالحلیم ندوی ہندوستان میں مسلمانوں کے تعلیمی و ثقافتی مراکز ص ۱۲۲
۲۸۸۔ سید فیاض محمود و عبادت بریلوی تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند میں جلد ۱۰ ص ۲۴۰
۲۸۹۔ ابوالکلام آزاد کا خط دارالمصنفین میں ہے
۲۹۰۔ مجلہ معارف، خاص نمبر سید سلیمان ندوی، مئی ۱۹۵۵ء ص ۳۱۰
۲۹۱۔ محمد سرور خطوطِ محمد علی جوہر ص ۶۷
۲۹۲۔ مجلہ ماہِ نو، کراچی، جنوری ۱۹۵۴ء ص ۵۵
۲۹۳۔ مجلہ اسلام اور عصرِ جدید، دہلی، فروری ۱۹۷۹ء ص ۱۱
۲۹۴۔ مجلہ اسلامک کلچر، جنوری ۱۹۷۹ء
۲۹۵۔ مجلہ اسلامک کلچر، جنوری ۱۹۷۹ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۹۶۔ مجلہ اسلامک کلچر، جنوری ۱۹۷۹ء

۲۹۷۔ مجلہ اسلامک کلچر، جنوری ۱۹۷۹ء

۲۹۸۔ مجلہ اسلامک کلچر، جنوری ۱۹۷۹ء

۲۹۹۔ مجلہ اسلامک کلچر، جنوری ۱۹۷۹ء

۳۰۰۔ مجلہ اسلامک کلچر، جنوری ۱۹۷۹ء

۳۰۱۔ مجلہ اسلامک کلچر، جنوری ۱۹۷۹ء

۳۰۲۔ مجلہ الفرقان، جلد ۴۸، عدد ۱۰، اکتوبر و نومبر ۱۹۸۰ء

۳۰۳۔ سید ابو الحسن علی حسنی ندوی المسلمون فی الھند ص ۱۲۸

۳۰۴۔ عبدالحلیم ندوی ہندوستان میں مسلمانوں کے علمی و ثقافتی مراکز ص ۱۲۸

۳۰۵۔ مجلہ البیان، شعبان ۱۳۲۸ھ

۳۰۶۔ مجلہ البیان، اپریل ۱۹۰۴ء

۳۰۷۔ مجلہ البیان، مارچ ۱۹۰۲ء

۳۰۸۔ مجلہ البیان، جون ۱۹۰۲ء

۳۰۹۔ مجلہ البیان، اگست ۱۹۰۲ء

۳۱۰۔ مجلہ البیان، اکتوبر ۱۹۰۲ء

۳۱۱۔ مجلہ البیان، نومبر ۱۹۰۲ء

۳۱۲۔ مجلہ البیان، دسمبر ۱۹۰۲ء

۳۱۳۔ مجلہ البیان، جنوری ۱۹۰۳ء

۳۱۴۔ مجلہ البیان، فروری ۱۹۰۳ء

۳۱۵۔ مجلہ البیان، مارچ ۱۹۰۳ء

۳۱۶۔ سید ابو الحسن علی حسنی ندوی پرانے چراغ جلد ۱ ص ۳۲۱

۳۱۷۔ مجلہ الضیاء، عدد محرم ۱۳۵۱ھ

۳۱۸۔ مجلہ الضیاء، جلد ۴، عدد ۸ شعبان ۱۳۵۴ھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۱۹۔ مجلہ الضیاء، جلد ۴، عدد ۸ شعبان ۱۳۵۴ھ

۳۲۰۔ مجلہ الضیاء، عدد ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ

۳۲۱۔ مجلہ الضیاء، عدد ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ

۳۲۲۔ مجلہ الضیاء، جلد ۲، عدد محرم ۱۳۵۲ھ

۳۲۳۔ مجلہ مخزن، عدد ۷ اپریل ۱۹۰۱ء ملخص

۳۲۴۔ جریدہ تالیف واشاعت، مئی ۱۹۰۴ء

۳۲۵۔ مجلہ خاتون، جولائی ۱۹۰۴ء

۳۲۶۔ عبدالسلام خورشید — صحافتِ پاکستان وہند میں ص ۲۵۲

۳۲۷۔ وزیر آغا — اردو ادب میں طنز ومزاح ص ۳۵۵ ملخص

۳۲۸۔ عبدالمجید سالک — سرگزشت ص ۲۳۶

۳۲۹۔ عبدالمجید سالک — سرگزشت ص ۲۵۰

۳۳۰۔ مجلہ فاران، عدد جون ۱۹۳۶ء

۳۳۱۔ مجلہ فاران، جون ۱۹۳۶ء

۳۳۲۔ Sunday Magazine, Vol: 3. Issue 13. Nov.2 1980

The Guilt of Patition by George Fernands

۳۳۳۔ مجلہ نئی لہر، امرتسر، جلد ۶، عدد ۱۶، صحافت کے موضوع پر خاص نمبر

۳۳۴۔ مجلہ زندگی، جلد ۲، عدد ۱، ۱۹۴۹ء

۳۳۵۔ مجلہ زندگی، جلد ۶۵، عدد ۴۔۵ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ اکتوبر ۱۹۸۰ء

۳۳۶۔ جریدہ تعمیر حیات، ۱۰ جنوری ۱۹۶۴ء

۳۳۷۔ جریدہ تعمیر حیات، ۲۵ مئی ۱۹۷۲ء

۳۳۸۔ مجلہ برہان، عدد شعبان ۱۳۹۳ھ

۳۳۹۔ مجلہ الفیصل، الریاض، محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

۳۴۰۔ محمد الحسنی — الاسلام الممتحن ص ۱۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۴۱۔ محمد الحسنی الاسلام الممتحن ص ۱۷

۳۴۲۔ مجلہ البعث الاسلامی، جلد ۲۴، عدد ۱ رمضان ۱۳۹۹ھ

۳۴۳۔ مجلہ البعث الاسلامی، جلد ۲۴، عدد ۲ شوال ۱۳۹۹ھ

۳۴۴۔ مجلہ البعث الاسلامی، جلد ۲۴، عدد ۲ شوال ۱۳۹۹ھ

۳۴۵۔ مجلہ البعث الاسلامی، جلد ۲۴، عدد ۱۰ رجب ۱۴۰۰ھ

۳۴۶۔ مجلہ دعوۃ الحق، جلد ۱، عدد ۱ فروری ۱۹۶۵ء

۳۴۷۔ مجلہ دعوۃ الحق، جلد ۲، عدد ۲ مئی ۱۹۶۴ء

۳۴۸۔ مجلہ دعوۃ الحق، ج ۱، ع ۱۳ اگست ۱۹۶۵ء

۳۴۹۔ عبدالحلیم ندوی ہندوستان میں مسلمانوں کے تعلیمی و دینی اور ثقافتی مراکز ص ۱۱

۳۵۰۔ مجلہ دعوۃ الحق، جلد ۱، عدد ۱۳ اگست ۱۹۶۵ء

۳۵۱۔ مجلہ صوت الجامعۃ، جلد ۱، عدد ۱ شعبان ۱۳۸۹ھ

۳۵۲۔ جریدہ الداعی، جلد ۲، عدد ۲۴، ۱۰ ستمبر ۱۹۷۸ء

۳۵۳۔ جریدہ الداعی، جلد ۲، عدد ۱۹، جون ۱۹۷۸ء

۳۵۴۔ جریدہ تعمیر حیات خاص نمبر تین شخصیات کی وفات پر، مشیر الحق ندوی میرے مولانا

۳۵۵۔ مجلہ الفرقان، رجب ۱۳۹۳ھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب کے مصادر

(ا) عربی مصادر:

۱- إبن بطوطة: سفرنامہ ابن بطوطہ، تحفة النظار في غرائب الأمصار وغرائب الأسفار، جلد دوم (تحقيق: ڈاکٹر علي منتصر کتاني، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٩٧٥م).

۲- إبن منظور ابو الفضل جمال الدين: لسان العرب جلد ۹ (مطبع اميرية، قاهرة ۱۳۰۰ / ۱۳۰۷ھ).

۳- أبو الأعلى المودودي: قضية کشمير قصة تتحدى ضمير الانسان (کراچی).

٤- أبو الحسن علي الحسني الندوي: ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمين (دار السلام للطباعة والنشر والتوزيع، حلب، بيروت، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸م (گیارھواں ایڈیشن)۔

٥- أبو الحسن علي الحسني الندوي: المسلمون في الهند (ندوة العلماء لکھنؤ، الهند ١٣٩٦ھ/١٩٧٦م).

٦- أبو الحسن علي الحسني الندوي: التفسير السياسي للإسلام في ضوء کتابات الأستاذ أبي الاعلى المودودي والسيد قطب۔ (عربی ترجمہ: نور عالم امینی ندوی۔ ندوة العلماء لکھنؤ، الهند، ١٣٩٩ھ-١٩٧٩م).

٧- أبو الحسن علي الحسني الندوي: الصراع بين الفكرة الإسلامية والفكرة الغربية في الأقطار الإسلامية (الدار الکويتية للطباعة والنشر والتوزيع۔ ١٣٨٨ھ-١٩٦٨م (دوسرا ایڈیشن)۔

٨- أبو العباس أحمد بن يحيى بن جابر البلاذري: فتوح البلدان.

٩- أبو الكلام آزاد: ثورة الهند السياسية (عربی ترجمہ: عبد الرزاق ملیح ابادی۔ مطبعة المنار ١٣٤١ھ).

١٠- أتول تشاترجي: الهند الجديدة (عربی ترجمہ: ابن سلامة وعبد المنعم مسيدي دار الفكر العربی، القاهرة ١٩٥٥م).

١١- احسان حقي: باکستان، ماضيها وحاضرها (مؤسسة الرسالة بيروت۔ ١٣٩٣ھ/١٩٧٣م).

١٢- احسان حقي: تاريخ شبه الجزيرة الهندية الباکستانية (مؤسسة الرسالة، بيروت۔ ١٣٩٨ھ/١٩٧٨م).

١٣- أحمد أمين: زعماء الاصلاح (مكتبة النهضة المصرية ١٩٧١م (تیسرا ایڈیشن)۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۴-أحمد حسین صاوي: فجر الصحافة في مصر دراسة في اعلام الحملة الفرنسية، ۔ الهيئة المصرية العامة للكتاب ۱۹۷۵م).

۱۵-أحمد رضا: معجم متن اللغة، جلد ۳ (دار مکتبة الحياة، بیروت۔ ۱۳۷۸ھ ۱۹۵۹م).

۱۶-أحمد محمود الساداتي: تاريخ المسلمين في شبة القارة الهندية و حضارتهم (مكتبة الآداب و مطبعتها بالجماميزت ۱۹۵۹م).

۱۷-جار الله محمود عمر الزمخشري: أساس البلاغة جلد ۲، المطبعة الوهابية ۱۲۹۹ھ ۱۸۸۲م (پہلا ایڈیشن)۔

۱۸-جمال الدين الشيال: تاريخ دولة أباطرة المغول الاسلامية في الهند (منشأة المعارف، الاسكندرية ۱۹۶۸م).

۱۹-جواهر لال نهرو: من السجن الى الرئاسة (ترجمة عربی: دار العلم للملايين، بيروت، ۱۹۵۹م (پہلا ایڈیشن)۔

۲۰-جوستاف لوبون: حضارة الهند (عربی ترجمه: عادل زعيتر۔ دار احياء الكتب العربية ۱۳۶۸ھ ۱۹۴۸م).

۲۱-خليل عبدالحميد عبدالعالي: جوانب من التراث الهندي الإسلامي الحديث (مكتبة المعارف الحديثة ۱۹۷۹م).

۲۲-شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت الحموي: معجم البلدان، جلد ۳ (دار صادر بيروت ۱۹۵۵-۱۹۵۷م).

۲۳- شرف الدين پیرزاده: نشأة باكستان (عربی ترجمة: عادل صلاحی۔ الدار السعودية للنشر جدة۔ ۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹م).

۲۴-عبدالحليم الندوي: مراكز المسلمين التعليمية و الثقافية و الدينية في الهند (مطبعة نوري المحدودة، الهند ۱۹۶۷م).

۲۵-عبدالحي الحسني: نزهة الخواطر (دائرة المعارف حيدر آباد، الهند، ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰م).

۲۶-عبدالحي الحسني: الهند في العهد الاسلامي (دائرة المعارف حيدر آباد، الهند ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲م (پہلا ایڈیشن)۔

۲۷-عبدالله حسين: المسألة الهندية (مطبعة التوكل، مصر، ۱۹۴۵م).

۲۸-عبدالمنعم النمر: أبو الكلام آزاد، المجلس الاعلى للشؤون الاسلامية ۱۳۹۴ھ ۱۹۷۴م).

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۹-عبدالمنعم النمر: تاريخ الاسلام في الهند (دار العهد الجديد ۱۳۷۸ھ۱۹۵۹م).

۳۰-قاضي أطهر مبار كفوري: العرب والهند في عهد الرسالة (عربی ترجمة: عبد العزيز عزت بن عبد الخليل-مطابع الهيئة المصرية العامة للكتاب-۱۹۷۲م).

۳۱-محمد اسماعيل الندوي: تاريخ الصلات بين الهند والبلاد العربية (دار الفتح للطباعة والنشر، بيروت (پہلا ایڈیشن)۔

۳۲-محمد البهي: الفكر الاسلامي الحديث وصلته بالاستعمار الغربي (دار الفكر، بيروت، ۱۹۷۳م (چھٹا ایڈیشن)۔

۳۳-محمد الحسني: الاسلام الممتحن (المختار الاسلامي، قاهرة ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷م (پہلا ایڈیشن)۔

۳۴-محمد خير الدرع: معلم الصحافة والإنشاء الصحافة الحرة قلب الأمة الخافق (المكتبة الأموية).

۳۵-محمد مرسى أبو الليل: الهند تاريخها وتقاليدها وجغرافيتها (دار الاتحاد العربي، قاهرة-۱۹۶۵م).

۳۶-محمد ناصر بن عباس: موجز الصحافة في المملكة العربية السعودية (مطابع مؤسسة الجزيرة، الرياض-۱۳۹۱ھ۱۹۷۱م (پہلا ایڈیشن)۔

۳۷-محمد يوسف النجرامي: العلاقة السياسية والثقافية بين الهند والخلافة العباسية (دار الفكر، بيروت-۱۳۹۹ھ۱۹۷۹م).

۳۸-محمود شاكر: باكستان (مؤسسة الرسالة، بيروت-۱۳۹۴ھ۱۹۷۴م).

۳۹-مسعود عالم الندوي: تاريخ الدعوة الإسلامية في الهند (دار العربية).

۴۰-مكتب الاستعلامات، الهند ۱۹۶۷م-۱۹۶۸م.

۴۱-نصرت علي: تاج التواريخ.

۴۲-همايون كبير: التراث الهندي (مجلس الهند للروابط الثقافية، دلهي الجديدة مطبعة "لّ" بومبائي-۱۹۵۵م).

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲) اردو مصادر:

۱۔ ابوالاعلیٰ مودودی: جماعتِ اسلامی کا مقصد اور لائحۂ عمل (اسلامک پبلشرز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۵۰ء)۔

۲۔ ابوالاعلیٰ مودودی: مسئلۂ قومیت (اسلامک پبلشرز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۵۲ء)۔

۳۔ ابوالاعلیٰ مودودی: تحریکِ آزادیٔ ہند اور مسلمان، مرتبہ: خورشید احمد (اسلامک پبلشرز لمیٹڈ، لاہور، مارچ ۱۹۷۹ء)۔

۴۔ ابوالاعلیٰ مودودی: شخصیات، مرتبہ: سمیع اللہ و خالد ہمایوں (البدر پبلیکیشنز، لاہور، طبع اول)

۵۔ ابوالآفاق ایم۔اے: سید ابوالاعلیٰ مودودی سوانح، افکار (تحریکِ اسلامی پبلشرز لمیٹڈ، لاہور، طبعِ اول، ۱۹۷۱ء)۔

۶۔ ابوالحسن علی حسنی ندوی: پرانے چراغ (مکتبہ فردوس لکھنؤ طبعِ اول، ۱۳۹۵ھ۔ ۱۴۰۰ھ)

۷۔ ابوسلمان شاہجہاں پوری: ارمغانِ آزاد، آزاد اکیڈمی، کراچی۔

۸۔ ابوظفر ندوی: تاریخ سندھ، معارف، اعظم گڑھ، ۱۹۷۵ء۔

۹۔ ڈاکٹر احمد لاری: حسرت موہانی، گورکھپور، ۱۹۷۵ء۔

۱۰۔ اختر راہی: مسعود عالم ندوی سوانح و مکتبات، ظفر ناشر قرآنی، گجرات، پاکستان۔

۱۱۔ اصغر علی عباس: سرسید کی صحافت، انجمن ترقی اردو، دہلی، ۱۹۷۵ء

۱۲۔ آل احمد سرور: سرسید اور مغرب کے تہذیبی اور ادبی اثرات، علی گڑھ، ۱۹۷۴ء۔

۱۳۔ الطاف حسین حالی: حیاتِ جاوید، نامی پریس، کانپور ۱۹۰۱ء۔

۱۴۔ الطاف حسین قریشی: مقابلات، البدر پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۷۵ء۔

۱۵۔ امداد صابری: تاریخِ صحافت اردو ، یونین پریس، اردو بازار، دہلی، ۱۹۷۴ء۔

۱۶۔ امداد صابری: روحِ صحافت، پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۶۸ء۔

۱۷۔ انور عارف: آزادی کی تقریریں، ادبی دنیا، دہلی ۱۹۶۱ء۔

۱۸۔ انور علی: ردِ فتنۂ مودودیت۔

۱۹۔ خورشید نعمانی. دارالمصنفین اعظم گڑھ کی ادبی خدمات، رحیمی پریس، بمبئی، ۱۹۷۷ء۔

۲۰۔ ذکاء اللہ: تاریخ ہند، دہلی، ۱۹۰۵ء۔

۲۱۔ ریاست علی ندوی: عہدِ اسلامی کا ہندوستان، مطبع معارف، اعظم گڑھ، طبع اول ۱۹۵۰ء۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۲۔ رئیس احمد جعفری: دیدوشنید، محمد علی اکیڈمی، لاہور، ۱۹۶۵ء۔

۲۳۔ رئیس احمد جعفری: سیرتِ محمد علی، مکتبہ جامعہ اسلامیہ، دہلی، ۱۹۳۲ء۔

۲۴۔ رئیس احمد جعفری: علی برادران، محمد علی اکیڈمی، لاہور، ۱۹۶۳ء۔

۲۵۔ سید احمد خان: التماس بخدمت ساکنان ہند در باب تعلیم اہلِ ہند، پرائیویٹ پریس، غازیپور، ۱۸۶۳ء

۲۶۔ سید انصار انصاری: مقالات ناصری، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۱۹۵۹ء۔

۲۷۔ سید سلیمان ندوی: مقالاتِ شبلی، معارف پریس، اعظم گڑھ۔ ۱۹۶۴ء۔

۲۸۔ سید سلیمان ندوی: حیاتِ شبلی، معارف پریس، اعظم گڑھ، ۱۹۴۳ء۔

۲۹۔ سید عبداللہ: جدید اردو نثر، علی گڑھ، ۱۹۷۲ء۔

۳۰۔ سید عبداللہ: مباحث، علی گڑھ، ۱۹۷۰ء۔

۳۱۔ سید فیاض محمود و ڈاکٹر عبادت بریلوی: تاریخ ادبیاتِ مسلمانان پاکستان و ہند میں، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۷۲ء۔

۳۲۔ سید نقی علی: مولانا مودودی کا عہد میری نظر میں، البدر پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۸۰ء۔

۳۳۔ شاہ معین الدین احمد ندوی: حیاتِ سلیمان، معارف پریس، اعظم گڑھ، ۱۹۷۱ء۔

۳۴۔ شورش کاشمیری: چھری ، البدر پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۷۵ء۔

۳۵۔ شیخ محمد اکرم: یادگارِ شبلی، انجمن ترقی، علی گڑھ، ۱۹۶۵ء۔

۳۶۔ شیخ عطاء اللہ: اقبال نامہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ۱۹۶۰ء۔

۳۷۔ ظفر احمد انصاری: تحریکِ پاکستان اور علماء، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

۳۸۔ عبدالحق: سرسید احمد خان حالات وافکار، اردو مرکز، دہلی، ۱۹۶۰ء۔

۳۹۔ عبدالرحمٰن چودھری: سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۷۸ء۔

۴۰۔ عبدالسلام خورشید: صحافت پاکستان و ہند میں، مکتبہ کاروان، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

۴۱۔ عبدالسلام خورشید: داستانِ صحافت، مکتبہ کاروان، لاہور، ۱۹۷۴ء۔

۴۲۔ عبدالسلام خورشید: کاروانِ صحافت، انجمن ترقی اردو، پاکستان، ۱۹۶۴ء۔

۴۳۔ عبداللہ بٹ: ابوالکلام آزاد، ایشیاٹک سوسائٹی، دہلی، ۱۹۶۸ء۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۴۴۔عبدالماجد دریابادی: معاصرین، کوہ نور آرٹ پرائیویٹ لمیٹڈ، کلکتہ، طبع اول، ۱۳۹۹ھ (۱۹۷۹ء)۔
۴۵۔عبدالماجد دریابادی: محمد علی ذاتی ڈائری کے چند اوراق، معارف پریس، اعظم گڑھ، ۱۳۷۵ھ (۱۹۵۶ء)۔
۴۶۔عبدالماجد دریابادی: آپ بیتی، مکتبہ فردوس، لکھنؤ، طبع اول، ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۸ء۔
۴۷۔عبدالمجید سالک: مسلم ثقافت ہندوستان میں، مکتبہ کاروان، لاہور، ۱۹۵۰ء۔
۴۸۔عبدالمجید سالک: سرگزشت، مکتبہ کارواں، لاہور، ۱۹۶۵ء۔
۴۹۔عبیداللہ خان: مقالاتِ شبلی، اردو مرکز، لاہور، ۱۹۶۱ء۔
۵۰۔عتیق احمد صدیقی: ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں، انجمن ترقیِ اردو ہند، علی گڑھ، طبعِ اول، ۱۹۵۷ء۔
۵۱۔قاضی عبدالغفار: حیاتِ اجمل، اردو بازار، دہلی، ۱۹۶۰ء۔
۵۲۔کلیم الدین: سخنہائے گفتنی، فروغ اردو، لکھنؤ، ۱۹۵۵ء۔
۵۳۔ڈاکٹر کلیم الرحمن خان ندوی: مولانا محمد سلمان خان نقوش و تاثرات، ۱۹۹۲ء۔
۵۴۔محمد سرور: مولانا مودودی کی تحریکِ اسلامی، اسلامک پبلشرز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۶۸ء۔
۵۵۔محمد سرور: خطوطِ محمد علی، محمد علی اکیڈمی، لاہور، ۱۹۷۰ء۔
۵۶۔محمد علی جوہر: کتابات وکلمات محمد علی جوہر، مطبوعات محمد اشرف، پاکستان، ۱۹۶۰ء۔
۵۷۔محمد یوسف: مولانا مودودی اپنی اور دوسروں کی نظر میں، اسلامک پبلشرز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۶۹ء۔
۵۸۔ملک زادہ منظور: مولانا ابوالکلام آزاد فکر وفن، انجمن ترقی اردو ہند، علی گڑھ، ۱۹۷۷ء۔
۵۹۔منت اللہ رحمانی: مکاتب گیلانی، اردو بازار، دہلی، ۱۹۷۵ء۔
۶۰۔وزیر آغا: اردو ادب میں طنز و مزاح، انجمن ترقیِ اردو ہند، علی گڑھ، ۱۹۶۰ء۔

(۳) فارسی مصادر:

۱۔ابوالفضل: آئینِ اکبری، طباعت دہلی، ۱۸۵۰ء۔
۲۔جہانگیر: تزکِ جہانگیری، دہلی، ۱۸۲۵ء۔
۳۔ضیاء الدین برنی: تاریخِ فیروز شاہی، ایشیاٹک سوسائٹی، ۱۸۶۰ء۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴) اخبارات و رسائل مصادر کے طور پر:

آئین	اردو	پاکستان
۲۔اردوادب	اردو	بمبئی
۳۔اردوئے معلّی	اردو	علی گڑھ
۴۔اسلام اور عصرِ جدید	اردو	دہلی
۵۔ایشیا	اردو	پاکستان
۶۔برہان	اردو	دہلی
۷۔البعث الاسلامی	عربی	لکھنؤ
۸۔البلاغ	اردو	کلکتہ
۹۔البیان	عربی	لکھنؤ
۱۰۔تالیف واشاعت	اردو	لاہور
۱۱۔ترجمان القرآن	اردو	حیدرآباد، دارالاسلام
۱۲۔تعمیرِ حیات	اردو	لکھنؤ
۱۳۔تہذیب الاخلاق	اردو	علی گڑھ
۱۴۔الجامعۃ	اردو	دہلی
۱۵۔چٹان	اردو	لاہور
۱۶۔چراغِ راہ	اردو	پاکستان
۱۷۔خاتون	اردو	علی گڑھ
۱۸۔الداعی	عربی	دیوبند
۱۹۔دعوۃ الحق	عربی	دیوبند
۲۰۔زندگی	اردو	رامپور
۲۱۔سائنٹفک سوسائٹی	اردو، انگریزی	علی گڑھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۲۔السیاسۃ	عربی	کویت
۲۳۔صدقِ جدید	اردو	لکھنؤ
۲۴۔صوت الجامعۃ	عربی	بنارس
۲۵۔الضیاء	عربی	لکھنؤ
۲۶۔علوم اسلامیہ	اردو	لکھنؤ
۲۷۔علی گڑھ گزٹ	اردو	علی گڑھ
۲۸۔فاران	اردو	بجنور
۲۹۔الفرقان	اردو	لکھنؤ
۳۰۔فروغِ اردو	اردو	لکھنؤ
۳۱۔الفیصل	عربی	ریاض
۳۲۔ماہِ نو	اردو	کراچی
۳۳۔مخزن	اردو	لاہور
۳۴۔معارف	اردو	اعظم گڑھ
۳۵۔الندوہ	اردو	لکھنؤ
۳۶۔نشانِ منزل	اردو	بھوپال
۳۶۔نئی لہر	اردو	امرتسر
۳۷۔نیادور	اردو	دہلی
۳۸۔ہمدرد	اردو	دہلی
۳۹۔الہلال	اردو	کلکتہ

قرآن اکیڈمی لائبریری
13695
K-36 ماڈل ٹاؤن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵)انگریزی مصادر:

1.Abdullah Yousuf Ali:Cultural History of India during the British period,Bombay.Bombay (Not deted).
2.Abul Kalam Aazad:India wins freedom.Sahitya Academy.New Delhi.
3.Comrade.Delhi
4.Margarita Bans: The India Press, London, 1940.
5.Quanungo:Sher Shah Suri. Delhi, India Press, Delhi. 1950.
6.Ram Babu Saxena:History of Urdu Literature, London. 1954.
7.S. C. Sanyal:Islamic Culture, Hydrabad.
8.Sunday Magzine. Bombay.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

تعارف مؤلف

ڈاکٹر سلیم الرحمٰن ندوی صاحب کا تعلق بھوپال کے ایک علمی و ادبی گھرانے سے ہے۔ آپ حافظِ قرآن ہیں۔ برصغیر کی عظیم درس گاہ دار العلوم ندوۃ العلماء سے ۱۹۷۴ء میں سندِ عالمیت اور ۱۹۷۶ء میں سندِ فضیلت حاصل کی۔ جامعہ الامام محمد بن سعود، الریاض سعودی عرب سے ۱۹۸۲ء میں ایم اے کی سند حاصل کی۔ ۱۹۸۲ء میں ہی ان کا تقرر مبعوث دینی کی حیثیت سے جاپان میں کیا گیا اور آج تک جاپان میں دعوت و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ ۲۰۰۳ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے "الثقافہ الاسلامیہ فی الیابان" کے موضوع پر مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

جاپان میں ڈاکٹر سلیم الرحمٰن ندوی صاحب کی سرگرمیوں کا دائرہ بہت وسیع اور متنوع ہے۔

آپ "المعهد العربي الاسلامي" میں عربی اسلامی ثقافت کے استاد رہے۔ زکوٰۃ کمیٹی کے صدر، متعدد مساجد میں جمعہ، عیدین اور تراویح کی نمازوں کے خطیب، رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین، چوؤ (Chuo) یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر، تجارتی کمپنی کوثر ٹوکیو کے صدر، ندوہ ایجوکیشن سینٹر جاپان کے صدر اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مجلسِ انتظامیہ کے رکن ہیں۔ متعدد ممالک میں کانفرنسوں اور سیمیناروں میں مقالات پیش کر چکے ہیں۔ جاپان میں متعدد افراد اِن کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

ڈی۔۳۵، بلاک۔۵، فیڈرل بی ایریا، کراچی
فون: ۳۶۳۳۹۸۴۰_۳۶۶۸۰۹۲۰ (۹۲_۲۱)
برقی پتہ: irak.pk@gmail.com، ویب گاہ: www.irak.pk